

فتاویٰ مفتی محمود

جلد ہشتم

فتیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم نٹان۔

فہرست

☆ عرض ناشر

۲۵

قضاء، تحکیم اور صلح کا بیان

- ۱- کیا فیصلہ کے وقت مدعی اور مدعا علیہ دونوں کا موجود ہونا ضروری ہے، کیا باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں قبول ہے، فاسق کی شہادت کا حکم، کیا دونوں شاہدوں کے لیے الگ الگ صریح شہادت ضروری ہے، عاقلہ بالغ لڑکی کا والد اگر لڑکی کی توکیل کے بغیر مجلس فیصلہ میں آئے گا تو فیصلہ درست نہ ہوگا۔ ۲۷
- ۲- مفتی کو جب تک لوگ حکم تسلیم نہ کریں وہ مسئلہ بنا سکتا ہے لیکن فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ۲۸
- ۳- مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ سے قسم لی جائے۔ ۲۹
- ۴- دو علماء کرام کے فیصلہ پر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا محققانہ تبصرہ۔ ۲۹
- ۵- اگر مدعا علیہ قسم اٹھانے سے انکار کر دے تو اس کے ذمہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ ۳۱
- ۶- ثالث کا مدعا علیہ کو کہنا کہ رقم قرآن کریم پر رکھ دو تا کہ مدعی اٹھائے یہ فیصلہ غیر شرعی ہے۔ ۳۲
- ۷- حاکم کے مقرر کیے بغیر یتیم لڑکیوں کا نانایا چچا وغیرہ اُن کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے۔ ۳۲
- ۸- ایک فریق کی رائے ہے کہ شرعی فیصلہ کیا جائے دوسرے فریق کی رائے ہے کہ برادری کی رسم کے مطابق ہو تو حق پر کون ہے۔ ۳۳
- ۹- اگر نابالغ بچی کو ساری جائیداد ہبہ کی جائے اور پھر ناجاتی کی صورت میں لڑکی کا والد اسی جائیداد پر خلع کرے تو کیا حکم ہے۔ ۳۵
- ۱۰- علماء کرام سے فیصلہ کروایا لیکن اب ایک فریق نہیں ماننا تو کیا کیا جائے۔ ۳۶
- ۱۱- علماء کرام کا مذکورہ فیصلہ شرعی نہیں ہے لہذا لازم بھی نہیں ہے۔ ۳۸
- ۱۲- اگر ایک فریق اپنے مقرر کردہ ثالث کا فیصلہ تسلیم نہ کرے تو دوسرے فریق پر بھی فیصلہ لازم نہیں۔ ۳۹
- ۱۳- اگر کوئی شخص غلط کوائف ظاہر کر کے عدالت سے فیصلہ کروادے تو اسے کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۴۰
- ۱۴- قرعہ اندازی کے ذریعہ غیر اہل کو منتخب کرنے کا فیصلہ کالعدم ہے۔ ۴۰
- ۱۵- یتیم بچوں کی جائیداد کا متولی، مسلمان حاکم کو ان کے کسی امین رشتہ دار کو بنانا چاہیے۔ ۴۱
- ۱۶- حاکم کا فیصلہ جب فریقین نے تسلیم کر لیا تو اب کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ۴۲

Fatawa Mufti Mahmood Vol.8

By

Maulana Mufti Mahmood

ISBN : 969-8793-54-2

فتاویٰ مفتی محمود کی طباعت و اشاعت کے جملہ حقوق زیر قانون کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء

حکومت پاکستان بذریعہ نوٹیفیکیشن No F21-2356/2004LOPR

رجسٹریشن نمبر 17227-COPR to 17233-COPR بحق ناشر محمد ریاض درانی محفوظ ہیں۔

ضابطہ

نام کتاب :	فتاویٰ مفتی محمود (جلد ہشتم)
اشاعت اول :	جون ۲۰۰۶ء
اشاعت دوم :	جون ۲۰۰۸ء
ناشر :	محمد ریاض درانی
بہ اہتمام :	محمد بلال درانی
سرورق :	جیل حسین
کمپوزنگ :	جمیہ کمپوزنگ سنٹر رحمن پلازہ اردو بازار لاہور
مطبع :	اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور
قیمت :	200/- روپے
شوروم :	رحمن پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور
	فون نمبر 7361339

- ۱۷- گورنمنٹ کسی کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر نہ تصرف کر سکتی ہے اور نہ تبدیلی۔ ۴۳
- ۱۸- ایک مدرسہ کے متعلق دو فریقوں کا اختلاف اور حضرت مفتی محمود نور اللہ مرقدہ کا فیصلہ۔ ۴۳
- ۱۹- خالٹوں کا مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا خلاف شرع ہے۔ ۴۴
- ۲۰- جو شخص زمین کی حفاظت کے لیے دیوار کھڑی کر رہا ہو اور کسی کو نقصان نہ پہنچا ہو وہ حق بجانب ہے۔ ۴۵
- ۲۱- رشوت خور اور ظالم قاضی کا حکم ایک شخص کا ساٹھ سال بعد میراث میں اشتراک کا دعویٰ کرنا، حق مہر میں دی گئی جائیداد اگر کسی اجنبی کے قبضہ میں دی گئی تھی لیکن دینے والے نے دوبارہ قبضہ کر لیا کیا حکم ہے۔ ۴۸
- ۲۲- جب فریقین نے کسی عالم دین کو ثالث مقرر کیا اور انہوں نے موافق شرع فیصلہ کیا تو اس میں رد و بدل جائز نہیں ہے۔ ۴۹
- ۲۳- اگر نابالغ بچوں کی زمین بیچنے کی ضرورت ہو تو مجاز حاکم سے اجازت لی جائے۔ ۵۲

شہادت اور گواہی کا بیان

- ۱- اگر گواہ کو کسی کام کا صرف شبہ ہو تو شہادت درست نہیں۔ ۵۵
- ۲- سود خوار افیمی اور داڑھی مونڈنے والے کی شہادت مردود ہے۔ ۵۵
- ۳- بے ریش اور بے نمازی کی گواہی مردود ہے۔ ۵۶
- ۴- شہادت میں اپنے نفع یا ضرر کا ازالہ مقصود نہ ہونا چاہیے۔ ۵۶
- ۵- رشتہ داری اور کنبہ پروری کی وجہ سے جکی شہادت چھپانا۔ ۵۷
- ۶- جب فعل بد کرنے کے چار گواہ موجود ہیں تو زانی کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں۔ ۵۷
- ۷- ایک آدمی کی شہادت سے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ۵۸
- ۸- گواہ کے سر پر قرآن مجید رکھنا شرعاً ٹھیک نہیں ہے اگر دونوں گواہوں میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ کیسے کریں۔ ۵۸
- ۹- ایک شخص کی شہادت معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ قسم بھی کھاتا ہو۔ ۶۰
- ۱۰- جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے اگرچہ مظلوم کی اعانت کے لیے ہو۔ ۶۰
- ۱۱- اذان میں جو توحید و رسالت کی شہادت ہے یہ بغیر مشاہدہ کے درست ہے۔ ۶۱

وکالت، کفالت اور حوالہ کا بیان

- ۱- جس شخص نے اپنی ذمہ داری پر کسی کے ہاں مہمان ٹھہرایا اور اس نے چوری کر لی کیا حکم ہے۔ ۶۳
- ۲- جس کی ضمانت کسی شخص نے دی ہو، صاحب حق ضمانت دہندہ سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ۶۳
- ۳- جب ایک شریک نے دوسرے کی اجازت سے مال فروخت کیا تو بائع دوسرے ساتھی کا وکیل ہے۔ ۶۴
- ۴- ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ مشترک زمین سے میرا حصہ بیچ دو اور بھائی نے خود ہی خرید لیا کیا حکم ہے۔ ۶۴
- ۵- بیوی کے مال سے خریدی گئی زمین بیوی کی ملکیت ہوگی یا اس کے شوہر کی۔ ۶۵

- ۶- ریل گاڑی وکیل مشترک ہے مال ضائع ہونے کی صورت میں مشتری ذمہ دار ہوگا۔ ۶۶
- ۷- وکیل بالشراء مبیعہ اپنے لیے نہیں خرید سکتا۔ ۶۷
- ۸- اگر کسی نے اپنے ملازم کو مکان خریدنے کے لیے عاریہ رقم دی اور اس نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی کیا حکم ہے۔ ۶۸

کتاب الدعویٰ

- ۱- جس شخص نے شفعہ کا ناحق دعویٰ کر کے زمین حاصل کی ہو کیا اس زمین کی برآمدات جائز ہیں۔ ۷۱
- ۲- رقم لینے والا اگر زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے تو وہی مدعی ہے۔ ۷۱
- ۳- مدعی کے ذمے گواہ اور مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے۔ ۷۲
- ۴- درج ذیل صورت میں مدعی کون ہے اور مدعی علیہ کون ہے، کیا قاضی کا مذکورہ فیصلہ شریعت کے مطابق ہے۔ ۷۳
- ۵- ڈیڑھ سو سال قبل کا دعویٰ کرنا۔ ۷۴
- ۶- کیا ۱۵ سال تک دعویٰ نہ کرنے سے حق دعویٰ ساقط ہو جاتا ہے۔ ۷۴
- ۷- ایک سالہ یتیم بچے کے ساتھ مشترک زمین چچاؤں نے فروخت کر دی وہ یتیم ۲۶ سال بعد واپسی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ ۷۶
- ۸- جبراً کسی چیز کو قبضہ میں رکھنے سے قبضہ شمار نہیں ہوتا، مفصل فیصلہ۔ ۷۷
- ۹- ۲۰ سال کا عرصہ گزرنے سے بھی مسلمہ حقوق ساقط نہیں ہوتے۔ ۸۲
- ۱۰- جب دو بھائی مشترک کاروبار کرتے رہے اور تمام مال آدھا آدھا تقسیم کر دیا یہ درست ہے اور بھائی کا دعویٰ غلط ہے۔ ۸۳
- ۱۱- مدعا علیہ کی جھوٹی قسم کا کوئی اعتبار نہیں مدعی حق بجانب ہے۔ ۸۵
- ۱۲- جو بھائی والد کو رقم واپس کرنے کا مدعی ہے اس کے ذمہ گواہ ہے ورنہ دوسرے بھائی کے ذمہ قسم ہے۔ ۸۶
- ۱۳- عورت اگر اپنے شوہر کی طرف کسی کی نسبت کرتی ہے لیکن گواہ نہیں ہیں تو وہ عورت گنہگار ہے۔ ۸۷
- ۱۴- اگر کسی کے پاس زیورات امانت رکھوائے گئے لیکن اس نے خریدنے کا دعویٰ کر دیا تو کیا حکم ہے۔ ۸۸
- ۱۵- اگر فریقین نے ایک شخص کو حکم تسلیم کیا لیکن فیصلہ سے قبل ایک فریق پھرنا چاہتا ہے تو کیا حکم ہے کیا حکم کے لیے اپنے فیصلہ پر فیس لینا جائز ہے، کیا حکم مدعا علیہ کو اطلاع دیے بغیر گواہوں کا حال بیان کر سکتا ہے، کیا حکم مجلس فیصلہ برخاست ہونے کے بعد مدعا علیہ سے قسم لینے کے لیے کسی اور کو بھیج سکتا ہے، اگر زیادہ مسافت کی وجہ سے گواہ خود نہ جاسکے کسی اور کو بھیج سکتا ہے، گواہوں کا کسی اور کو گواہ بنانا، گواہوں کا گواہی دینے کے بعد اپنی شہادت میں تبدیلی کرنا۔ ۸۹
- ۱۶- جب یعنی شاہد موجود نہ ہو اور مدعا علیہ انکاری ہو تو جرم ثابت نہ ہوگا۔ ۹۱
- ۱۷- اگر مدیون کچھ رقم دینے کا دعویٰ کر رہا ہے اور دائن انکاری ہے تو افق میں سے مدعی کون ہے۔ ۹۱
- ۱۸- اگر مدعی اور مدعا علیہ دونوں کے حق میں گواہان موجود ہوں تو فیصلہ کیسے کیا جائے گا۔ ۹۲
- ۱۹- مدعی کے رشتہ دار دعویٰ نہیں کر سکتے اور مدعا علیہ کو قسم نہ دلانے سے حق ساقط نہیں ہوتا۔ ۹۳
- ۲۰- دعویٰ کی صورت میں مدعی پر گواہ ہوتے ہیں اور یحییٰ مدعا علیہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ ۹۵

- ۲۱- اگر کسی کے گھر کے صحن میں درخت ہو اور اُس پر دوسرے رشتہ دار مشترک ہونے کا دعویٰ کریں تو کیا حکم ہے۔ ۹۵
- ۲۲- کسی پر چوری کا دعویٰ کیا گیا تو مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا لازم ہے۔ ۹۷
- ۲۳- جب ایک زمین پر جدی پشتی ایک شخص کا قبضہ ہے تو کسی مہاجر کا ہندو کی پر اپنی سمجھ کر قبضہ کرنا غلط ہے۔ ۹۸
- ۲۴- بالغ زمین فروخت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اس کے بیٹے نے جو ان ہونے کے بعد مشتری پر دعویٰ کر دیا۔ ۹۸
- ۲۵- حق مجہول کا دعویٰ درست نہیں اور کیس دائر کرنے پر مدعی سے جو خرچہ ہوا وہ مدعا علیہ سے طلب نہیں کر سکتا۔ ۹۹
- ۲۶- مدعی کا کسی پر چوری کا دعویٰ بغیر گواہوں کے معتبر نہیں ہے اور نہ ہی اُس کی قسم کا اعتبار ہے۔ ۱۰۰
- ۲۷- اگر کسی شخص نے دوسرے کو خام مال بنانے کے لیے دیا ہو اور پھر مال لینے والا انکاری ہو گیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۰۱
- ۲۸- دائن کا دعویٰ ہے کہ میں نے مدیوں کو اتنی رقم دی تھی اور مدیوں کم مقدار بتاتا ہے تو کیا حکم ہے۔ ۱۰۲
- ۲۹- مفتی یا قاضی کو مدعا علیہ کی یحیٰ پر فیصلہ کرنا چاہیے۔ ۱۰۲
- ۳۰- ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہے دوسرے نے اس پر دعویٰ کر دیا مدعا علیہ نے دو واسطوں سے اس زمین کو خریدنے کا دعویٰ کر دیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۰۳
- ۳۱- مدعا علیہ کا قاضی یا حکم کی مجلس کے بغیر قسم کھانے سے حق دعویٰ ساقط نہیں ہوتا۔ ۱۰۴
- ۳۲- جو شخص زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے وہ مدعی ہے۔ ۱۰۵
- ۳۳- جس شخص نے بنک خزانچی سے قرضہ لیا ہو اور اب دینے سے جی چار ہا ہو تو کیا حکم ہے۔ ۱۰۶
- ۳۴- ایک شخص کا ایک عورت پر منکوح ہونے کا دعویٰ ہے جبکہ عورت کے والد نے اُس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا کیا حکم ہے۔ ۱۰۶
- ۳۵- اگر دو کاندھ کو کسی پر شہد ہوا ہو کہ اُس نے نکلے سے روپے اٹھائے ہیں تو کیا مدعا علیہ روپے قرآن پر رکھ سکتا ہے۔ ۱۰۷
- ۳۶- اگر ایک زمین کا غذات میں کسی کے نام ہے اور گواہ بھی موجود ہیں تو دوسرے کا دعویٰ غلط ہے۔ ۱۰۸
- ۳۷- مدعی کے پاس اگر شہادت دینے کے لیے صرف عورتیں ہوں تو کیا فیصلہ ہوگا۔ ۱۰۹
- ۳۸- جب ایک شخص کسی سے رقم لینے کا اقرار کرے اور ہبہ ہونا دلیل سے ثابت نہ ہو تو لوٹانا واجب ہے۔ ۱۰۹
- ۳۹- کیا مدیوں کا ضامن مدیوں سے مقدمہ کرنے کا خرچ طلب کر سکتا ہے۔ ۱۱۳
- ۴۰- چوری کا دعویٰ کرنے والے کے لیے گواہ پیش کرنا لازم ہے۔ ۱۱۳
- ۴۱- مدعی کے لیے عادل ہونا شرط نہیں ہے حتیٰ کہ غیر مسلم بھی دعویٰ کر سکتا ہے۔ ۱۱۴
- ۴۲- جس شخص کے پاس امانت رکھوائی گئی ہو اور وہ فوت ہو جائے تو اولاد پر لوٹانا لازم ہے۔ ۱۱۵
- ۴۳- کسی عورت کا اپنے سر کے خلاف بدکاری کا دعویٰ کرنا۔ ۱۱۶
- ۴۴- سول جج کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب کا مشترکہ زمین کا فیصلہ کرنا۔ ۱۱۷
- ۴۵- عرصہ ۳۰ سال گزرنے کے بعد کسی پر دعویٰ کرنا۔ ۱۱۸
- ۴۶- متوفی بھائی کی ایک بیٹی کی موجودگی میں بھائی بھی حقدار ہیں دعویٰ نہ کرنے سے حق باطل نہیں ہوتا۔ ۱۱۹
- ۴۷- زمین کے حدود اور شرائط صحت بیع سے متعلق مفصل فتویٰ۔ ۱۲۰

کتاب السیر والارتداد

- ۱- اس شریعت کے مقابلہ میں کفر منظور ہے اور اذان کی تشبیہ کتے کے بھونکنے سے دینا (العیاذ باللہ)۔ ۱۲۳
- ۲- کسی شخص کا یہ کہنا "میں قرآن نہیں مانتا" کفر یہ الفاظ ہیں۔ ۱۲۳
- ۳- کسی شخص کا "ظلم خدا کا" کہنا۔ ۱۲۴
- ۴- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر "یا رسول اللہ" کہنا۔ ۱۲۵
- ۵- "اگر اللہ تعالیٰ خود میرے پاس آ جائے پھر بھی برادری میں نہ بیٹھوں گا" ان الفاظ کا کیا حکم ہے۔ ۱۲۶
- ۶- جو شخص کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام انبیاء کی مدد کی ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ۱۲۷
- ۷- کیا "تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ" میں واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مراد ہیں۔ ۱۲۷
- ۸- قرآن کریم کو لات مارنا اور زمین پر پھینکنا (العیاذ باللہ)۔ ۱۲۸
- ۹- حضرت عثمان اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو غلطی پر قرار دینا۔ ۱۲۹
- ۱۰- مولانا مودودی کی کتابیں پڑھنی چاہئیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ ۱۲۹
- ۱۱- سلام کی توجہ کرنے سے توبہ استغفار لازم ہے بیوی پر طلاق نہیں پڑتی۔ ۱۳۰
- ۱۲- شیعہ کی دی ہوئی رقم سے مشائی لے کر سنیوں پر تقسیم کرنا۔ ۱۳۰
- ۱۳- اگر کوئی شخص غلطی سے کہے کہ "حضور کے بعد امام مہدی بطور نبی آئیں گے" تو کیا حکم ہے۔ ۱۳۱
- ۱۴- نبی کے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنا ہرگز اسلامی عقیدہ نہیں ہے۔ ۱۳۲
- ۱۵- مودودی صاحب نے تمہیمات میں حدود کے متعلق جو کچھ لکھا ہے کیا وہ درست ہے، مغربی پاکستانی کے صوبائی اسمبلی میں جو بل کیا گیا وہ بالکل درست ہے، اگر حکومت بنک کے نظام کو درست کرنے کے لیے وقت مانگے، بیت المال اور چور کا ہاتھ کاٹنا جاری نہ کرے کیا یہ ظلم ہوگا۔ ۱۳۳

شرکت اور مضاربیت کا بیان

- ۱- کیا یہ درست ہے کہ مضاربیت میں اصل سرمایہ کی زکوٰۃ سرمایہ دار کے ذمے ہے۔ ۱۳۷
- ۲- اگر مضارب کا نفع بہت تھوڑا ہو اور زکوٰۃ اس کے حصہ سے ادا کی جائے تو شاید آئندہ سال بھی اس کو کچھ نہ بچے تو کیا حکم ہے۔ ۱۳۷
- ۳- مشترک کاروبار کرنے والے بھائی برابر کے حصہ دار ہوں گے اگرچہ عمل میں تفاوت ہو۔ ۱۳۸
- ۴- جب حج بدل کی وصیت اگر میت نے مرنے سے قبل کی ہو تو دیگر شریکوں پر پورا کرنا لازم ہے۔ ۱۳۹
- ۵- سرکاری ملازم کو جو جی پی فنڈ ملتا ہے کیا دوسرے بھائی اس میں شریک ہوں گے۔ ۱۳۹
- ۶- اگر ایک بھائی نے مشترکہ زمین سے اپنا حصہ فروخت کر دیا تو مشتری دوسرے بھائی کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔ ۱۴۰

- ۷- رب المال اگر مضارب سے یہ شرط رکھ دے کہ ہر چیز پر الگ الگ منافع دو گے تو جائز نہیں ہے، کنویں پر زکوٰۃ خرچ نہیں کی جاسکتی، سونے کے بٹن اور گھڑی کے لیے چین جائز ہیں لیکن احتیاط اولیٰ ہے۔ ۱۴۱
- ۸- تین بھائیوں کی جب مشترکہ زمین تھی ایک نے بعض حصے میں درخت باغات لگائے اب تقسیم کیسے ہوگی۔ ۱۴۲
- ۹- دوسرے شریکوں کی مرضی کے بغیر کسی رشتہ دار کو مشترکہ چیز میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ ۱۴۳
- ۱۰- اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ فلاں ملک کی کرنسی میرے لیے خرید لینا میں اتنی رقم بطور مضاربہ استعمال کروں گا۔ ۱۴۳
- ۱۱- مشترکہ مال سے خریدی گئی زمین سب بھائیوں میں مشترک ہوگی ایک کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔ ۱۴۴
- ۱۲- رب المال نے اگر مضارب کو خاص مال کا پابند کیا ہو تو دوسرا جائز نہیں اور محض مشورہ دیا ہو تو جائز ہے۔ ۱۴۵
- ۱۳- مضارب اگر رقم کو اپنے ذاتی کاروبار پر لگائے تو رقم اُس کے ذمہ قرض شمار ہوگی۔ ۱۴۶
- ۱۴- جب شریک مال سے کوئی بھی چیز خریدی جائے وہ سب بھائیوں میں شریک ہوگی مفصل فتویٰ۔ ۱۴۷
- ۱۵- جب تمام بھائیوں کا حساب کتاب الگ ہو تو ایک بھائی کی خریدی ہوئی دکان مشترک نہیں ہو سکتی۔ ۱۴۹
- ۱۶- رب المال کا مضارب کے ساتھ ۵۰ روپے طے کرنا جائز نہیں ہے۔ ۱۵۰
- ۱۷- آڑھتی کو مضاربہ پر رقم دینا جائز نہیں ہے۔ ۱۵۱
- ۱۸- والد صاحب کی زندگی میں بڑے بھائیوں نے جب مکان خریدا تو اس میں چھوٹے بھائی شریک نہیں ہیں ۱۵۱
- ۱۹- اپنا ویزہ دوسرے پر اس شرط سے فروخت کرنا کہ سعودی عرب پہنچنے کے بعد واپس کرنا ہوگا، کیا باپ کی زندگی میں بیٹا اُس کی اجازت کے بغیر قربانی کر سکتا ہے۔ ۱۵۲
- ۲۰- مضارب کی ایک پیچیدہ صورت کی وضاحت۔ ۱۵۳
- ۲۱- اگر زمین مشترک سرمایہ سے خریدی گئی لیکن بیع نامہ بڑے بھائی کے نام ہے تو کیا حکم ہے۔ ۱۵۴
- ۲۲- جب ایک بھائی نے اپنا حصہ گواہوں کی موجودگی میں دوسرے پر فروخت کر دیا ہے تو بیع نامہ ہے۔ ۱۵۴
- ۲۳- اگر ایک بھائی نے مشترکہ زمین فروخت کر دی تو بیع دوسرے بھائی کی رضامندی پر موقوف ہے۔ ۱۵۵
- ۲۴- جب زمین کی قیمت کی ادائیگی کے وقت دونوں بھائیوں کو شامل کر لیا تو اب زمین مشترکہ ہے۔ ۱۵۵
- ۲۵- اگر رب المال نے مضارب کو کپڑے کی تجارت کا پابند کیا ہو تو تیل کی تجارت کے نقصان کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا، اگر اس المال میں ہی نقصان ہو جائے وہ رب المال کا ہوگا نہ کہ مضارب کا۔ ۱۵۶
- ۲۶- اگر بھائی شریک ہوں لیکن ایک بھائی نے خالصہ اپنی کمائی سے جائیداد خریدی ہو تو وہ مشترکہ نہ ہوگی۔ ۱۵۷
- ۲۷- اگر بھائی نے نابالغ بھائی کا مشترکہ مال خرچ کیا ہو اور نابالغ بھائی نے بعد بلوغ کے مطالبہ نہ کیا ہو تو حق ساقط ہے۔ ۱۵۸
- ۲۸- اگر کسی نے مضاربہ پر اپنا مال دیا ہو تو خواہ مخواہ اس کو سود کہنا جائز نہیں ہے۔ ۱۵۹

- ۲۹- اگر ایک شخص ملازم ہو اور بچے خرچ وغیرہ مشترک گھر سے کرتے ہوں تو کیا وہ اپنی تنخواہ میں خود مختار ہے، ملازم شخص کی تنخواہ کے حقدار والدین ہیں یا اس کے بچے، کیا بھائی کی تنخواہ میں بھائیوں کا حصہ ہوتا ہے، کیا غیر شادی شدہ بیٹا باپ کا وارث اور جائیداد کا حق دار بن سکتا ہے، اگر والد بیٹے کی شادی میں بیٹی رشتہ میں نہ دے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟ ۱۶۰
- ۳۰- والد کے حج کی منظوری نہ آنے کی وجہ سے اگر اس رقم سے دو بھائیوں نے زمین خریدی تو دوسرے بھائی اس میں شریک نہ ہوں گے۔ ۱۶۲
- ۳۱- جب زمین پوری ہستی کی مشترک ہے تو اس پر کسی کا قبضہ کرنا یا مکان تعمیر کرنا غلط ہے۔ ۱۶۲
- ۳۲- جب مضاربہ میں خسارہ ہو جائے تو پہلے رأس المال کو پورا کیا جائے گا اور مزدور کے ساتھ کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ۱۶۳
- ۳۳- جب مضارب رب المال کی مرضی کے بغیر مال خرید کر نقصان اٹھائے گا تو صرف وہی ذمہ دار ہوگا۔ ۱۶۴
- ۳۴- اگر کوئی شخص مسلسل ظالمانہ طور پر لوگوں سے رقم بٹور رہا ہو تو مسلمانوں کو سمجھانا چاہیے، جب کاروباری شخص نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی ہو تو کاروبار کے نقصان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ۱۶۵
- ۳۵- جس نے کسی کو رقم قرض دی ہو وہ اس کے منافع کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ۱۶۷
- ۳۶- مضاربہ اگر وقت معین کے لیے ہو تو وقت کے اختتام کے ساتھ ختم ہو جائے گی لیکن مال نقد دینا ضروری نہیں۔ ۱۶۷
- ۳۷- جب شرکاء نے زمین تقسیم کر دی اور اپنے اپنے حصہ سے پیداوار وصول کرتے رہے اب اس تقسیم سے روگردانی ناجائز ہے۔ ۱۶۸
- ۳۸- اگر مضارب نے کچھ عرصہ کے بعد اپنا شامل کیا کیا ہو اور وہ کاروبار سے نکال دیا رب المال کی رقم سے کام کرتا رہا اور نقصان ہو گیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۷۰
- ۳۹- کیا مشترکہ زمین کے درختوں کو ایک شریک کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے۔ ۱۷۰
- ۴۰- بڑے بھائیوں نے جو زمین خریدی چھوٹے بھائی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ ۱۷۱
- ۴۱- اگر کوئی شخص کسی کو بورنگ مشین اور زمین کے کچھ حصے میں شریک کر دے تو وہ کنواں میں شریک نہ ہوگا۔ ۱۷۲
- ۴۲- بھائیوں اور باپ بٹوں کا مال کب ایک دوسرے کا شمار ہوگا۔ ۱۷۲
- ۴۳- مضاربہ میں اگر منافع تقسیم ہو اور نقصان کا ذمہ دار رب المال کو بنایا جائے تو یہ درست ہے۔ ۱۷۶
- ۴۴- دو شریکوں میں اگر رقم کا تازعہ ہو تو فیصلہ گواہوں یا قسم سے ہوگا۔ ۱۷۷
- ۴۵- جب دو بھائیوں نے شادی کے لیے دو دو ہزار روپے لیے اور تیسرے کی شادی بغیر خرچ کے ہو گئی اس کو بھائیوں سے رقم لینے کا حق ہے۔ ۱۷۷
- ۴۶- اگر مشترکہ خوب ویل لگانے کے لیے بینک نے کمپنی سے خرید کر کچھ منافع کے ساتھ شریکوں کو دیا ہو تو جائز ہے۔ ۱۷۸
- ۴۷- کیا شراکت پر کاروبار چلانے والے منتظم و نگران کو حصہ کے علاوہ تنخواہ دینا جائز ہے۔ ۱۷۹
- ۴۸- جس مشترکہ کاروبار میں دو حصے بینک کے ہوں کیا اس میں کوئی شخص اپنے ذاتی مال سے حصہ ال سکتا ہے۔ ۱۸۰

۳۹- ایک بھائی دکان میں سے اپنا حصہ دوسرے بھائی کی اجازت کے بغیر بیچ سکتا ہے۔ ۱۸۱

کتاب المفقود، گمشدہ شخص کے احکام

- ۱- جس عورت کا شوہر ہندوستان میں رہ گیا ہو اس نے پاکستان میں ڈیڑھ سال بعد نکاح کر لیا۔ ۱۸۳
- ۲- چار سال سے لاپتہ شخص کی بیوی اگر پریشان ہو تو کیا کرے۔ ۱۸۳
- ۳- زوجہ مفقودہ اخیر کا عقد ثانی اگر شرعی طریقہ سے ہٹ کر کیا گیا ہو تو یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ ۱۸۴
- ۴- دس سال سے لاپتہ شخص کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے۔ ۱۸۵
- ۵- جو عورت ہجرت کر کے پاکستان آئی ہو اور چار سال تک شوہر کا علم نہ ہو تو کیا کیا جائے۔ ۱۸۶
- ۶- جو شخص سات سال سے لاپتہ ہو کیا عدالتی تشخیص کے ذریعہ اس کا نکاح ختم ہو جائے گا۔ ۱۸۷
- ۷- ہندو وغیرہ جو چیزیں مثل اینٹ، کڑیاں وغیرہ چھوڑ گئے ہیں کیا ان کا مسجد میں لگانا درست ہے۔ ۱۸۸
- ۸- جس عورت کا شوہر رخصتی سے قبل ہی اغوا کر کے لاپتہ کیا گیا ہو اب اس کی جان کی خلاصی کیسے ہوگی۔ ۱۸۹
- ۹- جس عورت کا شوہر دس سال پاگل رہا ہو اور پھر لاپتہ ہو گیا ہو تو اس کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے۔ ۱۸۹
- ۱۰- جو شخص مقدمہ کے ذریعے کئی سال سے روپوش ہو گیا کیا اس کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے۔ ۱۹۰
- ۱۱- جو شخص کچھ مدت سے لاپتہ ہو گیا اس کی جائیداد فروخت کی جاسکتی ہے۔ ۱۹۱
- ۱۲- اگر مرگی کا بیمار ایک عرصہ سے لاپتہ ہو تو بیوی کے لیے عقد ثانی کی کیا صورت ہوگی۔ ۱۹۳
- ۱۳- محض گمشدہ شخص کے والد کی اجازت سے عقد ثانی نکاح بر نکاح اور حرام ہے۔ ۱۹۴

کتاب البیوع

- ۱- اگر کوئی شخص فروخت کردہ زمین دوسری جگہ فروخت کر کے فوت ہو گیا تو کیا اس نقصان کا ذمہ دار اس کا والد ہوگا۔ ۱۹۵
- ۲- کیا پہاڑوں سے مزری اور وان والے بچے کاٹ کر فروخت کرنا جائز ہے۔ ۱۹۶
- ۳- جب بیع کے قبضہ دلانے اور قابض سے فی الفور خالی کرانے کا ذمہ مشتری نہ لے تو بیع قاسد ہے۔ ۱۹۷
- ۴- کیا چینی کے شربت میں سکرین ملانا جائز ہے۔ ۱۹۸
- ۵- پھلوں کے باغ کو اس شرط پر فروخت کرنا کہ باغ کو جتنے پھل کی ضرورت ہو لے گا یہ شرط فاسد ہے۔ ۱۹۸
- ۶- جب کسی نے تیل قیمت طے کیے بغیر فروخت کر دیا اور مہنگا ہو گیا تو تیل ہی واپس کرے۔ ۱۹۹
- ۷- کیا باغ کے لیے فروخت کردہ باغ سے خود گرے ہوئے پھلوں کو چننا اور بیچنا جائز ہے، اگر چند بھائیوں کو وراثت میں جائیداد ملی ہو اور کمائی بھی مشترک ہو تو کیا سب کے حصے برابر ہوں گے، کچھ جائیداد میراث میں ملی ہو اور کچھ بھائیوں نے خود بنائی ہو تو ہمیں تمام جائیداد میں شریک ہوں گی یا صرف میراث میں۔ ۲۰۰

- ۸- اگر ایک مکان کا پانی دوسرے مکان کی چھت پر سے گزر رہا ہو تو اس کو شرعاً بند نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۰۱
- ۹- اگر مشتری سائیکل کی قیمت مقررہ میعاد میں ادا نہ کر سکا تو کیا باغ کو واپس لینے کا اختیار ہے۔ ۲۰۲
- ۱۰- کیا ہندوؤں کی متروک اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ۲۰۲
- ۱۱- اگر مشتری نے گزروں کے حساب سے زمین لی ہو تو پٹواری کرتے وقت جو زائد زمین نکلے گی وہ باغ کی ہوگی۔ ۲۰۳
- ۱۲- اگر کسی شخص نے ایک ہی زمین دو جگہ بیچی تو بیع اول نافذ اور دوسری باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ۲۰۳
- ۱۳- جب مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع تام ہے اب پھر نے کا حق نہیں ہے۔ ۲۰۴
- ۱۴- بیع سلم درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ ۲۰۵
- ۱۵- جب پٹواری نے مشتری کو زمین الگ کر کے دے دی اور وہ دس سال تصرف کرتا رہا تو اب باغ کے لیے کوئی حصہ واپس لینا جائز نہیں۔ ۲۰۶
- ۱۶- چکی مالکان کا آٹا سے کٹوتی کرنا اور اڑا ہوا آٹا جمع کر کے پھر فروخت کرنا۔ ۲۰۷
- ۱۷- کیا خام کپاس کی فروخت جائز ہے، کیا یہ بات درست ہے کہ نخی آدمی پر نہ زکوٰۃ فرض ہے نہ حج، غیر عورت کو بہن یا بیٹی کہنے سے وہ محرم نہیں بنتی بدستور غیر محرم ہے۔ ۲۰۸
- ۱۸- جب باغ نے زمین فروخت کر کے قیمت وصول کر لی تو اب وہ زمین کا عامل نہیں رہا۔ ۲۱۰
- ۱۹- بیع میں عیب کی وجہ سے اگر باغ اصل سے کچھ کم رقم لینے پر رضامند ہو گیا تو اب مزید مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ۲۱۰
- ۲۰- اپنی ذاتی کمائی سے خریدا ہوا مکان قانونی مجبوری کی وجہ سے بیوی کے نام کرنے سے بیوی کی ملکیت نہیں بنتا۔ ۲۱۲
- ۲۱- جب دودھ میں پانی ملا ہو اس کو فروخت کرنا جائز ہے، دودھ کو اس شرط پر لینا کہ کلو دودھ میں ایک مادہ میٹھ گیا تو ٹھیک ورنہ دودھ کاٹیں گے، پھٹے ہوئے دودھ میں کوئی اور مادہ ملا کر فروخت کرنا، ایک شخص گورنمنٹ سے مٹھائی بنانے کے لیے چینی لیتا ہے لیکن مٹھائی کے بجائے اُسے منافع پر فروخت کر دیتا ہے۔ ۲۱۲
- ۲۲- اگر کوئی چیز ادھار پر وقت مقرر تک فروخت اور اس وقت مقرر پر نہیں کا انتظام نہ ہو سکا تو باغ کو فروغ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ۲۱۳
- ۲۳- زمین کا مالک لوگوں کو اپنی زمین پر گزرے ہوئے راستہ پر سے لوگوں کو منع کر سکتا ہے۔ ۲۱۵
- ۲۴- بیع سلم کی صورت میں اگر وقت مقررہ پر بیع حاصل نہ ہو سکے تو مشتری پر اپنی قیمت واپس لے لیا یا راج فی الوقت۔ ۲۱۶
- ۲۵- کیا بیع سلم سود سے پاک تجارت ہے۔ ۲۱۷
- ۲۶- اگر کسی نے وعدہ بیع کر کے آٹھ دن کے اندر مال اٹھانے کا کہا اور مشتری نہیں آیا تو دوسری جگہ بیچنا جائز ہے۔ ۲۱۹
- ۲۷- کیا نقد اور ادھار کی صورت میں قیمت میں فرق رکھنا جائز ہے۔ ۲۱۹
- ۲۸- اگر اشمال راضی میں درخت بھی زمین کے ساتھ شامل ہوئے ہیں تو درخت زمین کے مالک کے ہوں گے۔ ۲۲۰
- ۲۹- کرایہ دار نے اگر زمین میں درخت اور بنری کے پودے لگائے تو وہ کرایہ دار کے ہوں گے یا مالک کے۔ ۲۲۰

- ۳۰- ادھار کی صورت میں قیمت زیادہ رکھنا جائز ہے سود نہیں ہے۔ ۲۲۱
- ۳۱- ادھار کی صورت میں قیمت زیادہ رکھنا جائز ہے لیکن بہت زیادتی مکروہ تحریمی ہے اگر بیع سلم میں عقد کرتے وقت قیمت ادا نہ کی جائے تو بیع فاسد ہے۔ ۲۲۱
- ۳۲- گورنمنٹ سے حاصل کردہ پرمٹ کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۲۲
- ۳۳- بیع سلم میں اگر کسی خاص باغ کے پھل یا خاص زمین کی فصل کی شرط لگائی گئی تو بیع فاسد ہے۔ ۲۲۳
- ۳۴- کیا ساڑھے بارہ سال عمر والا لڑکا خرید و فروخت کر سکتا ہے اور دور کا چچا زاد بھائی یتیم بھتیجے کا وصی ہو سکتا ہے۔ ۲۲۵
- ۳۵- بیع سلم میں اگر وقت معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہے قیمت کی کمی بیشی اثر انداز نہیں ہوگی، بیع سلم ہر شخص کے لیے جائز ہے، نماز کے بعد "الصلوٰۃ والسلام" پڑھنا۔ ۲۲۶
- ۳۶- بڑے بھائی چھوٹے بھائیوں کی زمین ہرگز فروخت نہیں کر سکتے۔ ۲۲۸
- ۳۷- اگر بطور بیع سلم کوئی خام پھلوں کا باغ خریدے اور بعد میں آندھی وغیرہ سے نقصان ہو جائے تو کیا حکم ہے۔ ۲۲۹
- ۳۸- اگر مشتری نے زبانی طور پر کپاس خرید لی ہو لیکن بروقت نہ اٹھانے کی وجہ سے قیمت کم ہو گئی تو نقصان کا ذمہ دار کون ہوگا، اگر خریدار نے بقیہ رقم نہ ادا کر کے مال وقت پر نہ اٹھایا ہو اور بائع نے دوسری جگہ فروخت کر دیا ہو تو مشتری اول کی رقم واپس کرنا بائع کے ذمہ واجب ہے۔ ۲۳۱
- ۳۹- کیا بیعنا ضبط کرنا بائع کے لیے جائز ہے۔ ۲۳۲
- ۴۰- مشتری نے جو زمین خریدی تھی اس میں ایک خسرہ نمبر غلط درج ہو گیا تھا اور بائع فوت ہو گیا اب کیا فیصلہ ہوگا۔ ۲۳۳
- ۴۱- فی الحال مکئی دے کر آئندہ گندم لینا جائز نہیں ہے۔ ۲۳۴
- ۴۲- جب مشتری نے چیز خرید کر قیمت قسطوں میں دینے کا وعدہ کیا تو بیع تام ہو گئی بعد میں مشتری کا انکار کرنا جائز نہیں۔ ۲۳۵
- ۴۳- کسی ثالث کا فیصلہ اگر فریقین منظور کریں تو عقد لازم ہے ورنہ نہیں۔ ۲۳۶
- ۴۴- شارع عام پر اگر ایک شخص بیٹہ کر سودا بیچتا ہو اور اس جگہ پر دوسرا شخص قابض ہو جائے تو کیا حکم ہے۔ ۲۳۸
- ۴۵- آموں اور کھجوروں کے کچے پھل فروخت کرنا، غیر مسلم کا مکان جو عارضی طور پر مسلمان کوالات ہوا ہے کیا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ۲۳۹
- ۴۶- ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت پر بیچنا بلاشبہ جائز ہے۔ ۲۴۱
- ۴۷- جب بیع فاسد پر ۴۰ سال گزر گئے اور متعاقدین فوت ہو گئے تو ورثا کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔ ۲۴۲
- ۴۸- لب سڑک زمین پر قبضہ کر کے مکان تعمیر کرنا جس سے لوگوں کے روشن دان اور کھڑکیاں بند ہوتی ہوں جائز نہیں ہے۔ ۲۴۳
- گندم یا کپاس کو بونے سے پہلے فروخت کرنا، اگر ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھ جاتی ہے تو اس میں احتیاج نہیں ہے۔ ۲۴۳

- ۵۰- بازار کے نرخ سے بہت زیادہ مہنگا بیچنا مکروہ تحریمی ہے، بیع سلم میں جب جنس، صنف، وصف وغیرہ معلوم ہوں تو جائز ہے۔ ۲۴۴
- ۵۱- درج ذیل صورت میں بیع نافذ ہے اور بائع کو بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ۲۴۵
- ۵۲- آزاد عورت کی بیع ناجائز اور اس کے عوض رقم حاصل کرنا حرام ہے، فروخت شدہ لڑکی کی شادی میں شرکت کرنے والوں کا حکم، لڑکی کو خریدنے والے کی دعوت و لیمہ میں شرکت کا حکم۔ ۲۴۶
- ۵۳- قربانی کے لیے خریدی گئی گائے اگر بائع کے ہاں مر گئی تو نقصان کس کا ہوگا۔ ۲۴۷
- ۵۴- ماں اپنے بیٹوں کی موجودگی میں اپنی زمین فروخت کر سکتی ہے جبکہ بیٹے ناراض ہوں۔ ۲۴۷
- ۵۵- شیعہ کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کے اعتقادات سے نفرت ہونی چاہیے۔ ۲۴۸
- ۵۶- اگر بیع کو اشارہ سے متعین کیا جائے تو بیع جائز ہے، جو مال ٹرک بھر کر بیچا جاتا ہو وہ ٹرک لوڈ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، جو مال گانٹھوں کے ذریعہ فروخت ہوتا ہو اس کی طرف اشارہ کرنا کافی ہے۔ ۲۴۹
- ۵۷- جانور کو آدمی رقم ادا کر کے آدھا حصہ پر پالنے کے لیے دوسرے کو دینا۔ ۲۵۰
- ۵۸- کچا پھل فروخت کرنے کے بعد جب بائع نے درختوں پر رہنے کی اجازت دے دی تو پھل حلال ہیں۔ ۲۵۱
- ۵۹- گندم، چنے اور کپاس وغیرہ بکنے سے ایک ماہ قبل فروخت کرنا درست ہے۔ ۲۵۱
- ۶۰- نقد دینے والوں کے لیے ایک اور ادھار والوں کے لیے دوسری قیمت رکھنا جائز ہے۔ ۲۵۲
- ۶۱- جب زمین ایک شخص پر فروخت کر دی تو دوسری جگہ فروخت کرنا گناہ ہے وہ پہلے مالک کی ہے۔ ۲۵۳
- ۶۲- اگر باپ نے بیٹوں میں تقسیم کے وقت ایک بیٹے کے ذمہ کچھ رقم مقرر کر دی کہ دوسرے بھائی کو دینی ہے کیا وہ موجودہ قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ ۲۵۴
- ۶۳- اگر متاثرہ فیہ زمین میں درخت ہوں تو زمین جس کے قبضے میں آئے گی درخت اسی کے ہوں گے۔ ۲۵۵
- ۶۴- ایک بھائی کی زمین دوسرے نے بغیر اس کی اجازت کے فروخت کی ہو کیا ۱۶ سال بعد اس کا دعویٰ چل سکتا ہے۔ ۲۵۶
- ۶۵- بیع نہ ہونے کی صورت میں بیعناہ کی رقم واپس کرنا واجب اور مسجد مدرسہ میں خرچنا گناہ ہے۔ ۲۵۶
- ۶۶- جب مشتری کے نام خریدی گئی زمین سے کچھ زیادہ رجسٹر ہو اور بائع اس کی قیمت لینے پر راضی تھا تو ورثا زمین واپس نہیں لے سکتے۔ ۲۵۷
- ۶۷- جانور کسی کو پرورش پر دینے کے لیے ضروری ہے کہ پرورش کنندہ کو جانور میں شریک کیا جائے۔ ۲۵۸
- ۶۸- فروخت شدہ زمین کے درختوں کے متعلق فیصلہ۔ ۲۵۸
- ۶۹- اگر لوگوں کے مکانات منہدم کر کے زرعی اراضی میں شامل کر لیا گیا ہے تو اس سے ان کی ملکیت ختم نہیں ہوگی۔ ۲۶۰
- ۷۰- جب ایک شخص پر مکان فروخت کر کے بیعناہ لے لیا تو بیع تام ہے کرایہ دار سے خالی کرا کے مشتری کو قبضہ دیا جائے۔ ۲۶۰
- ۷۱- کیا کپاس کی بیج پھول ظاہر ہونے سے قبل جائز ہے۔ ۲۶۱

- ۷۲- والدہ کو شرعی حق نہیں کہ مشترکہ زمین سے کسی ایک بیٹے کو محروم کر دے۔ ۲۶۲
- ۷۳- زمین کو فروخت کرنے کے بعد بائع کا دوسری جگہ اجارہ پر دینا ناجائز ہے مشتری ہی کو منتقل کرے۔ ۲۶۲
- ۷۴- مسجد کی توسیع کے لیے ہبہ شدہ رقبہ جب مسجد والوں نے قبضہ نہ کیا تو اب فروخت جائز نہیں۔ ۲۶۳
- ۷۵- عقد سلم اور وزن، قیمت وغیرہ سے متعدد سوال و جواب۔ ۲۶۳
- ۷۶- خریدار کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ادھار کی صورت میں بہت زیادہ قیمت لینا ناجائز نہیں ہے۔ ۲۶۶
- ۷۷- آزاد لڑکی کا فروخت کرنا اور لڑکے والوں سے گھی گوشت آنا وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ ۲۶۶
- ۷۸- کیا ریٹیم فروخت کرنا جائز ہے۔ ۲۶۷
- ۷۹- کسان فصل بونے سے قبل بیع سلم کے ساتھ فروخت کر سکتا ہے، کسی سے مکئی لے کر گندم کی فصل سے گندم دینا ناجائز ہے، بھینس کا گھی تیار ہونے سے قبل فروخت کرنا، اگر کسان بیع سلم کی صورت میں دکاندار کو مال دینے میں ناکام ہو جاتا ہے تو دکاندار سے وصول شدہ رقم واپس لے گا یا موجودہ قیمت۔ ۲۶۸
- ۸۰- اگر حسب وعدہ مشتری نے بقایہ رقم نہ دی اور بائع نے زمین دوسری جگہ فروخت کر دی تو مشتری اول کو رقم لوٹانا لازم ہے۔ ۲۷۰
- ۸۱- اگر فریقین کی طرف سے سودا ٹوٹ جائے تو ایک فریق نے جو کچھ رقم لی ہوگی اس کا لوٹانا لازم ہے۔ ۲۷۱
- ۸۲- جب دو شخصوں نے ایک دوسرے کے ساتھ زمینیں تبدیل کیں اور قبضہ لیا دیا تو بیع تام ہے اگرچہ سرکاری انتقال نہ ہوا ہو۔ ۲۷۲
- ۸۳- اس وقت میری کچی فصل گندم کی خرید لو، ہاڑ میں جتنی گندم ہو جائے آپ کی ہوگی کیا یہ جائز ہے، اگر کوئی کہے کہ ”آپ کو گندم کی بیج اس شرط پر دوں گا کہ آپ کی آدھی فصل میری ہوگی“ تو کیا حکم ہے۔ ۲۷۳
- ۸۴- خیار عیب کی وجہ سے مبیعہ اس وقت واپس کی جاسکتی ہے جبکہ مشتری نے مبیعہ میں تصرف نہ کیا ہو۔ ۲۷۴
- ۸۵- مشترک زمین میں سے وہ حصہ اپنے نام کرنا جس میں درخت ہو، درخت ایک شریک کے ہو سکتے ہیں یا مشترک ہوں۔ ۲۷۴
- ۸۶- اگر بیع سلم کی تمام شرطیں نہ پائی جائیں تو بیع فاسد ہے۔ ۲۷۵
- ۸۷- عقد سلم مکمل کرنے کے بعد اگر بوقت باغ پکنے کے پھلوں کو بیماری لگ گئی تو کیا مشتری رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ ۲۷۵
- ۸۸- اگر مشترک زمین ایک شخص نے فروخت کر دی تو اس میں دوسروں کی رضامندی ضروری ہے۔ ۲۷۶
- ۸۹- ستارح عام کو بند کرنا۔ ۲۷۶
- ۹۰- بیع سلم سود ہے یا جائز تجارت۔ ۲۷۷
- ۹۱- جس نے اپنی زمین سمجھ کر درخت لگائے اور بعد میں معلوم ہوا کہ زمین کسی اور کی ہے تو درختوں کا کیا حکم ہے۔ ۲۷۸
- ۹۲- جب عین کی بیج ایجاب و قبول کے ساتھ مکمل ہو جائے تو بیع لازم ہے اگرچہ مشتری نے قبضہ نہ لیا ہو۔ ۲۷۹

- ۹۳- اپنی زمین کی گندم یا لوگوں سے خرید کر پھر لوگوں کو نہ بیچنا اور زیادہ نفع کی نیت سے گھر میں رکھنا۔ ۲۸۰
- ۹۴- ایک سودے میں دوسرے سودے کی شرط لگانا ناجائز ہے، ایک شخص اگر کسی کو رقم قرض دیتا ہے کہ میں تمہاری فصل سے چوتھا حصہ لیتا رہوں گا یہ سود ہے، کاشت کار سے رقم لے کر اس کو زمین بٹائی پر دینا ناجائز نہیں ہے۔ ۲۸۱
- ۹۵- باغ میں سے دو یا تین پودے مستثنیٰ کر کے فروخت کرنا جائز ہے۔ ۲۸۲
- ۹۶- بیع سلم شرط فاسد سے فاسد ہو جاتی ہے۔ ۲۸۳
- ۹۷- اگر مشتری بقایا رقم کی ادائیگی اور مال لینے کے لیے وقت مقررہ پر نہ پہنچے تو بائع کے لیے مال دوسری جگہ فروخت کرنا جائز نہیں۔ ۲۸۳
- ۹۸- کئی یا چھٹری کے دوسری بار حاملہ ہونے تک پرورش کر کے پھر اس کی قیمت لگانا۔ ۲۸۴
- ۹۹- بیع سلم میں اگر کچھ گندم رب المسلم کو دے دی اور کچھ اس کی رضامندی سے فروخت کر دی تو یہ جائز نہیں ہے نہ اقالہ ہے۔ ۲۸۴
- ۱۰۰- اگر کسی شخص نے زمین فروخت کر دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ کچھ زمین اس کے بھائی کے نام ہے وہ نہیں دینا چاہتا تو کیا حکم ہے۔ ۲۸۵
- ۱۰۱- جب ایک شخص نے اپنی زمین کسی کو فروخت کر دی تو بیٹے کا اس کو دوسری جگہ بیچنا یا زمین سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ ۲۸۷
- ۱۰۲- قسطوں پر کوئی چیز بازار کے ریٹ سے مہنگی بیچنا جائز ہے۔ ۲۸۸
- ۱۰۳- محض اس وجہ سے کہ جانور کا رنگ ڈھنگ علاقہ کے جانوروں سے نہیں ملتا جانور کو مشکوک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ۲۸۸
- ۱۰۴- پھلوں کا باغ فروخت کر کے اپنے لیے کچھ مقدار میں پھل مختص کرنا۔ ۲۸۹
- ۱۰۵- حکومت کے لیے کسی کی زمین ناجائز قبضہ کر کے سکیم میں فروخت کرنا ناجائز نہیں ہے۔ ۲۹۰
- ۱۰۶- کیا ادھار کی وجہ سے دو گنی قیمت وصول کرنا جائز ہے۔ ۲۹۰
- ۱۰۷- جب ایک شخص نے زمین دوسرے شخص کو فروخت کر دی تو چاہے وہ آباد کرے یا بنجر چھوڑے لیکن مشتری ہی مالک ہوگا۔ ۲۹۱
- ۱۰۸- گندم ادھار دے کر اس کے عوض گندم لینا، ایک من گندم ادھار دے کر اس کے عوض ڈیڑھ من چنے لینا، ٹیوب ویل اور ٹریکٹر وغیرہ کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے گی، کیا ۱۳/۱۲ سال کا لڑکا بیوی کو طلاق دے اور امامت کر سکتا ہے۔ ۲۹۱
- ۱۰۹- ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ۲۹۳
- ۱۱۰- بیع فاسد کی صورت میں مال واپس کیا جائے یا موجودہ قیمت۔ ۲۹۴
- ۱۱۱- ہندوؤں کا متروکہ مکان جس نے خرید لیا یا کچھ ناجائز قابضین کا اس میں مسجد بنانا حرام ہے۔ ۲۹۴

- ۱۱۲- باغات کو پھل ظاہر ہونے سے قبل فروخت کرنا جائز نہیں ہے، باغات کو مستاجر پر دینا جائز نہیں ہے۔ ۲۹۵
- ۱۱۳- کپاس کی کچی فصل فروخت کر کے رقم وصول کرنا۔ ۲۹۶
- ۱۱۴- اگر مالک دکان نے کرایہ دار کو دکان بیچ دی اگرچہ فی الفور رجسٹری نہ ہوئی ہو تو بیع تام ہے۔ ۲۹۶
- ۱۱۵- ڈائجسٹ ناول وغیرہ جو جاندار کی تصویروں پر مشتمل ہو فروخت کرنا۔ ۲۹۸
- ۱۱۶- مشترکہ زمین سے تقسیم سے قبل اپنا حصہ فروخت کرنا بیع فاسد ہے۔ ۲۹۸
- ۱۱۷- نصف نصف پر جانور پر ورش کے لیے دینے کی متعدد صورتیں اور ان سے متعلق شرعی ضابطہ۔ ۲۹۹
- ۱۱۸- بائع نے جب مبیعہ کی ایک تہائی قیمت وصول کی تو بیع تام ہے اب مبیعہ کو قبضہ کیے رکھنا گناہ ہے۔ ۳۰۰
- ۱۱۹- جب دو شخصوں نے آپس میں زمینوں کا تبادلہ کیا اور کئی سال تک کاشت کرتے رہے لیکن قانونی کارروائی نہیں کرائی تو بیع تام ہے۔ ۳۰۰
- ۱۲۰- آم جب چٹنی بنانے کے قابل ہوں تو فروخت جائز ہے، اگر پھولوں کا باغ مالک نے فروخت کر دیا تو عشر خریدار کے ذمہ ہوگا۔ ۳۰۱
- ۱۲۱- جب تین بھائیوں نے اپنی زمین کسی کو بیچ دی تو سرکاری کاغذ بننے کے باوجود مشتری اس زمین کا مالک ہوگا۔ ۳۰۲
- ۱۲۲- زندہ جانور کا گشت یا کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ ۳۰۳
- ۱۲۳- بیٹے کی موجودگی میں جب باپ نے زمین فروخت کی تو بیٹا شفعہ نہیں کر سکتا، اگر والد نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی لڑکے سے کر دیا اور بعد میں لڑکا بدچلن معلوم ہوا تو گلو خلاصی کی کیا صورت ہے۔ ۳۰۴
- ۱۲۴- آزاد عورت کو فروخت کرنا باطل ہے، اگر کسی نے دامادی دس سالہ خدمت مہر مقرر کر دی تو کیا حکم ہے، متغنی سے نکاح منع نہیں ہوتا صرف وعدہ نکاح ہے۔ ۳۰۵
- ۱۲۵- مشتری اگر چہ بروقت خریدی ہوئی لکڑیاں نہ اٹھا سکے لیکن ملکیت اسی کی ہے بائع منع نہیں کر سکتا۔ ۳۰۷
- ۱۲۶- ہندوؤں کی متروکہ زمینیں شرعی ہیں یا نہیں یہ فیصلہ الاٹ منٹ کی حیثیت پر مبنی ہے۔ ۳۰۷
- ۱۲۷- تراضی طرفین سے منہج بیع جائز ہے اور مشتری کے لیے رقم پاس رکھنا جائز نہیں ہے۔ ۳۰۹
- ۱۲۸- کم قیمت غلے کو مہنگے غلے میں ملا کر فروخت کرنا۔ ۳۰۹
- ۱۲۹- جب مالک مکان نے مکان بیچ دیا لیکن خالی نہیں کیا تو مکان مشتری کا شمار ہوگا بائع کا کرایہ کا مطالبہ کرنا ظلم و تعدی ہے۔ ۳۱۰
- ۱۳۰- اگر کسی نے کوئی مال بیچ دیا اور مشتری کو قبضہ دینے سے قبل ریٹ بڑھ گیا تو اب کس ریٹ کا اعتبار ہوگا۔ ۳۱۱
- ۱۳۱- کیا حاکم وقت ملکی یا قومی مفاد کے لیے کسی کا ذاتی حق ضبط کر سکتا ہے۔ ۳۱۱
- ۱۳۲- ایک شخص کو موت کی پڑاؤ بنانے کی شرط پر دیا جاتا ہے لیکن وہ مہنگے داموں بازار میں فروخت کرتا ہے کیا یہ بلیک مارکیٹنگ ہے۔ ۳۱۲

- ۱۳۳- قبضہ دینے سے قبل اگر مبیعہ ہلاک ہو جائے تو مشتری رقم واپس لے سکتا ہے۔ ۳۱۳
- ۱۳۴- جب مشتری بیمار اونٹ کا علاج کرتا رہا تو رضا بالغیب ہے لہذا بائع سے قیمت کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ۳۱۴
- ۱۳۵- اگر کسی کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر مسجد تعمیر کرادی گئی ہے تو اس کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ زمین فارغ کر دی جائے۔ ۳۱۴
- ۱۳۶- کچے پھلوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ۳۱۵
- ۱۳۷- بائع اگر مشتری سے کچھ رقم وصول کر کے اور بقیہ مبیعہ پر قابض ہو کر خود بیچتا رہے اور نقصان ہو جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ ۳۱۶
- ۱۳۸- تبادلہ اراضی کی صورت میں ایک فریق کا کر جانا اور زیادہ رقم کا مطالبہ کرنا گناہ ہے۔ ۳۱۶
- ۱۳۹- سرکاری زمین کی مجازاتھارتی کی اجازت کے بغیر آپس میں بولی لگانا اور قومی خزانہ کو نقصان پہنچانا۔ ۳۱۷
- ۱۴۰- کپاس اور گندم کی کچی فصل فروخت کرنا۔ ۳۱۹
- ۱۴۱- بائع کا مشتری کو ”رقم کا انتظار کرو جس دن رقم آئے گی زمین آپ کے نام منتقل کر دوں گا“ کہنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی۔ ۳۲۰
- ۱۴۲- مہاجرین کا اپنا کلیم کے حق کو فروخت کرنا۔ ۳۲۲
- ۱۴۳- پنواری نے اگر غلطی سے کوئی اور زمین مشتری کے نام کر دی تو وہ بدستور اصل مالک کی رہے گی۔ ۳۲۳
- ۱۴۴- اُدھار کی وجہ سے لوگوں سے قیمت زیادہ لینا، گندم خود وغیرہ میں بیع سلم جائز ہے۔ ۳۲۳
- ۱۴۵- اگر مشتری نے کوئی چیز خرید کر تھوڑی سی رقم بائع کو دی ہو اور بیع صحیح ہونے کے بعد بائع وہ رقم واپس نہ کرے۔ ۳۲۵
- ۱۴۶- مشترکہ زمین تقسیم کرتے وقت جس کے حصے میں درخت آئیں گے وہ اسی کے ہوں گے۔ ۳۲۶
- ۱۴۷- جس شخص نے ۱۰ روپے من کے حساب سے روپے دیے ہوں لیکن فصل نہ ملنے کی صورت میں کس قسم کی رقم کا حقدار ہوگا۔ ۳۲۷
- ۱۴۸- اگر باپ نے ایک بیٹے سے بیع سلم کی اور تیسرا دوسرے بیٹے کو مسلم فیہ دینے کے لیے کہا اور خود فوت ہو گیا تو مال کس کے ذمہ ہے۔ ۳۲۸
- ۱۴۹- بیوی کے نام زمین کے کاغذ بنانے سے اکیلی بیوی اس زمین کی مالک نہیں ہوگی۔ ۳۲۸
- ۱۵۰- اگر شوہر نے زمین کی ایک خاص مقدار بیوی کا حق المہر لکھوایا ہو لیکن انتقال کرانے سے قبل انتقال کر گیا ہو تو وہ ترکہ میں شامل نہ ہوگی۔ ۳۲۹
- ۱۵۱- لکڑی کو بڑے سے ناپ کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے ناپنے کا آلہ ایسا ہو کہ کسی بیشی نہ ہو۔ ۳۳۰
- ۱۵۲- جب کسی شخص نے زمین بیچ کر اس کا انتقال کرایا اور کچھ رقم بھی وصول کی اب بقیہ رقم نہ لینا اور قبضہ نہ دینا ظلم ہے۔ ۳۳۲
- ۱۵۳- مہاجرین کے لیے حق ”کلیم“ فروخت کرنے پر بعض علماء کے شبہات اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی تہمید نہ رائے۔ ۳۳۳

کتاب الربوا

- ۱- ڈیفنس سیونگ ٹریفک پر جو منافع ملتا ہے وہ سود ہے۔ ۳۳۷
- ۲- جن کارخانوں میں بیرون ملک سے سود پر منگائی گئی مشینیں لگی ہوئی ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ ۳۳۷
- ۳- چکری لینے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ۳۳۸
- ۴- ڈاکخانہ میں رکھی ہوئی رقم پر جو منافع ملتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ ۳۳۹
- ۵- اگر آدمی کا جائز کام بغیر رشوت دیے نہ ہوتا ہو تو کیا حکم ہے۔ ۳۳۹
- ۶- جس نے کسی سے منافع پر نقد رقم لی اور ماہوار مقررہ منافع دیتا رہا تو وہ رقم اصل رقم سے منہا کی جائے گی۔ ۳۴۰
- ۷- کیا بینک سے ملنے والی رقم ٹیکس میں خرچ کی جاسکتی ہے۔ ۳۴۱
- ۸- بینکوں میں رکھی ہوئی رقم سے حکومت کا زکوٰۃ لینا ۳۴۱
- ۹- بجلی لگانے والے جو رقم اپنے پاس بطور ضمانت رکھتے ہیں اور سود پر چلاتے ہیں کیا حکم ہے۔ ۳۴۲
- ۱۰- بینک میں رکھی ہوئی رقم پر ملنے والے سود کو تاجروں و مساکین وغیرہ پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ۳۴۳
- ۱۱- ایک شخص نے بینک سے قرضہ لیا پھر اپنی رقم بینک میں رکھ کر ملنے والے سود کو بینک کے سود میں وضع کیا۔ ۳۴۳
- ۱۲- حفاظت کی نیت سے سیونگ بینک میں رقم جمع کرنا۔ ۳۴۴
- ۱۳- کسی سے سود پر رقم لینا، گز قرض لے کر زیادہ واپس کرنا، گندم قرض لے کر زیادہ واپس کرنا۔ ۳۴۴
- ۱۴- بینک اور بعض دیگر اداروں کی ملازمت کا حکم۔ ۳۴۵
- ۱۵- مرتب زمین سے فائدہ اٹھاتا رہا اور اب اصل رقم پر سود کا مطالبہ بھی کرتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ ۳۴۶
- ۱۶- مضاربت کے لیے دی گئی رقم اگر سودی کاروبار میں لگائی گئی ہو کیا اس کا نفع جائز ہے۔ ۳۴۷
- ۱۷- مضاربت پر دی گئی رقم سے بیع سلم کی لیکن مال نہ ملنے کی صورت میں دو گنی رقم وصول کی کیا حکم ہے۔ ۳۴۷
- ۱۸- جو بینک تین قسم کے کاروبار کرتا ہو کیا اس میں رقم رکھنا اور نفع لینا جائز ہے۔ ۳۴۸
- ۱۹- بینک سے سود لے کر ثواب کی نیت سے خرچ کرنا۔ ۳۴۹
- ۲۰- بچوں کی تصویریں اور تصویروں والے اخبار گھر میں رکھنا اور بینک سے سود لینا۔ ۳۴۹
- ۲۱- ٹریکٹر اور زرعی آلات سود پر لینا، ادھار کی صورت میں غبن فاحش سے لینا پڑتا ہے۔ ۳۵۰
- ۲۲- نئے اور پرانے لوٹوں کی خرید و فروخت۔ ۳۵۱
- ۲۳- بیمہ زندگی قمار اور سود ہے۔ ۳۵۱
- ۲۴- کیا سودی رقم سے مقروض اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہے۔ ۳۵۲
- ۲۵- انعامی بانڈ خریدنے والے کی رقم اگر محفوظ ہو تو کیا پھر ناجائز ہے۔ ۳۵۲
- ۲۶- اگر کسی شخص پر امانت داری کا بھروسہ نہ ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھی جاسکتی ہے۔ ۳۵۳
- ۲۷- آج کل کمیٹی ڈالنے کا جو رائج طریقہ ہے ناجائز ہے۔ ۳۵۴

- ۲۸- بینک سے لی ہوئی قرض رقم سے تجارت کرنا جائز نہیں ہے۔ ۳۵۵
- ۲۹- پراویڈنٹ فنڈ کی رقم سود نہیں ۳۵۵
- ۳۰- کیا رقم منی آرڈر کرنا واقعی سود میں داخل ہے، بینک میں رقم رکھ کر سود لینے یا نہ لینے میں کچھ فرق ہے ۳۵۶
- ۳۱- انعامی بانڈوں کی خرید و فروخت اور انعام وصول کرنا، رشوت خور شخص کا ہدیہ قبول کرنا۔ ۳۵۶
- ۳۲- جی پی فنڈ کے جواز اور اس پر وجوب زکوٰۃ سے متعلق فتویٰ۔ ۳۵۷
- ۳۳- سودی رقم سے خریدے ہوئے جانور کا گوشت خریدنا۔ ۳۵۸
- ۳۴- اگر کوئی شخص لوگوں کو گندم چھو لے وغیرہ منگے دام بیچتا ہے اور کہے کہ دو ماہ بعد رائج بھاؤ پر لوں گا کیا حکم ہے، اس شرط پر قرضہ دینا کہ واپسی پر تیری زمین کی آمدن کا چوتھا حصہ لیتا رہوں گا، کسی کو اس شرط پر قرض دینا کہ واپسی تک زمین کی آمدن کا کچھ حصہ بھی لوں گا اور رقم کی واپسی پر اضافہ بھی۔ ۳۵۹
- ۳۵- بیمہ زندگی کی شرعی حیثیت اور حاصل ہونے والی رقم مسجد پر خرچ کرنا۔ ۳۶۱
- ۳۶- گورنمنٹ کی زمین قسطوں پر خریدنا سود نہیں ہے۔ ۳۶۲
- ۳۷- جس کاروبار میں سودی رقم لگائی گئی ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ ۳۶۲
- ۳۸- سیونگ اکاؤنٹ، زیورات پر قرضہ لینے اور بیمہ زندگی سے متعلق تفصیل۔ ۳۶۳
- ۳۹- برطانوی بونڈ کو پاکستانی روپے سے خریدنا جائز ہے کیا غیر مسلموں کے بینک سے سود لینا جائز ہے۔ ۳۶۵
- ۴۰- کسی انجمن کا اپنے کارکنوں کی تنخواہوں سے کچھ رقم وضع کرنا اور اس کے ساتھ پاس سے اضافہ کر کے بڑھاپے میں دینا۔ ۳۶۶
- ۴۱- وزنی اور کیلی اشیاء کا تبادلہ ایک جانب سے اضافہ کے ساتھ نسیۃ جائز نہیں ہے۔ ۳۶۷
- ۴۲- صلح عن الموجل علی التعلیل کے متعلق جامع الفصولین کی عبارت سے شبہ اور اس کا جواب۔ ۳۶۸
- ۴۳- ڈاک خانہ میں رکھی ہوئی رقم کے سود اور زکوٰۃ کا حکم۔ ۳۶۹
- ۴۴- کاروبار کے لیے دی گئی رقم گھریلو ضروریات پر خرچ ہو گئی اب منافع سمیت لوٹانا جائز ہے، کاروبار کے لیے دی گئی رقم جائیداد پر خرچ کی گئی اب اس کا کرایہ آتا ہے تو اصل رقم پر اضافہ دینا جائز ہے۔ ۳۷۰
- ۴۵- بینک کو دکان کرایہ پر دینا، بینک کے منیجر کا مسجد پر روپے خرچ کرنا۔ ۳۷۰
- ۴۶- بینک ملازم کے گھر سے کھانا کھانا جب تک متبادل انتظام نہ ہو بینک ملازمت کی گنجائش ہے۔ ۳۷۱
- ۴۷- جوئے سے کمائی ہوئی رقم بعد از توبہ کار خیر میں خرچ کرنا۔ ۳۷۲
- ۴۸- بینک ملازمت سے متعلق ایک مفصل جواب۔ ۳۷۲
- ۴۹- میعاد سے قبل دی جانے والی رقم سے کٹوتی کرنا جائز نہیں ہے۔ ۳۷۴
- ۵۰- کیا اپنی رقم بینک کے ذریعہ گھر بھیجنا جائز ہے۔ ۳۷۵
- ۵۱- کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ ”سود لینا اپنی والدہ سے زنا کے مترادف ہے“۔ ۳۷۵

- ۵۱- کیا بینک کی شہر کو رشتہ دینا جائز ہے۔ ۳۷۶
- ۵۲- سودی رقم کو رفاہ عام کے کام میں صرف کرنا جائز نہیں ہے صرف فقراء کو دی جائے۔ ۳۷۶
- ۵۳- چند ساتھی پر چچی ڈال کر جس کے نام پر چچی نکلے پھر اس سے مٹھائی منگواتے ہیں۔ ۳۷۷
- ۵۴- کیا بینک ملازم پر حج فرض ہو سکتا ہے۔ ۳۷۷
- ۵۵- جس شخص کے پاس کچھ رقم بینک کی ہو چھ ذاتی ہو کیا اس کے ساتھ مشترک کاروبار جائز ہے۔ ۳۷۸
- ۵۶- قرض رقم پر کس قسم کا منافع لینا سود ہے۔ ۳۷۸
- ۵۷- کسی دارالعلوم کو اگر سودی رقم ارسال کر دی جائے تو کس مصرف میں خرچ کرے۔ ۳۷۹
- ۵۸- کسی کو سودی کاروبار کی ترغیب دینا بھی گناہ ہے۔ ۳۷۹
- ۵۹- ڈرافٹ منی آرڈر اور بیمہ زندگی سے متعلق احکام، نقد اور ادھار رقم میں فرق رکھنا۔ ۳۸۰
- ۶۰- سنہرا زور بنانے کی اجرت کی رقم سونے سے وضع کر سکتا ہے۔ ۳۸۱
- ۶۱- انعامی بانڈ اور بیمہ پالیسی سے متعلق مفصل جواب۔ ۳۸۲
- ۶۲- کیا غریب اور مجبور شخص کے لیے سود پر رقم لے کر کاروبار کرنا جائز ہے۔ ۳۸۳
- ۶۳- کیا سودی رقم سے خریدے گئے بارغ کو ٹھیکہ پر لینا اور پھول فروخت کرنا جائز ہے۔ ۳۸۳
- ۶۴- کپڑا انج دغیر دے سے حاصل شدہ رقم بینک میں رکھنا، کیا زندگی آمدنی اور سودی رقم میں کچھ فرق ہے، کیا بینک ملازمین، زانیہ، شراب پیچنے اور سٹہ کرنے والوں سے چندہ لینا جائز ہے، ۳۸۴
- ۶۵- سودی کاروبار کرنے والا شخص فوت ہو گیا، اس کے بڑے کے مال سے حد تک تجارت کرنا چاہتے ہیں، سودی کاروبار کرنے والا شخص فوت ہو گیا اس کے بچوں کو سہارا دینے کی غرض سے اس کی بیوہ سے نکاح درست ہے۔ ۳۸۷
- ۶۶- کیا گرنٹ اکاؤنٹ سے رقم سہانی سے نہیں نکلائی جاسکتی تو دوسرے اکاؤنٹ میں رکھنا جائز ہے۔ ۳۸۸
- ۶۷- بہشتی زیور کا مذکورہ مسئلہ درست ہے۔ ۳۸۹
- ۶۸- کیا درج ذیل صورت میں پلاٹوں کا کاروبار درست ہے۔ ۳۹۰
- ۶۹- اگر کسی شخص نے ۲۵ سال پہلے مزدور کی اجرت روک لی تھی اب دینا چاہتا ہے تو کس حساب سے دے گا۔ ۳۹۰
- ۷۰- کیا مسجد کے لیے جمع شدہ رقم کو بینک میں رکھنا جائز ہے۔ ۳۹۱
- ۷۱- بارشوں میں منہدم شدہ مکانات کی تعمیر نو کے لیے گورنمنٹ قرضہ بلا سود فراہم کر رہی ہے لیکن کاغذات کا خرچہ لے لگی۔ ۳۹۱
- ۷۲- اگر بہنیں خوشی سے اپنا حصہ کی جائیداد بھائیوں کو دے رہی ہیں تو لڑکوں کے نام رجسٹر کرنا درست ہے۔ ۳۹۲
- ۷۳- کیا دل کی اجرت جائز ہے، خریدار دکاندار سے کہے کہ اپنی رقم سے مال خرید کر مجھے دو اور میں اصل رقم پر آپ کو منافع بھی دوں گا کیا جائز ہے، دکاندار سے مال لیا رقم نہ ہونے کی وجہ سے کسی سے رقم لے کر دکاندار کو دینا پھر شرح منافع سمیت ہونا، کسی شخص کے لیے تین کمیشن دینا جائز ہے۔ ۳۹۳

- ۷۴- اگر ایک من گندم ادھار لی مقررہ میعاد پر مشتری کے پاس رقم نہ دیا اور گندم سستی ہو گئی ہو کیا سوا من لوٹا سکتا ہے۔ ۳۹۵
- ۷۵- کیا زکوٰۃ کی رقم شیعہ کو دی جاسکتی ہے، سودی رقم کو مسجد کے غسل خانوں پر خرچ کرنا جائز ہے۔ ۳۹۶
- ۷۶- بیمہ زندگی ایک خیر خواہانہ فعل اور یتیم بچوں کے لیے سہارا ہے تو پھر ناجائز کیوں ہے۔ ۳۹۶
- ۷۷- کچھ لوگوں سے تھوڑی تھوڑی رقم لے کر ان کو مشکل سوال دینا ورجل کرنے والے کو تمام رقم دینا۔ ۳۹۸
- ۷۸- انعامی بانڈ کو مضاربہ کی طرح اشتراکی کاروبار قرار کیوں نہیں دیا جاسکتا۔ ۳۹۸
- ۷۹- کسی فیکٹری میں خاص منافع پر کاروبار کے لیے رقم لگانا۔ ۳۹۹
- ۸۰- مضاربہ پر دی گئی رقم اگر مالک جلدی واپس لینا چاہے اور نہ ملنے کی صورت میں بینک سے قرضہ حاصل کرے تو کیا حکم ہے۔ ۴۰۰
- ۸۱- سونا ادھار پر خریدنا جائز نہیں ہے۔ ۴۰۱
- ۸۲- بوقت ضرورت لوٹوں کو خریدنا یا فروخت کرنا۔ ۴۰۱
- ۸۳- زمین دار کا تاجروں سے درج شرطوں کے ساتھ رقم لینا صریح سود ہے۔ ۴۰۲
- ۸۴- کیا سونے کی خرید و فروخت موجودہ لوٹوں سے جائز ہے۔ ۴۰۲
- ۸۵- سودی کاروبار کرنے والوں کے ساتھ مشترک کاروبار کرنا جائز نہیں ہے۔ ۴۰۳
- ۸۶- مدرسہ کی شوری کا مدرسہ کی رقم بینک میں رکھنا۔ ۴۰۳
- ۸۷- کیا بوقت ضرورت سودی رقم استعمال کر کے پھر لوٹنا جائز ہے۔ ۴۰۳
- ۸۸- اگر سودی رقم بینک میں چھوڑنے سے کفر کی تبلیغ پر خرچ ہوتی ہے تو نکالنی چاہیے۔ ۴۰۴
- ۸۹- ایک شخص نے صرف امانت کی نیت سے بینک میں رقم رکھی لیکن سود مل گیا تو کیا رفاہ عام میں صرف کر سکتا ہے، کیا سینما والوں کو زمین کرایہ پر دینا جائز ہے، گرنٹ اکاؤنٹ میں بھی احتمال ہے کہ روپیہ سودی کاروبار میں لگ جائے تو کیا حکم ہے۔ ۴۰۵
- ۹۰- مضاربہ پر دی گئی رقم اگر کسی اور کاروبار پر لگادی جائے وہ قرض ہے اس پر منافع جائز نہیں۔ ۴۰۶
- ۹۱- مدرسہ کی زمین بینک کو کرایہ پر دینے کے عدم جواز سے متعلق مفصل تحقیق۔ ۴۰۷
- ۹۲- سودی رقم مدرسہ کے طلباء پر خرچ کرنا بینک میں چھوڑنے سے بہتر ہے۔ ۴۱۰
- ۹۳- اگر کوئی شخص سود لینا نہ چاہتا ہو لیکن بینک دے دے تو کیا پھر بھی گناہ گار ہوگا۔ ۴۱۰
- ۹۴- بینک سے حاصل شدہ سودی رقم کسی غریب لڑکی کے لیے جیہز تیار کرنا یا ادارہ کتوں کے اہک پر خرچ کرنا۔ ۴۱۱
- ۹۵- ٹریڈر خریدنے کی مندرجہ ذیل دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ۴۱۲

کتاب الایمان والنذر

- ۱- اگر صحیح یاد نہ ہو کہ صرف زبانی وعدہ کیا یا قسم اٹھائی تھی تو اب کیا حکم ہے۔ ۴۱۳
- ۲- اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، قرآن کریم کے علاوہ کسی نبی یا مرشد کی قسم جائز نہیں ہے۔ ۴۱۳

- ۳- قسم کے انعقاد کے لیے قرآن کریم کا ہاتھ میں لینا ضروری نہیں ہے۔ ۴۱۴
- ۴- جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہو اور مدعی علیہ قسم سے انکار کر دے تو اس پر حق واجب ہوتا ہے۔ ۴۱۵
- ۵- جب کسی گناہ سے بطور توبہ قسم کھائی ہو اور پھر توبہ کرے تو کفارہ واجب ہو جائے گا۔ ۴۱۶
- ۶- اگر غیر اللہ کے نام چھتر اذبح کرنے کی منت مانی تھی اب اپنی طرف سے قربان کرتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ ۴۱۶
- ۷- اگر مدعا علیہ مدعی کا حق تسلیم نہ کرے اور گواہ بھی نہ ہو تو یمین مدعا علیہ کو دی جائے گی۔ ۴۱۷
- ۸- قرآن کریم کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے۔ ۴۱۸
- ۹- گزشتہ زمانہ میں اگر گناہ ہو گیا ہو اور حلف بالطلاق اٹھا کر انکار کرے تو کیا حکم ہے۔ ۴۱۹
- ۱۰- مدعا علیہ اگر قرض دینے سے انکاری ہے اور قسم نہیں کھاتا تو رقم اس کے ذمہ ثابت ہو جائے گی۔ ۴۱۹
- ۱۱- اگر کسی نے قسم کھائی ہو کہ مقتول کے ورثاء کو اپنی زمین نہ دوں گا لیکن اس کے لڑکوں نے زمین دے دی تو کیا وہ جائز ہوگا۔ ۴۲۱
- ۱۲- تعویذ وغیرہ کے شک کی صورت میں فیصلہ قسم پر ہی ہوگا۔ ۴۲۲
- ۱۳- اگر عورت نے مباشرت سے قسم کھائی ہو تو اب کیا کیا جائے۔ ۴۲۲
- ۱۴- کفارات کا مصرف دینی مدارس کے طلباء ہیں یا نہیں۔ ۴۲۳
- ۱۵- محض شک کی وجہ سے اگر کوئی قسم اٹھالے تو کیا اس پر کفارہ ہوگا۔ ۴۲۴
- ۱۶- کسی ادارہ کے تمام ملازمین نے جب قرآن پر ہاتھ رکھ کر عہد و فاداری کیا ہو تو پورا نہ کرنے کی صورت میں کفارہ ہوگا۔ ۴۲۵
- ۱۷- اگر کوئی شخص یہ کہے "فلاں بات پر مجھ سے قسم اٹھالو" کیا قسم ہو جائے گی۔ ۴۲۵
- ۱۸- اگر کسی شخص نے پانچ صد میں سے کچھ روپے مکان کی مرمت اور کچھ مقدمہ پر لگایا ہو اور حلف میں صرف مکان کا ذکر ہو تو کیا حکم ہے۔ ۴۲۶
- ۱۹- مجرم بیٹے کی جگہ جھوٹی قسم کھانا۔ ۴۲۶
- ۲۰- اگر ایک ساتھی نے دوسرے کو کہا کہ ہمارے ساتھ رہو اس نے ناراضگی کی وجہ سے قسم بالطلاق اٹھائی کہ نہیں آؤں گا تو کیا حکم ہے۔ ۴۲۷
- ۲۱- جب مدعی کے گواہ جھوٹے ہوں تو مدعا علیہ قسم اٹھا سکتا ہے۔ ۴۲۸
- ۲۲- کیا مدعا علیہ کی جگہ کوئی اور قسم اٹھا سکتا ہے۔ ۴۲۹
- ۲۳- ایک شخص نے مرعہ کو کہا کہ اگر صبح میں تجھے ذبح نہ کروں تو بیوی کو حلاق، مرنات کو مر گیا کیا حکم ہے۔ ۴۲۹
- ۲۴- کیا منت کی رقم شریک بھائی کو دی جاسکتی ہے۔ ۴۳۰
- ۲۵- کیا منت کی رقم دایہ کی محتاج بیٹی کو دی جاسکتی ہے۔ ۴۳۱
- ۲۶- جس شخص نے چادلوں کی دیگ کی نذر مانی ہو کیا وہ رقم دے سکتا ہے۔ ۴۳۱

- ۲۷- کیا کسی پیر کے مزار پر منت پوری کرنا جائز ہے، جس منت کے پوری کرنے کو مزار سے مشروط کیا گیا ہو مگر میں ادا ہو سکتی ہے۔ ۴۳۲
- ۲۸- جس بکرے کو کسی خانقاہ یا مزار کی نذر کیا ہو وہ اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں اگر نماز میں "إِنِّحَذُّ إِلَی رَبِّهِ مَائِبًا" کے بجائے "إِنِّحَذُّ إِلَی رَبِّهِ سَبِيلًا" پڑھا گیا تو نماز ہوئی۔ ۴۳۳
- ۲۹- غیر اللہ کی نذر حرام ہے اور اللہ کی نذر کسی کے ایصال ثواب کے لیے جائز ہے۔ ۴۳۳
- ۳۰- کسی بزرگ کے مزار پر ذبح کرنے کی منت ماننا شرک ہے۔ ۴۳۵
- ۳۱- جس شخص نے زمین کی پیداوار سے چالیسواں حصہ دینے کی نذر مانی ہو تو درست ہے اور عشا لگ دینا ہوگا۔ ۴۳۶
- ۳۲- جس شخص نے مکہ اور مدینہ کے مدارس و فقراء پر خرچ کرنے کی منت مانی اور وہاں نہ جاسکا تو کیا حکم ہے۔ ۴۳۷
- ۳۳- اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی منت ماننا بزرگ کے نام نذر کیا ہوا جو نور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے حلال ہو سکتا ہے۔ ۴۳۸
- ۳۴- کیا مزار کی آمدن کو دینی مدرسہ یا فقراء پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ۴۳۸
- ۳۶- اگر پیر کے نام نذر شدہ مزار پر ذبح ہو اور کوئی مفتی اسے جائز قرار دے دے تو کیا حکم ہے۔ ۴۳۹
- ۳۷- جس شخص کے پاس تھوڑی زمین اور دینی کتب ہوں کیا وہ کفارہ یمین روزہ سے ادا کر سکتا ہے۔ ۴۴۰
- ۳۸- جس شخص نے چند غریبوں کو کھانا دینے کی نذر مانی ہو کیا رقم دے سکتا ہے۔ ۴۴۱
- ۳۹- اگر یہ نذر مانی ہو کہ لڑکا بیماری سے ٹھیک ہو تو اسے عالم دین بناؤں گا تو نذر نہیں ہوئی۔ ۴۴۱
- ۴۰- جس نے جالور قربان کرنے کی نذر مانی ہو جالور ذبح کرنا ضروری ہے یا قیمت کافی ہے۔ ۴۴۲
- ۴۱- جس نے یہ کہا ہو جب یہ دنیا بڑا ہو جائے اللہ کے نام دوں گا وہ فقراء و مالداروں کو کھلانا جائز ہے کیا طلاق کے خیالات آنے سے طلاق پڑ سکتی ہے، کیا یہ درست ہے کہ حضور وتر کے بعد نفل بیٹھ کر اور فجر کی سنتوں میں قل یا ایہا الکافرون وقل هو اللہ پڑھتے تھے۔ ۴۴۳
- ۴۲- جب مدعی کے پاس صحیح گواہ موجود ہیں تو مدعا علیہ کے حلف کا اعتبار نہ ہوگا۔ ۴۴۴
- ۴۳- جس عورت نے شوہر کی موت کے وقت اس سے عقد ثانی نہ کرنے کا عہد کیا ہو لیکن اب نکاح کرنا چاہتی ہے۔ ۴۴۵
- ۴۴- جھوٹ بول کر قرآن اٹھانا گناہ کبیرہ ہے۔ ۴۴۵
- ۴۵- زمین میں کسی کو داخل نہ ہونے سے متعلق یمین کا تعلق اس زمین سے نہیں ہے جس کا قبضہ پہلے دیا جا چکا ہے۔ ۴۴۶
- ۴۶- اپنا مال بیوی کو ہبہ کر کے روزوں سے کفارہ ادا کرنا، کسی کو کفارات ادا کرنے کے لیے رقم دے کر وکیل بنانا جائز ہے، کیا مسکین کی تعریف مدرسہ کے طلباء پر صادق آتی ہے۔ ۴۴۷
- ۴۷- جس شخص نے دوسرے قسم توڑی تو کیا حکم ہے۔ ۴۴۷
- ۴۸- "اگر میں تیرے ساتھ کاروبار کروں تو میں اپنے باپ کا نہیں" کیا ان الفاظ سے قسم ہو جائے گی۔ ۴۴۸
- ۴۹- قرآن کریم پر حلفیہ معاہدہ کرنے والوں کا عدالت میں انکار کرنے سے قسم ٹوٹ گئی یا نہیں۔ ۴۴۹

عرض ناشر

الحمد للہ تعالیٰ فتاویٰ مفتی محمود کی آٹھویں جلد کی تکمیل ہو چکی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ تقریباً آٹھ جلدوں میں مکمل ہو جائے گا لیکن جیسے جیسے کام بڑھتا گیا نئے نئے عنوانات سامنے آتے گئے۔ اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید فتاویٰ مفتی محمود چودہ جلدوں میں مکمل ہو سکے گا۔ آٹھویں جلد میں جن ابواب کو شامل کیا گیا ہے ان میں قضاء، تحکیم، صلح، شہادت و گواہی، کالت، کفالت اور حوالہ، کتاب مدعوئی، کتاب اسیر و الار تداد، شرکت اور مضاربت، گم شدہ شخص کے احکام، کتاب السبوع، کتاب الربو، کتاب الیمان والند رشامل ہیں۔ یہ تمام عنوانات معاشرتی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

گزشتہ سات جلدوں کی پروف ریڈنگ اور حوالہ دہت کی تخریج کا کام مولانا محمد عرفان صاحب انجم دیتے رہے۔ لیکن جلد ہشتم کی پروف ریڈنگ اور تخریج کا مکمل کام مولانا محمد عارف صاحب استاذ جامعہ مدنیہ ماہور نے سرانجام دیا ہے اور آئندہ آنے والی تین جلدوں کے مسودات کی پروف ریڈنگ اور تخریج بھی مولانا محمد عارف ہی سر انجام دے رہے ہیں۔

یہاں پر میں مولانا عبد الرحمن خطیب عاں مسجد، ہور کا شکریہ ادا کرتا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کی ذہنی توجہ اور دلچسپی سے فتاویٰ کا یہ مجموعہ پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک مولانا موصوف کو برکتوں سے نوازے۔ معیاری طباعت کے حوالے سے ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ بہتر سے بہتر معیار برقرار رکھ سکیں۔ اس جلد میں ہم یہ معیار برقرار رکھ سکے ہیں یا نہیں اس کا فیصلہ قارئین ہی کر سکتے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو خصوصاً دل سے دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اس کوشش کو عامۃ الناس کے لیے نافع بنائے۔ آمین

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور

- ۵۰- کیا حلف بالقرآن یحییٰ ہے یا نہیں۔ ۴۵۰
- ۵۱- مدعی سے قسم لے کر جو فیصلہ ہوا وہ خلاف شرع ہے۔ ۴۵۰
- ۵۲- گواہوں کے بروقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے گردعیہ نے قسم اٹھالی تو دوبارہ گواہی دے سکتے ہیں۔ ۴۵۱
- ۵۳- صرف قرآن کریم ہاتھ میں لینے سے یحییٰ نہیں ہوتی۔ ۴۵۲
- ۵۴- قسم اٹھانے کی نیت سے وضو کرنے یا غسل کرنے سے یحییٰ منعقد نہیں ہوتی۔ ۴۵۲
- ۵۵- مدعا علیہ کی قسم اٹھانے کے بعد گردعی عدالت میں گواہ پیش کر دے تو مجسٹریٹ کا فیصلہ درست ہوگا۔ ۴۵۳
- ۵۶- کیا وقوہ کی سچی کے لیے ظلم لوگوں کا کوئی رشتہ دار قسم اٹھ سکتا ہے۔ ۴۵۳
- ۵۷- جب ایک شخص دوسرے کو قسم کے الفاظ کی تعین کرے لیکن وہ نہ دہرائے تو قسم نہیں ہوگی۔ ۴۵۴
- ۵۸- خدا کی قسم قدر دو شخصوں کے پند یہ سید رکود و دود گاندہ دینے کی صورت میں کفارہ ہوگا۔ ۴۵۵
- ۵۹- کسی مجرم کی صفائی کے لیے دوسرے شخص کا حلف اٹھانا جائز نہیں ہے۔ ۴۵۶
- ۶۰- جھوٹی قسم اٹھانے والے کا ساتھ دینا، وعدہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ۴۵۶
- ۶۱- جس امام نے جھوٹی قسم اٹھائی ہو چکی تو بد کے بعد اس کی امامت درست ہے۔ ۴۵۷
- ۶۲- اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو خدا مجھے کفر پر موت دے، کیا ان الفاظ سے قسم ہو جائے گی۔ ۴۵۸
- ۶۳- قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر قسم اٹھانا درست ہے۔ ۴۵۹
- ۶۴- اگر متعدد باتوں سے متعلق قسم کھائی ہو اور ایک کا کفارہ دے دیا تو دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔ ۴۶۰
- ۶۵- جھوٹی قسم کے ذریعہ غصب کرنا ناجائز نہیں ہے۔ ۴۶۰
- ۶۶- بے گناہ شخص کا مسجد میں کلمہ پڑھ کر اپنی صفائی پیش کرنا جائز ہے۔ ۴۶۱
- ۶۷- جب دو آدمیوں نے کسی معاملہ کے متعلق قسم کھائی ہو تو جو خلاف کرے گا کفارہ واجب ہوگا۔ ۴۶۱
- ۶۸- نابالغ نے اگر کلمہ کی قسم اٹھائی ہو تو بونٹ کے بعد وہ کام کرنے سے حائث نہ ہوگا۔ ۴۶۲
- ۶۹- کسی بھی چیز کا مکے لیے حلف وفاداری جائز ہے۔ ۴۶۲
- ۷۰- کیا یتیم بچے کو دس دن کھانا کھلانے سے کفارہ واجب ہے گا۔ ۴۶۳

قضاء، تحکیم اور صلح کا بیان

کیا فیصلہ کے وقت مدعی اور مدعا علیہ دونوں کا موجود ہونا ضروری ہے، کیا باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں قبول ہے، فاسق کی شہادت کا حکم، کیا دونوں شاہدوں کے لیے الگ الگ صریح شہادت ضروری ہے، عاقلہ بالغہ لڑکی کا والد اگر لڑکی کی توکیل کے بغیر مجلس فیصلہ میں آئے گا تو فیصلہ درست نہ ہوگا

﴿س﴾

- (۱) حکم شرعی کے سامنے مدعی اور مدعا علیہ کا ہونا ضروری ہے یا نہ۔ اگر مدعی اور اس کے شاہدین کے بیانات مدعا علیہ کی عدم موجودگی میں لیے جائیں اور فیصلہ بھی مدعا علیہ کی عدم موجودگی میں کیا جائے تو کیا یہ تحکیم شرعاً درست ہوگی۔
- (۲) باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں شرعاً قبول کی جائے گی۔
- (۳) ایسا شخص کہ جس کے فعل بد پر حد شرعی قائم ہو سکتی ہے اس کی شہادت قبول ہوگی۔
- (۴) کوئی شاہد صرف یہ کہہ دے کہ جس طرح زید نے شہادت دی ہے میری وہی شہادت ہے یا شہادت کے الفاظ خود بیان کرے کہ یہ دیکھا یا سنا ہے۔
- (۵) مدعا علیہ جبکہ عاقلہ، بالغہ، تندرست ہو تو اس کے بجائے اس کا والد بغیر رضا مندی و وکالت تحریری یا مختار نامہ کے دختر خود کے حکم کے سامنے پیش ہو تو یہ جائز ہے یا اس مدعا علیہ سے مختار نامہ تحریری یا زبانی لے کر جائے۔

﴿ج﴾

- (۱) یہ قضای الغائب ہے اس لیے صحیح نہیں اور فیصلہ نفاذ نہ ہوگا۔
- (۲) نہیں۔
- (۳) یہ بات قضی یا حکم کے اختیار میں ہے اگر قرائن سے اس کے صدق کا یقین آجائے اور باوجود فسق کے اس کی شہادت لے کر اور اس پر فیصلہ دے دے تو فیصلہ نفاذ ہو جائے گا۔ عام حالات میں فسق کی گواہی نہیں مینی چاہیے۔
- (۴) دونوں کا اکٹھا اگرایا بیان ہو جائے وراہی مجلس میں دونوں اس کی تصدیق بلفظ شہادت کر کے دستخط کریں تو معتبر ہوگا۔
- (۵) توکیل ضروری ہے ورنہ یہ فیصلہ مدعا علیہ کے خلاف صحیح نہ ہوگا۔ و تداہم

مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی



حافظ نور حسن ولد اللہ دین خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ

حسب قاعدہ کلیہ المدعی من ترک ترکہ۔ (در مختار ص ۵۳۲ ج ۵) مال دینے والا مدعی اور مال لینے والا منکر ہے اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں بحکم حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲۹) شخص مذکور منکر کو حنف (قسم) دی جائے گی کہ مجھ پر اس شخص کا کوئی حق نہیں وراثر شخص مذکور قسم اٹھانے سے منکر ہے تو پھر شخص مذکور کو شرعاً ۵۷ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ وابتدائی اعلم

۱۶ شعبان ۱۳۸۸ هـ

﴿ ٥ ﴾

بیات فریقین

محمد ابوالحسن مشرف - یاد تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

77

مفتی کو جب تک لوگ حکم تسلیم نہ کریں وہ مسئلہ بتا سکتا ہے لیکن فیصلہ نہیں کر سکتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) مثلاً زید مفتی بن کر آیا اور فریقین میں سے ایک فریق نے کہا کہ ہم آپ کا فیصلہ نہیں مانیں گے اور ہم آپ کو حکم نہیں مانتے بلکہ جو فیصلہ پنچایت کرے گی وہ فیصلہ ہمیں منظور ہوگا۔

(۲) - یہی مفتی سرسری شہادتیں لینے کے بعد ایک شہادت کو مجروح قرار دینے کے بعد مدعی علیہ سے حلف بھی نہیں

لِيَتَأْخِذَ بِأَصُولِ بَيْتِ الْبَيْتَةِ عَلَى الْمُدْعَى وَالْيَمِينِ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ (مشکوٰۃ ص ۲۲۹)

(۳) اور سب لوگوں کے سامنے یہ کہتا ہے کہ ہم فیصلہ نہیں کرتے بلکہ مسئلہ سناتے ہیں اور پختہ بیت بھی کوئی فیصلہ نہیں کرتی بعد میں یہ مفتی یک فریق کا گھڑ جا کر یہ مثال لکھ کر دیتا ہے کہ عورتیں نہیں جھوٹ ہیں اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے حالانکہ مجمع مسلمانوں کا موجود ہے اس کے سامنے کچھ نہیں لکھتا۔ کیا ایسے مفتی کا فیصلہ از روئے شرع محمدی جائز ہو گا یا نہیں یا کیا جو چیز اُس نے ایک فریق کے گھر جا کر لکھی ہے وہ معتبر ہوگی یا نہیں۔ بیوا تو جروا

میاں احمد ولد شیر محمد ساکن چک نمبر ۲۷ تحصیل بودھراں ضلع ملتان

(۱) مفتی فقط سائل کے مسئلہ کا جواب مطابق سوال دینے کا ذمہ دار ہے۔ اس کو شہادت کسی واقعہ میں لینے اور اس واقعہ جزئیہ میں درمیان فریقین کے فیصلہ دینے کا اختیار جب ہوگا کہ فریقین برضا اس و عظم تسلیم کریں اور فیصلہ سننے کے وقت تک وہ اس اقرار پر قائم رہیں۔ اگر فیصلہ دینے سے قبل فریقین میں سے کوئی بھی اس کے حکم ہونے سے انکار کر دے گا تو وہ حکم نہیں اور اس کا فیصلہ شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

(۲) حکم شہادت پر یا بصورت عدم شہادت حلف مدعی علیہ پر فیصلہ دے گا چونکہ یہاں شہادت کو مجروح قرار دیا اور مدعی علیہ کو حلف نہیں دی گئی اس لیے فیصلہ شرعاً صحیح نہیں ہوگا۔

(۲) فیصلہ میں شرط ہے کہ جس کے خلاف فیصلہ سنایا جائے وہ حاضر ہو۔ قضا علی الغائب نافذ نہیں ہوتی۔ کذا

في كتب الفقه

مکتوبہ غلامیہ شریفیہ درباریہ قمریہ

حکم کا فیصلہ

فریقین کی تبادلہ اراضیات چونکہ شرعاً بیع ہے۔ درخت مثمر یا غیر مثمر جس کے حصہ میں آگئے وہی مالک تصور کیا جاتا ہے اور زرع از قسم کدو وغیرہ کا بائع مستحق ہے مشتری نہیں۔ اہلہ عدم سرور کی طرف سے مبلغ ۵۹۵ روپیہ قیمت کدو غلام اکبر کو مل گئے ہیں۔ اس مبلغ ۴۵۰ روپیہ کھجوروں کی قیمت بھرا کر کے مبلغ ۱۴۵ روپیہ غلام اکبر کو دینا پڑتا ہے لیکن ہم نشان فیصلہ کنندگان درمیان سے ساقط کرتے ہیں۔ فریقین اس کے حسب گار نہ رہیں۔ شیشم کے درخت جو کہ فریقین نے نکالے ہیں وہی فعل و عمل درست صحیح تصور کیا جاتا ہے باقی درختان جتنے ایک دوسرے کے ملوکی و مقبوضہ اراضیات میں موجود ہیں۔ ایک مالک و قاضی تصور کیا جاتا ہے۔ پس تنازع رفع ہو کر صلح و فیصلہ ثابت ہوگا۔ بغض تقدیراً حکومت نے بابت درختان کوئی دوسرا حکم ثابت کیا تو قاضی درخت کو فریق آخر مبلغ ۱۵ روپیہ فی من دے گا۔ دستخط فیصلہ کنندگان و فریقین

بعد ازاں غلام اکبر نے کسی مووی سے پوچھا کہ یہ فیصلہ شرعی ہے یا نہیں تو اس نے کہا کہ چند وجوہ کی بنا پر شرعی نہیں۔

(۱) تمہارے بیان تمہاری عدم موجودگی میں تحریر کیے گئے ہیں اور فیصلہ بھی۔

(۲) تمہارے قول کے مطابق تمہارے بیان صحیح و پورے نہیں لکھے گئے۔ جس پر گواہ بھی موجود ہیں۔

(۳) شیشم کے درختوں کی تعداد فریقین سے نہیں چھی گئی۔ غلام کی شیشم غلام سرور کی طرف زیادہ چھی گئی ہیں جن کا عوض بھی نہیں دلایا گیا۔

(۴) فریقین کے تبادلہ اراضیات جو کہ حکومت نے کی تھی اس کو شرعاً بیع قرار دیتے ہوئے بھی حکومت کے قانون

میں رد و بدل کیا گیا ہے یا تو حکومت کے فیصلہ کو شرعاً بیع نہیں مانا چاہیے۔ اگر مانا جائے تو اس میں رد و بدل درست نہیں۔ کیونکہ حکومت نے زرعت کا مالک عدم کبر کو قرار دیا تھا جس کو مولویوں نے غلام سرور کی طرف واپس کیا جو ۵۹۵ روپیہ الجواب کی سطر ۲ میں مذکور ہے۔

اگر یہ فیصلہ شرعی ہے تو ۱۴۵ روپیہ جو کہ غلام اکبر کے ذمہ تھا کو نشان فیصلہ کنندگان درمیان سے کیسے ساقط کر سکتے ہیں جو کہ الجواب کی سطر ۴ پر مذکور ہے۔

اب مطلوب امر یہ ہے کہ یہ فیصلہ شرعی ہے یا نہیں۔ اگر شرعی ہے تو اس پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں درست ہیں یا نہیں۔ کیا مولویوں کو اس فیصلے سے رجوع کرنا چاہیے یا نہیں۔ مینو اتو جروا

حکم

نشان کا فیصلہ درحقیقت صلح ہے حکم نہیں ہے۔ بلکہ حکم کے حکم شرعی میں فریقین مجبور ہوتے ہیں اور سے لڑنا

تسلیم کرنا پڑتا ہے خواہ وہ حکم ان کے مرضی کے مطابق ہو یا نہ ہو لیکن صلح میں فریقین کی رضا شرط ہے۔ اگر صورت مذکور میں فریقین نے صلح مذکور کی تفصیل سن کر برضا و رغبت اسے منظور کر کے اس پر دستخط کر دیے ہیں تو عقد، زم ہو گیا ہے اور اب شرعاً کسی فریق کو (بغیر قالد فریقین کے) اس سے رجوع کا حق نہیں ہے اور اگر فریقین نے اسے ابتدا سے منظور نہیں کیا تو یہ صلح شرعاً ان پر جبراً حکم شرعی کی حیثیت سے مسلط نہیں کی جاسکتی۔ فریقین میں سے ہر ایک کو چار اختیار ہے کہ وہ ابتداء میں اس صلح کو مسترد کر دیں اور اسے تسیم نہ کریں۔ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ اہلہ تسیم کرنے کے بعد رجوع کا حق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود غلام اکبر عن مفتی مدرستہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

اگر مدعا علیہ قسم اٹھانے سے انکار کر دے تو اس کے ذمہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص مسیاں زید و عمرو نے مشترکہ زمین خریدی۔ اب مسکی زید کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کچھ رقم بروقت خرید زمین نقد دتی ادھار نہ تھی۔ مسکی عمرو نے انکار کر دیا کہ میں نے مسکی زید سے کچھ رقم نقد دتی ادھار نہیں نہ تھی۔ زید کے پاس گواہ وغیرہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اب زید نے عمرو سے قسم مانگی کہ تیری جگہ فداں آدمی قسم اٹھائے۔ عمرو نے اس قسم سے بھی انکار کر دیا۔ زید نے کہا کہ عمرو رقم مسجد میں رکھ دے میں اٹھاتا ہوں مگر عمرو نے یہ بھی نہ کیا۔ پھر پنچایت جمع ہوئی انہوں نے دونوں مسیاں زید و عمرو سے پوچھا کہ ہم دو چنٹیاں لکھتے ہیں۔ ایک پر خارج دوسری پر ڈگری لکھتے ہیں اور قرآن شریف میں رکھتے ہیں جو چنٹی جس کے حق میں نکلے گی وہ فیصلہ ہر ایک کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ دونوں مسیاں زید و عمرو نے اس فیصلہ کو تسیم کر لیا۔ فیصلہ تسیم کرنے کے بعد خارج و ڈگری والی چنٹیاں لکھ کر قرآن شریف میں رکھ دی گئیں اور پھر اٹھوائی گئیں۔ زید کے حق میں ڈگری والی چنٹی نکلی اور عمرو مذکور سے رقم وصول کر کے زید کو دلوادی گئی ہے۔ اب عمرو کہتا ہے کہ اس معاملہ میں جو شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرے گی مجھے وہ تسلیم ہوگا۔ لہذا صورت مسئلہ میں فیصلہ شرعی تحریر فرمایا جائے۔ مینو اتو جروا

حافظہ دست محمد بلوچ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

ج

صورت مسئلہ میں جبکہ زید کے پاس گواہ نہ تھے تو اس کے لیے شرعاً یہی طریقہ تھا کہ عمرو سے حلف لیا جاتا اور جبکہ عمرو نے حلف (قسم) اٹھانے سے انکار کیا ہے تو اس کے ذمہ قرضہ واجب ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرستہ قاسم العلوم ملتان
۶ محرم ۱۳۸۹ھ

ثالث کا مدعا علیہ کو کہنا کہ رقم قرآن کریم پر رکھ دو تا کہ مدعی اٹھائے یہ فیصلہ غیر شرعی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو شخصوں کا آپس میں لین دین کا جھڑا ہے۔ عدالت میں دعویٰ کیا عدالت نے کہا کہ آپس میں ثالث مقرر کرلو۔ ثالث مقرر ہوئے۔ ایک ثالث نے فیصلہ دیا کہ ایک شخص قرآن شریف پر رقم رکھ دے دوسرا اٹھالے۔ مثلاً زید قرآن شریف پر رقم رکھ دے، لینے والا بکر اسے اٹھالے یا زید دینے والا بکر سے قسم لے تو اگر بکر قسم قرآن اٹھائے تو زید پھر رقم دے دے۔ زید کی طرف سے ایک اور آدمی مختار تھا۔ اس نے یہ بات منظور نہیں کی۔ عدالت میں حاکم فیصلہ کرے گا مثلاً قرآن کے اس فیصلہ کو منظور نہ کیا۔ اس سے انکاری ہوا۔ اب خداوندی کلام سے منحرف ہونے کے لیے فیصلہ نہ منظور کرنے والے کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

خادم صدیق عفی عنہ

﴿ج﴾

چونکہ صورت مسئلہ میں ثالث کا یہ فیصلہ غیر شرعی و صحیح نہ تھا اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ ثالث بے علم ہے۔ فیصلہ کی صورت یہ تھی کہ مدعی اور مدعی علیہ کے بیانات سننے کے بعد وہ مدعی سے دو عادل گواہ طلب کرتا اگر مدعی دو گواہ عادل پیش کرتا تو اس کا حق ثابت ہوتا و راستہ دیا جاتا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوتے و مدعی علیہ انکار کرتا تو پھر مدعی علیہ کو قسم دی جاتی تو اس طرح سے صحیح و شرعی فیصلہ کرتا لیکن چونکہ ثالث نے غلط فیصلہ کیا ہے کہ زید قرآن کریم پر رکھ کر بکر اٹھالے۔ اس لیے زید کا اس صورت میں انکار کرنا جائز و صحیح ہے شرعاً اس پر کوئی قسم و کنارہ نہیں اور نہ نہ کار ہے۔ یونکہ غیر شرعی فیصلہ سے زید کا انکار قرآن پاک کی بے ادبی و بے تحاشی نہیں ہے اور نہ قرآنی فیصلہ سے منحرف ہے۔ بلکہ یہ انکار قرآن پاک کے موافق بات ہے۔ لہذا فریقین کو چاہیے کہ کسی جید مامور ثالث بنا کر جھڑا ختم کریں اس صورت میں فیصلہ بھی شرعی ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حاکم کے مقرر کیے بغیر یتیم لڑکیوں کا نان یا چچی وغیرہ ان کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس کی کچھ زمین اور کچھ بیل وغیرہ موجود ہیں اور شخص مذکور کا کنبہ موجود ہے۔ جو یہ ہیں ایک عورت، تین بیٹیاں صغیر جات۔ متوفی کی زمین اتنی پیداوار نہیں دیتی کہ عیال کا گزارہ ہو جائے۔ بناء علیہ پرورش کنندگان نے اس کا بیل اور دو بھینس فروخت کر کے اس کے عیال یعنی عورت اور اس کی بنات پر خرچ کیا ہے۔ پرورش کنندہ متوفی کا سسرال ہے جو لڑکیوں کا ناننا ہے اور نہایت دیانتدار ہے اور اب

دریافت طلب امر یہ ہے کہ پرورش کنندہ کو شرعاً اس بات کا حق حاصل تھا یا نہیں۔ چوتھنے کی ضرورت اس سے ہے کہ متوفی کا چچا زاد بھائی بے متوفی کی زندگی میں اس سے بغض رکھتا تھا ورنہ وقت بڑھتا تھا۔ اب کہتا ہے کہ متوفی کا سارا مال مجھے دے دیا جائے اور لڑکیاں بھی مجھے دے دی جائیں میں خدمت کروں گا۔ مگر لڑکیوں کی والدہ سابق حالات کی بنا پر خائفہ ہے اور ان کے پاس رہنا پسند نہیں کرتی۔ نیز وہ آدمی دیانتدار اور امانت دار بھی نہیں ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ پرورش کا حق کس کو ہے۔ نیز اس کے متعلق مال سے اس کے عیال پر خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہ۔ چچا زاد بھائی پہلے سے یتیموں کے مال کھانے کا مدعی ہے۔ اب بھی چاہتا ہے کہ یہ کسی طرح مال کھا جائے براہ کرم فتویٰ دیا جائے۔ بینو تو جبراً

المستفتی محمد بخش

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جبکہ ان لڑکیوں کا باپ دادا ان میں کسی ایک کا وصی موجود نہیں تو ان یتیم لڑکیوں کے مال کی حفاظت حکومت پر ہے۔ نا، ورنہ چچا زاد بھائی یہ دوسرے رشتہ دار کوئی بھی از خود یتیم لڑکیوں کے مال کا محافظ نہیں اس سے نانا و چچا زاد بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فرض ہے کہ اپنے ملحقہ کے حاکم مسلمان کو ان یتیم لڑکیوں کے مال کی حفاظت کے متعلق اطلاع و درخواست دیں۔ حاکم مسلمان کا یہ فرض ہے کہ ان کے رشتہ داروں میں کسی دیانتدار اور امانتدار شخص کو ان کے مال کی حفاظت اور ان پر خرچ کرنے کے لیے مقرر کرے اور جبکہ ان لڑکیوں کا ناننا نہایت دیانتدار ہے تو حاکم کو چاہیے کہ اسی ناننا کو ان کے مال کی حفاظت و نگہداشت و ان پر خرچ کرنے کے لیے مقرر کرے ورنہ چچا زاد بھائی جو کہ زندگی میں متوفی سے چھ سلوک نہیں کرتا اور یتیموں کے مال کھانے کا مدعی ہے اور اب بھی اس کی حالت یتیموں اور ان کے مال کے متعلق قبل اعتقاد نہیں۔ کسی طرح حاکم اسے یا کسی دوسرے خائن آدمی کو ان کے مال کا محافظ و نگران مقرر نہ کرے۔ یتیم بچیوں کی پرورش کا حق شرعاً سب سے پہلے والدہ کو ہے۔ اس کے بعد نانی کو اس کے بعد خاندان کو بشرطیکہ لڑکیوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کریں لیکن چچا زاد بھائی نہ ان لڑکیوں کے مال کا وں ہے ورنہ اسے شرعاً لڑکیوں کی پرورش کا حق حاصل ہے۔ کسی طرح بھی وہ لڑکیوں کو نہیں لے سکتا پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔ بعد اس کے ترتیب مذکور کے ساتھ دوسروں کو تفصیلات کتب فقہیہ میں اگر مطلوب ہو تو وہ دوبارہ معلوم کر لیں اور ناننا نے بوجہ جبری کے کہ متوفی کی زمین کی پیداوار اس کی عورت و لڑکیوں کے لیے کافی نہیں تھی اور ان پر خرچ کی ضرورت ورنہ کوئی مال میں جائز تصرف کرنے والا باپ دادا یا ن کا وصی یا حکومت کی طرف سے مقرر شدہ آدمی نہیں تھا جو متوفی کے بیل اور دو بھینسوں کو فروخت کیا ہے اور ان پر خرچ کیا ہے شرعاً یہ تصرف کرنا جائز تصور ہوگا اور جس شخص کو حاکم ان بچیوں کے مال کا محافظ مقرر کر دے وہ اس مال سے بقدر ضرورت ان لڑکیوں پر صرف کرتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عنایتی مدتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ایک فریق کی رائے ہے کہ شرعی فیصلہ کیا جائے دوسری فریق کی رائے ہے کہ برادری کی رسم کے مطابق ہو تو حق پر کون ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہماری برادری کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں ایک انجمن عرصہ سے کام کر رہی تھی۔ عرصہ تقریباً ۱۰ ماہ سے باہمی اختلافی مسائل کی وجہ سے دو گروپوں میں تقسیم ہو گئی۔ بعد ازاں برادری کے شیعہ افراد نے دوبارہ دونوں گروپوں میں اتفاق کرنے کی کوشش کی اور دونوں گروپوں کے سرکردہ افراد کو یکجا کیا کہ وہ آپس میں بات چیت کر کے باہمی اختلاف دور کریں۔ جب دونوں گروپوں کے سرکردہ افراد یکجا ہوئے تو فریق اول نے پیشکش کی کہ وہ اپنے باہمی اختلافات اور متنازعہ فیہ مسائل کو علماء دین یا کسی معتد مفتی کے سامنے پیش کریں اور مطبوعہ روداد دیں اور فریقین کے بیانات سن کر وہ شریعت اسلامیہ کے مطابق جو فیصلہ کر دیں اس کو تسلیم کر لیا جائے کیونکہ ہم خود فیصلہ کرتے ہیں تو اختلافات پیدا ہو کر رہ رہ کر بدیاب ہو جاتی ہیں۔ اس پر فریق دوم نے کہا کہ جہاں تک علماء کرام و مفتیان دین کا تعلق ہے ہم ان کا تہہ دل سے احترام کرتے ہیں اور بوقت ضرورت علماء کرام سے مشورہ یا مفتیان دین سے فتویٰ لیا جاسکتا ہے لیکن ہماری برادری کے فیصلہ برادری خود کرتی ہے کیونکہ بہت سے فیصلے ایسے ہوتے ہیں کہ جو ہم اپنی رسم و رواج کے مطابق کرتے ہیں۔ اس بات پر فریق اول راضی نہیں ہوئے اور بغیر کسی سمجھوتے کے بات چیت ختم ہو گئی اور اتفاق نہ ہو سکا۔ اب فریق اول کی پیشکش اور فریق دوم کے جواب کے پیش نظر از روئے شرع محمدیہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) ان دونوں فریقوں میں کون حق پر ہے اور کون غلطی پر ہے اور کیوں۔

(۲) یہ کہ آپ کا فیصلہ جو فریق تسلیم نہ کرے اور اپنی ضد پر قائم رہے تو کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی شادی غمی میں شرکت کرنا کیسا ہے۔ لہذا التجا ہے کہ مناسب مفصل فیصلہ (فتویٰ) صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

(۱) رسم و رواج کے مطابق فیصلہ کرنا اگر جانہین کی رضا مندی سے ہے تو یہ صلح ہے اور یہ سوائے چند صورتوں کے جن میں تراضی جانہین سے بھی روجی فیصلہ شرعاً صحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً مظاہرہ مغلطہ کو جانہین کی رضا مندی کے ساتھ بغیر حلالہ کے اپنے پہلے خاوند کے ساتھ آباد کرنا۔ باقی صورتوں میں صحیح اور درست ہے اور اگر فیصلہ اس نوعیت کا ہے کہ

فریقین کی رضا مندی پر موقوف نہیں ہے تب رسم و رواج کے ساتھ اس کا تصفیہ کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ ماہ کرام سے مشورہ لینا ضروری ہے۔ لہذا فریق اول کا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے اور وجہ ذکر کر دی گئی ہے۔

(۲) شرعی فیصلہ سے اعراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور جو شخص بھی اس گناہ کا ارتکاب کرے تو مسلمان برادری کو اس سے قطع تعلق کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ توبہ تائب ہو جائے۔ قال تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکفرون الآیۃ وقال ایضاً فاولئک هم الفاسقون الآیۃ (پ ۶ رکوع ۱۱) وقال ایضاً فاولئک هم الظلمون الآیۃ. وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلیلسانہ فان لم یستطع فبقلمہ وذلك اضعف الایمان او کما قال (مشکوٰۃ ص ۳۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد مطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۵ھ

اگر نابالغہ بچی کو ساری جائیداد ہبہ کی جائے

اور پھر ناجاتی کی صورت میں لڑکی کا والد اسی جائیداد پر خلع کرے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیٹی مسماۃ ہندہ صغیرہ (عمر تقریباً ۷-۶ سال) کو اپنے حین حیات میں اپنی کل جائیداد ہبہ کر کے لکھ کر دے دی۔ زید کی ہندہ صغیرہ کے سوا کوئی اور نہیں تھی۔ بعد میں زید نے ہندہ صغیرہ کو مسکی خالد کے ساتھ ہر مسن یک صد روپیہ کے عوض عقد نکاح کرا دیا۔ بعد از دو سال خالد اور ہندہ صغیرہ کی آپس میں ناموافقیت پیدا ہو گئی تو زید نے اپنی بیٹی ہندہ صغیرہ کی جانب سے مسکی خالد سے خلع کر لیا اور اپنی جائیداد خالد کو لکھ کر خلع میں دے دی۔ مزید اس نے ہندہ صغیرہ کی شادی ہونے پر مسن ہشت صد روپیہ دینے کا بھی اقرار کیا۔ اس رسید پر ہندہ صغیرہ سے دستبرداری جائیداد کی بھی انگشت لگائی کہ مجھے جائیداد کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں اور اقرار نامہ زید یعنی ہبہ نامہ جو کہ زید نے ہندہ صغیرہ کو جائیداد ہبہ کی تھی وہ رسید ہندہ صغیرہ سے لے کر پھاڑ دی گئی۔ اس صورت میں بدل اخلع زید پر لازم ہو گا یا ہندہ صغیرہ پر کیونکہ زید کو اور کوئی جائیداد سوائے ہبہ کیے ہوئے کے نہیں تھی اس صورت میں زید اپنی جائیداد ہبہ کئی ہوئی سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔ بروقت خلع سندہ صغیرہ تھی بعد از یک سال بالغ ہوئی۔

﴿ج﴾

زید نے اپنی صغیرہ لڑکی کی جانب سے جو خلع کیا ہے یہ صحیح اور درست ہے لیکن بدل اخلع صغیرہ پر واجب نہ ہوگا۔

کیونکہ صغیرہ کی طرف سے خلع اس کے مال سے نہیں کیا جاسکتا۔ ہدایہ میں ہے من خلع ابنتہ وہی صغیرہ بما لہا لم یجوز علیہا۔ اس کے آگے ہے واذا لم یجوز لا یسقط المهر ولا یستحق مالہا ثم یقع الطلاق فی روایۃ وفی روایۃ لا یقع والاوّل اصح (ص ۳۸۸ ج ۲)۔ ہم میں اگرچہ رجوع جائز ہے لیکن اگر ذی رحم محرم پر ہمہ کیا جائے تو رجوع جائز نہ ہوگا۔ عالمگیری میں ہے ولا یرجع فی الہبۃ من المحارم بالقراۃ کالآباء والامہات وان علوا والاوّلاد وان سفلوا واولاد النبین والبنات فی ذالک سواء (ص ۳۸۷ ج ۲)۔ خلاصہ یہ کہ صدق تو مرد کی طرف سے وقع ہوئی اور مہر اس کو دینا پڑا۔ گا اور مال خلع اس کے باپ پر واجب ہوگا اور لڑکی چونکہ نابالغہ ہے اس سے جائیداد سے دستبرداری پر انگوٹھا وغیرہ لگوانا لغو ہے۔ کیونکہ وہ اہل تصرف سے نہیں۔ نیز اس لڑکی سے ہمہ کا رجوع بھی نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

سیدہ مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

علماء کرام سے فیصلہ کروایا لیکن اب ایک فرق نہیں مانتا تو کیا کیا جائے

﴿س﴾

محمد سیدمان عیوالہ وغیرہ کی طرف سے مولوی علی حسن بادل گڑھی کے متعلق اشتہار بعنوان اظہار حقیقت یونین پریس ملتان شہر سے شائع کیا گیا ہے اور اشتہار میں مولوی علی حسن کے ساتھ چند شخصوں کے نام بھی شامل ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ جمال، ایسرو، موہنا جین، گھس وغیرہ۔ ہم حلفاً تحریر کرتے ہیں کہ اس اشتہار میں جو چند درج سے وہ باطل غلط ہے۔ خیر دین و رونق علی وغیرہ نے اشتہار محض اس لیے شائع کروایا ہے کہ ان کی بے عزتی نہ ہو اور ان کو پانچ صد روپیہ سنم کیا ہوا واپس نہ کرنا پڑے۔ فیصلہ کے روز مولوی علی حسن نے جب حلفاً بیان لیے وہ بیان خیر دین وغیرہ کے فیصلہ کے خلاف تھے اور ان بیانات سے چند علماء نے مسئلہ بھی سمجھا کہ لڑکی واپس ہونی چاہیے اور پانچ صد روپیہ بھی واپس ہونا چاہیے ورنہ خیر دین وغیرہ کو تجدید نکاح کروانی چاہیے جب تک کہ یہ مسئلہ نہ پایا تو انہوں نے یہ کہا کہ ہم تمہارے فتویٰ کو نہیں مانتے تو مولوی علی حسن و دیگر صاحبان نے اس کو سمجھا کہ یہ نہ کہو اور تو بہ کرو مولویوں کے سامنے معافی مانگ دو تو انہوں نے کہا کہ ہم مولویوں کے پاس نہیں جاتے۔ ان کے پاس جانے میں ہماری ہتک ہے۔ جب وہ نہ مانے تو مولوی علی حسن نے ان کے خلاف علماء کرام سے فتویٰ پوچھ کر ان کا بیکاٹ کر دیا اور اشتہار چھپوا دیے جب انہوں نے یہ اشتہار دیکھے تو انہوں نے مولوی علی حسن وغیرہ کے خلاف انتقامی شکل اختیار کی جو محض مولوی علی حسن وغیرہ پر تھی۔ اور بہتان اور اشتہار بعنوان اظہار حقیقت شائع کروا دیا اور اس فیصلہ کے متعلق خیر دین وغیرہ کو پانچ صد روپیہ سنم دیا اور ۱۳۷۱ھ کو مولویوں نے بلوایا اور ان کو سمجھایا کہ لڑکی واپس کر دو اور جرمانہ بھی دے۔ انہوں نے مولویوں کے سامنے اقرار کر لیا اور اقرار نامہ لکھا گیا بعد اقرار نامہ کے انہوں نے سمجھا کہ جرمانہ لڑکی کی واپسی میں ہماری ہتک دے

عزتی ہے اس سے نمونے انکار کر دیا۔ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ جو بیخبر ہم نے کہا ہے یہ بالکل صحیح ہے۔ خیر دین وغیرہ نے محض اپنی عزت کا خیال کرتے ہوئے اور پانچ صد روپیہ سنم کرنے کے لیے یہ جھوٹا اشتہار شائع کروا دیا اور علماء کرام کے سامنے جھوٹی قسم اٹھا کر حالات من گھڑت بنا کر فتویٰ لکھوا لیا اور شائع کر دیا اور جس روز فیصلہ ہوا تھا اسی روز رات کو خیر دین وغیرہ نے اپنی برادری کو جمع کیا اور ان کو کہا کہ ہم کو چند واٹھا کر کے دو اور انگوٹھے لگاؤ کہ ہم میں سے جنہوں نے مسئلہ پوچھا ہے ان کے خلاف اشتہار شائع کریں گے انہوں نے مسئلہ پوچھ کر ہماری بے عزتی کروائی ہے جس طرح بھی ہو سکا ہم اس کا بدلہ ضرور میں لے۔ مگر تم ہماری ہمدردی کرتے ہو تو انگوٹھے لگا دو اور چند واٹھاؤ تو پیچھا آدمیوں نے انگوٹھے لگائے اور تقریباً ساٹھ روپیہ اسٹھے کر کے دے تو جن شخصوں نے انگوٹھے لگائے تھے وہ بگڑ گئے کہ ہم ایسا نہیں کرتے کاغذ سے ہمارے انگوٹھے اکھاڑ دو کیونکہ اس میں شریعت کی بے عزتی ہے تو خیر دین وغیرہ نے غصہ میں آ کر جس کاغذ پر انگوٹھے تھے پھاڑا اور جو رقم وصول ہوئی تھی وہ واپس نہیں لی اور خیر دین و حیدر ان شخصوں پر ناراض ہو کر چپے گئے اب ہم علماء کرام سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ایسے شخص جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے صحیح فتویٰ کو نہیں مانا بعد اس فتویٰ کے نہ ان کے خلاف اشتہار شائع کروا دے اور علماء کرام کے سامنے غلط حالات نہ کر فتویٰ حاصل کیا اور صحیح مسئلہ کے خلاف کیا۔ مسلمانوں کو ان سے برتاؤ کرنا کیسا ہے۔

الساہلین غلام نبی، عبدالحق، نظام لوگو دال والا، سلیمان، سوہنا ولد ابراہیم

ہم تصدیق کرتے ہیں کہ ۱۰ اشوال ۱۳۷۱ھ کو برادری کا اجتماع ہوا اس میں ہم بھی شامل ہوئے۔ ہمارے روبرو جب گواہوں سے حلفاً بیان لیے گئے تو وہ بیان مطابق تھے فتویٰ جو کہ خیر الدارس سے نمبر ۳۸۳ کا تحریر ہوا اس مجلس میں خیر دین و رونق علی وغیرہ نے شریعت کو نہ مانا اور اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے اور اس مجلس میں جو بیانات لیے گئے لڑکی و جرمانہ واپس کرنا پڑتا تھا اور تجدید نکاح کروانی پڑتی تھی۔ انہوں نے اپنی عزت کو مد نظر رکھ کر شریعت کو نہ مانا اور مجلس میں عام کہہ دیا کہ ہم نہیں مانتے۔

از مولوی سلمان مقیم سورج کنڈ و ہیر باقر حسین شاہ مقیم خانپوال

۱۵ اربوا القعدہ ۱۳۷۱ھ

﴿ج﴾

طرفین نے جا کر علماء کرام کے پاس اپنے اپنے بیانات دے کر فتویٰ مطابق اپنے بیان کے لیا۔ مفتی کا فتویٰ ہمیشہ کے لیے مستقی کے بیان سے متعلق ہوتا ہے اصل واقعہ کے صدق کا وہ ذمہ دار نہیں۔ اب جب طرفین نے فتویٰ علماء کرام سے حاصل کیا اور دونوں اپنے بیان کی صحت کے مدعی ہیں وہ طرف بھی اپنی صحت بیان پر گواہ وغیرہ پیش کریں گے جیسے آپ اپنے لیے پیش کر چکے ہیں۔ اس لیے جب تک طرفین کے بیان کا مقابلہ نہ کیا جائے ہم کسی کے برخلاف کچھ لکھنے سے قاصر ہیں۔ ممکن ہے کہ ہماری تحریر کو بھرقریق مخالف کے برخلاف شائع کیا جائے۔ معذرتاً طول پکڑے گا اور فتنہ بڑھے گا۔ بہتہ اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ جو فریق جھوٹوں کو اور مفتی کو دھوکے میں ڈال کر غلط فتوے حاصل کر

کے اپنا مقصد نکالتا ہے وہ اپنی آخرت تباہ کرتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کی روک تھام ہر ممکن صورت سے کریں۔ واللہ اعلم

محمود رضا رحمۃ اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

علماء کرام کا مذکورہ فیصلہ شرعی نہیں ہے لہذا لازم بھی نہیں ہے

﴿س﴾

موضع چک ۳۷۷ کے امام مسجد حافظ الہی نے ایک اشتہار جاری کیا ہے جس کا عنوان شرعی فیصلہ ہے اور اب سب سے غلط بیانی سے کام لے کر دستخط لگائے ہیں ہم اصل واقعہ کو سامہ آ کر دو مستحقین عظام کی خدمت میں حاضر کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ چک مذکورہ و چک ۳۷۶ و چک ۳۷۸ و چک ۳۸۲ کے ہم لوگ موجود تھے ہمارے سامنے ایک فریق نے یہ کہا کہ ہم علماء کا فیصلہ نہیں مانیں گے بلکہ بنی بیت جو فیصلہ کرے گی وہ ہمیں منظور ہوگا۔ کافی رد و قدح کے بعد علماء نے کہا ہم فیصلہ نہیں کریں گے بلکہ مسئلہ تم کو نہ دیں گے۔ آگے آپ کی مرضی ہم فیصلہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ مدعی کا دعویٰ ہوا اس پر ایک شہادت گزری اُس پر شرعی حیثیت سے کوئی اعتراض نہ ہو سکا۔ دوسری گزری اُس پر اعتراض ہوا چنانچہ گڑبڑ پر اس کی شہادت کو رد کر کے مسئلہ سنایا گیا بعد میں تین علماء میں سے ۲ علماء نے جو کہ فریق مخالف کے لائے ہوئے تھے انہوں نے حافظ فضل الہی کے گھر جا کر یا کسی اور جگہ فیصلہ لکھ کر دیا جو کہ اپنے وعدہ کے خلاف ہے اور مسجد میں جہاں ہم سب لوگ تھے نہیں لکھا۔

شہادت کے مجروح ہونے پر حافظ فضل الہی پر قسم آئی تھی البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکرتہ ہمارے سامنے نہیں دی گئی اور قسم کا بھی اُس میں غلط لکھا گیا ہے۔

پنچائیت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ایسی صورت میں یہ فیصلہ شرعی رہے گا کہ نہیں اور ایسے کذب بیان پر کوئی اللہ کا قانون عائد ہوتا ہے یا کہ نہیں۔ ہم سب بالائے مذکور چکوں کے جو آدمی شریک تھے اپنے اس سوال پر دستخط کرتے ہوئے اللہ اور رسول کا واسطہ دے کر علماء کرام سے حق کے طالب ہوتے ہیں کہ کیا فیصلہ شرعی ہوگا۔ دوسرا یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں سے نمبر دار نے کہا کہ دونوں فریق جا کر شرعی فیصلہ کریں اور ہر فریق نے تسلیم کیا اور تاریخ بھی معین کی۔ حتیٰ کہ مدعی اپنے تاریخ معین پر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں آئے جبکہ مدعا علیہ نہیں آیا۔ اغرض وعدہ خلافی ہو چکی مدعا علیہ سے یعنی فیصلہ سے انکار کر دیا ہم نہیں فیصلہ کریں گے۔

گواہ شدگان: نور خان، علی محمد، میاں محمد، شاہ محمد، میاں محمد، غلام محمد، ولی محمد، احمد خان

﴿ج﴾

فیصلہ علماء کا شرعاً صحیح نہیں تین وجوہ سے۔ (۱) علماء کو حکم نہیں تسلیم کیا گیا بلکہ یہ صراحت ان سے کہا گیا کہ فیصلہ پنچائیت کرے گی۔ اس لیے ان کا فیصلہ فریقین پر واجب التسلیم نہیں۔

(۲) مدعی علیہ کو حلف نہیں آیا۔ جب مدعی کے لیے ہو تو فیصلہ حلف مدعی علیہ پر ہوگا۔ واد لیس فیس

(۳) فیصلہ گھر میں لکھا گیا۔ وہاں فریقین کی موجودگی میں نہیں سنایا گیا۔ قضا علی الغائب نافذ نہیں جب

فیصلہ شرعی نہ ہوا تو اس صورت میں فیصلہ شرعی کے عنوان سے متنبہ رشتہ کرنا اور جھوٹا مستند لکھ کر علماء کے دستخط حاصل کر کے ان کو دھوکہ دینا عظیم گناہ ہے۔ اس کے مرتکب کو مذنیہ تو بہ کرنا لازم ہے ورنہ اس سے تعلقات منقطع کر کے اس کو تو بہ پر مجبور کیا جائے۔ نیز اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ پھر سے اپنا فیصلہ دوبارہ کسی حکم ثالث شرعی سے کرائے اور اپنی عورتوں کے نکاح کو ثابت کرے۔ واللہ اعلم

مفتی محمود رضا رحمۃ اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(۱) الجواب صحیح حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مفتی بہادر لہور

(۲) الجواب صحیح حضرت مولانا محمد چرخ مدرسہ عربیہ و جرائد

(۳) الجواب صحیح حضرت مفتی محمد عبداللہ خیر المدارس ملتان

(۴) الجواب صحیح حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدرس دارالہدیٰ ٹھیکڑی سندھ

(۵) الجواب صحیح حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مہتمم قاسم العلوم ملتان شہر

(۶) محمد انیس صدر مدرس عربیہ جھوک ویس

اگر ایک فریق اپنے مقرر کردہ ثالث کا فیصلہ تسلیم نہ کرے تو دوسرے فریق پر بھی فیصلہ لازم نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ ہمارے ضلع میں اشتمال اراضی ہوئی اس میں چوہدری شمس الدین جس نے بوس یعنی غلط اثبات منٹ کرائی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے قریباً سات سو کنال اراضی خارج ہو گئی ورو زمین ایک دوسرے شخص فیض محمد کے نام لاث ہو گئی۔ اُس کو کسی محمد شفیع نے خرید کر لی۔ جس کی وجہ سے شمس الدین نے میرے خلاف ناجائز چوری کا مقدمہ کرادیا اور ملتان میں زمین کی بحال کے لیے اپیل دائر کر دی۔ وہاں سے خارج ہوئی اور اب لاہور ہائی کورٹ میں اپیل زیر سماعت ہے۔ اس دوران میں فیصلہ کی غرض سے پہلے دو دفعہ ثالث اسی کے چنے ہوئے تھے۔ اب اُس نے تیسرا ثالث جو گورنر صاحب صوبہ پنجاب کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اُس کو ثالث مقرر کیا۔ اس نے پہلے مجھ سے اور شمس الدین سے قرآن مجید کا حلف کیا کہ تم میرے فیصلہ پر قائم رہو گے۔ اس کے بعد اُس نے میرے ساتھ بنی بیت کے سامنے بات کی لیکن شمس الدین عین جھوٹکی میں سے گناہ معلوم کیا باتیں کیں۔ پھر پنچائیت میں آ کر یہ فیصلہ کیا۔ محمد شفیع تم شمس الدین کو آدھ رقبہ مفت دے دیں اور یہ اپیل اور مقدمہ و پس اٹھاے گا۔ اب شمس الدین

مقدمہ اور اپیل واپس کرنے سے منحرف ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور استغاثہ بھی دائر کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں مجھے فیصلہ کا پابند رہنا چاہیے یا نہیں۔ اگر میں بھی اس کے منحرف ہو جانے کے بعد فیصلے کی پابندی نہ کروں تو از روئے شریعت کیا حکم ہے۔ مناسب جواب سے سرفراز فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

محمد شفیع تحصیل و ضلع مظفر نگر

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی شمس الدین مقدمہ اور اپیل لینے سے منحرف ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں اگر آپ اس فیصلہ کی پابندی نہ کریں تو شہداء آپ پر کوئی جرم اور غارہ نہیں ہوتا۔ فقط و بدعتی سلم حرر محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

اجوبہ صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

اگر کوئی شخص غلط کوائف ظاہر کر کے عدالت سے فیصلہ کروادے تو اسے کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص زید اپنا نام غلط ظاہر کر کے اور دوسروں کے کوائف مثلاً رشتہ دار وغیرہ بھی غلط ظاہر کر کے کسی عدالت سے اس بنیاد پر اپنے حق میں فیصلہ لے لیتا ہے یعنی کسی مرنے والے سے اپنا قرہبی رشتہ ظاہر کر کے حقدار ہونے کا فیصلہ اپنے حق میں لے لیتا ہے تو کیا ایسے آدمی کے خلاف شرعاً عدالت میں کسی وقت بھی اس فیصلہ کا کالعدم قرار دینے کے لیے دعویٰ کیا جاسکتا ہے یا اس کے لیے کوئی مدت مقرر ہے۔

جلیل احمد معرفت احمد ربانی خطیب جامع مسجد ناظم آباد کراچی

﴿ج﴾

شرعاً شخص مذکور کے خلاف دعویٰ کرنا اور اس کے لیے ہوئے فیصلے کو کالعدم قرار دینا ہر وقت جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

قرعہ اندازی کے ذریعہ غیر اہل کو منتخب کرنے کا فیصلہ کالعدم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ

(۱) کیا کسی اجتماعی اہمیت کے معاملہ میں قرعہ اندازی جائز ہے۔

(۲) اگر قرعہ اندازی میں کم تر اہلیت کا آدمی کامیاب ہو جائے اور اہل تر آدمی رہ جائے تو کیا یہ فیصلہ قابل عمل ہوگا اور کیا انکار کی صورت میں گناہ تو نہ ہوگا۔

(۳) کیا قرآن پاک پر چچیاں رکھ کر قرعہ اندازی کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔
محمد سلیم صدیق آباد ملتان

﴿ج﴾

(۱) قرعہ اندازی مندرجہ بالا معاملہ میں کوئی شرعی عمل نہیں ہے۔

(۲) اور نہ ہی یہ قرعہ اندازی شریعت کے مطابق ہے۔ لہذا انکار کی صورت میں منکرین پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

(۳) قرآن پاک پر چچیاں رکھ کر قرعہ اندازی کرنا بھی شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ ہذا اس پر عمل کرنا بھی

ضروری نہیں ہوگا۔ اس سے بھی انکار کرنا جائز ہے۔

حررہ بندہ محمد بن قاسم مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یتیم بچوں کی جائیداد کا متولی مسلمان حاکم کو ان کے کسی امین رشتہ دار کو بنانا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عیسیٰ خان بعد از وفات کے اپنے پیچھے ایک پسر عبد الرحمن نابغ اور پانچ دختران مسماۃ شمس مائی، بالغہ، ظہرا مائی، بالغہ، عائشہ مائی، بالغہ، سرور مائی، بالغہ، سکینہ مائی، نابغہ اور دو بیوگان چھوڑ کر مرا۔ متوفی عیسیٰ خان کے نام پر چھ جائیدادیں چلی آ رہی ہیں بعد فوتیگی اس کی جائیداد کا انتظام اس کے پسر و دختران بیوگان اور اس کی والدہ مسماۃ مائی مہرہ کے نام تصدیق ہو چکا ہے۔ اب چونکہ مسمیٰ عبد الرحمن نابغ کی جائیداد پر

اس کا حقیقی ناناسمکی اللہ ذیویا بحیثیت سرپرست کے قابض ہے اور اس کی جائیداد کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے مگر اس دلچہ

بھال سے مسمیٰ اللہ ذیویا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ نابالغ مذکور کا باغ دو ہزار روپے سالانہ میں فروخت ہو رہا ہے اور

آئندہ بھی مزید ترقی کا امکان ہے۔ مگر اس کا ناناسم اللہ ذیویا باغ مذکور کو جز سے کھینچ کر نابالغ کا نقصان کر رہا ہے۔ اس

کے علاوہ دیگر درختان کا بہتہ بھی کاٹ رہا ہے۔ ہر چند اس کو منع کیا گیا ہے کہ یتیم بچوں کے نقصان نہ کرے۔ مگر وہ پروا نہیں

کرتا۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ آیا اللہ ذیویا سرپرست کو باغ کے کاٹنے کا اختیار ہے یا نہ۔ اگر ایک سرپرست ایسے نقصان

سے باز نہ آئے تو یتیم کی جائیداد کی حفاظت کے لیے کیا کوئی دوسرا شخص مقرر کیا جاسکتا ہے یا نہ۔ مفصل حل فرمایا جائے۔

عبد انور رحیم، مدیر محمد تحصیل و ضلع مظفر نگر

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت واقع نابالغ کے متولی نانا کو فوراً تولیت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے اور نابالغ مذکور کے جائیداد کا متولی مسلمان حاکم ہے۔ نابالغ کا کوئی اور رشتہ دار متولی نہیں۔ لہذا حاکم کسی اور ویدار یا مندار اور پابند شرع کو نابالغ کے مال کا متولی بنادے یا حاکم خود اس کی حفاظت کرے۔ قال فی العلانیۃ الوالی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ (الی ان قال) علی ترتیب الارث والحب و فی الشامیہ (قوله لا المال) فانه الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (در المختار ص ۶۷ ح ۳) وقال فی شرح التنویر وینزع وجوباً لو الواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون فی الشامیہ (قوله فغیرہ بالاولی) قال فی البحر واستفید منه ان للقاضی عزل المتولی الخائن غیر الواقف بالاولی وایضا فی الشامیہ مقضاه اثم القاضی بترکہ والائم بتولی الخائن ولا شک فیہ (شامی ص ۳۸۰ ج ۲)

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ خادم القضاہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی قعد ۱۳۸۸ھ

حاکم کا فیصلہ جب فریقین نے تسلیم کر لیا تو اب کوئی انکار نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جس وقت ہر دو فریق کسی معاملہ میں بخوشی نشان مقرر کریں اور نشان ان کے درمیان موافق شرع و قانون رواجی فیصلہ کریں اور یہ فریقین فیصلہ کو منظور کریں بعد میں ان فریقین میں سے ایک رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

رجوع نہیں کر سکتا اور رجوع خدشہ شرع و قانون و رواج ہے۔ وفی الباب فاذا حکم علیہما وھما علی تحکیمھما لزمھما الحکم (لصدورہ عن ولایۃ علیہما الخ) وفی البحر الرائق ص ۲۶ ج ۷ (قوله فان حکم لزمھما) لصدورہ عن ولایۃ شرعیۃ فلا یبطل حکمہ بعزل لھما الخ) وفی الفتح القدیر ص ۳۰۶ ج ۶ والتحکیم جائز بالکتاب قوله تعالی فابعتوا حکما من اہلہ الآیۃ الخ واما السۃ فما قال ابو شریح یا رسول اللہ ان قومی اذا اختلفوا فی شیء قانونی فحکمت بینہم فرضی عنی الفریقان فقال علیہ الصلوۃ والسلام ما احسن هذا رواہ النسائی) وفی الدر المختار ص ۴۲۹ ج ۵ فان حکم لزمھما ولا یبطل حکمہ بعزل لھما لصدورہ عن ولایۃ شرعیۃ الخ) اور ان

عبارات سے معلوم ہوا کہ رجوع نہیں کر سکتا۔ هذا ما ظہر عندی الخ۔ کاتب الحروف گل محمد عفی عنہ۔
یہ جواب درست ہے ثالث کے حکم کے بعد کوئی فریق رجوع نہیں کر سکتا البتہ قبل از حکم ثالث اگر کوئی فریق ثالث کے پانچ سے رجوع کریں تو رجوع کر سکتا ہے۔ بعد از حکم اور فیصلہ ہرگز رجوع نہیں کر سکتا۔

بندہ نیاز محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ مکی مروت
الجواب صحیح بندہ خاگل عفی عنہ، مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف
الجواب صحیح بندہ محمد عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گورنمنٹ کسی کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر نہ تصرف کر سکتی ہے اور نہ تبدیلی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ جو گورنمنٹ برطانیہ تقریباً تیرہ چودہ قلعہ بندی زمینوں کی کرائی اس میں بہت کٹ وٹ ہوئی ہے۔ کسی کی زمین تباہ ہوئی اور اس کو راجد سے برآمدگی ہوئی علی ہذا کوئی راضی اور کوئی ناراض ہو گئے۔ آپ فرمائیں کہ کیا حاکم وقت زمینوں کو اگر بلا رضاع رعیت الاٹ کر سکتا ہے یا کہ نہ اور تہ دلہ بعد رضا جائز ہے یا کہ نہ۔

اگر کسی شخص نے قلعہ بندی کے بعد آم کسی زمین میں لگائے ہوں اس کو پٹواری وغیرہ کہے کہ زمین فلاں کی ہے اب اس کو موافق شرع کیا حکم ہے کہ وہ ان آموں کی پیداوار اٹھ سکتا ہے یا نہ۔ اگر ب جس کی زمین قلعہ بندی میں حکم حکام آگئی ہے وہ ان آموں پر قبضہ کر لے۔ وہ اس درخت کے آم لگانے والے کو کیا دے سکتا ہے یا کہ بلا دے دلوائے وہ آم کھا سکتا ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

حکومت کو مالک زمین کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں اور نہ کسی کی ملکیت کو دوسرے کے حوالہ کر سکتی ہے شرعاً سب کچھ اس مالک کا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفی عنہ، مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک مدرسہ کے متعلق دو فریقوں کا اختلاف اور حضرت مفتی محمود نور اللہ مرقدہ کا فیصلہ
کچھ عرصہ پہلے شہر مظفر گڑھ میں جامعہ مدنیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا جس کے ابھی چند کمرے تعمیر ہوئے تھے کہ تنظیم مدرسہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ فریقین نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو ثالث مقرر کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مورخہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے دارالافتاء

برقرار رکھا اور اپنی تحریر سے دیدہ دانستہ منحرف ہوئے۔ بلکہ تحرم انکار کیا۔ ہر طرح فریقین کا یہ فیصلہ تین ثالثوں نے اسی طرح کیا۔

فیصلہ ثانی

ہر دو فریقین کے لیے یہ طے ہوا کہ ایک فریق حلف اٹھائے اور دوسرا رقم تسلیم کرے لیکن فریق دوم نے اس پر اصرار کیا کہ تحرم میں حلف کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس پر فریق اول حلف پر رضا مند ہو گئے۔ یہ فیصلہ فریقین نے نہیں کیا لیکن فریق دوم نے اس فیصلہ کو اس شرط پر تسلیم کیا اگر ۵۰۰ روپیہ ثابت فریق اول پر ہو گیا تو پھر اس کا یہ فیصلہ ہوگا۔ تو پیش نے سات ہزار روپیہ واپس دالانے کا اسی وقت فیصلہ کیا جو ابھی تک فریق اول کو نہیں دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی تحریر ثابت ہو گئی ہے۔ اب فریق اول یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم نے حلف اٹھایا مبلغ پندرہ ہزار روپیہ چاہیے۔ و فریق دوم کا مطالبہ ہے کہ انہوں نے دیدہ دانستہ تحریر کو چھپا کر لالچ کی خاطر جھوٹا حلف اٹھایا ہے۔ میرا روپیہ مبلغ ۵۰۰ روپیہ واپس کیا جائے۔ کیونکہ وقت فیصلہ ثانی ہوا و فریق اول پر معاہدہ ہوا تھا و فریق اول کو جھوٹ کی سزا ملنی چاہیے۔ اس میں علماء کرام اپنا فیصلہ صادر فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ ثالثان کا مدعی کے حلف پر فیصلہ کرنا شرعاً غلط ہے۔ اس لیے کہ حلف شریعت میں مدعا علیہ پر ہے لقولہ علیہ السلام البیۃ علی المدعی والیمین علی من انکر الحدیث وفي الدر المختار مع شرحہ رد المحتار ص ۵۴۹ ج ۵ والیمین لا ترد علی مدع لحديث البیۃ علی المدعی الخ وحديث الشاهد والیمین ضعیف بل ردہ ابن معین بل انکرہ الراوی عینی۔

لہذا صورت مسئلہ میں فریق دوم پر اس حلف کی وجہ سے پندرہ ہزار روپیہ ادا کرنا لازم نہیں ہوتا اور خصوصاً جبکہ مدعی کی تحریر میں بھی آٹھ ہزار روپیہ کا ثبوت ہوتا ہے اور پندرہ ہزار روپیہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔ ثالثوں پر لازم ہے کہ وہ سات ہزار روپیہ فریق دوم کو واپس کروادے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرر محمد نور شاہ خٹہ۔ نائب قاضی مدرسہ دارالعلوم دیوبند
یکم محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

جو شخص زمین کی حفاظت کے لیے دیوار کھڑی کر رہا ہو

اور کسی کو نقصان نہ پہنچاتا ہو وہ حق بجانب ہے

﴿س﴾

بیان نجیب شاہ ولد نصیب شاہ۔ بیان کرتا ہوں کہ میں رات کے وقت سدو خان کے بھائی محمد رضا خاں کے گھر

میں ہر فریق کے منتخب کردہ تین تین غرضے بیان کیے اور فیصلہ کیا جس کو فریقین نے منظور کر لیا اور فیصلہ پر دستخط دے۔ نقل فیصلہ درج ذیل ہے۔

فریق اول: مولوی محمد شفیع صاحب، مستری الہی بخش صاحب، قاری عبدالغفور صاحب

فریق ثانی: مولوی محمد احمد صاحب، حاجی سرور دین صاحب، مرزا احمد انور بیگ صاحب

فریقین کی باتیں سننے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ دونوں اکٹھے رہ کر کام نہیں کر سکیں گے اور ہمیشہ کے لیے یہ اختلاف باقی رہے گا۔ اس لیے حالات کے تحت یہ فیصلہ ہوا کہ موجودہ مدرسہ چونکہ فریقین نے بنایا تھا اس کی زمین دو کنال صوفی محمد ابراہیم صاحب کی تولیت میں رہے گی اور وہ لازماً اس زمین پر مدرسہ ہی قائم رکھیں گے۔ اپنے ذاتی کام میں استعمال نہیں کریں گے۔

مدرسہ کی تمام اmlاک نصف نصف ہوں گی۔ تعمیرات، غلہ، چندہ وغیرہ نصف مولوی محمد شفیع صاحب کی تولیت میں ہوگا اور نصف صوفی محمد ابراہیم کے۔

۷۰ بجے زمین جو مدرسہ کو ملی ہے۔ وہ زمین کا مالک اپنے بیان کے مطابق جس فریق کو دینا چاہے گا۔ اسی کی ملکیت ہوگی۔ دوسرے فریق کو اعتراض نہ ہوگا۔

جامعہ مدنیہ دوسری جگہ قائم ہوگا جو مولوی محمد شفیع صاحب کے اہتمام میں چلے گا اور رجسٹریشن کے مطابق اسی نام جامعہ مدنیہ ہوگا۔

موجودہ زمین جو صوفی محمد ابراہیم کی تولیت میں ہے اس کا کوئی دوسرا نام رکھ دیا جائے گا جس کا جامعہ مدنیہ ساتھ کوئی التباس اور مشابہت نہ ہو۔

فریقین نے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فریقین کو قائم رکھے اور خدا کرے ان کے دل بھی جڑ جائیں

محمود علی مدد علیہ مدرسہ قائم معلوم ہوتا
۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

ثالثوں کا مدعی کی تم پر فیصلہ کرنا خلاف شرع ہے

﴿س﴾

فریق اول محمد رمضان اور فریق دوم احمد بخش

فریق اول نے فریق دوم سے ایک رقم مبلغ پندرہ ہزار کا مطالبہ کیا جس کی تحریر ہر دو فریقین کے پاس موجود تھی کچھ عرصہ ہر دو فریقین کا کاروباری کام رہا۔ بوجہ ناچاکی کاروبار میں علیحدہ ہو گئے۔ فریق دوم نے اپنی تحریر کردہ رقم پڑتال کر کے رقم مذکور سے صرف آٹھ ہزار روپیہ تسلیم کیا لیکن فریق اول نے ان کی تحریر کو ناجائز قرار دے کر اپنا حصہ

گیا۔ گھر میں آواز دی صرف رضا خاں ملا۔ میں نے کہا کہ آپ کا بھائی محمد سدو خاں کہاں ہے۔ میں آپ دونوں کو ایک بات کرنے آیا ہوں۔ رضا خاں نے کہا کہ سدو خاں باہر گیا ہے۔ مجھے بات کرو میں سدو خاں کے بجائے موجود ہوں۔ میں نے کہا کہ تمہارے بھائی سدو خاں نے جو دیوار شروع کی ہے اس دیوار پر میرا دعویٰ ہے۔ بھائی کو دیوار سے روکو اس دیوار سے رستہ تنگ ہوگا۔ لوگ ہماری زمین پر آئیں گے۔ دوسرا یہ ہے کہ نالی جو ہمارے اور تمہارے درمیان امیر خان کے ساتھ پانی تقسیم کرتی ہے یہاں کئی زمانہ سے آپ نے پتھر لگائے ہیں ان پتھروں پر بھی میرا دعویٰ ہے یہ پتھر غلط لگائے گئے ہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ جونالی کی مٹی آپ اپنی طرف ڈالتے ہیں اس پر بھی میرا دعویٰ ہے۔ لہذا ہمارے ساتھ پستو کا رواج کرو۔ رضا خاں پستو کے رواج سے انکاری تھا اور شریعت پر آمادہ تھا۔ میں نے صرف بات کہہ دی اور پھر اپنے گھر آ گیا۔ صبح کے وقت اس کا بھائی سدو خاں ہمارے گھر آیا اور مجھے آواز دی کہ آپ نے ناجائز دعویٰ کیا ہے۔ ہماری زمین آپ کے ساتھ غیر کاشت رہے گی یعنی سفید رہے گی۔ اسی دوران میں رضا خان آیا کہ زمین غیر کاشت نہیں رہے گی۔ پستو کا رواج کریں گے اور یہ شریعت کریں گے۔ کل رات ہم اپنے گھر خوشی و اقارب سے مشورہ کریں گے۔ بعد میں صبحیت پر پستو کا رواج یا شریعت کا کریں گے۔ میں نے دو دن انتظار کیا۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لیے مجھے شک آیا کہ انکاری میں اس لیے میں نے نقصان کیا میں نقصان سے منکر نہیں ہوں۔

بیان محمد سدو خان و مدد رک خان۔ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اپنی زمین پر امیر خاں اور ہمارے درمیان نالی کے کنارے دیوار شروع کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ میرے حصہ پر نالی کے جو پیدل راستہ جاتا ہے اس راستہ کو چھوڑ دوں اور باقی زمین پر دیوار بن دوں تاکہ ہر جاؤں سے محفوظ رہے۔ دیوار نجیب شاہ تک نہیں آتی تھی۔ دو گز فاصلہ رہا تاکہ کہ نجیب شاہ نے مجھ پر دعویٰ کیا کہ یہ دیوار مت بنو۔ میں نے کہا کہ کیوں دیوار تو میں اپنی زمین پر بناتا ہوں۔ آپ تو شرعی نالی پر مجھ سے بند ہے۔ آپ کیسے دعویٰ کرتے ہیں۔ نجیب شاہ نے کہا آپ خواہ مخواہ میرے ساتھ پستو کا رواج کریں۔ میں نے کہا کہ پستو کیا چیز ہے۔ میں نہ نالی بند کرتا ہوں اور نہ راستہ بند کرتا ہوں جو میرے حصہ پر نالی کے کنارے گزر جاتی ہے تو پھر آپ کیسے رواج مانگتے ہیں۔ لہذا تب میں نے کہا کہ مجھے منظور ہے لیکن میں خدا کا رواج کروں گا۔ فی الحال میرا بچا بھینائی خاں موجود نہیں جب وہ باہر سے آجائے تب آپ کے ساتھ شریعت کریں گے۔ میرا کوئی انکار نہیں اس میں دو روز گزر گئے۔ میرا بچا نہیں آیا۔ تیسرے رات نجیب خان نے ہماری دیوار گرا دی۔ خواہ مخواہ ناچ و زحمت کیا۔ ہم نے قصاص چچا کے آنے تک چھوڑ دیا۔ چوتھی رات چچا آ گیا۔ میں نے ماجرا بیان کیا۔ چچا نے فرمایا کہ پہلے انتقام لو مگر شریعت پر میں متفق ہوں۔ میں نے بدلے لیا۔ اس کا کچھ زمین کا نقصان کیا۔ بعد میں شریعت شروع ہو گئی۔ شریعت کے لیے جناب قاضی احمد شاہ صاحب منتخب ہوئے۔ نجیب شاہ نے بیان دیتے وقت

قاضی صاحب کو نالی کی مٹی کا دعویٰ بھی خدایا اور رستے کا دعویٰ بھی کہ میں نہ راستہ گزرنے دوں گا اور نہ نالی کی مٹی چھوڑتا ہوں جو سدو خاں اپنی طرف ڈالتا ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ جونالی کی مٹی سدو خاں اپنی طرف ڈالتا ہے اور راستوں پر کھاد لے آتا ہے یہ آج کل کا رواج نہیں مقرر کیا ہے کہ یہ صدیوں قدیمی زمانہ سے رواج حجت مقرر کیا جا چکا ہے۔ جو آپ کے دادا پردہا پر مقرر تھا۔ فضول دعویٰ نہ کرو پیسے آپ نے دیوار کا دعویٰ کیا ہے جو سدو خاں نے موجودہ وقت شروع کیا ہے۔ اس کا فیصلہ ہوگا لیکن نہ مانے خیر بیان درج کیا۔ ہم نے بھی بیان سے کافی تر جائز و ناجائز دعویٰ ظاہر کیا کہ اس کا تمام زمین مجھ رروای ہے نجیب شاہ کا دادا جب میرے ساتھ یہ زمین خرید کرتے تھے تو ہمارے ۱۰۱۱ نہیں چھوڑتے تھے کہ میں خرید کروں گا۔ ہم تو دور ملک سے آتے ہیں یہ ہمارا حق ہے لیکن اس شرط پر چھوڑی تھی کہ تمہارے بال بچہ ہرگز ہماری امواد پر دعویٰ نہ کریں گے جب کبھی کوئی دعویٰ کیا تو یہ زمین فوراً سی قیمت ۸۰۰/- روپے پر ہماری ہوگی جس کا ضامن سفیر لدین قوم چوڑ میل تھا۔ لہذا زمین واپس کر دو۔ یہ تمام جائیداد ناجائز دعویٰ جات آپس میں ایک دوسرے پر کر دیتے۔ تیسرے روز شریعت کا حکم دینا تھا۔ جب قاضی صاحب نے حکم شرعی کے واسطے ہمیں اکٹھا کیا ہم بیٹھ گئے تو نجیب شاہ کو کسی نے کہا تھا کہ شریعت پر آپ کے تمام دعویٰ جات غلط ہیں۔ آپ کا کوئی حق نہیں رہے گا۔ اب پستو کا رواج مانگو۔ پستو کے رواج پر کچھ گڑبی پا جاؤ گے۔ ہذا وہ شریعت سے انکاری ہو گئے۔ میرے چچا بھینائی نے فرمایا کہ ہم پستو اور ہند کو نہیں جانتے ہیں۔ میں ان عوام کے دوہرو آپ پر سوال کرتا ہوں کہ آپ کا چچا نور شاہ جو آپ سے پہلے یہ زمین نور شاہ کی ملکیت تھی اور یہ راستے بدستور اس پر بھی جاتے تھے اور یہ نالی کی مٹی بھی ہماری تھی۔ ابھی آپ اور نور شاہ دونوں حلف اٹھ دیں ہم خدا پر صبر کریں گے اور یہ مجھے اور سدو خاں کو قسم دے دو کہ ہم اپنا حق قرآن سے ثابت کر دیں گے۔ آپ بچے ہیں آپ کی عمر ۲۵، ۲۰ سال ہے اور نور شاہ کی عمر ۷۰ سال سے زائد ہوگی۔ اس لیے یا آپ دونوں حلف اٹھا دیں اور یا مجھے دے دیں۔ لہذا نور شاہ انکاری ہو گئے۔ قسم نہیں کرتے تھے کہ نجیب شاہ کو کیسے قسم دے دو۔ میں نے کہا اور قاضی صاحب نے کہا کہ نجیب شاہ کو کیسے قسم نہیں دی جاسکتی۔ یہ قسم خور ہے نور شاہ بوجہ علم شریک کیا ہے لیکن نور شاہ وغیرہ سب انکاری ہو گئے۔ لہذا تمام شریعت سے بھاگ گئے۔ قاضی صاحب محروم رہ گیا۔ دوبارہ کسی زور سے شریعت پر آمادہ کیا ہے۔ ماہ صفر کے بعد دوسرا قاضی امیر حمزہ سکندران شریعت پر ہوں گے۔



صورت مسئلہ میں اگر نجیب شاہ اور سدو خاں رضا خاں وغیرہ کی زمینوں کا نقشہ اسی طرح ہے جو کہ استفتاء کے ساتھ ہے اور نجیب شاہ اور سدو خاں رضا خاں کی زمینوں کے درمیان دو گز کا فاصلہ ہے اور واقعی اپنی ہی زمین میں سدو

خال کہہ رہے تھے اور جو قدیمی راستہ سدو خاں کی زمین میں گزرتا ہے اس راستہ کو تنگ نہیں کر رہے تھے۔ پھر بلا وجہ نجیب شاہ کا سدو خاں کی دیوار کا گرا نا ظلم ہے اور ناجائز کیا ہے اور جبکہ سدو خاں راستہ کو بھی نہیں روکتے تو شرعاً انہیں اپنی زمین کی حفاظت کے لیے دیوار بنانے کا حق حاصل ہے۔ نجیب شاہ انہیں شرعاً اپنی زمین میں دیوار بنانے سے روک نہیں سکتا۔ نیز نالی کی مٹی کی جو قدیمی روایت ہے کہ جس کی زمین میں راستہ گزرتا ہو نالی کے کنارے کے ساتھ وہی اس نالی کی مٹی کو نکالتے ہیں۔ کیونکہ عموماً یہ راستے نالی کے مغربی کنارے کے ساتھ راستے سے گزرتے ہیں اور اس طرف کی زمینیں نیچی ہیں۔ نالی کی مٹی سے بھر جانے پر اس کے بند ٹوٹنے کی وجہ سے بھی مغربی جانب والے اس مٹی کو استعمال میں لاتے ہیں اور آس پاس کی زمینوں کا بھی یہی رواج و معمول ہے۔ تو بدستور سابق قدیمی رواج کے نالی سے مٹی نکالنے اور استعمال میں لانے کا حق سدو خاں و رضا خاں کا ہے۔ نجیب شاہ صاحب کا دعویٰ غلط و بے اصل ہے۔ چنانچہ نجیب شاہ کی زمین کا جب اس کا چچا مالک تھا نجیب شاہ مالک نہیں تھے۔ اس وقت بھی اس طرح معمول تھا اب نجیب شاہ کی وقت شرعاً اس نالی کی مٹی کا حق حاصل نہیں۔ نیز جو پتھر سدو خاں نے نالی میں اپنی زمین کے ساتھ لگائے زمین کی حفاظت اور نالی کی مضبوطی کے لیے اور جب کہ نجیب شاہ کا اس سے کوئی تاوان بھی نہیں ہوتا۔ ان کے متعلق دعویٰ بھی درست نہیں اور جبکہ ان پتھروں سے کسی کی حق تلفی نہیں تو پھر سدو خاں اور رضا خاں کا زمین کی حفاظت کے لیے پتھروں کا لگانا بھی شرعاً درست و صحیح ہے۔ لہذا وہاں ذمہ دار حضرات اثر و رسوخ والوں کا فرض ہے کہ وہ نجیب شاہ کو سمجھائیں کہ وہ ان غلط دعویٰ سے باز آ جائے اور سدو خاں و رضا خاں کے کام میں بلا وجہ حارج نہ بنے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عارف ندووی

جواب صحیح عہدہ عندہ عندہ مفتی مدرسۃ العلوم ملتان

رشتہ خور اور نظم قضی کا حکم، ایک شخص کا ساٹھ سال بعد میہ اث میں اشتراک کا دعویٰ کرنا، حق مہر میں دی گئی جائیداد اگر کسی اجنبی کے قبضہ میں دی گئی تھی لیکن دینے والے نے دوبارہ قبضہ کر لیا کیا حکم ہے

﴿س﴾

(۱) ایک شخص کذاب، ظالم، راشی مگر بے باک اور برسر باز ظلم بازی درمی گرم رکھتا ہے کیا اس کو شرعاً وکیل کسی کام کے لیے کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر حکومت اس کو قاضی بنائے اور منصب قضا میں کسی غریب کی حق تلفی کرتا ہے اور رشتہ کھا کر زبردستی اس کا حق کسی دوسرے کو دیتا ہے اگر وہ غریب مجبور ہو کر حالت غیض و غضب میں آ کر اس قاضی کی ب حرمتی کرے شہادہ مجرم تو نہیں اور اس کے حکم کو مسترد کر دے تو جین کر۔ ایسے شخص کی شہادی قابلِ سامع ہے یا نہیں۔

(۲) زید اور عمر کسی میراث کے حقدار ہوئے مگر زید نے جائیداد کل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ عمر دیدہ دانستہ عرصہ ساٹھ سال تک خاموش رہا ہے۔ اب عمر مدعی ہو کر اسی حق کی فریاد کرتا ہے یعنی ساٹھ سال کے بعد کیا شرعاً جائیداد میراث کا حقدار کرے گی۔

(۳) زینب نے اپنی جائیداد ہندہ کے حق مہر ادا کرنے میں کسی اجنبی آدمی کو ملک کر دی گواہ وغیرہ بھی تھے مگر بعد موت کے پھر تصرف اور عود کر لیا۔ جائیداد اس سے واپس لے لی۔ کیا وہی اجنبی آدمی مرتے وقت زینب کے اس مال کے لیے دعویٰ کر سکتا ہے شرعاً اسے حقدار کرے گی۔

﴿ج﴾

(۱) موجودہ وقت میں قاضیوں کی حالت واقعی ناگفتہ بہ ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی قضا نافذ ہو جاتی ہے۔ اگر رشتہ کی وجہ سے ان کی قضا کو نافذ نہ سمجھا جائے تو تمام قضایا رک جائیں گی۔ اس زمانہ میں رشتہ سے بچنا قاضی کے لیے کارے وارد تعطیل احکام کے خطرہ سے نافذ قضا کا حکم نافذ کیا جائے گا۔ لبتاً اروہ قضی شہادت دے۔ تو وجہ حق ہونے کے س کی شہادت کو رد کر دینا چاہیے مدعی مدعی نے اسی کو اختیار فرمایا ہے فی الکلام علی الرشوة پرت ۴ میں دیکھ لیں۔ نیز کسی شخص کو خود یہ حق نہیں کہ وہ قضی کو رد کرے۔ بد اس کے خلاف حکومت میں دعویٰ دائر کرے اس کے راشی و جابر و ظالم ہونے کو ثابت کرے۔ اس کو معزول کرانا واجب ہے۔ نیز اگر اس کا جو ر ثابت ہو گیا مینہ سے یا اقرار قاضی سے تو اس کا فیصلہ بھی نافذ نہ ہوگا۔ دیکھو شامی باب القضاء

(۲) عمر کا جب زید کے پاس فی الواقعہ شرعاً حق ہے اور زید بھی انکار نہیں کرتا تو بہت زمانہ گزرنے سے حقوق باطل نہیں ہوتے۔ عند اللہ ان کا حق باقی ہے۔ مطلب فی عدم سماع الدعوی بعد خمس عشرة سنة شامی نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اگرچہ قاضی دعویٰ کا سماع نہ کرے لیکن حق عند اللہ ساقط نہیں ہوتا۔

(۳) اگر جائیداد بھی تک اجنبی کے پاس ہے اور اس کو ملک سے خارج نہیں کیا اور کوئی مانع من الرجوع نہ ہو کما هو فی کتب الفقہ تو رجوع کر سکتا ہے۔ اگرچہ گناہگار ہے۔ واللہ اعلم

محمود عارف ندووی مفتی مدرسۃ العلوم ملتان

جب فریقین نے کسی عالم دین کو ثالث مقرر کیا

اور انہوں نے موافق شرع فیصلہ کیا تو اس میں رد و بدل جائز نہیں ہے

﴿س﴾

بیان فریق اول قاری شاہ نواز محمد نواز ساکن مٹ ولد اللہ بخش قوم لٹاری

زمین متنازعہ فیہ میں ہماری حصہ داری بھی ہے اور اس زمین کے کاشتکار ہم خود آباؤ اجداد سے چلے آ رہے ہیں۔

لہذا اس زمین متنازعہ کے ساتھ فریق ثانی ریحوں وغیرہ کا کوئی تعلق نہیں نہ ان کی ملکیت ہے اور نہ یہ کاشتکار۔ اس کے متعلق ہمارے پاس ایک سند ہے کہ ایک دفعہ اس زمین متنازعہ فیہ میں ریحوں کے بھائی قادر نے ایک دفعہ ایک درخت لگھل کاٹا تو میں نے اسے روکا کہ میری زمین سے درخت نہ کاٹو۔ اس وقت وہ رک گیا مگر میرے بانے کے بعد اس نے کاٹ لیا۔ چنانچہ اس کا فیصلہ غلاموں کڑوئی نے کیا۔ ان پر جرمانہ رکھا انہوں نے مبلغ ایک صد روپے جرمانہ ادا کیا۔

نوے روپیہ میں نے ریحوں وغیرہ کو واپس دے دیا اور دس روپے لے لیے۔ دستخط قاری شاہ نواز

بیان فریق ثانی ریحوں وقت دروغیرہ پسران مسوقم گوندل ساکنان موضع مٹ

یہ زمین متنازعہ فیہ میں نے اپنے چچا زاد بھائی گوندل سے خریدی تھی۔ اس زمین میں چوتھائی میری ہے اور تین حصوں کا مالک شہداء اللہ خان ولد ابراہیم خیل ہے۔ اس زمین کا کاشتکار میں ہوں۔ چنانچہ ایک دفعہ حمید اللہ خان برادر شہداء اللہ خان مذکور اور ہم پٹواری کو لے گئے۔ قاری صاحب ہمارے ساتھ تھا تو پٹواری اور نگ زیب خان نے کہا کہ یہ زمین متنازعہ فیہ تمہاری ہے۔ قاری صاحب نے اس پٹواری مذکور کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ عدالت میں جا کر استغاثہ کیا۔ استغاثہ کے بعد جمعدار بمعہ پولیس آیا اور پٹواری نے جمعدار کو کاغذات دکھائے اور موقعہ دکھلایا اور زمین متنازعہ فیہ پٹواری نے جمعدار کے سامنے پیش کی لیکن قاری صاحب اس وقت موجود نہ تھے۔ اگر تھے بھی تو چھپ گئے یعنی موقع پر ہمارے ساتھ نہ گئے۔ نشان انگشت ریحوں مذکور

گواہان فریق اول قاری شاہ نواز محمد نواز

گواہ نمبر ۱: قادر ولد اللہ بخش قوم کھر۔ لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ یہ زمین متنازعہ فیہ میں نے ایک سال کاشت کی جوڑے پر چنانچہ زمین مذکورہ کا فصل میرے ساتھ محمد نواز تری نے تقسیم کیا۔ اس زمین کے کاشتکار محمد نواز وغیرہ ہیں اور اس زمین میں ان کا حصہ بھی ہے۔

گواہ نمبر ۲: محمد ولد حسین قوم سیہو سفید ریش نمزی ہے۔ لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ یہ زمین متنازعہ فیہ برائے کاشت محمد نواز نے مجھے دی تھی میں نے ایک سال اسے کاشت کیا۔ جب فصل تقسیم کیا گیا تو میرے ساتھ محمد نواز مذکور و جمعہ خان ولد احمد خیل نے یہ فصل تقسیم کیا یعنی محمد نواز وغیرہ اس زمین میں حصہ دار بھی ہیں اور قبضہ کاشت بھی اُن کا ہے۔

گواہ نمبر ۳: گواہ قاری صاحب غلاموں ولد گل قوم کڑوئی۔ لفظ اشہد کہہ کر گواہی دیتا ہوں کہ ایک دفعہ دو نے درخت کاٹا تھا۔ میں نے اس کا فیصلہ کیا تھا۔ جیسا کہ قاری صاحب بیان کر چکا ہے اور بوقت پیش پٹواری اور نگ زیب بندہ موجود تھا۔

گواہ نمبر ۴: غلام حسن ولد محمد صدیق قوم سیال۔ لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ زمین متنازعہ فیہ قاری صاحب وغیرہ کی حصہ داری بھی ہے اور قبضہ کاشت بھی اُن کا ہے۔ دوسرے فریق کو نہ میں نے کاشت کرتے کبھی دیکھا ہے اور

نہ ان کا کوئی واسطہ ہے۔ پہلے چچا محمد نواز کاشت کرتا تھا جب بوڑھا ہو گیا تو دوسروں کو کاشت کے لیے دے دیتا ہے۔ گواہ نمبر ۵: فیضو ولد حاجی غلام محمد سیہو۔ یہ زمین متنازعہ فیہ محمد نواز کی ہے اور بہت مدت تک یہ کاشت کرتا رہا۔ دوسرے فریق کا دعوی غلط ہے نہ اس کی ملکیت ہے اور نہ انہوں نے کبھی کاشت کیا۔ میں نے اپنے آباء و اجداد سے سنا کہ زمین مذکورہ قاری صاحب وغیرہ کی ہے۔ قادر نے جو درخت کاٹا تھا وہ بھی میں نے سنا تھا۔

گواہ نمبر ۶: غلام سرور ولد بہاول عرف بد قوم سیال۔ زمین متنازعہ فیہ میں سے بندہ نے با اجازت محمد نواز عمر قاری صاحب ایک دفعہ لکڑیاں کاٹیں تو گوندلوں نے منع کیا۔

گواہ نمبر ۷: غلام صدیق ولد اللہ بخش قوم کھر۔ لفظ اشہد کہہ کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ایک دفعہ محمد نواز چچا قاری صاحب سے یہ زمین جوڑے پر لی اور میں نے ایک سال کاشت کی بوقت نالی میں نے محمد عرف بھنڈی کریمو برادران ریحوں مذکور سے چچا کہ اس زمین سے تمہار کوئی تعلق تو نہیں انہوں نے کہا کہ ہمارا کوئی تعلق نہیں یہ زمین محمد نواز کی ہے۔ تم کاشت کرو۔

گواہ نمبر ۸: زرولی خان ولد جمال خان قوم لٹاری بلوچ۔ لفظ اشہد کہہ کر مسجد کے اندر گواہی دی کہ زمین متنازعہ فیہ کی مغربی جانب میری اور برادر مر فروز کی مشترکہ زمین واقع ہے۔ چونکہ زمین متنازعہ فیہ ہماری تھ کے مشرقی جانب متصل واقع ہے لہذا ہم سے زیادہ کوئی واقف نہیں۔ اس زمین میں میں نے بھی ریحوں وغیرہ کاشت کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ ملک محمد نواز کو کاشت کرتے ہوئے کئی دفعہ دیکھا ہے اور اس زمین کا فصل کئی دفعہ محمد نواز نے اٹھایا اور دیگر زمیندار فضل خان احمد خیل وغیرہ کے ساتھ تقسیم کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد نواز اس زمین میں معمولی حصہ دار بھی ہے اور کاشت کار بھی ہے۔

گواہان فریق ثانی ریحوں وقادر

گواہ نمبر ۱: کاو ولد نازو قوم کھر۔ لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ زمین متنازعہ فیہ ریحوں گوندل وغیرہ کی ہے۔ میں نے ایک دو دفعہ دیکھا کہ ریحوں وغیرہ نے زمین مذکورہ میں جو رہا جرہ کاشت کی ہے۔ میری دانست کے مطابق اُس زمین میں ریحوں حصہ دار بھی ہے اور کاشتکار بھی۔

گواہ نمبر ۲: احمد ولد سدو قوم گوندل۔ لفظ اشہد کہہ کر گواہی دیتا ہوں کہ زمین متنازعہ فیہ میں میں حصہ دار تھا۔ میں نے اپنا حصہ اپنے چچا زاد بھائی ریحوں وغیرہ پر فروخت کیا۔ میرا چچا اس زمین کو کاشت کرتا تھا۔ لہذا اس زمین مذکورہ میں ریحوں وغیرہ حصہ دار بھی ہیں اور کاشت کار بھی ہیں۔ اس زمین کے جنوبی طرف بندولی زمین میں بھی بندہ شریک تھا۔ وہ بھی بندہ نے ریحوں وغیرہ پر فروخت کی ہے۔

حکم کا فیصلہ

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

مسکمی محمد نواز و قاری شاہ نواز قوم شرعی بیوی بچہ ساکنین مسٹ فریق اور مسکمی رحیموں و قادیان پورہ مسکمی مسکمی ساکنین مسٹ فریق ثانی نے بات متنازعہ ملکیت زمین و کاشت زمین محدودہ بخود دار بعد غراہ فراز و وزیر ولی قوم اشاری و مشرقاً حمید اللہ خان و رحیموں گوندل وغیرہ و شان فضل خان و محمد نواز و قاری شاہ نواز وغیرہ جنوباً حمید اللہ و رحیموں وغیرہ بندہ کو حکم و ثالث شرعی مقرر کیا تھا۔ فقیر نے بعد از سماع بیانات فریقین و شہادت گواہان و دیدن موقعہ و کاغذات سرکاری یوں فیصلہ کیا کہ زمین مذکورہ بالا کے مسکمی محمد نواز و قاری شاہ نواز و فضل خان وغیرہ ہیں۔ اس زمین کے ساتھ رحیموں و قادیان و رحیموں وغیرہ کا کوئی و۔ مل نہیں ہے۔ اس زمین مذکورہ بالا میں نہ رحیموں وغیرہ کی ملکیت ہے ورنہ ان کی کاشت ہے۔ بندہ زروے شہادت گواہان اس زمین کا مزارع و کاشتکار محمد نواز ہے۔

نوٹ: بندہ نے مزید اطمینان و تسلی حاصل کرنے کے لیے کاغذات سرکاری تحصیلدار محمد حیات خان سکندریہ حال وارد چودھواں و غلام صدیق خان پنواری سکندریہ چودھواں کو دکھائے تو ان دونوں صاحبان نے کہا کہ رحیموں و قادیان گوندل کا اس زمین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جنوری ۱۳۹۹ھ

﴿ج﴾

بندہ نے فریقین کے بیانوں کو پڑھا اور جب فریقین نے ایک ثالث کو تسلیم کر لیا اور پھر ثالث نے فریقین کے بیانات کو سنا اور فریقین کے گواہوں کی گواہی بھی ثالث نے سنی۔ اس کے بعد ثالث نے ایک فریق کے حق میں فیصلہ دے دیا تو ثالث کا یہ فیصلہ شرعاً غلط ہے۔ اس میں کسی قسم کا رد و بدل جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

اگر نابالغ بچوں کی زمین بیچنے کی ضرورت ہو تو مجاز حاکم سے اجازت لی جائے

﴿س﴾

ہم اپنی جائیداد کا کچھ حصہ بیچنا چاہتے ہیں۔ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں دو بھائی بڑے ہیں اور باقی نابالغ ہیں۔ بیچنے میں فائدہ نظر آتا ہے۔ اس کے لیے شریعت کیا اجازت دیتی ہے۔

﴿ج﴾

بھائی کو نابالغ کی زمین فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کما فی الدرر السامی ج ۶ شری ہذا لو النافع وصی لا من قبل ام او اخ فانہما لا یملکان بیع العقاد مطلقاً۔
البتہ اگر نابالغ کی زمین فروخت کرنے کی واقعی ضرورت ہو تو مسلمان حاکم (جج یا مجسٹریٹ یا کوئی دوسرا مجاز حاکم ہو) کو درخواست دی جائے۔ کما فی الشامیہ ص ۱۱۱ ج ۶۔ واذا احتاج الحال الی بیعہ یرفع الامر الی القاضی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اجواب صحیح محمد عبداللہ غفر اللہ عنہ

اجواب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ

۶ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

شہادت اور گواہی کا بیان

اگر گواہ کو کسی کام کا صرف شبہ ہو تو شہادت درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی زید بوقت شب اندھیری میں ایک بھینس کے قریب گیا ہے اور اپنی آنکھوں سے اس سورن کرتے نہیں دیکھ سکیں شبہ ضرور ہوا کیونکہ جب میں بھینس کے قریب گیا تو زید مذکور فوراً دوڑ گیا اس وجہ سے ہمیں شبہ نہ رہا ہے۔ اب بھینس مذکور حدال ہے یا حرام ہے۔

جیو مد کل محمد تحصیل نئیول ملتان
۲ جمادی الثانیہ ۱۳۷۱ھ

﴿ج﴾

جب وہ شخص بھی منکر ہے درگواہ بھی فقط شبہ ہی کا ظہر کر رہا ہے جو کوئی گواہی نہیں۔ تو اشتباہ سے بھینس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ اعلم

سود خوار، افیمبی اور داڑھی مونڈنے والے کی شہادت مردود ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وہی شرعی، ربوہ، خور، بھنگی، افیمبی اور داڑھی مونڈنے کی شہادت از روئے شریعت ہو سکتی ہے یا نہ۔ اگر ہو سکتی ہے تو کیسی ہو سکتی ہے اور نہ ہو سکتی ہو سکتی ہو سکتی ہے یا نہ۔ اگر کلمہ شہادت پر حاکم گواہی مینا ٹھیک ہے یا نہ اور کلمہ شہادت حلف ہو سکتا ہے یا کلمہ شہادت کے بعد اور حلف یا جاے گا۔ وہ کلمہ شہادت پر کلمہ بعد میں یہ کہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ چیز فانی کی ہے۔ اس یقین کے غلط سے گواہی میں نقص آ جاتی ہے یا نہ۔ یعنی گواہی باطل ہو جاتی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

ایسے شخص کی گواہی مردود ہے۔ یہ شخص فسق ہے شہادت دینے کے لیے شہد یا اس کا ہم معنی غلط "میں گواہی دیتا ہوں" کہنا ضروری ہے۔ یہ خواہ حلف ہے مزید حلف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے تاکید کے لیے حلف دینے کی گنجائش ہے۔ بعد از شہادت کے "میں یقین کرتا ہوں" کے غلط سے گواہی میں نقص نہیں آتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف عفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجوابان صحیحان محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الثانیہ ۱۳۸۵ھ

نوٹ

اگر نہ یہ تسلیم کرے کہ اب میرے پکڑنے سے پہلے یہ گائے زید کے قبضہ میں تھی میں نے اس سے پکڑی ہے تو اس صورت میں فیصلہ مطلقاً زید کے حق میں ہوگا۔ مردوں فریق مہیہ پیش کریں۔

محکم دلائل سے مزین

بے ریش اور بے نمازی کی گواہی مردود ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایسا شخص جو کہ بے ریش اور بے نمازی اور جھوٹی گواہی دینا جس کا رویہ ہو تو اس شخص کی کسی مقدمہ میں شہادت قبول ہے یا نہیں۔ بینا تو جروا

ظہور احمد و الدالی بخش تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

شرعاً ایسے شخص کی گواہی مردود ہے۔ مسلمان حاکم کے لیے (جبکہ اسے یہ تحقیق ہو جائے) کہ یہ شخص جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ اس کی گواہی کے مطابق فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ارجب ۱۴۰۰ھ

شہادت میں اپنا نفع یا ضرر کا ازالہ مقصود نہ ہونا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ جس مدعی کے پاس کسی ذاتی جھڑے میں گواہ والد اور والدہ یا بھائی یا والد یا قریبی رشتہ دار کے علاوہ گواہی نہ دیں۔ کیا فیصلہ ہے شریعت مطہرہ کا کہ جس پر دعویٰ ہے اس سے بطور بری از جرم قسم اٹھالی جائے۔ اصل صورت یہ کہ پیپلز پارٹی کے ارکان دینی سیاسی جماعت سے ملحق ہو۔ اس مذہبی جماعت کے تعاون کی وجہ سے ہر وقت تھانے پر ہونا اور مذہبی لوگوں کو مالی جانی نقصان پہنچانا جس سے وہ آدمی تنگ آ کر عدالت میں استغاثہ کرتا ہے تو اس کے پاس مذکورہ گواہ ہیں۔

﴿ج﴾

شہادت کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہان کے لیے کسی منفعت کا حصول یا اپنے کسی ضرر کا ازالہ محرک نہ ہو۔ اس لیے اصول مثلاً باپ دادا وغیرہ کے لیے یا فروغ بیٹے اور پوتے کے لیے یا زن و شوہر ایک دوسرے کے لیے یا

شریک کی شریک کے لیے شہادت درست نہیں۔ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ سے حلف لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

رشتہ داری اور کنبہ پروری کی وجہ سے سچی شہادت چھپانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مندرجہ ذیل افراد حافظ عبد الرحیم صاحب، قادر بخش خان، خان محمد چکیدار، غلام نبی شاہ، سعد بدخان ولد کریم داد خان یہاں کے ایک قتل کی واردات کے متعلق صحیح طور پر واقف تھے مین انہوں نے رشتہ داروں اور تعلقات کے پیش نظر حق کی گواہی سے انحراف کیا۔ کیونکہ یہ افراد جانتے تھے کہ اگر حق کی گواہی دی گئی تو قاتل کو نقصان پہنچے گا۔ براہ کرم حق سے انحراف کرنے کے متعلق ارشاد شریعت کی روشنی میں فرمادیں۔ احمد خان ولد جان محمد حیدر تحصیل ضلع ڈیرہ نازی خان

﴿ج﴾

اگر اس واقعہ کے ثبوت کا مدار ان لوگوں کی شہادت پر ہو تو کتمان اور انحراف عن الشہادۃ ناجائز ہے اور جھوٹی گواہی دینا حرام ہے۔ ان لوگوں پر لازم ہے وہ تو بہت سب ہو جائیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لیے سچی گواہی دیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ صفر ۱۳۹۰ھ

جب فعل بد کرنے کے چار گواہ موجود ہیں تو زانی کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا ہے اور چار پانچ گواہ عاقل بالغ حلفیہ گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن وہ انکاری ہے اور قسم کھاتا ہے تو کیا شریعت میں گواہوں کی گواہی معتبر ہوگی یا اس کی قسم۔

﴿ج﴾

اگر گواہوں نے شخص مذکور کو اپنی ساس کے ساتھ بد فعلی کرتا ہوا دیکھا ہے تو پھر ایسی صورت میں زانی کی قمر اٹھانے کا اعتبار نہیں ہے۔ گواہوں کی بات کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

مذکورہ سہ ماہی میں مذکورہ منشی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ صفر ۱۳۹۰ھ

ایک آدمی کی شہادت سے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو ایک عورت کے وقت ایک سرخ شیش بکری سے جیسے مر بند ہو کر چڑھا بیٹھا ہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زنا کر رہا ہے اور اس بکری کے چلانے کی آواز سن کر وہ شخص دیکھنے و پہنچنے سے بچتا رہتا تھا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے اس شخص کو ایک عورت کے ساتھ دیکھا ہے۔ اس نے قسم اٹھادی ہے کہ میں نے اس شخص کو پہچانا تھا اور بکری کے ساتھ زانی الواقع ہوا ہے۔ مگر دوسری طرف اس نے یہ شخص نے بھی قسم اٹھادی ہے کہ میں نے یہ نہیں دیکھا۔ اب آپ فرمائیے کہ زنا شریعت میں اس متہم شخص کا حکم ہے اور بکری کا کیا حکم ہے۔ بیوا تو جروا

مولوی محمد حسن تحصیل بھکر ضلع میانو

﴿ج﴾

صرف ایک کی شہادت سے اس شخص کو شرعاً اس فعل کا مجرم نہیں قرار دیا جاسکتا اور کسی جاور کے ساتھ بد فعلی کا ثبوت ہو جائے تو اس کو ذبح کر کے دفن کر دینا مستحب ہے اور مندوب ہے۔ ذبح کر کے دفن کرنا ضروری اور واجب نہیں۔ صرف اس سے مندوب ہے کہ وہ کی یا بکرا کو ختم کرنے سے بد فعلی کرنے سے باز رکھ دے۔ اگر ذبح نہ بھی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کا گوشت اور دودھ وغیرہ بھی بلاشبہ حلال ہے اور کسی دور و راز علاقہ میں فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ مسئلہ صورت یہ ہے چونکہ یہ فعل ثابت نہیں اس لیے اس پر کوئی حکم نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر غیر کا یقین ہو تو اس کا قسم بھی لکھ دیا کہ گوشت دودھ وغیرہ اس جانور کا بلاشبہ حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہ کے سر پر قرآن مجید رکھنا شرعاً ٹھیک نہیں ہے

اگر دونوں گواہوں میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ کیسے کریں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) گواہی لینے پر گواہ کے سر پر قرآن مجید رکھنا یا اسے مسجد میں کھڑا کر کے گواہی لینا شرعاً لازم ہے یا نہ۔

(۲) قرآن مجید سر پر رکھوائے بغیر اسے مسجد میں کھڑا کیے بغیر جو گواہی لی جائے وہ شرعاً مقبول ہوگی یا نہ۔ اس گواہی پر فتویٰ دیا جائے گا یا نہ۔

(۳) جب دو گواہوں کی گواہی میں اختلاف واقع ہو جائے تو یہ دونوں کو ترجیح دی جائے گی۔ مثلاً قادر بخش اور محمد حسین کی گواہی میں اختلاف ہیں۔ قادر بخش کہتا ہے کہ اس نے تین بار سے زائد بار اور مطلق اور مطلقہ کی گواہی بھی قادر بخش کی موید ہے۔

(۴) یہ طلاق مغلطہ قرار دی جائے گی یا بائس۔ بیوا تو جروا یوم الحبب
مستفتی محمد سعید مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

(۱) یہ طریقہ یعنی قرآن شریف سر پر رکھنا شرعاً ٹھیک نہیں ہے۔
(۲) نیز مسجد میں کھڑا کرنا کوئی لازمی امر نہیں ہے۔ گواہ کی گواہی ہر مقام میں مقبول ہے۔ اس پر فتویٰ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ گواہ دیگر اوصاف کے ساتھ موصوف ہو۔

(۳) قادر بخش کی گواہی کے مطابق طلاق پڑے گی۔ چونکہ طلاق دیانات میں سے ہے اس لیے محض اخبار عدل اس میں مقبول ہوگا۔ شہادت کا احتیاج نہ ہوگا۔ (مگر عند القاضی) اور یہاں سوال تحقیق فتویٰ کا ہے نہ قضا کا یہ حکم اس وقت ہے جبکہ قادر بخش عادل ثابت ہو جائے۔ اگر عادل نہ ہو تو پھر بھی چونکہ مطلقہ کو عدل طلاق یہ دے اس لیے اس کا کہنا معتبر ہوگا۔ مطلقہ کو اگر ایک طلاق یہ دے تو ایک طلاق پڑے گی۔ اہل رز و جہین کو عدل دینا نہ ہو ورنہ دینے والا (مخبر) بھی عادل نہ ہو بلکہ فاسق یا مستور الحال ہو تو اس صورت میں تحریر واجب ہے۔ اگر تحریر ایک پر واقع ہوئی تو ایک طلاق اگر تین پر واقع ہوئی تو تین طلاق کذا فی الدر المختار باب الصریح بحث اعتبار (النية و عدمه) والمرأة کالقاضی اذا سمعته او اخبر عدلاً لا یحل لها تمکینه آہ وفی الدر المختار ص ۲۸۳ ج ۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بها ولو شک أطلق واحدة او اکثر بنی علی الاقل الخ وقال فی کتاب الحظر و الاباحۃ ص ۳۴۶ ج ۶ ویتحرى فی خبر الفاسق والمستور ثم یعمل بغالب ظہ انتہی

(۴) یہ طلاق رجعی ہے۔ یہ عدت میں رجوع کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

مہدی الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
جو بکری محمد سعید مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک شخص کی شہادت معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ قسم بھی کھاتا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک نوجوان غیر شادی شدہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے اپنی بھینس کے ساتھ زنا کیا ہے۔ دیکھنے والا ایک شخص ہے اور وہ بھی راہ گیر ہے۔ یہ نوجوان جس کے متعلق اس کا یہ بیان ہے۔ باریک بینی سے دیکھتا ہے۔ یہ باریک بینی ضرورت ہوگی۔ اگر مزملہ ہوگا تو قسم کس پر آئے گی۔ اگر الزام لگانے والا قسم کھانے کو تیار ہو یعنی قسم کھالے تو طرم پر جرم ثابت ہوگا اور وہ غیر الشرع کیا ہوگا۔ اگر مزملہ بھی قسم کھانے کو تیار ہو اور الزام لگانے والا بھی قسم کھائے تو فیصلہ کیسے کیا جائے۔ اس بھینس کا بیان ہے۔۔۔

مستحق مہر و نفقہ و عیال ہے

﴿ج﴾

ایک آدمی کی بیوی سے یہ فعل ثابت نہیں ہوگا۔ اس سے یہ شخص مذکور و مجرم نہیں درست نہیں ورنہ اس قسم سے شہادت نہ لے سکتے۔ نہ بھینس و نہ انسان۔ اس سے ثابت ہے۔ ایسی فحاشی کے اثبات کے لیے اتنی وحش کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ ایسا باطل ہے۔ اس سے اس شخص کو تنبیہ و نصیحت کی جائے کہ اس قسم کی حرکات نہایت خلاف ہیں اس سے احتیاط لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرستہ قاسم العلوم
۱۸ محرم ۱۳۸۱ھ

جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے اگرچہ مظلوم کی اعانت کے لیے ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بندہ نے ایک بار عدالت میں ناجائز (جھوٹی) گواہی دی۔ بعد ازاں اپنے کچے پر نام ہو کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو کر بایں الفاظ اسے میرے رب العزیز تجھے حاضر جان کر اور عذرا کمال شہادت میں حاضر کرنا ہوں کہ میرے مالک مجھے اپنے فضل و کرم اور محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ اس کی معافی عطا فرمائیں اور آئندہ آپ کی ذات اقدس کے ساتھ آپ کی دی ہوئی طاقت کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں ایسی غلطی پھر نہیں کروں گا۔ ثبوتی قسمت۔

حال ہی میں میرے ایک پڑوسی کے تین مردوں نے مل کر ایک دوسرے پڑوسی کو رات کے وقت مار مار کر

(مضروب) کی والدہ نے داویلا کیا۔ میں اپنے ایک ملازم کو ساتھ لے کر اس کے گھر پہنچا اس کی والدہ سے پوچھا اس نے بتایا کہ کسی (کھالہ) پر ہیں۔ ہم وہاں پہنچے مارنے والے مار کر بھاگ چکے تھے۔ ہم نے کسی کو مارتے دیکھا اور نہ ہی بھاگتے دیکھا۔ اٹھوا کر گھر لایا دوسرے دن شہر لا کر معاملہ عدالت میں پیش کیا۔ عارضی بیان مجروح (مضروب) کی حالت قابل رحم دیکھ کر مضروب کی امداد ہو اور ظالم کو سزا ملے خلط ملط کر کے دیے۔ افسر متعقد نے ان بیانات پر اعتراض کیا کہ ان بیانات کی کوئی گرفت نہیں۔ بلکہ یوں کہو کہ ہم نے قبال قلاں کو اس اس طرح مارتے دیکھا یعنی سب کچھ واقعہ چشم دید بیان کرو۔ یعنی سب کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا اور مضروب کو خود آ کر چہرہ دادیا۔ حالانکہ آنکھوں سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ صرف مجروح کی زبانی سب کچھ معلوم ہوا کہ اس کو کس کس نے مارا ہے۔ اس وقت مضروب کی حالت نہایت قابل رحم دیکھ کر اس خیال سے کہ مظلوم کی امداد ہو اور ظالم کو سزا ملے افسر متعقد سے کہا کہ ہم بیان اسی طرح دیں گے لیکن پھر اپنے سابقہ وعدہ جو سند عدالت سے کیا تھا کے ماتحت نامہ سونپ دیا۔ کیا مجروح کی امداد اور ظالم کی سزا ملے گی۔ اس کی خاطر کوئی گنجائش ملتی ہے یا نہیں۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں صحیح راہ پر چلتے ہوئے ثواب و عین حاصل کریں۔ جھوٹی شہادت کی تفصیل اس سے بھی مطلع فرمادیں۔ تاکہ مجبور کرنے والوں کو وحاکمان سے نجات حاصل کی جاسکے۔ بعد وقت سوئی رات اندیہ صاحب خلع مظفر آباد

﴿ج﴾

جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ فقال عدلت شهادة لزور۔ بالاشراک باللہ ثلاث مرات ثم قرأ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حفاء للہ غیر مشرکین بہ۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۳۲۸) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جھوٹی شہادت شرک کے برابر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی بطور استشہاد کے فاجتنبوا الرجس الا یہ۔ سو اگر آپ مارنے والوں کو خود نہیں دیکھ سکے ہیں تو آپ مضروب کے قول پر اعتماد کر کے شہادت شرعاً نہیں دے سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ بے گناہ آدمی کو سزا ہو جائے۔ لہذا ایسی شہادت سے احتراز ضروری ہے۔ جھوٹی گواہی دینا نہایت بہت بڑا گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اذان میں جو توحید و رسالت کی شہادت ہے یہ بغیر مشاہدہ کے درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ گواہ کی تعریف ہے کہ انسان ایک چیز کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ ہاں میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ قصہ ایسے ہے۔ اگر آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اس کو یقین ہو کہ ایسے ہوا ہے تو بھی وہ گواہی نہیں

دے سکتا۔ بلکہ یہ کہے گا کہ مجھے یقین ہے کہ ایسے ہوا یا ایسے ہے۔ اذان میں اللہ اکبر کے بعد ہم کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی نہیں ہے سوائے اللہ کے پھر کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نے اللہ کے رسول کو نہیں دیکھا۔ ہم نے اللہ کو دیکھا نہیں بلکہ عقل سے سمجھا اور ایمان لائے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح ہم نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول بننے نہیں دیکھا۔ بلکہ سن کر ایمان لائے اور یقین کیا۔ جب دونوں جگہ سن کر یقین کرنے اور ایمان لانے کی بات ہے تو پھر ہم اذان میں کیوں کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں بلکہ یوں کیوں نہیں کہتے کہ میں یقین رکھتا اور ایمان رکھتا ہوں کہ کوئی نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہنا کہ میں گواہی دیتا ہوں تو غلط بیانی ہوگئی اور ہماری عبادت کا شروع ہی غلط ہو گیا۔ مجھے یہ مسئلہ بہت پریشان کیے ہوئے تھے۔ برائے مہربانی اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔ تاکہ ایمان درست رہے۔ اذان کے آخر میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں یہ ٹھیک ہے یہاں یہ نہیں کہا جا رہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی نہیں ہے سوائے اللہ کے۔

﴿ج ۶﴾

واضح رہے کہ شہادت کے لیے ہر جگہ دیکھنا اور دیکھ کر شہادت ضروری نہیں ہے۔ یہ آپ کو مغالطہ لگا ہے۔ شہادت بغیر دیکھے جائز نہیں ہے۔ نسب میں بغیر دیکھے شہادت جائز ہے۔ ہم اپنے مجھے کے لڑکوں کے بارے میں شہادت دے سکتے ہیں کہ فلاں لڑکا فلاں کا بیٹا ہے۔ حالانکہ اس لڑکے کی پیدائش کے وقت سوائے دایہ اور ایک آدمی عورت کے کوئی موجود نہیں ہوتا۔ اس طرح اور چیزیں ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ (اسلامی قانون) میں موجود ہے۔ وہاں بغیر دیکھے صرف تسماع (شہرت) پر شہادت دینا جائز ہے۔ جب یہ بات طے ہوگئی تو اب تو مبداء اور رسالت پر ہمارا ایمان اور یقین ہے جو کہ مانند دیکھی ہوئی چیزوں کے قطعی اور یقینی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ لہذا یہاں اشد کے ساتھ اذان و اقامت میں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہنا جائز ہے اور اس میں کسی قسم کا کھڑکا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۶ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

وکالت، کفالت اور حوالہ کا بیان

جس شخص نے اپنی ذمہ داری پر کسی کے ہاں مہمان ٹھہرایا اور اس نے چوری کر لی یہ حکم ہے

﴿س ۶﴾

کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو میرے پاس مہمان ٹھہرایا اور کہہ دیا کہ میں ذمہ دار ہوں ان کے اس مہمان نے چوری کر لی اور کہیں بھاگ گیا۔ کیا اب میں اس شخص سے اس سرقہ کا مطالبہ کر سکتا ہوں۔

بندہ سیف الرحمن محتلم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج ۶﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ آپ کا مطالبہ شخص مذکور سے درست ہے۔ ولو قال الآخر ماعصبك فلاں او ما سرقك فلاں فانی ضامن الکفالة۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

جس کی ضمانت کی شخص نے دی ہو، صاحب حق ضمانت دہندہ سے مطالبہ کر سکتا ہے

﴿س ۷﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے دیگر شخص کی تیسرے شخص کی ضمانت میں کہا کہ اگر اس نے کوئی گڑبڑ کی تو وہ شخص ذمہ دار ہوگا۔ بعد میں جس شخص کی ضمانت دی گئی اس نے کچھ رقم دہلی جو تیسرے شخص نے اس سے وصول کر لیا۔ کیا اس کو واپس کرنا چاہیے یا نہیں؟

حاجی سرور محمد ولد حاجی میاں محمد ملتان

﴿ج ۶﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ تیسرے شخص کی رقم اگر دہلی گئی ہے تو وہ اس شخص سے جس نے ضمانت دی تھی اس قدر رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اگر ضمانت دہندہ نے اس قدر رقم تیسرے شخص کو ادا کر دی ہے تو وہ اپنی رقم کا مطالبہ دوسرے شخص سے کرے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب ایک شریک نے دوسرے کی اجازت سے مال فروخت کیا تو بائع دوسرے ساتھی کا وکیل ہے

﴿س﴾

بکر زید حصہ داران کے مشورہ سے چند من کپاس کسی شخص کو بیع کرتا ہے۔ کپاس خریدار وزن کر داکر لے گیا لیکن قیمت ادا نہیں کی۔ اب زید حصہ داران بکر سے قیمت کپاس طلب کرتے ہیں۔ کیا شرع محمدی میں بکر سے زید حصہ داران قیمت وصول کرنے کے مستحق ہیں۔

السائل عطاء اللہ مہاجر موضع بیج کس تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

بکر نے جب زید سے پوچھ کر اور اجازت لے کر کپاس فروخت کی ہے تو یہ گویا زید کی جانب سے وکیل بن کر اس نے فروخت کر دی ہے۔ اب جب مشتری سے بکر روپے وصول کرے گا اس میں سے زید کو بھی اپنا حصہ مانگنے کا حق ہوگا ورنہ نہیں۔ بکر اپنی جیب سے دینے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ البتہ بکر پر وصول قیمت میں کوشش لازم ہے۔ کما ہو مبین فی کتب الفقہ واللہ اعلم

محمد عطاء اللہ
۳۳

ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ

مشترکہ زمین سے میرا حصہ بیچ دو اور بھائی نے خود ہی خرید لیا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید، عمر، بکر تین بھائی ہیں۔ انہوں نے مل کر ایک زمین خریدی جس کا رقبہ ۳۰ مرلہ ہے۔ زمین خریدتے وقت چند لوگوں سے قرضہ لیا گیا تھا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد زید نے بکر کو کہا کہ جو قرضہ میں نے اور عمر نے دینا ہے اس کے عوض میری زمین کا حصہ فروخت کر لیں اور قرضہ دے دے۔ بکر نے اس لیے اس کی زمین کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنے کے زمین خود خرید لی۔ زید سے تحریر گواہوں کی موجودگی میں لکھوائی گئی۔ ڈیڑھ سال بعد عمر نے اپنے دس مرلے میں جو اس کا حصہ بنتا تھا اپنا مکان بنالیا۔ اس کے بعد صرف ۲۰ مرلے رقبہ گیا۔ جو بکر کا تھا اس کے بعد زید نے ایک دن بکر کو کہا کہ آپ کے بیس مرلے ہیں۔ آپ کو چند مرلے کافی ہیں۔ آپ مجھے قیمت پانچ مرلے دے دیں۔ بکر نے کہا کہ میں آپ کو پانچ مرلے زمین دوں گا لیکن جنوبی جانب سے۔ زید

نے کہا کہ نہیں مشرقی جانب سے مجھے دے دیں۔ اس پر ختلاف ہو گیا۔ اب زید بکر کو کہتا ہے کہ میں آپ کو زمین نہیں دیتا بکر کہتا ہے کہ زمین میری ہے۔ تقریباً دو سال پہلے خرید چکا ہوں۔ تحریر موجود ہے۔ گواہ موجود ہیں۔ قیمت ادا کر چکا ہوں زید کہتا ہے کہ زمین اب میں نہیں دوں گا۔ کیا از روئے شریعت یہ زمین بکر کو ملے گی جو زمین کا خریدار ہے یا واپس زید کو ملے گی۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ بکر نے زید کے حصہ کی زمین خریدنے کے لیے زید سے تحریر لکھوایا ہے اور اس تحریر پر گواہ موجود ہیں تو زید خود بائع بن گیا اور بکر مشتری۔ اس لیے یہ بیع تام ہوئی ہے۔ اب زید کا اس بیع سے انکار کرنا کسی طرح درست نہیں۔ زید کا یہ حصہ بکر کا ہو گیا اور اگر زید کو خود بائع نہ بنایا جاسکے جبکہ موکل ہے لیکن اگر موکل وکیل کو یہ اجازت دے دے کہ مبیعہ کو خود وکیل بھی خرید سکتا ہے تو ایسی صورت میں وکیل کا مبیعہ کا اپنے لیے خریدنا ایک روایت کے مطابق درست ہے۔ شامی میں ص ۵۲۲ ج ۳ وان امره المؤکل ان یبیعه من نفسه و اولاده الصغار او ممن لا تقبل شهادته فباع منهم جاز۔ بزاز یہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لنا نبی مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

بیوی کے مال سے خریدی گئی زمین بیوی کی ملکیت ہوگی یا اس کے شوہر کی

﴿س﴾

چندی فرماید علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زینب مالک زمین وخیلات و اموال و املاک دیگر ہاں ہم باشند و عام دین اموال و املاک چارٹا از طرف والدین بوی رسیده است یا املاک کہ بعنوان مہر و صداق از جانب شوہر مسکمی عبد اللہ و تعلق گرفته است باج زنت و اذن زن مذکورہ در قبض و تصرف زوج او مسکمی عبد اللہ بودہ ہست و زوج مذکور از محصول و عوائد آن املاک و زمین برزودہ و اولاد و انفاق نمودہ است و بہ باقی از خراج و نفقہ دیگر املاک و زمین خرید نمودہ است۔ حالاً منظور در استفتاء این است کہ آیا این ملک و زمین خرید شدہ مال و ملک مالک اصلی کہ زینب است یا باشد کہ از محصول و جنس او خریدہ است یا مال مشتری کہ عبد اللہ است سے باشد۔ بیوا تو جروا

حاجی ملا ملک وادجی بد سراواں بلوچستان ایران وسیلہ مدرسہ مجمع العلوم

﴿ج﴾

اگر عبد اللہ از طرف زینب وکیل مقرر کردہ شدہ است۔ و عبد اللہ از طرف زینب تمام تصرفات را میکند۔ پس اس

تصرف آں یعنی خرید املاک و زمین نیز از برائے زینب خواہد بود و در ملک آں شمارے شود۔ و اگر از طرف زینب وکیل نیست یا وکیل است مگر در تصرفات مخصوص کہ در آں خرید املاک و زمین نیست پس ایں زمین و املاک در ملکیت عبداللہ می باشد و مالیت او بر ذمہ عبداللہ قرض خواہد بود کہ ادا نگلی آں بر ذمہ عبداللہ واجب است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

ریل گاڑی وکیل مشترک ہے مال ضائع ہونے کی صورت میں مشتری ذمہ دار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و برہمچاری میں مسئلہ کہ کریم بخش و عبدالعزیز اور حاجی محمد جن و محمد اشرف آپس میں عرصہ سے تجارتی کاروبار کرتے تھے آپس میں لین دین رہتا تھا۔ حاجی جن وغیرہ حیدر آباد میں رہتے ہیں اور کریم وغیرہ ملتان میں رہتے ہیں۔ حاجی جن وغیرہ نے ملتان میں کریم بخش وغیرہ کو اطلاع دی کہ ہمیں ریشم بھیج دو۔ کریم بخش وغیرہ نے حاجی جن وغیرہ کو ریشم کا ریت کچھ کر بھیج دیا کہ قدر قسم کا ریشم کا یہ بھڑ ہے۔ اگر آپ کو یہ ریت منظور ہو تو ہم بھیج دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ریت منظور کر لیا اور ملتان میں کریم بخش وغیرہ کو اطلاع بھیج دی کہ ہمیں مال بھیج دو۔ جب مٹی پہنچ جائے گی ہم آپ کو رقم ادا کر دیں گے۔ چنانچہ کریم بخش وغیرہ نے بوری میں مال بند کر کے حیدر آباد حاجی جن وغیرہ کے نام مٹی کر دیا اور مٹی بذریعہ گاڑی روانہ کر دیا۔ گاڑی کو راستہ میں آگ لگ گئی جس ڈبہ میں مال تھا اسی کو آگ لگی اور مال سارا جل گیا۔ اُس ڈبہ میں دوسرے لوگوں کا مال بھی ملتان وغیرہ شہروں سے کراچی وغیرہ شہروں کے تاجروں کا جا رہا تھا وہ بھی جل گیا۔ اب حاجی جن وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم مال کی قیمت ادا نہیں کرتے کیونکہ مال نہیں پہنچا۔ اگر مال ہمارے پاس پہنچ جاتا تو ہم قیمت ادا کرتے۔ مالک مال کہتا ہے کہ میں نے مال تمہارے کہنے پر بھیجا ہے اور ریت وغیرہ بھی ملے ہو چکا ہے۔ لہذا رقم دو۔ کیا حاجی جن وغیرہ مال یعنی کریم بخش وغیرہ کو رقم ادا کریں یا نہ۔ ڈبہ مذکورہ میں باقی جن جن تاجروں کے مال تھے انہوں نے مالکان مال کو رقمیں ادا کر دی ہیں۔ اسی طرح حاجی جن وغیرہ کو بھی ادا کرنی چاہیے یا نہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ریوے پر نقصان کا جو حکم کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ وہ بھی حاجی جن وغیرہ کو قونام بھی ان کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ مال کی مٹی ان کے نام تھی۔ کریم بخش وغیرہ نے حاجی جن وغیرہ کو کہا کہ آپ ریوے پر حکم کریں گے یا ہم کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کریں گے کیونکہ مٹی ہمارے نام تھی۔ حاجی جن وغیرہ نے حکم کیا ہوا ہے۔ ریوے

کی غفلت سے جو نقصان ہوا ہے محکمہ ریوے نے اس کا ذمہ دراپنے محکمہ کی غفلت کو ٹھہرایا ہے ورنہ اپنا قصور تسلیم کر لیا ہے۔ محکمہ ریوے کے فیصلہ کے بعد حکم کی جو رقم وصول ہوگی سارے نقصان کی رقم ہے۔ آدھے مال کی رقم جتنی بھی ملے گی وہ حاجی جن وغیرہ لیں گے۔ کیونکہ ان کا حق ہے لیکن ان حالات میں حاجی جن وغیرہ مالکان مال کریم بخش وغیرہ کو مال کی قیمت ادا کریں یا نہ۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

معلوم رہے کہ محکمہ ریل مشترکہ وکیل کی حیثیت رکھتا ہے لیکن صورت مسئلہ میں جب مشتری نے ریت ملے کر کے مٹی کے ذریعہ ریل سے مال بھیجنے کا آرڈر دیا ہے تو اس سے بظاہر یہی سمجھا جائے گا کہ ریل مشتری کی طرف سے وکیل ہے۔ پس بن بریں مال ضائع ہونے کی صورت ضمان مشتری (مال خریدنے والے) پر آئے گا۔ مال کے مالک پر ضمان واجب نہیں۔

مدوہ ازیں جبکہ محکمہ ریل نے حکم وصول کرنے کا حق مشتری کو دیا ہے تو اس سے بھی بظاہر سمجھا جائے گا کہ ریل مشتری کی طرف سے وکیل ہے۔ قال فی الہایۃ ولو ان رجلاً بعث رسولاً الی براز ان ابعت الی ثوب کذا فبعث الیہ البزاز مع رسولہ او مع غیرہ فضاغ الثوب قبل ان یصل الی الامر وتصادقوا علی ذلک فلا ضمان علی الرسول وبعده ذلک ان کان ہو رسول الامر فالضمان علی الامر وان کان رسول رب الثوب فلا ضمان علی الامر حتی یصل الیہ الثوب واذا وصل الیہ فهو ضامن کذا فی الخلاصۃ (عائلیہ ص ۳ ج ۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ محرم ۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

وکیل بالشراء مبیعہ اپنے لیے نہیں خرید سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے زیر قبضہ ایک دکان تھی۔ محکمہ نے دکان مذکور کی نیلامی کی تاریخ مقرر کر دی۔ زید اچانک اس تاریخ کو شہید بیمار ہو گیا۔ مجبوراً زید کو دکان کی بولی پر اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو بھیجنا پڑا۔ دکان مناسبت قیمت میں مل گئی۔ رشتہ دار لالچ میں آ گیا اس نے بولی میں اپنا نام لکھوا دیا۔ دکان اپنے نام کروالی۔ واپسی پر رشتہ دار نے زید کو مبارکباد پیش کی کہ دکان مل گئی ہے۔ قریباً ایک ماہ کے بعد کسی دوست نے بتایا

کہ آپ کے رشتہ دار نے دکان اپنے نام کر والی۔ وہ کہتا ہے کہ زید جتنی دیر چاہے بطور کرایہ دار رہ کر کرایہ ادا کرتا رہے۔ رشتہ دار کا یہ عمل شریعت کے مطابق کیسا ہے۔ رشتہ دار کو نیلامی کے لیے رقم بھی دی ہوئی تھی۔

قاضی محمد ظہور الدین غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں زید کا رشتہ دار اس کا وکیل بالشراء ہے اور دکان جس کی نیلامی خرید کے متعلق زید نے اپنے رشتہ دار کو وکیل بنایا ہو وہ معین و خاص ہے۔ اس لیے شرعاً اس رشتہ دار کا اس دکان کو اپنے لیے خریدنا جائز نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ شریعت کے فیصلہ کے مطابق عمل درآمد کرتے ہوئے اپنے موکل (زید) کو یہ دکان اپنے نام کروائے اور خود اس دکان سے دستبردار ہو جائے۔ ابستہ جو دام زید نے بتلائے ہیں اس سے زیادہ میں خرید لیا تو درست ہو جاتا اور اگر زید نے کچھ دام نہ بتلائے یوں تب بھی کسی طرح اس کا موکل اس دکان کو اپنے لیے نہیں خرید سکتا۔ ولو وکله بشی او شی بعینہ لا یشتريه لنفسه فلو اشتراه بغير القود او بخلاف ما سمي له من الثمن وقع للوکیل کما اذا وکله بان یشتري بالف درهم فاشتراه بالف دينار (زیلعی و شبلی ص ۲۶۳ ج ۳) فقط واللہ اعلم

کتبہ محمد طہر رحیمی عفی عنہ استاذ القرآن والحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ رمضان ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۲ رمضان ۱۳۹۵ھ

اگر کسی نے اپنے ملازم کو مکان خریدنے کے لیے عاریتہ رقم دی اور اُس نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین عرصہ تقریباً ۱۵/۱۶ سال کے میاں صاحبان کے ملازم چلا آ رہا تھا تقریباً ۹ روز سے ملازمت ترک کر چکا ہوں۔ ملازمت کے دوران میں مذکورہ صاحبان نے ایک مکان خرید کرنے کے لیے بھی رقم دی اور شرائط یہ مقرر ہوئے کہ مکان مذکورہ صاحبان کے نام رہے گا اور بندہ ۵۰ روپے ماہوار تنخواہ سے کٹواتا رہے گا۔ مکان بعد از اقساط بندہ کے نام انتقال چڑھا دیا جائے گا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میں ملازمت ترک کر چکا ہوں اور وہ مجھ سے کرایہ مکان مقرر کر کے رقم لینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ شرائط ہرگز نہیں تھیں۔ مناسب حل بذریعہ شریعت نبوی دے کر مشکور فرمائیں۔

محمد اسم

﴿ج﴾

مکان جن کے لیے خریدا گیا وہی مکان کا مالک ہے۔ رقم کی امداد جس نے دی ہے وہ مکان کا شرعی مالک نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کاغذات میں بظاہر مکان ان کے نام درج ہے۔ مالک مکان پر لازم ہے کہ وہ بالاقساط رقم ادا کرتا رہے۔ مالک مکان سے کرایہ وصول کرنا شرعاً جائز نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مشفق قاسم العلوم ملتان

۲۸ محرم ۱۴۰۰ھ

کتاب الدعوی

جس شخص نے شفعہ کا ناحق دعویٰ کر کے زمین حاصل کی ہو کیا اس زمین کی برآمدات جائز ہیں

﴿س﴾

فتویٰ ۲۷۵ ۱۳۸۱ھ کے بارے میں عرض ینکہ جیسا کہ بحوالہ فتویٰ مذکورہ ”ج“ اور ”ی“ بردو کو شرعاً شفعہ حاصل نہ تھا۔ مگر عدالت حاضرہ نے مدعی ”ی“ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اب مدعی علیہ ”ز“ کے لیے سوائے رقم وصول کر کے زمین چھوڑنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو پھر کیا کرتا۔

موجودہ قانون شفعہ جو اسلامی فقہ کے مطابق نہیں ہے، کے ذریعہ حاصل کی ہوئی اراضی شرعی لحاظ سے جائز ہوگی یا نہ اور اس زمین سے حاصل جائز ہے یا نہ۔

محمد رضا ولد نور محمد محترم بابیانوالہ تحصیل وضع میانوالی
۱۰ ربیع ۱۴۰۰ھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مدعی علیہ نے جب رقم وصول کرن اور حکومت کے فیصلہ کے مطابق مدعی نے زمین لے لی تو مدعی کی ملکیت میں آگئی اب مدعی کے لیے اس کا حاصل لینا جائز ہوگا۔ یہ طریقہ کار چونکہ غلط ہے اس لیے اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رقم لینے والا اگر زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے تو وہی مدعی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ رقم لینی تھی۔ بوقت باہمی حساب فہمید یہ بات سامنے آئی کہ جس شخص کی میں نے رقم دینی ہے وہ زائد رقم کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ میں نے اپنے حساب کے مطابق رقم دینی ہے۔ فیصلہ اس بات پر آ کر ہوا کہ حلف کی رو سے فیصلہ کر دیا جائے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حلف اس شخص نے دینا ہے جو زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے یا میں نے دینا ہے جس نے کم رقم دینی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جو شخص زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے وہ مدعی ہے اور جس شخص نے رقم دینی ہے وہ مدعا علیہ ہے اور اسی مدعا علیہ (رقم دینے والے شخص) کو حلف دیا جائے گا۔

البیہ للمدعی والیمن علی من انکر (الحديث) وفي عالمگیری ص ۳ ج ۳ المدعی من لا یحبر علی الخصومة اذا ترکها والمدعی علیہ من یحبر علی الخصومة وهذا حد عام صحیح وقال محمد فی الاصل المدعی علیہ هو المکر وهذا صحیح لکن الشان فی معرفته والترحیح بالفقه عند الحذاق من اصحابنا رحمهم الله تعالی لان الاعتبار للمعانی دون الصور والمبانی فان المودع اذا قال رددت الودیعة فالقول له مع الیمن وان کان مدعیاً للرد صورة لانه ینکر الضمان هکذا فی الهدایة وفي المغنی هو منکر للضمان ولذا یحلفه القاضی انه لا یلزمه رد ولا ضمان ولا یحلف انه رده اذا لیمن بکون علی النفی ابداً وفي الدرالمختار ص ۵۵۵ ج ۵ ادعی المدیون الا یصال فانکر المدعی ذلک ولا بنية له علی مدعاه فطلب یمنیه فقال المدعی اجعل حقی فی الخصم تم استخلفنی له دلک فیه۔ واللہ اعلم

ترجمہ: محمد انور شاہ وغیرہ۔ فتاویٰ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدعی کے ذمے گواہ اور مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رمضان مرجٹ نے محمد بشیر مرجٹ سے مبلغ تیرہ سو روپیہ لینے ہیں مگر محمد بشیر کلاہ مرجٹ نے روپیہ لینے کی وجہ سے الٹا کونسل چیئرمین کے ہاں سات صد روپے کا دعویٰ کر دیا۔ چیئرمین صاحب نے قرآن شریف پر فیصلہ چھوڑ دیا اور محمد بشیر قرآن مجید اٹھانے پر تیار ہو گیا اور میں نے کہہ دیا ہے کہ میں قرآن مجید اٹھانے پر روپے دے دوں گا۔ اب آپ کی خدمت اقدس میں عرض یہ ہے کہ آپ قرآن شریف اٹھانے کا اصلی طریقہ اور فتویٰ عنایت فرمادیں۔

محمد رمضان بوٹ ہاؤس بازار موضع لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

قسم ہمیشہ مدعی علیہ پر آیا کرتی ہے اور مدعی پر گواہ پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ صورت مسئلہ میں فیصلہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ محمد بشیر مدعی ہے۔ سات صد روپے کا یہ شخص گواہوں سے جو دیا نتدار اور نمازی عادل ہوں ثبوت پیش

کرے اور بصورت ثبوت نہ ملنے کے محمد رمضان پر قسم آئے گی اور فیصلہ ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ واللہ یہ مدعی کی قسم میرے ذمہ محمد بشیر کی رقم نہیں ہے تو محمد رمضان بری ہو جائے گا اور بصورت نکار کرنے کے محمد رمضان پر سات صد روپے لازم ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد احمد عفا اللہ عنہ

۲ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ

درج ذیل صورت میں مدعی کون ہے اور مدعی علیہ کون ہے

کیا قاضی کا مذکورہ فیصلہ شریعت کے مطابق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) زید اور عمر آپس میں دوست ہیں۔ دونوں دکاندار کے پاس گئے۔ عمر نے کپڑا خریدا اور زید کفیل بنا۔ بعد میں ان کا آپس میں تنازع پیدا ہو گیا۔ اب بعد تنازع کے کفیل نے پیسے مانگے کہ دکاندار کو اد کریں تو عمر نے کہا کہ میں نے کفیل کو اد کر دیے ہیں۔ اب شریعت کی رو سے فرمائیں کہ مدعی کون اور مدعی علیہ کون ہے۔

(۲) زید اور عمر آپس میں دوست تھے اور ان کا خرچ وغیرہ اکٹھا تھا بعد میں ان کا تنازع پیدا ہو گیا۔ تنازع کے بعد زید نے بحیثیت مدعی ہونے کے قاضی کے سامنے بغیر گواہوں کے تحریر ذاتی پیسوں کا دعویٰ کر دیا۔ اب قاضی نے بحیثیت قاضی کے عمر سے قسم مانگی تو عمر نے قسم سے نکار کر دیا۔ پھر اسی عمر نے اس قاضی کے سامنے س زید پر مشترکہ پیسوں کا دعویٰ کر دیا۔ بغیر گواہوں کے اب قاضی صاحب وہی قسم جس قسم سے عمر نے انکار کیا تھا زید سے طلب کی تو زید نے قسم اٹھا دی کہ میں نے مشترکہ پیسے خود خرچ نہیں کیے بلکہ مشترکہ طور پر خرچ ہوئے۔ اب قاضی صاحب نے فیصلہ زید کے حق میں کر دیا اور عمر پر پیسے کی ذمہ داری کر دی۔ اب فرمائیں کہ یہ فیصلہ شریعت کی رو سے صحیح ہے یا غلط۔ مہربانی فرما کر دونوں مسئلے تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں عمر مدعی ہے اور زید مدعا علیہ ہے۔

(۲) شریعت کی رو سے یہ فیصلہ صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

ڈیڑھ سو سال قبل کا دعویٰ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید وغیرہ برادران زید کے نام زمین زمانہ قدیم سے زید میں تحریر شدہ ہے۔ بذریعہ وراثت تقسیم شدہ ہے۔ آباء و اجداد کے حقوق کے مدد کوئی تحریر موجود نہیں۔

بکر نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ زمین ایک صد پچاس سال کے عرصہ سے میری ہے حالانکہ کوئی قبضہ وغیرہ بکر مدعی پس موجود نہیں۔ زید وغیرہ سے ولیہ اراضی وصول کیا جاتا ہے۔ نیز قبضہ زید وغیرہ کے لیے ہے کیا بکر مدعی کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب معتبرہ حل فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

جب تک بکر اپنے دعویٰ کو شرعی ثبوت سے پیش نہیں کرے گا اس وقت تک اس کا دعویٰ مسوع نہیں۔ فقط واللہ

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

البینۃ علی المدعی (الحديث) بینہ (شہادت) ڈیڑھ صد سالہ کی ملکیت کے سوائے شہادت بالتسامع۔ پیش نہیں ہو سکتی اور شہادت بالتسامع باب ملک اموال میں معتبر نہیں ہے۔ فقہاء کا مسلمہ قاعدہ ہے الید دلیل المدک قبضہ ملکیت کی دلیل ہے۔ جب قبضہ زید وغیرہ کا ہے اور کاغذات مال میں ان کے نام تحریر ہے تو ان کو مانہ قرار دیا جائے گا۔ القدیم یتروک علی قدمہ اور بکر کا دعویٰ قطعاً مسوع نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

محمد عفا اللہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم

۲۳ صفر ۱۳۷۹ھ

کیا ۱۵ سال تک دعویٰ نہ کرنے سے حق دعویٰ ساقط ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیں مسئلہ کہ مولوی شہاب الدین جب فوت ہو گئے تو اس کا ایک لڑکا محمد اسحاق اور لڑکیاں بی بی رابعہ و شرافت النساء رہ گئیں تو جائیداد بھائی کے پاس تھی۔ بعد میں بہنیں فوت ہو گئیں۔ بی بی رابعہ کے لڑکیاں اکو جانہ بابو جانہ رہ گئیں اور شرافت النساء کے دو لڑکے حسین خان اور بہادر خان رہ گئے۔ لڑکا جب زندہ تھا تو وارثین نے اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس لیے کہ وہ ان کی خدمت کرتا تھا۔ اب وہ بھائی فوت ہو گیا تو اس کا ایک کاچپ زاد بھائی عبدالنبی وارث ہو گیا۔ یہ بہنوں کی اولاد کو اپنا حق مل سکتا ہے یا نہیں جبکہ ۱۵ سال سے زید وہ کا عرصہ گیا ہے اور انہوں نے اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔ یہاں ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ چندہ سال تک وہ

کرنے کی وجہ سے اب اپنے حق کا دعویٰ کرنا ان کا مسوع نہیں۔ ان کا حق ساقط ہے یا سقوط حق کے لیے ارضائع نہ ہو معاویہ کوئی شرط ہے یا نہیں۔ نیز واضح رہے کہ عبد بنی نے اپنے حصہ کو ۵۵ء میں روشن خان کو فروخت کیا اور بہنوں کا حصہ محمود الحسن پر فروخت کیا۔ پھر دونوں پر شفعہ ہو گیا۔ چنانچہ دونوں نے عدالت میں یہ تسلیم کیا کہ روشن خان نے عبدالنبی کا حصہ اور محمود الحسن نے بہنوں کا حصہ خرید لیا ہے۔

پھر جب شفعہ ہو گیا تو شرعی طور پر فیصد ہو کہ محمود الحسن پر شفعہ نہیں ہو سکتا اور روشن خان پر شفعہ صحیح ہے۔ چنانچہ شفعہ جب تکیر نے پھر عدالت میں تمام جاہید کا روشن خان پر شفعہ کیا اور محمود الحسن کو مکھدیا تھا کہ میں آپ پر شفعہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ روشن خان نے عدالت میں تسلیم کیا کہ محمود الحسن کا حصہ میرے اوپر رہا ہے جو کہ اس نے بہنوں کا حصہ لیا ہے۔ اس کے بعد اب روشن خان رہن سے منکر ہو گیا۔ میں ان کو رہن کی رقم دے کر زمین واپس کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ کہتا ہے کہ آپ کا کوئی حق نہیں اور نہ بہنوں کا کوئی حق ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بہنوں نے چندہ سال تک دعویٰ نہ کیا۔ اب دعویٰ مسوع نہیں۔ نیز رہن کی رقم کا بھی مطالبہ کرتا ہے اور زمین کو اپنا حق ثابت کرتا ہے۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ تقادم عہد کی وجہ سے عدم سماع دعویٰ اگرچہ ایک مسلم امر ہے لیکن صورت مسئلہ میں چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ فقہاء کا یہ قاعدہ مفید ہے۔ انکار خصم کے ساتھ کما قال علامۃ شامی فی رد المحتار ص ۲۲۰ ج ۵ فی ضمن هذه المسئلة (تنبیہات) الثالث عدم سماع القاضی لہا انما هو عند انکار الخصم فلو اعترف تسمع کما علم مما قد ما (الی ان قال) ان لا ترویو مع الاقرار اور صورتہ مسئلہ میں چونکہ عبدالنبی اور روشن خان دونوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ زمین ان کی مورث اعلیٰ کی ملکیت ہے اور یہ ان کو تسلیم ہے کہ بہنیں اس زمین کی وارث ہیں لیکن اس کے باوجود نفس تقادم عہد کو مسقط حق شمار کرتا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ قال الشامی فی التنبیہ الاول وسب السہی قطع الحبل والتزویر فلاینا فی ما فی الاشباہ وغیرہا من ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان الخ۔ اس سے فقہاء کا مطلب یہ ہے کہ اگر باوجود تقادم زمان اس قسم کے دعویٰ مسوع ہوں تو اس میں حرج ہے۔ اس لیے مسوع نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ قول اول حق ہے اور قول مدعی خلاف واقعہ کما یفہم من عبارة التفتیح نقلا عن المبسوط لان ترک الدعوی مع التمكن یدل علی عدمہ ظاہراً۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقادم علیہ خود مسقط نہیں۔ ورنہ اگر تقادم عہد خود مسقط ہے تو شامی نے جو تنبیہ ثالث میں لکھا ہے فلو انغوبو جائے گا۔ ہذا روشن خان نے جو پہلے بہنوں کا حصہ تسلیم کیا ہے اب صرف تقادم عہد کی وجہ سے منکر ہے تو اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔

نیز اکثر فقہاء نے اس قاعدہ سے ارث کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ کما قال فی الدر المختار ص ۴۲۰ ج ۲ د
الا فی الوقف والارث ووجود عذر شرعی وبہ الفتی المفتی ابو السعود فلیحفظ۔ پس احتیاطاً
میں ہے کہ دعویٰ مسموع ہوگا۔ نیز تقادم عہد مسقط حق تب ہوگا کہ بادشاہ حکم دے کہ چندہ سال کے بعد کا دعویٰ مسموع
نہیں کما فی ردالمختار (تبیہات) الاول قد استفید من کلام الشارح ان سماع الدعوی بعد
ہذہ المدة اما ہو للہی عہ من السلطان الخ۔ چونکہ آج کل بادشاہ نے یہ حکم جاری نہیں کیا اس لیے یہ
دعویٰ باوجود تقادم عہد مسموع ہوگا۔ خدصہ یہ کہ صورت مسموع میں تقادم عہد یعنی چندہ سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کی
وجہ سے بہنوں اور بہنوں کی اولاد کا حق ساقط نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عنہ اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یک سالہ یتیم بھتیجے کے ساتھ مشترکہ زمین چچاؤں نے فروخت کر دی

وہ یتیم ۲۶ سال بعد واپسی کا دعویٰ کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مراد خان، گل خان، مہر خان یہ تینوں گئے بھائی ہیں سب سے بڑا مراد
خان اس سے چھوٹا گل خان اور سب سے چھوٹا مہر خان تھا۔

ان میں سے ان کا بھائی گل خان فوت ہو چکا تھا اور اس کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام نصیر خان اور اس وقت یعنی والد
کی فوتگی کے وقت اس کی عمر ایک سال تھی۔ گل خان کے دو بھائیوں (مراد خان اور مہر خان) نے اس کی وفات کے بعد
اپنے کل رقبے (مشترکہ) میں سے نصف فروخت کر دیا تھا۔ جس میں گل خان کا حصہ بھی تھا۔ لہذا اب گل خان کے
بیٹے کی عمر ۲۶ سال کی ہے اور وہ سوداگر ہے جس نے زمین خریدی تھی اس پر دعویٰ کر کے زمین واپس لینا چاہتا ہے اور
اس معاملہ میں سوداگر کا جواب یہ ہے کہ تم زمین یا پیسے یعنی رقم اپنے چچا زاد بھائیوں سے لینے کے حقدار ہو۔ علاوہ ازیں
بقایا زمین ان تینوں بھائیوں نے آپس میں تقسیم کر لی ہے۔ لہذا اب نصیر خان ولد گل خان سوداگر پر دعویٰ کا حقدار ہے
نہیں۔ علاوہ ازیں گزارش ہے کہ آپ شریعت کی رو سے یہ بتائیں کہ اس میں سوداگر کا کیا حق ہے اور نصیر خان ولد گل
خان کا کیا حق ہے۔ بیوا تو جروا

ضلع ملتان تحصیل کبیر والا معرفت مہر محمد رمضان

﴿س﴾

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں قدرے تفصیل ہے درود یہ کہ اگر گل خان نے اپنے دونوں بھائیوں کو یا کسی ایک کو
وصیٰ یعنی فوجیدگی کے بعد اپنے مال کی عمرانی کے لیے اپنی نابالغ اولاد کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہو اور تب اس وصیٰ نے
اس مشترکہ زمین کو جس میں نصیر خان یتیم کا بھی حصہ تھا فروخت کر دیا ہو اور مندرجہ ذیل ضروریات میں سے کسی خاص
ضرورت کے لیے فروخت کر چکا ہو مثلاً گل خان متوفی پر کوئی قرضہ ہو اس کی ادائیگی کے لیے یا اس یتیم کے خرچہ کے
لیے جبکہ زمین کے بیچنے کے بغیر خرچہ کا کوئی انتظام نہ ہو سکتا ہے یا اس زمین کی دوگنی قیمت پر فروخت کر دی ہو تو ایسی
صورت میں بیع درست ہوگی ہے اور نصیر خان اس خریدار پر بعد از بلوغ اپنے حصے کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر ان
ضروریات کے بغیر وہ زمین انہوں نے فروخت کی ہو تب یتیم کے حصے کی بیع موقوف ہے۔ بعد از بلوغ اس کی اجازت
پر اگر بلوغ کے بعد اس نے اجازت دی ہو تو بیع ہوگی ہے اور اگر اس نے اس بیع کو نا منظور کر دیا ہو تو ایسی صورت میں وہ
اپنا حصہ خریدار سے لے سکتا ہے اور خریدار اس حصے کی رقم بیچنے والوں اور ان کی عدم موجودگی میں اس کی جابجا میں
سے ان کے وارثوں سے واپس کرے گا اور اگر ان کو گل خان نے وصیٰ مقرر نہ کیا ہو تب زمین کی بیع یتیم کے حصہ میں
درست نہیں ہے اور یتیم کو بعد از بلوغ اختیار ہے چاہے وہ بیع منظور کرے اور چاہے نہ منظور کرے نہ منظوری کی صورت
میں وہ اپنا حصہ خریدار سے واپس لے لے گا اور خریدار اس حصے کی بیچنے والوں سے اور ان کی فوجیدگی کی صورت میں اس
کی جائیداد میں سے ان کے وارثوں سے واپس لے لے گا۔

کما قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمختار ص ۱۱۷ ج ۶ و جاز بیعہ عقار صغیر من
اجنبی لا من نفسه بضعف قیمته او لنفقة الصغیر او دین المیت او وصیة مرسلۃ لا نفاذ لہام الامنہ
او لکون غلاتہ لا تزید علی مونتہ او خوف خرابہ او نقصانہ او کونہ فی ید متغلب دار و اشباء
ملخصاً قلت وهذا لو البائع وصياً لاس قبل ام او اح فالبیعا لا یماکان بیع العقار مطلقاً الخ۔ فقط
واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
جو ب صحیح محمود عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

جبراً کسی چیز کو قبضہ میں رکھنے سے قبضہ شمار نہیں ہوتا

﴿س﴾

عند دریافت بیان کیا کہ زمین جس میں ہمارا تازہ عہد ہے میرے قریبی عزیز جس کی میراث خور میں تھی وہ بقضاء
الہی فوت ہو چکا ہے اور مقدمہ عدالت مرکار میں باقی دعویٰ داروں سے دائر کیا تھا آخر کار مقدمہ کا فیصلہ بروئے شرع

شریف ہو اور تمام باقی ماندہ ورثہ کو حسب حقوق شریعہ ان کو دیا گیا۔ متوفی کی عورت کا حصہ میرے پاس آیا چونکہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کیا ہوا تھا اور اس کی ہمشیرہ کا حصہ بھی میرے پاس قبضہ میں تھا جو کہ وہ بھی میرے نکاح میں تھی۔ بوقت مقدمہ سرکار متوفی کی ہمشیرہ اور میری زوجہ نے مجھے کہا کہ تم ایک لڑکی دو تاکہ میں اپنے بیٹے امام کے بدلہ میں دے کر اس کی شادی کر دوں۔ باقی میراث کے متعلق تم جانو تمہارا کام۔ چنانچہ میراث میرے قبضہ میں آئی اور وہ میری زوجہ حیات تھی لیکن اس نے کبھی میرے ساتھ دعویٰ نہیں کیا اور اس کی بعد وفات اس کے ور میرے بیٹے امام نے کبھی میرے ساتھ دعویٰ نہیں کیا تھا یعنی عرصہ پچاس سال کا ہو گیا ہے کہ میراث مذکور میرے قبضہ میں ہے لیکن ندریں میرا کسی بل حق نے میرے ساتھ دعویٰ نہیں کیا بعد میں میرے بیٹے امام نے عارضی طور پر مجھ سے زمین کاشت کرنے کے لیے مانگی تھی۔ جس وقت وہ دوسروں کی مزدوری سے قاصر اور کمزور تھا اور میں نے اسے عارضی طور پر دو ٹکڑہ اراضی کاشت کرنے کے لیے دیے تھے۔ چنانچہ امام انہیں کاشت کرتا رہا اور کھاتا رہا مگر بد قسمتی سے امام اور اس کے بیٹے کے درمیان لڑائی واقع ہوئی تھی اور لڑائی کے چند عرصہ بعد میرے گھر آیا مسکی امام رو بروئے کلیم اللہ و بختیار کو صحبان اور اس کے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ زمین تم سے میں نے عارضی طور پر لی تھی اور اب تمہیں واپس کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ میں فوت ہو جاؤں اور میرا بیٹا دعویٰ نہ کر سکے۔ میرا اس زمین میں کوئی لین دین نہیں۔ اس کے بعد کلیم اللہ نے تحریر کا کہا امام نے جواب دیا کہ تحریر کی کیا ضرورت ہے تم لوگوں کے سامنے کا اقرار کافی ہے۔ مغربی قطعہ میں دو حصہ میرے ہیں یہ میراث کا مال نہیں بس میرا اس قدر بیان ہے۔

شاہد کلیم اللہ: کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کیا کہ سادون بھادوں کا ماہ تھا کہ امام نے آکر مجھے اور بختیار کو کٹے کے گھر بلایا اور وہاں ہم کو کہا کہ جو زمین میں کاشت کرتا رہا یہ زمین میں نے عارضی طور پر اپنے والد سے لی تھی اس زمین میں میرا کوئی حق نہیں اور نہ بعد میں میرے بیٹے کا کوئی دعویٰ ہوگا اور آپ گواہان کے سامنے زمین عاریت و امد صاحب کو واپس کر دی ہے۔ آپ گواہ رہیں میں نے تحریرہ کہا تو اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے سامنے کا اقرار کافی ہے۔ تحریر کی ضرورت نہیں (شہادت صحبان) کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کیا کہ میں اور کلیم اللہ اور بختیار کٹے کے گھر بیٹھے تھے کہ کٹے نے کہا کہ میرا لڑکا امام کہہ رہا ہے کہ میری زمین تمہاری ہے۔ کلیم اللہ نے تحریر کا کہا امام نے کہا تحریر کی ضرورت نہیں یہ اقرار کافی ہے۔

(شہادت بختیار) کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کرتا ہوں کہ میں اور کلیم اللہ کٹے کے گھر گئے تھے وہاں امام بیٹھا تھا امام نے ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ جو زمین میں کاشت کر رہا ہوں میرے والد کی ہے۔ کلیم اللہ نے تحریر کا کہا لیکن اس نے تحریر نہیں کی۔ کلیم اللہ نے کٹے کو کہا کہ بیٹا یہ ہے تمہارا کہ تحریر نہیں کر دیتا۔

بیان مدعی علیہ عبداللہ جعفر بختیار رمضان ولد امام جعفر

عند الدریافت بیان کیا کہ مسکی عبداللہ بقضاء الہی فوت ہو گیا اور ہر طرف سے دعویٰ رکھ رہے ہو گئے تھے لیکن متوفی کی جائیداد حسب شرع تقسیم اور تمام ورثہ کو حصے دیے گئے تھے۔ یعنی مسماۃ ولایت متوفی کی زوجہ اور اس کی ہمشیرہ مسماۃ جنو اور باقی تین افراد درزاو بھائی بہن میں تقسیم کی گئی ہے اور امام کی والدہ نے دوران مرض میں کہا کہ میرا حصہ میرے بیٹے امام کا ہے۔ مگر بیمار معمولی تھی اور تحریر کر دی اور مسماۃ کا حصہ اس وقت تک کٹے کے قبضہ میں تھا۔ جبراً نہیں دیتا تھا اور خود کھاتا پیتا تھا تو مسماۃ نے تحریر کر کے اپنا حصہ امام کو دے دیا اور کہا کہ اس میں باقی کا کوئی حصہ اور تصرف نہیں۔ فقط امام کا ہے۔ بعد میں کٹے نے زمین تقسیم کی تھی اور چار حصے بنائے تھے اور چوتھا حصہ امام کو دینا چاہا لیکن امام نے مجھ سے مشورہ پوچھا تو میں نے کہا کہ اکتفا پر حصہ مقرر کرنا چاہتا ہے۔ تو پٹھان و اور دھرا اور واسی یوں در نہ اپنے مومن والی میراث بھی لینا چاہتا ہے۔ تو اس طور پر کہہ کہ اگر کہہ کر موجودہ میراث مجھے دیتا ہے تو باقی خورد برد میراث اس شرط پر چھوڑتا ہوں اگر باقی اپنی جائیداد میں میرے بیٹے کا حصہ مقرر کرو ورنہ نہیں دیتا۔ باقی امام ناراضگی کے بعد پھر اپنے بیٹے سے راضی ہو گیا تھا اور کہا کہ یہ زمین میرے رمضان کی ہے۔ اس سے میں نہیں لیتا۔ شاہد موجود ہیں بس میرا اس قدر بیان ہیں۔

شہادت اللہ بخش ولد مانہہ: کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کرتا ہوں کہ امام ولد کٹے نے ایک دن مجھے کہا کہ میرا لڑکا موصولہ دھارا اس کو آپ کاشت کریں مگر پھس کی ٹھیک کوشش کریں۔ جیسے کہ اپنی زمین کی کرتا ہے مگر میں جب صحر کی طرف پوری طرح تیاری کروں گا تو مال پورا کروں گا۔ القصد امام چلا گیا میری طرف حاضر نہیں ہوا۔ بعد میں میں نے دیکھا تو خود اس کا لڑکا اس کو بل دے رہا ہے جبکہ امام واپس ہو تو میں نے کہا کہ اچھا ہوا میں نے بل دینا شروع نہیں کیا ورنہ تو رمضان میرے ساتھ جھگڑا کرتا۔ امام نے کہا کہ میری اور رمضان کی آپس میں صلح ہو گئی ہے۔ میں اس سے راضی ہوں رمضان جانے رمضان کے کام۔

شہادت روزی کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کرتا ہوں کہ جس موقع پر خوابہ عدم مرتضیٰ برائے فیصلہ موسیٰ خیل جان کی تیاری کو میں بھی تیار ہوا مسکی امام نے کہا میں بھی آتا ہوں۔ تو جب ہم دونوں امام کے گھر سے باہر ہوئے تو امام نے کہا کہ میں حال دوں۔ آج میں نے اپنے والد صاحب کو کہا کہ میں اپنی زمین تجھے دیتا ہوں۔ تو کلیم اللہ نے کہا کہ تھنہ میں تحریر کر دے مجھے اس بات پر غصہ آیا۔ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا ہوں۔ دیکھ میرے والد اور کلیم اللہ کے دل میں یہ خیال آیا ہے کہ اپنے بیٹے رمضان سے لے کر والد کو دیتا ہوں۔ زمین میرے رمضان کی ہے کسی کو نہیں دیتا۔

شہادت مٹھو: کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کیا کہ میں اور امام نے تو نہ میں اس وقت گفتگو کی چند دنوں کے بعد یہ

فوت ہو گیا۔ امام نے کہا کہ رمضان میرا فرمانبردار ہے اور نہ مسکى محمد تیرا فرمانبردار ہے۔ میں اپنے بیٹے سے والد کی بر سے کچھ ناراض رہتا ہوں۔ مگر جائیداد اس کی ہے۔ اس سے لے کر کسی کو نہیں دیتا خدا اس کو نصیب کرے۔ اگر میری اطاعت کرے تو میری جائیداد وغیرہ اس کی ہے۔

شہادت صوفی میل خان: کلمہ پڑھ کر بیان کیا کہ امام ولد کئے کی زمین میں بیان شوق ہوا تو امام سے رو برو روزی قبضہ طلب کی تو امام نے کہا کہ میں تجھے دیتا ہوں لیکن رمضان سے مشورہ کروں گا۔ دوسرے دن میں نے رمضان کو دیکھا اس کو کہا کہ یہ زمین تیرے والد نے مجھے پیاز کاشت کرنے کے لیے دی ہے کیا تیری رضا ہے۔ تو اس نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے۔ یہ میرا طلب کرنا اور مل چلانا اس وقت تھا جبکہ گندم کاشت ہو چکی تھی۔

منکہ مسماۃ جنوبت مٹھوز وجہ کئے ولد عظیم جعفر اقرار کر کے ثبوتی عقل و حواس خسہ بلا جبر و کراہت تحریر کر دیتی ہوں کہ میں حق جائیداد از میراث برادر ام عبدالحق شرع شریف ثابت ہے۔ یعنی جائیداد عبد اللہ تین حصوں پر بروئے شرب شریف تقسیم کی گئی۔ اس میں سات حصے باقی و رتاء لے گئے اور چھ حصے مسماۃ مذکور کے حصے میں آئے۔ لہذا وہ جملہ حقوق اراضی بمعہ حق شرب آپ اپنے لیے مسکى امام ولد کئے کے تصرف میں من مقررہ نے دیے۔ میں من بعد ازیں اس جائیداد عبد اللہ میں سوا کسی قسم کا حق نہیں ہوگا اور نہ اس میں مقررہ کوئی تصرف کرے گی اور نہ ہی قبل ازیں مقررہ نے کسی کے تصرف میں دی ہے۔ ہند یہ چند حرف بطور یادگار رکھنا ہے تاکہ سند رہے۔ (نقل تحریر)

شہادت ملک رمضان: کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کیا کہ واقعی ہمارے رو برو مسماۃ جنوں نے اپنی حق وراثت از بھائی عبد اللہ اپنے بیٹے کو حجت و ثبوتی عقل با جبر و اکراہ کل زمین بمعہ آب شرب کل حقوق تحریر دی اور زمین اس وقت کئے کے قبضہ میں تھی چونکہ شریک بنے تھے اور جب یہ تحریر ہوئی تو مسماۃ چھ حصہ سے بھی زائد تک زندہ رہے۔

شہادت فقیر ولد مہر: بوقت دریافت بیان کیا کہ کئے نے میرے اور کلڑا موصول شاہ والا فروخت کیا تو اس کی گھر والی مسماۃ جنوں نے جا کر تحصیلدار پر رپورٹ کی تحصیلدار نے مجھے بلایا اور کہا کہ تو نے یہ کلڑا کیوں دیا یہ کلڑا کسی کا نہیں مسماۃ کا اپنا حق ہے کہ اس کو بھائی کی وراثت میں مل چکا ہے تو آخر کار کئے نے کہا کہ اس کے عوض میں اپنا کلڑا دیتا ہوں۔ تو مسماۃ مذکورہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے دے پھر آپ کو یہ فروخت کرنا دیتی ہوں تو تنگی لے کر شاہ والا فروخت کر دیا تو تحصیلدار صاحب مسماۃ پر غصہ ہوا۔

شہادت اللہ بخش: کلمہ شہادت پڑھ کر بیان کیا کہ مسماۃ جنوں نے مجھے بیان کیا کہ کئے نے میرا کلڑا موصول شاہ والا فروخت کیا تو مجھے اس کے بدلہ میں اپنا کلڑا موصول نقلی دی جبکہ پھر تبادلہ کیا تو نقلی اس نے فروخت کی اور بدلہ میں مجھے اپنا کلڑا موصول دھار دیا پس میرا اس قدر بیان ہے۔

فیصلہ شرعی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ فریقین سے بیانات اخذ کر کے ہر دو فریق سے شاہد طلب کیے۔ گواہوں کے بیانات سمست کر کے فریقین کو باہمی فیصلہ کی ترغیب دلائی گئی فریقین نے باہمی فیصلہ کرنے سے انکار کیا تو بموجب شریعت محمدی سنی مد علیہ وسلم جو چھ فقہ سے اقتباس ہوا اس کے مطابق فیصلہ دیا گیا کہ مدعی کئے کا یہ سال کہ پچاس سال سے میرے قبضہ میں رہی میرے ساتھ کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ اول تو اس کا یہ کہنا غلط ہے کہ کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ مسکى ملک رمضان و صاحب وغیرہ کی شہادت کو ملاحظہ کیا جائے تو عورت مسماۃ جنوبار بار فریاد اور جھگڑا کر رہی ہے حتیٰ کہ صومست تک جھگڑا پہنچ گیا۔ میں نے اپنی زمین تجھے نہیں دی۔ مدعی کا پچاس سال کا کہن صاف طور پر غلط ہے۔ کیونکہ تحریر کو موجودہ سال عیسوی بائیسواں سال ہے تو پچاس کہاں سے آئے۔ اگر بالفرض والتقدیر پچاس سال تسلیم بھی کیے جائیں تو بھی اس قبضہ کو شاہد معتبر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مسماۃ مذکور نے اپنی خوشنودی سے ہر تحریر قبضہ و تصرف اپنے بیٹے مسکى امام کو دی۔ اگر چہ جبرائیل کے قبضہ میں رہی۔ جبکہ جبرائیل قبضہ رہنے سے ملکیت ثابت نہ ہوئی تو کئے کا یہ کہن کہ میں زمین امام کو عارضی طور پر برائے کاشت دی ہے یا گویا منتقل ہو یا نہ شرعی معتبر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس امام کا عارضی کہنا بھی ناقابل بحث ہے اور نہ اسے غیر ثقہ شاہدوں سے جو کہ مدعی نے پیش کیے ہیں ملکیت امام کا انتقال بسوئے پدرش ہوگا۔ شہادت شاہد ان مدعی چند وجوہات کی بنا پر غیر مقبول و قابل سماع نہیں ہے۔ (۱) عدم ترکیہ و عدم عدالتیم بنا برار کتاب کہائے علانیہ۔ (۲) اختلاف شہادت جو کہ صاف طور پر ان کی تقریر سے معلوم ہو رہا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ باہر سے امام نے مجھے لئے گھر بایا اور مام نے یہ تقریر شروع کی دوسرا کہتا ہے کہ ہم کئے کے گھر بیٹھے تھے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شاہدوں کی شہادت کا ذب و از خود ساختہ ہے نہ کہ سماعی ہے تو ایسے غیر ثقہ شاہدوں سے ملکیت امام کا انتقال بسوئے پدرش نہ ہوگا اور نہ اس قبضہ سے جو کہ مدعی کا تھا بنا بر جبر دعویٰ ساقط ہوتا ہے۔ ضامی ص ۴۱۹ ج ۵ قلت فلا تسمع الآن بعدها الا بامر فی الوقف والارث ووجود عذر شرعی وہ الفتی المفتی ابو السعود خ تو بن برآں مدعی کی حیثیت ثابت نہ ہوئی تو اب چاہیے تھا کہ مدعی کی ملکیت میں کل حق وراثت والدہ کا داخل ہو کر کیونکہ والدہ نے اسے تحریر کر دی اور تصرف کا مالک بنا کر آپ کو بے دخل کر دیا تو یہ ہوا اور بنا بر یہ کہ کل جائیداد مسماۃ مذکورہ موہوبہ کی ملکیت میں داخل ہو لیکن موہوبہ کے قبضہ تام نہ ہونے سے مدعی علیہ کی ملکیت میں داخل نہ ہوئی کیونکہ بیہ قبض تام از می ہے تو یہاں پر قبضہ میں بطور جبر قبضہ میں رہی اور مدعی علیہ کو قبضہ نہ دیا تو جب قبضہ نہ ہوا تو یہ غیر تام رہا۔ وتصح بالایحاب والقبول والقبض الخ ولنا قوله عليه السلام لا يجوز الهبة الا مقوضة الخ ہدایہ جلد ثالث کتاب الہبہ ص ۲۸۱ بخلاف ما لکان اور معضو یا اور مبیعاً بیعاً نافذ لا ہدی فی

یہ غیرہ اونی ملک غیرہ الخ ہذا القیاس باقی فقہ کی ہر چھوٹی بڑی کتاب میں مفصلاً موجود ہے جبکہ مدعی کے جبر اور قبضہ سے قبضہ و ملکیت مدعی ثابت ہوئی اور نہ واہبہ کا بہہ کر دینا بہہ پختہ موجود مذکورہ بالا نہ ہوا تو مسماۃ مائی جنو کی کل جائیداد زمین بمعہ آب و منقولہ لینے جو کچھ ہے اس کو اپنے بھائی عبداللہ کی وراثت سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ بمطابق ارث علی وراثت تقسیم ہوگی۔

مولوی لعل محمد
ابن سید محمد محمد

۲۰ سال کا عرصہ گزرنے سے بھی مسئلہ حقوق ساقط نہیں ہوتے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ محمد اعظم تین حقیقی ہمشیرگان اور ایک زوجہ کو چھوڑ کر مرا جو مال تھا وہ زوجہ مذکورہ لے کر اپنے بھتیجے کے ہاں چلی گئی اور عرصہ ۲۰ سال زندہ رہی۔ اس عرصہ میں ہمشیرگان نے وراثت کا کوئی مطالبہ نہ کیا اور فوت ہو گئیں۔ اب زوجہ مذکورہ اپنے بھتیجے کے ہاں فوت ہوئی اولاد ہمشیرگان مذکورین نے دعویٰ کیا کہ ہم وارث ہیں ہمارے ماموں کا ترکہ ہے ہمیں دیا جائے جو نقدی تقریباً تین ہزار اور زیور چار پائیاں بستر وغیرہ ہیں۔ محمد اعظم کی زوجہ مذکورہ کے بھتیجے نے کہا کہ عرصہ ۲۰ سال ہو گیا ہے وہ سب کچھ کھا گئی ہے اور تمہاری والدہ نے مطالبہ نہیں کیا تھا۔ اب تمہارا کوئی حق نہیں اور مال غیر معین تھا یعنی مجھول تھا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے اب اس کا شرعاً کیسے فیصلہ کیا جائے اور کون وارث ہے کیا ہمشیرگان کا مطالبہ نہ کرنا حق کو نسخ کر دیتا ہے یا نہ اور مال کا مجھول ہونا اور مدت ۲۰ سال گزرنا دعویٰ کو نسخ کرتا ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

ہمشیرگان کو تین حصے محمد اعظم کی وراثت میں سے ملتے ہیں اور ایک حصہ اس کی بیوی کو ملتا ہے جو اس کے مرنے کے بعد اس کے بھتیجوں کو ملے گا باقی یہ کہ دعویٰ ہوں کہ بھتیجے نہیں جبکہ مدعی اشیاء کی فہرست پیش کر کے مطالبہ کر رہے ہیں۔ پھر جہالت کیسے باقی رہی اور مدت مدیدہ گزرنے سے حق کسی کا ساقط نہیں ہوتا جبکہ فریقین کو مسلم ہے کہ ہمشیرگان اس کی وارث ہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ ان کو کچھ آج تک نہیں گیا تو یہ ان کے حق کو تسلیم کر لیا گیا۔ مدت مدیدہ کے گزرنے سے ایسے مسلم حقوق ساقط نہیں ہوتے ورنہ دوسرا کوئی حق ساقط ہوتا ہے بلکہ عبارات فقہاء کا مطلب یہ ہے کہ قاضی ایسے قدیم دعووں کو نہ سنے نہ یہ کہ عند اللہ اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور عند اللہ مدعی علیہ کو دینا واجب نہیں۔ شامی نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ اس لیے ہمشیرگان کا حق ساقط ہرگز نہ ہوگا۔ البتہ جتنے مال کا وہ ثبوت کریں گے یا تو وہ

گواہوں سے ہوگا اور یہ عورت کے بھتیجوں کو حنف دیا جائے گا۔ ان کے انکار کرنے پر ثبوت سمجھا جائے گا ورنہ اگر صرف اٹھ لیا تو ان کا دعویٰ خارت و سبب میں ہو جائے گا باقی تین سال تک خرچ اور نفقہ اگر عورت نے کیا ہے تو اس کا نفقہ ہمشیرگان پر تو فرض نہ تھا اور نہ ان کے حصے میں خرچ کرنے کا اس کو شرعاً حق تھا۔ اس لیے میت کے مرنے کے دن جو مال ہوگا وراثت اس میں چلے گی۔ واللہ اعلم

محمد وعفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۷۶ھ

جب دو بھائی مشترک کاروبار کرتے رہے اور تمام مال آدھا آدھا تقسیم کر دیا

یہ درست ہے اور بھائی کا دعویٰ غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید کے پانچ لڑکے ہیں زید کے فوت ہونے پر اس کا ترکہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ ان میں دو علیحدہ علیحدہ کام کرتے رہے اور تین بھائی اکٹھے کاروبار کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد ان تینوں میں ایک بھائی علیحدہ ہو گیا اور کاروبار علیحدہ کرنے لگا اور باقی دو بھائی کام مل کر کرتے رہے۔ دس بارہ سال تک بعد ان دو بھائیوں میں ایک کی شادی ہو گئی شادی ہو جانے کے بعد یہ دو بھائی آپس میں علیحدہ ہونے لگے اور کاروبار کی جو چیزیں تھیں ان کو نصف نصف تقسیم کر دیا۔ نیز گھر میں جو مشترک زیورات اور روپے تھے وہ بھی نصف نصف تقسیم کیے۔ نیز شادی کے وقت دلہن کو گھر لانے کے وقت معروف رسم کے وقت بڑے بھائی نے ایک مشترک گائے کا اپنا حصہ چھوٹے بھائی کے اس دلہن کو بخش دیا۔ عرصہ سال گزرنے کے بعد بھائیوں میں کچھ اختلاف ہوا۔ اختلاف ہو جانے کے بعد بڑا بھائی کہتا ہے چھوٹے بھائی کے کاروبار چونکہ میں کرتا رہا ورنہ آپ یعنی چھوٹے بھائی بطور حصہ دار میرے ساتھ شریک نہیں تھے بدآپ ہم صرف روپی میں کٹے تھے لہذا جو چیز کاروبار میں حاصل کیے وہ تقسیم کیے ہیں وہ مجھے پس دو۔ نیز وہ گائے جو کہ بڑے نے اپنا نصف حصہ مشترک گائے چھوٹے بھائی کے بیوی کو بخش دیا تھا اس گائے کا بھی نصف حصہ دو۔ گائے بڑے بھائی کے بخش دینے کے چھوٹے کے پاس رہی وہ اسے پالتا رہا۔ اس کا چھڑا ہوا تو بڑا بھائی اس چھڑے میں بھی حصہ مانگتا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ مشترک جو چیزیں ہیں تقسیم کیے ہیں وہ سب واپس دو۔ نیز گائے بھی سالم چھڑے سمیت واپس دو۔ پہلے وہ گائے میں نصف حصہ طلب کرتا رہا لیکن جوں اختلاف زیادہ ہوا تو وہ سالم گائے طلب کرنے لگا بمع چھڑے۔ اب دریافت یہ ہے کہ جبکہ دونوں بھائی باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اکٹھے رہے اور کاروبار بھی اکٹھے کرتے رہے تو جو کاروبار سے حاصل شدہ اشیاء ہیں وہ دونوں بھائیوں کے مشترک ہیں یا جیسے بڑا

بھائی دعویٰ کر رہا ہے یہ شیعہ شریعت سے یا نہیں۔ کاروبار کا یہ تھا کہ بھائی مانت کرتا رہا اور چھوٹا بھائی جانور تھا لڑکوں کو پڑھاتا رہا اس سے ان کو کچھ مشاہیر ملتا رہا اور وہ خود بھی پڑھتا رہا۔ نیز بڑے بھائی کے زوجہ کو والدین نے ایک بھینس دی تھی جو کہ مشترکہ گھاس و چارہ وغیرہ کھاتی تھی اس کی ایک بچی بڑے بھائی نے ہمارے دوسرے دو بھائیوں کو دے دی تھی اور جبکہ ہمارا تیسرا بھائی علیحدہ ہو گیا۔ تو چھوٹے بھائی نے اپنا نصف حصہ اس پر ڈھائی سو روپے پر فروخت کر دیا۔ وہ ڈھائی سو روپے بھی جو کہ میرا ذاتی تھا گھر میں مشترکہ طور پر خرچ ہوا کیا میں شرعاً اس ڈھائی سو کا مطالبہ کر سکتا ہوں۔

(ج ۶)

صورۃ مسئلہ میں چونکہ دونوں بھائی اکٹھے رہتے تھے اور دونوں کاروبار کرتے تھے نفع و نقصان میں روٹی میں دیگر اشیاء میں وہ شریک تھے۔ اس لیے جو اشیاء مشترک تھیں نیز دونوں کے کاروبار سے جو حاصل شدہ اشیاء ہیں وہ بھی دونوں بھائیوں کے مابین مشترک ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان اشیاء مشترکہ کو تقسیم کر دیا ہے۔ تو جو انہوں نے نصف و نصف تقسیم اشیاء کی ہیں وہ تقسیم درست ہے۔ ہر ایک بھائی نصف حصے کا حقدار ہے۔ لہذا علیحدہ ہونے کے بعد اختلاف ہو جانے کی وجہ سے بڑے بھائی کا دعویٰ مذکورہ غلط ہے اور چھوٹے بھائی سے بڑے بھائی کا مشترکہ اشیاء کے دیے ہوئے کے نصف کو واپس طلب کرنا غلط و ناجائز ہے۔ نیز بڑے بھائی نے جو مشترکہ گائے کا اپنا نصف حصہ بخش دیا تھا تو قضا و حکم یہ ہے کہ اس وقت یہ گائے چھوٹی تھی اور چھوٹے بھائی نے اس کو پال کر بڑی ہوئی اور بچھاڑا تو بھائی اس گائے کو واپس نہیں لے سکتا یہ پہلے کمزور ہوا اور چھوٹے بھائی نے پالنے سے موٹی ہوئی ہو پھر بھی واپس نہیں لے سکتا لیکن واپس اس کے لیے واپس کرنا قبیح ترین امر ہے۔

چھوٹے بھائی کا جو ڈھائی سو روپے بھینس کا مشترکہ طور پر خرچ ہوا اور بڑے بھائی نے کہا ہو کہ آپ کو اپنے روپے واپس کریں گے تو مشترکہ مال سے ڈھائی سو روپے چھوٹا بھائی لینے کا حقدار ہے اور اگر مشترکہ مال نہ ہو تو ایک سو پچیس روپے بڑے بھائی پر چھوٹے کو ادا کرنا لازم ہے اور اگر قرض کے طور پر خرچ نہ کیے گئے ہوں تو چھوٹا بھائی اس روپے کا حقدار نہیں اور بہتر اس صورت میں یہ ہے کہ دونوں بھائی آپس میں مصالحت کر لیں اور زیادتی و کمی حقوق ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ وہاں کے جید دیندار عہد کے ذریعہ سے یا وہاں کے دیندار و سمجھدار لوگوں کے ذریعے مصالحت آپس میں کریں۔ فقط واللہ

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

مدعا علیہ کی جھوٹی قسم کا کوئی اعتبار نہیں مدعی حق بجانب ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فریق اول: محمد اسحاق ولد خدا بخش قریشی ساکن منوآ بادشاہ شاہ۔ فریق دوم: محمد عثمان بنی مدہ جی حبیب الرحمن قریشی ساکن منوآ بادشاہ شاہ ان ہر دونوں فریق نے ایک زرعی زمین ٹھیکہ پر عرصہ پانچ سال کے لیے عہد استراحت مدہ جی حبیب الرحمن قریشی ساکن منوآ بادشاہ کو دی تھی۔ معاہدہ نامہ پر ہر دو فریق نے گواہوں کے رو بروئے کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بھی گواہ جمع نہیں ہیں۔ چھوٹی حصہ زراعت کہ فریق اول نے غنڈوں کے ذریعہ پوری زمین پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس طرح فریق اول نے ٹھیکدار عبدالستار قریشی کو کافی نقصان پہنچایا کہ تیار شدہ فصل ٹھکی۔ زمین پر پڑا نقد مال و اسباب سب پر قبضہ کر لیا۔ مدعی نے فریق دوم کے خلاف قانونی کارروائی کی اور موجودہ حکومت کا دروازہ کھٹکٹیا بار بار کوششوں سے باوجود فریق اول نے زمین ٹھیکہ پر دینے کا صاف انکار کیا۔ مدعی نے گواہ اور بھیسے ہوئے دستاویزات ثبوت کے طور پر پیش کیے۔ فریق دوم نے بھی گواہی دی کہ ہم دونوں فریقین نے مدعی کو زمین عرصہ پانچ سال کے لیے ٹھیکہ پر دی ہے۔ اس میں کوئی شہادت کی گنجائش نہیں ہے لیکن پھر بھی فریق اول نے زمین ٹھیکہ پر دینے کا صاف انکار کیا۔ مدعی نے آئی جی پولیس سندھ سے ملاقات کی اور تمام حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ پچیس سال تک میری کوئی مدد نہیں کی تو آئی جی پولیس سندھ نے پولیس کو پھر حکم دیا کہ فوری کارروائی کی جائے تو ایس پی صاحب نے فیصلہ کے لیے ایک عوامی کمیٹی مقرر کی۔ کمیٹی کو فریق اول نے کہا کہ میں حلف دے کر کہتا ہوں کہ میں نے مدعی کو زمین ٹھیکہ پر نہیں دی۔ اس پر عوامی کمیٹی نے کہا کہ پہلے اپنے اپنے ثبوت پیش کریں۔ اگر کوئی ثبوت نہ ملے تو بعد میں حلف لیا جائے گا۔ آخر کار عوامی کمیٹی کے سامنے تسلیم کر لیا کہ میں نے مدعی کو زمین ٹھیکہ پر دی ہے اور نقصان بھی بہت کیا ہے۔ آئندہ تاریخ مقرر کر کے حساب و فیصلہ کر لیا جائے۔ عوامی کمیٹی نے تاریخ دے دی اور دوبارہ حاضر نہ ہوا۔ عوامی کمیٹی نے نوٹس جاری کیا پھر بھی حاضر نہ ہونے کی صورت میں عوامی کمیٹی نے مدعی کے حق میں فیصلہ دے دیا اور ایس پی کے رو برو گواہی دی۔ ایس پی صاحب نے پھر نوٹس جاری کیا تو فریق اول نے ایس پی صاحب سے پاس کرنا پک انھیں حلف دیا کہ میں نے مدعی عبدالستار قریشی کو زمین ٹھیکہ پر نہیں دی۔ گواہ وغیرہ سب غلط ہیں۔

حلف دیتے وقت فریق دوم حاضر نہیں تھا۔ اس طرح حلف کر کے فریق اول نے جان چھڑالی اور مدعی کو کافی حد تک نقصان پہنچایا۔ مقروض و مغلوب کر دیا ہے۔ اب ان تمام حالات کے پیش نظر جبکہ فریق اول نے حلف دیا۔ کیا مدعی کو حق حاصل ہے کہ دوبارہ قانونی کارروائی کرے اور اس طرح جھوٹی حلف دینے کی شرعاً سزا کیا اور فریق اول کا

ساتھ دینے والے کا شرعاً کیا حکم ہے۔

فریق اول کے بارے میں شرعی حدود کیا ہیں۔ امیر المومنین کی تشریح کی جائے۔ امیر المومنین کون ہے اور اس کی حیثیت کیا ہے۔ مینواتو جروا

﴿ج﴾

مدعی عبدالستار ولد حاجی حبیب الرحمن اب بھی قانونی چارہ جوئی میں حق بجانب ہے۔ محمد اسحاق کے کا ذبا حلف اٹھانے سے اس کا دعویٰ خارج نہیں ہوا اور اسحاق جھوٹی قسم اٹھانے سے سخت گنہگار ہے۔ اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ کفارہ اس پر نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبدالقدوس غفر اللہ عنہ
۱۳ رجب الثانی ۱۳۹۶ھ

جو بھائی والد کو رقم واپس کرنے کا مدعی ہے اس کے ذمہ گواہ ہے ورنہ دوسرے بھائی کے ذمہ قسم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خالد موچی کی وصیت کی رو سے اس کے سرعمر کے ذمہ کچھ نقد رقم بطور قرض واجب الادا ہے۔ از طرف خالد موچی وصیت نامہ تحریر ہے کہ جو نقد رقم عمرو کے ذمہ واجب الادا ہے ہر سہ پیرانہ بعد وفات خالد موچی حصہ برابر سوئم ستم ہوں گے۔ جبکہ خالد موچی کی زندگی میں ایک پیر بقضاء ہی فوت ہو گیا اور باقی دوسرے ورثہ کو اپنے باپ خالد کے فوت ہونے پر اس وصیت پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ بخوشی منظور کر لیا۔ اب ہر دو پیر زید و عمرو مذکورہ بالا نقد رقم بروئے وصیت نامہ جو عمرو کے ذمہ واجب الادا ہے حصہ برابر ستر ہر سہ پیرانہ اس واجب الادا نقد رقم کو بغیر واجب الادا گردانتے ہوئے نہ کوئی تحریری ثبوت پیش کرتا ہے اور نہ ہی کوئی گواہ پیش کرتا ہے جبکہ وصیت نامہ خالد موچی کی رو سے عمرو کے ذمہ تحریری طور سے نقد رقم مذکورہ واجب الادا ہے اور اپنے بھائی زید کو حصہ دینے کا پابند ہے لیکن حصہ نقد رقم دینے سے انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ رقم اپنے والد کو واپس کر دی ہے۔ حالانکہ حقیقی واقعات وصیت نامہ کی رو سے اپنے والد مرحوم مغفور کی نقد رقم مذکورہ بالا سے زید اپنے حقیقی بھائی عمرو سے حصہ لینے کا حقدار بنتا ہے۔ اس معاملہ کے لیے ہر دو فریق کی طرف سے متفقہ ثالث مقرر کیے گئے ہیں جنہوں نے فیصلہ دیا ہے کہ قسم پر معاملہ نقد لین دین کو ختم کیا جائے۔ صورت مذکورہ میں قسم شریعت کی رو سے زید کے ذمہ واجب ہے یا عمرو کے۔ مینواتو جروا

﴿ج﴾

وفی العالمگیریہ ص ۳۰۷ ح ۳ ولو ادعی القرض او ثمن المبیع فقال رسانیدہ ام لا یقل قوله و یعتبر یمین البائع والمقرض انه لم یصل فالحال ان فی کل موضع کان المال امانة فی یدہ فالقول قوله فی الدفع مع الیمین وكذا البیة بینه وان کان المال مضمونا علیه فالیة متہ علی الایفاء ولا یكون القول قوله مع الیمین كذا فی الفصول العمدیہ۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اس وقت میں زید کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ اگر عمر اپنے دعویٰ پر او دیندار گواہ پیش کر دے۔ تو فیصلہ۔ ورنہ زید سے حلف لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ رجب ۱۳۹۱ھ

عورت اگر اپنے شوہر کی طرف کسی کی نسبت کرتی ہے لیکن گواہ نہیں ہیں تو وہ عورت گنہگار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ جنت بی بی کی لڑکی مسماۃ اللہ وسائی کو حیض ماہواری بند ہو گیا ہے۔ پہلے بھی بیجہ بیماری بند ہو چکا تھا لیکن بغیر علاج کیے تندرستی ہو جاتی تھی لیکن جو ماہواری بند ہوئی اور دائی کو دکھایا گیا تو دائی نے جواب دیا کہ حمل نہیں ہے۔ یہ بیجہ بیماری ہے لیکن مسماۃ جنت بی بی اپنے خوند لاو خان پر الزام لگاتی ہے کہ میرے خاند مذکورہ نے اپنی بیٹی کے ساتھ حرام کاری کی ہے لیکن خوند حفا نکار کرتا ہے اور مدعی جنت بی بی کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے اور لڑکی حلقاً کہتی ہے کہ میرے والد نے حرام کاری نہیں کی اور لڑکی تانہی ہے اور بیمار ہے۔ از روئے شریعت کیا حکم ہے کہ یہ والد صاحب مجرم ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور مسماۃ جنت بی بی جو اس افواہ کو پھیلانے والی ہے اس کے لیے از روئے شرع کیا تعبیرات ہیں توبہ کرے یا نہیں بصورت عدم ثبوت۔ مینواتو جروا

حافظ محمد بخش موضع بلوچ تحصیل ملیس

﴿ج﴾

مسئلہ صورت میں بشرط صحت سوال والد کو شرعاً مجرم نہیں قرار دیا جاسکتا۔ مسماۃ جنت بی بی کے پاس جب ثبوت نہیں تو اس تہمت لگانے کی وجہ سے وہ گنہگار بن گئی ہے۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

اگر کسی کے پاس زیورات امانت رکھوائے گئے لیکن اُس نے خریدنے کا دعویٰ کر دیا تو یہ حکم ہے ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے گھر کے زیورات طلائی وزنی ۱۳ تولہ لے کر اپنے ایک رفیق نامی دوست کے پاس بطور امانت رکھے کیونکہ زید حج پر جا رہا تھا واپسی مانگنے پر وہ وعدے کرتا رہا مگر اس نے کئی بہانے بنائے لیکن زیورات واپس نہ کیے۔

اسی طرح مال مثول کرتے کرتے عرصہ ڈیڑھ ماہ گزر گیا۔ پھر وہ انکاری ہو گیا اور صاف کہہ دیا کہ میرے پاس زید نے کوئی مال زیورات وغیرہ نہیں رکھے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اب زید نے اپنے سردار شہر کے پاس جا کر دعویٰ دائر کیا اور اس کو حکم بنایا۔ سردار نے بکر سے بیان لیے تو بکر نے کہا کہ میں نے زیورات زید سے خرید کیے ہیں۔ میرے پاس اس کے ہاتھ کی رسید ہے۔ اس نے قیمت زیورات کی وصولی کر لی ہے۔ دو گواہ بھی تحریر کے موجود ہیں۔ حکم صاحب نے گواہ طلب کیے تو انہوں نے یہ شہادت دی کہ ہم لین دین کے وقت یا رسید کی تحریر کے وقت موجود نہیں۔ بکر رسید تحریر شدہ لایا ہے کہ یہاں پر دستخط اپنے اپنے کردو۔ ہم دونوں نے بکر کے کہنے پر دستخط کر دیے ہیں اور کسی بات کی ہمیں خبر نہیں۔ حکم صاحب نے پھر پوچھا کہ دستخط کرانے کے لیے زید و بکر دونوں آئے تھے یا صرف بکر آیا ہے۔ انہوں نے پہلے تو کہا کہ دونوں تھے پھر حکم صاحب نے فرمایا کہ دستخط کرانے کے لیے دونوں کا آنا حلفا کہو گے۔ انہوں نے کہا کہ حلفا نہیں کہتے اور رسید میں زیورات کا وزن ساڑھے آٹھ تولہ بنا رکھا ہے اور نرخ ایک صد نو روپے فی تولہ کے حساب سے لگایا ہے۔ اب برائے مہربانی از روئے شریعت یہ دونوں گواہ معتبر ہو سکتے ہیں یا وہ رسید قابل اعتبار ہو سکتی ہے یا نہ۔ مسئلہ حل فرمایا جائے تاکہ اس مقدمہ کا فیصلہ ہو سکے۔ پھر جھگڑے کی کوئی جیت باقی نہ رہے۔ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں جبکہ بکر نے یہ اقرار کر لیا کہ یہ زیورات زید کے ہیں تو یہ زیورات زید کی ملکیت ہیں اور چونکہ بکر زیورات کے خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے اس لیے زیورات ان سے لے کر ثالث کے حوالہ کیے جائیں گے اور بکر سے گواہ طلب کیے جائیں گے۔ اگر بکر نے زید سے زیورات خریدنے پر گواہ پیش کیے تو زیورات بکر کے حوالہ کر دیے جائیں اور اگر گواہ پیش نہ کر سکا تو زید کو حلف (قسم) دی جائے گی کہ میں نے بکر پر اپنے زیورات فروخت نہیں کیے اور حلف اٹھانے کے بعد زیورات زید کے حوالہ کیے جائیں۔ باقی سوال میں تحریر شدہ گواہ چونکہ عینی شاہد نہیں ہیں اس لیے معتبر نہیں۔

اگر فریقین نے ایک شخص کو حکم تسلیم کیا لیکن فیصلہ سے قبل ایک فریق پھر ناجا بتا ہے تو یہ حکم ہے کیا حکم کے لیے اپنے فیصلہ پر فیس لینا جائز ہے، کیا حکم مدعا علیہ کو اطلاع دئے بغیر گواہوں کا حال جان سکتا ہے، یہ حکم مجلس فیصلہ برخاست ہونے کے بعد مدعا علیہ سے قسم لینے کے لیے کسی اور کو بھیج سکتا ہے، اگر زیادہ مسافت کی وجہ سے گواہ خود نہ جاسکے کسی اور کو بھیج سکتا ہے گواہوں کا کسی اور کو گواہ بنانا، گواہوں کا گواہی دینے کے بعد اپنی شہادت میں تبدیلی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع عظیم اندر میں مسئلہ کہ

- (۱) ایک شخص کو حکم تسلیم کر لیا اور تسلیم کرنے کے بعد جس شخص نے حکم تسلیم کیا ہے وہ پھر ناجا بتا ہے۔
- (۲) حکم کے لیے فیس لینا جائز ہے یا نہ۔ اگر خود بخود طلب کرے اور کہے کوئی مجھے برا کہے یا بھلا میں فیصلہ کے لیے فیس ضرور لوں گا ورنہ میں فیصلہ نہیں کرتا۔
- (۳) مدعی عیہ کے حسب کیے بغیر حکم حال مشہود سے متعلق سوال کر سکتا ہے یا نہ۔

السائل محمد بخش ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

- (۱) حکم تسلیم کرینے کے بعد حکم کرنے سے قبل ایک فریق پھر سکتا ہے اور حکم کرنے اور فیصلہ نہ کرنے کے بعد نہیں پھر سکتا۔ فیصلہ لازم اور نافذ ہے کما قال فی الكنز ولکل المحکمین ان یرجع قبل حکمہ فان حکم لزمہما۔ ص ۲۸۲
- (۲) فیصلہ کی اجرت لینا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر اس وقت کا نفقہ ضروریہ لے لے جو فیصلہ پر خرچ ہوتا ہے تو اس مقدار کا لینا جائز ہے۔ حکذا فی ۱۰۱۱ الفتاویٰ ص ۳۵ جلد ۱ لٹ۔
- (۳) اگر مدعی کے طلب کے بغیر بیعت نہیں لے چکا ہے تو اس بیعت کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ بیعت دین میں مدعی کا طلب کرنا شرط ہے۔ کما قال فی الكنز والا حلف بطلبہ وقال فی البحر الرائق ص ۲۰۳ ج ۱ ثم اعلم انه لا تحلیف الا بعد طلب المدعی عندهما فی جمیع الدعاوی فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

﴿س﴾

(۱) کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں علماء کرام و مفتیان عظام ایک واقعہ کا شاہد اصل جو مقام اداۓ شہادت پر پر مسافت میں میل یا کم و بیش حاضر نہیں ہو سکتا یا دیگر عوارض کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے اور اپنی شہادت پر دوسرے آدمیوں کو بطریق شرعی شہد مقرر کرے تو ایسی صورت میں اداۓ شہادت شرعاً صحیح ہے یا اس اصل کا ضرر ہونا ضروری ہے۔
(۲) شاہد اصل اپنی شہادت پر شہد بنا لینے کے بعد جو تکمیل شہادت مدعی علیہ کے روبرو بلائی ہو کسی مجلس میں جہاں شہد فرع موجود نہ ہوں کہے کہ میں اپنی شہادت خود ادا کروں گا۔ وہ میری طرف سے تکمیل کردہ شہادت نہ دیں۔ آیا وہ اس طرح تکمیل سے منع کر سکتا ہے یا نہ۔

(۳) گواہی دے چکنے کے بعد متصل یا بدیر شاہد کہے کہ میں نے شہادت میں زیادتی یا کمی کی ہے یا شہادت میں نے جہاں کردی ہے اصل میں یہی شہادت یہ تھی اور بیان کردہ کے لیے ایب کر سکتا ہے یا نہ بدیر حکم کے نزدیک معتبر ہوگا۔
ندوبینوا بالتفصیل والحوالۃ من الکتب الحنفیۃ توجروا۔

السائل محمد عبدالغفور

﴿ج﴾

(۱) واضح رہے کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں اور دونوں پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے جو کہ ظاہر الروایۃ ہے اور متون بھی اسی پر ہیں کہ شہادت فروع تب درست ہے کہ وہ اصل شاہد سفر کی مسافت پر محل اداۓ شہادت سے وقت اداۓ شہادت دور ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگر اتنا دور کہ گھر سے آکر شہادت دینے کے بعد رات کو واپس گھر نہ پہنچ سکے تو جائز ہے۔ یہ روایت نوادر ہے اور اس پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے۔ حکم مبتلا بہ کی مرضی ہے کہ جس مفتی بہ قول کو اختیار کرے کر لے۔
کما قال فی الدرالمختار مع شرحہ ردالمختار ص ۴۹۹ ج ۵ (او مرض او سیر) واکتفی الثانی بغیبتہ بحیث یتعذر ان یتبہ باہلہ واستحسنہ غیر واحد و فی القہستانی والمراجیۃ و علیہ الفتوی واقرہ المصنف وقال الشامی تحنہ وقولہ و فی القہستانی عبارتہ وتقبل عد اکثر المشانح و علیہ الفتوی کما فی المضمرات و ذکر القہستانی ایضا ان الاول ظاہر الروایۃ و علیہ الفتوی و فی البحر قالو الاول احسن وهو ظاہر الروایۃ کما فی الحاوی والثانی ارفق الخ اگر اس نے فرع کو شہادت دینے سے روکا اور اس کو روکنے کا علم ہو گیا تو اظہر قول کے مطابق یہ فرما شہادت نہیں دے سکتا اور بعض فقہاء نے اس کو ترجیح دی ہے کہ روکنے کے بعد بھی وہ شہادت دے سکتا ہے۔ کما قال فی خلاصۃ الفتاوی ص ۸۳ ج ۴ فی الجامع الکبیر فی ابواب الرجوع عن الشهادات لو شہدا

علی شہادۃ رجلین انه المعتقد عبده لم یقض بشہادتهما حتی حضر الاصلان ولنہی الفروع عن لشہادۃ صح الہی عد عامۃ المشانح وقال بعضهم لا یصح والاول اطہر و فی الدرالمختار مع شرحہ ردالمختار ص ۵۰۱ ج ۵ وتبطل شہادۃ الفرع بامور بنہیہم عن الشہادۃ علی الاظہر و فیہا بعد اسطر اشہدہ علی شہادۃ ثم نہاہ عنہا لم یصح ای نہیہ فلہ ان یشہد علی ذالک درود اقرہ المنصف ہنا لکنہ قدم ترجیح خلافہ عن الخلاصۃ۔

(۲) اگر یہ شخص عادل ہے اور اسی مجلس میں اس نے یہ کہا ہے تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔ کما قال فی الہدایۃ ص ۱۶۴ ج ۳ قال ومن شہد و لم یرح حتی قال او ہمت بعض شہادتی فان کان عدلاً حارت شہادۃ الخ بحسب ختم ہونے کے بعد اس سے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ فقط والله تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب عینی شاہد موجود نہ ہو اور مدعا علیہ انکاری ہو تو جرم ثابت نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و میں مسئلہ کہ ایک شخص کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس نے بھینس سے دلی کی ہے لیکن خود بہتم بہ شخص منکر ہے اور نہ کوئی عینی شاہد موجود ہے بین ایک آدمی نے شبہ کے طور پر یہ کہا ہے کہ اس نے بھینس سے دلی کی ہے۔ اب بھینس کے متعلق اور مشتبہ آدمی کے متعلق کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

جب عینی شاہد کوئی موجود نہیں ہے اور مدعی علیہ بھی انکاری ہے تو شرعاً مدعی علیہ بری شمار ہوگا اور اس کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا ورنہ بھینس کو پاس رکھنا جائز ہے اور اس کے دودھ وغیرہ کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ فقط والله تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر مدیون کچھ رقم دینے کا دعویٰ کر رہا ہے اور دائن انکاری ہے تو ان میں سے مدعی کون ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک عالم کے سامنے بڑی جماعت میں حافظ جان محمد صاحب بزرگ پور منڈی ملتان شہر سائن موضع چوہان میر خان چوہاں سے والد تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان نے اقرار کیا کہ میں نے مذکورہ مدرسہ محلہ محمدی ملتان شہر بیرون واپری گیت سے مبلغ آٹیس صد روپیہ بطور قرضہ کے

لیے تھے۔ مگر بعد میں میں نے ۷۷۷ روپیہ غلام رسول مذکور کو لایا تھا لیکن غلام رسول مذکور روپیہ مذکور کا بایں یعنی انکار کرتا ہے کہ حافظ جان محمد صاحب جھوٹ بولتا ہے میں نے صرف ۵۶۰ روپیہ ہی لیا ہے بس اور نہیں لیا ہے تو اس عار موصوف نے غلام رسول مذکور کو مدعی علیہ قرار دے کر کے یوں کہا کہ تم قسم اٹھاؤ کیونکہ مدعی یعنی حافظ جان محمد صاحب مذکور کے پاس روپیہ مذکور یعنی ۱۲۱۲ روپیہ کے گواہ نہیں ہیں تو غلام رسول مذکور نے کہا کہ میں حلف اٹھانے کے واسطے تیار ہوں۔ رات کو یہ گفتگو ہوئی اور قرار پایا کہ صبح سویرے غلام رسول زرگر مذکور سے قسم اٹھوائی جائے گی تو جب سویرے غلام رسول مذکور آ گیا تو علم مرد نے کہا کہ تو قسم اٹھا تو غلام رسول نے جواب دیا کہ جب تک میرا بقایا روپیہ حاضر نہیں کرے۔ یعنی حافظ مذکور تب تک میں قسم نہیں اٹھاؤں گا۔ تو کیا اس عار کا یہ فتویٰ اثبات قسم میں صحت ہے یا نہ اصریح نہیں تو کیا اس علم کا فتویٰ قابل قبول ہوگا۔ خصوصاً جبکہ دو گھنٹہ کے بعد اس نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا ہو غرضیکہ معاملہ مذکورہ میں قسم حافظ جان محمد مذکور کو دینی پڑتی ہے یا غلام رسول زرگر مذکور کو۔ بینو اتو جروا

استفتی محمد عبد الباقی خطیب الجامع قصبہ نڈل تحصیل ملتان شہر
۱۵ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ

﴿ج ۵﴾

صورت مسئلہ میں غلام رسول زرگر مدعی ہے گویا وہ ۲۵۴۰ روپیہ کا دعویٰ حافظ جان محمد صاحب پر کر رہا ہے اور حافظ جان محمد منکر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تیرے صرف ۱۳۲۶ روپے میرے ذمہ واجب ال ادائیہ اس سے زائد کا وہ انکار کرتا ہے۔ اس لیے قسم حافظ جان محمد کو اٹھانی ہوگی۔ ہاں اگر وہ غلام رسول بموجب حساب سابق و بموجب قرار غلام رسول روپے ادا کر دے اور پھر غلام رسول پر دعویٰ کریں کہ اس نے زائد روپیہ وصول کر لیے ہیں تو وہ مدعی بنے گا اور غلام رسول مدعی علیہ۔ پھر حلف غلام رسول پر لازم آئے گا نیز جب غلام رسول نے حلف اور فیصلہ سے پہلے مولوی مذکور کے ثالث اور حکم ہونے سے انکار کر دیا تو مولوی صاحب کا فیصلہ اس کے حق میں نافذ نہیں ہوگا۔ ثالث کی ثالثی اس وقت صحیح ہوتی ہے جب فیصلہ سناتے وقت تک دونوں فریق اس کے ثالث ہونے پر متفق ہوں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۰ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ

اگر مدعی اور مدعا علیہ دونوں کے حق میں گواہان موجود ہوں تو فیصلہ کیسے کیا جائے گا

﴿ج ۶﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زینب کی چھوٹی دابہ گم ہوئی ایک سال کے بعد وہ دابہ زینب واپس گئی۔

دوسری ہستی سے زید آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ یہ دابہ میری ہے۔ اس دابہ کی ماں فلاں شخص کو مضاربہ پر دی تھی یہ اس سے پیدا ہوئی ہے اور اتنی مدت میرے پاس رہی۔ فلاں تاریخ کو گم ہو گئی۔ اب دوسرے شخص کے پاس سے مل گئی ہے۔ ہر دو فریق نے گواہ پیش کر دیے۔ زینب کے گواہ کلمہ شہادت پڑھ کر گواہی دیتے ہیں کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ دابہ زینب کی ہے نہ تاریخ کا پتہ اور نہ پیدائش کا پتہ۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں کی ہے۔ اس یقین سے گواہی ختم ہو جاتی ہے یا نہ اور زید کے گواہوں میں ایک گواہ وہ ہے جس نے مضاربہ پر گائے لی تھی۔ بینو اتو جروا۔

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مولوی محمد سعید اخوند

﴿ج ۷﴾

ایسی صورت میں جب دونوں مدعی ملک پر گواہ پیش کریں اور گواہوں کی تعدیل بعد از تصحیح دعویٰ ہو جائے تو پھر اگر دونوں مدعیوں نے اپنی ملک کی تاریخ ذکر کر کے گواہوں سے اس کا اثبات کیا ہو اور ایک کی تاریخ دوسرے مدعی کی تاریخ سے پہلے ہو تو اس میں تاریخ والے کے حق میں قاضی یا حکم فیصلہ صادر فرماے گا جس کے قبضہ میں وہ جانور وغیرہ نہ ہو۔ یعنی بیسہ خارج کا ذوالیہ کے بیسہ سے اولیٰ ہوگا یہ تب ہے اگر ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر ملک مقید بسبب کا دعویٰ ہو تو پھر گواہ ذوالیہ کے اولیٰ ہوں گے۔ صورت مسئلہ میں چونکہ ہر دونوں نے ملک مقید کا دعویٰ کیا ہے۔ یعنی ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جانور میرے گھر میں پیدا ہوا ہے اس صورت میں زینب مذکور کے گواہ زید کے گواہوں سے اولیٰ ہوں گے۔ چونکہ زینب ذوالیہ ہے اور بعد رعایت تمام شرائط کے اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔ قال فی لندرا المختار مع شرحہ الشامی ص ۵۳۹ ج ۵ (وبینہ الحارج فی الملک المطلق) وهو الذی لم يذكر له سبب (احق میں بینة ذی الید) لانه المدعی والبینة له بالحديث بخلاف المقید بسبب کتاج ونکاح فالبینة لذی الید اجماعاً کما سیجی۔

قال فی العالمگیریہ ص ۷۳ ج ۲ قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وفی الاصل اذا ادعی رجل داراً فی بد رجل او عقاراً آخر او مقولاً واقاما البینة قضی ببینة الحارج عند علماء نالثلثة هذا اذا لم یذکرا تاریخاً فاما اذا ذکراتا ریخاً فان کان تاریخهما علی السواء فکذا الجواب انه یقضی للخارج منهما وان ارخا وتاریخ احدهما اسبق فعلى قول ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ وعلى قول ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ یقضی لا سبقهما تاریخاً واذا ارخ احدهما ولم یؤرخ الآخر فعلى قول ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ یقضی للخارج هکذا فی المحيط۔ گواہی دینے کے لیے لفظ اشہد یا اس کا ہم معنی "میں گواہی دیتا ہوں" کہنا ضروری ہے۔ حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خود حلف

ہے یقین کہنے سے شہادت ختم نہیں ہوتی۔ باقی زید کے اس مضارب کا اگر اس گائے میں حصہ ہے تو اس کی گواہی موجب نہیں ہے۔ ورنہ معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

مدعی کے رشتہ دار دعویٰ نہیں کر سکتے اور مدعا علیہ کو قسم نہ دلانے سے حق ساقط نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید غنسل خانہ میں غنسل کرنے کے لیے گیا۔ وہاں اس کو ایک انگوٹھی ملی۔ اس نے اٹھ کر دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ساتھ والی انگلی میں ڈال لی۔ بعد میں تھری بار وہ دمیوں و دھانی لگی۔ سب نے کہا کہ یہ پیتل ہے۔ زید کسی غرض سے بازار گیا یعنی نماز پڑھنے کے لیے اس کو تار قمیض کی پہلوؤں جیب میں ڈال لی۔ نماز سے فارغ ہو کر میدان میں یہ کرنے کے لیے چلا گیا۔ وہاں جا کر بالکل آرام سے بیٹھ رہا۔ اپنا کرپڑے تبدیل کیے کچھ دیر بعد مغلن نے اعلان کیا کہ اگر کسی کو انگوٹھی ملی ہو تو دے دے۔ زید نے جا کر انگوٹھی کو تلاش کیا لیکن نہ ملی۔ بعد میں مجلس فیصلہ قائم ہوئی۔ مدعی مدعا علیہ دونوں حاضر ہوئے فیصل کے علاوہ اور سامعین بھی موجود تھے۔ مدعا علیہ نے صاف صاف بیان کیا کہ انگوٹھی تم ہو گئی ہے اور وہ اس پر قسم حتیٰ کہ طلاق کی قسم اٹھانے کے لیے آیا ہے۔ مدعی جو انگوٹھی کا حقیقی مالک ہے اس نے کہا کہ تم انگوٹھی کو تلاش کرو اگر مل گئی تو میری قسمت اور اگر نہ ملی تو بھی میری قسمت ہم قسم نہیں مینا چاہتے۔ اب آپ بیان فرمائیں کہ مدعی کا کوئی اور رشتہ دار دوبارہ دعویٰ کر سکتا ہے یا نہیں یا خود مدعی دعویٰ کر سکتا ہے یا نہیں۔ جبکہ وہ خود مجلس فیصلہ میں یہ اقرار کر چکا ہے کہ تم تلاش کرو اگر مل گئی تو میری قسمت اور نہ ملی تو بھی میری قسمت۔

واضح رہے کہ مدعی کا دعویٰ سونے کی انگوٹھی کا ہے اور جو انگوٹھی مدعا علیہ کو ملے وہ کیہنے والوں نے پیتل کہا ہے۔
مینو اتو جرو

حافظ عصمت اللہ لائل پوری شریک دورہ حدیث شریف دارالعلوم علی گڑھ کیروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں مدعی کے رشتہ دار تو دعویٰ نہیں کر سکتے البتہ قسم نہ دلانے سے مدعی کا حق ساقط نہیں ہوا۔ جبکہ مدعی علیہ نے انگوٹھی اٹھانے کا اقرار بھی کر لیا ہے۔ مدعی علیہ کے اس اقرار کی وجہ سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ انگوٹھی اس نے اٹھائی ہے لیکن اس کا زعم یہ ہے کہ میں مطلقہ کی حیثیت سے امین ہوں اور گم ہونے کی وجہ سے مجھ پر ضمان لازم نہیں

آتا۔ مدعی کا دعویٰ یہ تھا کہ مدعی علیہ نے انگوٹھی کی چوری کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ اس پر ضمان لازم آتا ہے۔ مجلس فیصلہ میں قسم نہ دلانے سے زیادہ اس نے چوری کا الزام دینا چھوڑ دیا ہے لیکن اس طرح اس کا حق ساقط نہیں ہوا۔ اس لیے کہ انگوٹھی اٹھانے کا اقرار موجود ہے۔ اب اگر وہ پھر سے قسم نہ دے گا چاہے تو اس کو مطالبہ کا حق ہے لیکن یہ مروت کے خلاف ہے مجلس فیصلہ اس کا دعویٰ نہیں سننا چاہیے۔ البتہ وہ یہ کہنے لگے کہ انگوٹھی کے گم ہونے میں اس کی غفلت لا پرواہی یا قہم کو دخل تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو چور نہ ہوتے ہوئے بھی وہ ضامن ہوگا۔ البتہ اگر اس کی غفلت یا حفاظت کی کمی کو گم شدگی میں دخل نہیں ہے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دعویٰ کی صورت میں مدعی پر گواہ ہوتے ہیں اور یقین مدعا علیہ کے ذمہ ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے قسم مدعی پر آتی ہے یا کہ مدعا علیہ پر شریعت کے اعتبار سے جواب دیں۔ بمعہ جواب عنایت فرمائیں۔ مینو اتو جرو
مسئلتی مذہب حسین و مدحا جی۔ گائے شاہ موشع مدائے تحصیل کیہ ۱۰۰ ضلع ملتان

﴿ج﴾

شرعیات و دعویٰ و رانکار مدعی علیہ کے مدعی پہ گواہ ہوتے ہیں و مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ پر قسم آتی ہے۔ لقولہ عبیہ الصلوۃ والسلام البیۃ علی المدعی والبیۃ علی من انکر ولقولہ عبیہ الصلوۃ والسلام الک البیۃ قال لا فل فلک بیمیہ مشکوٰۃ ص ۳۲۶، ۳۲۷ مدعی پر شرعی کسی صورت میں قسم نہیں آتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محکم دلائل سے مزین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی کے گھر کے صحن میں درخت ہو اور

اُس پر دوسرے رشتہ دار مشترک ہونے کا دعویٰ کریں تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت مسئلہ میں کہ درخت شیشم مسمی غلام محمد کے خانہ سکونت کے صحن میں ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ درخت میرا ہے۔ دوسرے حصہ داران کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے حصہ داران کہتے ہیں کہ

زمین چونکہ مشترکہ ہے لہذا درخت متنازع فیہ میں تمام حصہ داران شریک ہیں۔ مدعی اور مدعی علیہ کے بیانات درج ہیں۔ متعلقہ زمیندار صاحب کی گواہی بھی شامل حل ہے۔ براہ کرم نوازی فرمائیے کہ عندالشرع درخت متنازع فیہ کی کاہے جس کے گن میں ہے یا تمام حصہ داران اراضی کا حصہ اس میں شامل ہے۔ بیوا تو جروا

السائل عبدالحی جھنڈیر بمعرفت مولوی محمد واسطی
بیان غلام محمد اور غلام نبی مدعی علیہ: میں خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مشترکہ اراضی میں ہر شریک سکونت پذیر ہو کر مسکونہ اراضی کے درختوں کو کاٹ کر ان سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ میری سکونہ اراضی میں صرف یک متنازع فیہ درخت شیشم تھا۔ جواب تک کا نا ہوا باقی ہے اور اس پر میرا قبضہ ہے چونکہ ہر شریک اپنے ہر درخت کو کاٹنے چکے ہیں۔ میرا متبوضہ درخت شیشم ذاتی بر لحاظ سے میرا ہی ہے۔ اس سے کسی دوسرے کا تعلق نہیں۔ درخت متنازع فیہ درخت شیشم میرے آباؤ اجداد نے بویا ہے۔

بیان ثانی مدعی علیہ: درخت شیشم متذکرہ میرے جد امجد نے بویا ہے۔ میرے اور مکانوں کی چوکت کے درمیان ہے۔ جس حصہ دار کے گھر درخت کھجور ہے وہ خود اسی سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ دیگر حصہ داران اس میں بالکل دخل نہیں دیتے۔ درخت متذکرہ شیشم ۱۵/۱۶ برس سے خشک شدہ ہے۔ آج تک اس کی چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں سے فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ کسی حصہ داران نے بوجہ میرے مکان کے نزدیک ہونے کے دخل نہیں دیا لیکن جس وقت متذکرہ درخت کو جڑ سے کاٹنے لگا ہوں تو دیگر حصہ داران آبادی اپنا حصہ ثابت کرنے کے واسطے کھڑے ہو گئے ہیں۔ درخت متذکرہ چونکہ میرے دادا نے بویا ہے لہذا میں اس کا حقدار ہوں۔ سرکاری تقسیم نہیں ہے۔ ہر حصہ داران الگ الگ رہائشی قبضہ کیا ہوا ہے۔ فقط والسلام غلام محمد

بیان مولوی محمد عظیم مدعی: میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اراضی متعلقہ متنازع فیہ درخت شیشم بعد ہما گیری آباؤ اجداد غلام محمد بحیثیت وراثت شرعی ۱۹۰۸ء اراضی مسکونہ شخص مذکور کو میسر ہوئی۔ مسکونہ اراضی کے ماہلہ والا نمبر کھاتہ جس میں آج سے قبل باغیچہ تھا۔ اس سے مدعی علیہ غلام محمد بنو بی مشترک فائدہ حاصل کرتے رہے ہیں۔ ثبوت ہذا پیش کر کے میں بیان دیتا ہوں کہ متنازع فیہ درخت شیشم بھی تمام شرکاء حصہ داران کے مابین مشترک ہے۔ میرے بیانات کا زیادہ ثبوت کاغذات سرکاری ہیں جس میں درخت مذکورہ میں سب حصہ داران شریک ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ درخت مذکورہ نیز لمبی ہے۔ بوجہ غیر مشعرہ ہونے کے۔ متنازع فیہ درخت ان کی سکونت سے پہلے تھا۔ میرے آباؤ اجداد نے اس کو بویا تھا۔ والسلام (ثانی بیان مدعی) چونکہ یہ نمبر خسرو ۵۵۳ آبادی چاہ مشترکہ ہے۔ جس میں درخت مذکورہ ۔ ۔ ۔ حصہ داران کا مشترکہ ہے۔ نہ تقسیم سرکاری اور نہ خانگی مابین

حصہ داران ہوئی تھی اور نہ اب تک ہوئی ہے۔ غلام محمد و دیگر حصہ داران نے بغیر تقسیم کے مکانات بنائے ہیں۔ ضرورت کے لحاظ سے الگ الگ ہیں۔

﴿ج﴾

اگر تقسیم اراضی خانگی یا سرکاری ہو چکا ہے اور درخت کو کسی نے بویا نہیں خود رو ہے تو جس کے حصہ میں ہے صرف اس کا ہوگا۔ اگر کسی نے بویا ہے تو بونے والے یا اس کے وارثوں کا ہوگا۔ اگر چہ دوسرے کا حصہ زمین میں بھی بویا گیا ہو۔ اگر تقسیم نہیں ہوئی نہ خانگی نہ سرکاری اور کسی نے بویا بھی نہیں خود رو ہے تو سب کا مشترکہ بقدر حصص زمین کے ہوگا اور باقی درخت بھی مشتمل ہوں گے۔ اگر کسی نے بویا ہے اور تقسیم نہیں ہوئی تو بونے والے یا اس کے وارثوں کی ملکیت ہوگا۔ ان چار باتوں کی تحقیق وہاں مقامی طور پر گواہان سے یا حلف سے کی جائے۔ واللہ اعلم

کسی پر چوری کا دعویٰ کیا گیا تو مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر ایک شخص پر چوری کا الزام لگایا جائے مگر گواہ کوئی نہ ہو اور چوری کی مالیت تقریباً سات ہزار روپے ہے اس صورت میں شریعت کا فیصلہ کیا ہے کہ اگر ملزم کو قسم دی جانے پر فیصلہ کیا جائے تو کیا یہ بھی ضروری ہے کہ ملزم کے کردار کے متعلق صفائی ضروری ہے۔

اگر مدعی اس مزمہ کی قسم کو کافی تصور نہ کرے تو اس کی یہ صورت ہوگی۔ نیز چوری سے متعلق تفتیش کس طرح کی جائے۔ اس کی تفصیلات سے بھی آگاہ فرمائیں۔

راجہ خدا بخش دفتر جمعیت علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان

﴿ج﴾

شرعی فیصلہ اس کا یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ پر دو دیندار گواہ پیش کرے۔ البتہ اگر مدعی کے پاس اپنے دعویٰ پر دو دیندار گواہ میسر نہیں تو مدعا علیہ کی قسم پر فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ قسم میں (اگر مدعی علیہ فسق و فاجر ہو اور جھوٹی قسم کا مدعی ہو) حاکم اس طرح کے اغلاظ مثلاً حدق و راعت وغیرہ کا اضافہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے لیکن مدعی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مدعا علیہ کے حلف کو کافی نہ سمجھے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب ایک زمین پر جدی پشتی ایک شخص کا قبضہ ہے
تو کسی مہاجر کا ہندو کی پر اپنی سمجھ کر قبضہ کرنا غلط ہے

﴿س﴾

جناب مفتی صاحب السلام عیکم کے بعد گزارش ہے کہ ایک ہستی جو ولیہ کے نام سے مشہور ہے۔ موضع رکن علی تحصیل شجاع آبادی درکھانہ والی پہلے اس کا نام بنی کو کاریاں والی تھ کا مذات سرکاری میں ہے۔ لہذا اس آبادی میں ہمارے آباد اجداد رہتے چلے آئے ہیں جس کو بندہ بھی نہیں سمجھتا قبضہ مستقل چلا آ رہا ہے۔ کسی قسم کی رکاوٹ اس سے پہلے بندوں نے کبھی نہیں کی تھی۔ اب انقلاب سے ۳ سال بعد ایک صاحب نے قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ دیواریں گرا دیں جس کی حدود دیواریں بھی موجود ہے۔ قبضہ بندہ نے آج تک نہیں دیا لیکن مہاجروں نے دیواریں سے مل جل کر مستر و بنوا لیا ہے۔ اب فیصلہ جیڑ مین کے سپرد کیا گیا ہے سرکاری طرف سے اب غریب کے حال زار پر رحم فرما کر شرعی فیصلہ کا حکم فرمادیں۔ جب تین دیواریں گرائی گئیں بندہ نے استغاثہ کیا تحصیل دار نے موقع دیکھا لیکن قبضہ ہمارا نہیں۔ تو اب اگر شرعی فیصلہ میں مجھ کو دینا پڑ جائے تو بندہ دے دے شرعی حکم صادر فرمایا جائے۔

فیض بخش ولد احمد بخش

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں جب کہ زمین مذکور پر فیض بخش کا آبائی قبضہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ تو یہ قبضہ دلیل ملکیت ہے۔ کسی شخص کا اس قبضہ کو توڑنا جائز نہیں اگر مہاجر کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ زمین ہندو کی تھی اور فیض بخش نے اس پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے تو مہاجر کو یہ حق نہیں ہے کہ فیض بخش سے جھگڑا کرے اور دیواریں گرائے بلکہ عدالت میں درخواست دے عدالت تحقیق کرے بعد از تحقیق اگر یہ ہوا کہ واقعی وہ زمین ہندو کی ہے تو پھر حکومت کو اختیار ہوگا کہ حکومت یہ زمین ندم کرے یا کسی مہاجر کو دے اور ہو سکتا ہے کہ وہ زمین ہندو کی نہ ہو بلکہ فیض بخش کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بالغ زمین فروخت کرنے کے بعد فوت ہو گیا

اس کے بیٹے نے جو ان ہونے کے بعد مشتری پر دعویٰ کر دیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک زمیندار نے اپنی زمین ایک سوداگر کے ہاں فروخت کر دی۔ زمین

فروخت کرنے کے بعد وہ زمیندار اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ سوداگر نے جو زمین قیمت سے خرید لی تھی اتنی پر اس نے آ کے قبضہ کر لیا۔ اس زمیندار کا ایک نابالغ لڑکا تھا۔ اب اس لڑکے نے دعویٰ کر دیا ہے یعنی جوانی کے وقت یہ بات ہمیں شریعت کے رو سے بتادیں کہ گواہ سوداگر کے ہوں گے یا اس مدعی کے۔ قسم کس کو کھانی ہوگی مدعی وہ زمین جو کہ بغیر خریدے سوداگر نے قبضہ کیا ہے کس مسئلہ سے واپس لے سکتا ہے۔ مدعی یعنی ملک زمین کا اس وقت کوئی گواہ وغیرہ نہیں۔ گواہ سوداگر کا بھی نہیں ہے۔ وہ صرف قسم کھا کر کہتا ہے کہ تمام زمین میں نے خرید لی ہے۔ بیٹو تو جروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں زمیندار کا لڑکا یوں دعویٰ کرے گا کہ اتنی مقدار زمین مجھے وراثت میں ملی ہے اور فلاں شخص نے زبردستی قبضہ کر لی ہے۔ اس شخص کے اس دعویٰ پر کہ میں نے یہ زمین مدعی کے والد سے خرید لی ہے۔ اس سے خریدنے کے گواہ طلب کیے جائیں گے۔ اگر گواہ پیش کر چکا تو اس کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔ ورنہ اس مدعی پر جوانی الواقع فروخت کا منکر ہے قسم آئے گی اور قسم اٹھالینے کے بعد اس کے حق میں حکم شرعی یا حکم فیصلہ کر دے گا اور قسم نہ اٹھانے کی صورت میں زمین قبضہ والے شخص کے پاس چھوڑ دی جائے گی۔ یہ مجملہ لکھ دیا ہے اس کا پورا پورا دعویٰ وغیرہ بعد حکم شرعی کے چل سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

حق مجہول کا دعویٰ درست نہیں اور کیس دائر کرنے پر مدعی سے جو خرچہ ہوا

وہ مدعا علیہ سے طلب نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسکی غلام حیدر مدعی ہے۔ مدعا علیہ بنام غلام شبیر ہے۔ دعویٰ یہ کہ اس سال سردی میں مسکی غلام شبیر مدعی علیہ میرا بھوسہ نکال کر اپنے چوپایوں کو ڈالتا رہا۔ مسکی غلام شبیر سرقہ کا منکر ہے بایں صورت کہ دو دفعہ میں نے نکالا یعنی دو بوری میں نے بھوسہ نکالا غلام حیدر کی اجازت سے۔ مسکی غلام حیدر ایک بوری کو، نتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے موجود ہو کر ایک بوری دی ہے۔ دوسری بوری کی اجازت میں نے نہیں دی ہے۔ غلام شبیر دوسری بوری کی اجازت غلام حیدر پر تھوپتا ہے۔ میں نے غلام شبیر سے پوچھا دوسری بوری غلام حیدر کی موجودگی میں بھری وہ تسیم کرتا ہے کہ غلام حیدر موجود نہیں تھا۔ جبکہ دوسری بوری بھوسہ اور ان دو بوریوں کے سوا غلام

شہیر نے حلف اٹھائی ہے۔ یہ کیس یونین کونسل میں میرے سامنے ہے۔ اب دریافت یہ ہے کہ غلام شہیر نے جو دوسری بوری غیر موجودگی غلام حیدر کے بھری ہے وہ سارق بنتا ہے۔ تادان سے دیا جائے یا چور نہیں بنتا یا کیا جائے۔ نیز غلام حیدر کا یونین کونسل میں دعویٰ پر دس بارہ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ کیا وہ تادان غلام شہیر پر ڈالا جائے۔

مقام خاص دولیو الا تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

غلام حیدر مدعی کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے مدعی پر بھوسے کی مقدار وغیرہ کوئی نہیں بتائی۔ صرف حق مجہول کا دعویٰ ہے جو صحیح نہیں ہے لیکن اقرار چونکہ صحت دعویٰ پر موقوف نہیں ہے۔ لہذا انہیں شہیر کا یونین کونسل کے دو بوروں کے لے جانے کا اقرار خود اس پر حجت بنے گا۔ اب چونکہ وہ دونوں بوریوں کے لے جانے کی اجازت دینے کا مدعی ہے اور غلام حیدر صرف ایک بوری کی اجازت کو تسلیم کرتا ہے لہذا غلام شہیر کے ذمہ بینہ ہوگا۔ بینہ نہ ہونے کی صورت میں اس کے مطالبہ پر غلام حیدر کو قسم دلائی جائے گی۔ قسم اٹھانے کی صورت میں ثبوت ایک بوری کا غلام شہیر کے ذمہ ہو جائے گا اور فیصلہ کر دیا جائے گا۔ باقی خرچہ مقدمہ کے ڈگری کرنے میں علماء کا اختلاف بھی ہے۔ اگرچہ مدیوں متمدن پر خرچہ مقدمہ کے ڈگری کرنے کو فتاویٰ امداد الفتاویٰ ص ۹۵، ۹۴ ج ۳ اور فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۱۹ الفتویٰ جلد اول ص ۶۲۵ میں رائج قرار دیا ہے۔ نیز دعویٰ بھی صورت مسئلہ میں غلام حیدر کا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے خرچہ ڈگری نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد الطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
لکھنؤ بکچنگھوہ عثمانیہ منشی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدعی کا کسی پر چوری کا دعویٰ بغیر گواہوں کے معتبر نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قسم کا اعتبار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسکی خدایا رجحہ ساکن علاقہ تھانہ محمود کوٹ تحصیل کوٹ اور ضلع مظفر گڑھ نے اپنے دور اس بیل چوری ہونے کا پرچہ تھانہ محمود کوٹ میں درج کرایا ہوا ہے اور مدعی مذکور نے شک ظاہر کیا ہے کہ اس کے ہر دو نر گاوان (بیل) کو مسمیان خادم حسین ولد محمد رمضان و معشوق ولد اللہ و اقوام رسگاہ سکنائے تھانہ قریشی تحصیل کوٹ و ضلع مظفر گڑھ نے چوری کیا ہے اور جب شک یہ بتائی گئی ہے۔ مسکی قسہ تھانہ سنہ تھانہ قریشی نے کہا ہے کہ اس کو شہیر گوڈل (جو کہ اس وقت مقدمہ قتل میں) سرنٹ بیل مظفر گڑھ میں مقید ہے) نے کہا ہے کہ یہ دو بیل مذکور ان مسمیان خادم حسین و معشوق نے چوری کیے ہیں۔

یہ کہ شہیر گوڈل سے دریافت کرنے پر شہیر گوڈل نے حلف کیا ہے کہ یہ بات اس نے نہیں کی ہے۔ یہ کہ اب مدعی مذکور خدایا رجحہ قسم اٹھانے پر آمادہ ہے کہ میرے چور مسمیان خادم حسین و معشوق حسین جبکہ اس نے انہیں چوری کرتے دیکھا ہے اور نہ ان کا کھرا وغیرہ ہے۔ حالات بالا کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمادیں کہ کیا مدعی کی قسم شرعاً جائز ہے۔

خادم حسین ولد محمد رمضان ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعاً گواہ مدعی کے معتبر ہوتے ہیں اور یحیٰ (حلف) مدعی علیہ کا معتبر ہوتا ہے۔ مدعی کے یحیٰ پر فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ قال فی الہدایۃ ص ۲۰۲ ج ۳ ولا ترد الیمن علی المدعی لقولہ علیہ السلام البینۃ علی المدعی والیمن علی من انکر قسم والقسمۃ تنا فی الشرکۃ وجعل جنس الایمان علی المنکرین ولیس وراء الجنس شیء۔ حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور حلف منکر یعنی مدعا علیہ کا معتبر ہے۔

بہر حال یہ اصولی بات ہے کہ گواہوں کے نہ ہونے کی صورت میں فیصلہ منکر یعنی مدعا علیہ کے حلف پر ہوتا ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر خدایا کے پاس دوا ایسے چشم دید گواہ جو شرعاً معتبر ہوں موجود نہیں تو حلف پر فیصلہ نہ ہوگا بلکہ مدعا علیہ اگر حلف اٹھا لے کہ اس نے چوری نہیں کی تو شرعاً اس کے حلف پر اعتبار ہوگا اور مدعا علیہ بری ہوگا۔ شریعت کا حکم یہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

اگر کسی شخص نے دوسرے کو خام مال بنانے کے لیے دیا ہو

اور پھر مال لینے والا انکاری ہو گیا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے ایک شخص کو ڈیڑھ من سلور شکستہ بابت نیا مال بنانے کے لیے دیا تھا۔ چند روز بعد مال دینے سے منکر ہو گیا جس کی قیمت ۲۷۵ روپے ہے اور کہتا ہے کہ مجھے آپ نے مال نہیں دیا ہے۔ میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہیں لہذا اس مسئلے میں شریعت کا جو حکم ہو اس سے مطلع فرمادیں۔

حافظ نور حسن ولد اللہ دین خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

حسب قاعدہ کلیہ المدعی من ترک ترک مال دینے والا مدعی اور مال لینے والا منکر ہے اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں بحکم حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ شخص مذکور منکر کو حلف (قسم) دی جائے گی کہ مجھ پر اس شخص کا کوئی حق نہیں اور اگر شخص مذکور قسم اٹھانے سے منکر ہے تو پھر شخص مذکور کو شرعاً ۲۷۵ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الفقار مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دائن کا دعویٰ ہے کہ میں نے مدیوں کو اتنی رقم دی تھی اور مدیوں کم مقدار بتاتا ہے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین زید نے عمر کو بطور قرضہ چند اولیہ دیا تھا بعد میں زید نے بعض رقم دستی لے لی کہ واپس دے دوں گا۔ ابھی یہ رقم واپس نہ دی تھی کہ بقایا رقم سے بعض پھر اور دستی لے لی کہ یہ بھی اور پہلی بھی واپس کر دوں گا۔ اب زید نے دونوں رقمیں علیحدہ علیحدہ عمر کے ہاں دے دیں۔ ایک رقم دوسرے شخص کے ذریعہ بھیجی اور دوسری رقم خود اس کو دی تحریر وغیرہ نہیں ہے نہ قرضہ دیتے وقت تھی نہ دستی رقم لیتے وقت تھی۔ اب جھگڑا ہو گیا ہے عمر کہتا ہے زید کو کوئی نے مجھے ایک رقم دی ہے دوسری رقم ابھی تک تیرے پاس ہے۔ زید کہتا ہے ایک تو میں نے خود دی ہے دوسری فداں کے ہاتھ بھیجی تو گواہ کسی کے پاس نہیں ہیں۔ دریافت یہ ہے کہ زید اور عمر اس رقم کا فیصلہ کس طرح کریں۔ حلف کے ذریعہ فیصلہ ہوگا تو حلف کس پر ہوگی یا رقم ساقط قرار پائے گی جواب شرعی سے روشنی مرحمت فرمادیں۔ والسلام

﴿ج﴾

رقم واپس لینے کا تو دونوں کو اقرار ہے لہذا واپس لینے کا دعویٰ کر کے اس کے ذمہ اتنی رقم واجب الذمہ قرار دینا چاہتا ہے جس کا عمر منکر ہے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر حدیث مشہور معمول ہے عندا حنواف کے تحت جب زید کے پاس گواہ نہیں تو عمر کو حلف دیا جائے گا اگر حلف اٹھایا تو بری الذمہ ہو گیا۔ بصورت نکول یعنی انکار حلف زید کا حق اس کے ذمہ ثابت ہوا جو ادا کرنا ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عنہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

مفتی یا قاضی کو مدعا علیہ کی یمن پر فیصلہ کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی سید الرحمن ولد زیارت گل سکنتہ ٹی شرکان ملتان شہر مدعی اور برکت

اللہ ولد رحمت اللہ، محمد شفیع ولد محمد اسحاق، مسات غلام زہرہ دختر رحمتہ اللہ سکنتہ ٹی شیرخان ملتان مدعا علیہ نے مولوی عبداللطیف صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان کو دعویٰ سرقہ کے فیصلہ کے لیے شرعی ثالث اور حکم مقرر فرمایا۔

﴿ج﴾

بعد توضیح دعویٰ اور انکار مدعی علیہ اور گواہوں کے نہ ہونے کے میں نے مدعا علیہم برکت اللہ ولد رحمت اللہ، محمد شفیع ولد محمد اسحاق، مسات غلام زہرہ دختر رحمت اللہ سکنتہ ٹی شیرخان ملتان سے قسم اٹھوائی چنانچہ انہوں نے قسم اٹھائی اور میں نے انہیں بری قرار دیا ہے۔ گواہان درج ذیل ہیں۔

گواہان: بگزار حسین، جناب گل، محمد رمضان، رحمت اللہ

عبداللطیف غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہے دوسرے نے اس پر دعویٰ کر دیا
مدعا علیہ نے دو واسطوں سے اس زمین کو خریدنے کا دعویٰ کر دیا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

الفتونی فی ضیعة بید زید ادعا علیہ بکر ارثاً من امہ فقال زید فی جوابہ بان لاحق لک فی هذه الضیعة وانہا ملک لانی اشتریتها من عمرو ہوا اشتراہا من خالد ہوا اشتراہا من ابیک الذی مات قبل امک وقد مضی علی جمیع هذه البیعات خمس عشر سنة وقد حیت امک بعد موت ابیک الی اثنی عشر سنة وما ادعت ثم ماتت وقد مضی علی موتہا قریباً من متین وما ادعت الارث فکیف تدعی الان والحال هذه فقال بکر فی جوابہ انہا ملک لانی ارثاً من امی وما باعہا ابی وما کانت لہ حق البیع لان الضیعة کانت لامی وکانت لہا الی موتہا ثم انقلت الی والی ثلاث اخوة لی حائل یقیم البینۃ زید او بکر ای لمن البینۃ عنہما وعند النکول هل یثبت المشتري الرجوع علی بائعہ ام لا الفتونی بالدلائل لان العلماء قد تنازعوا فیہ۔

دوست محمد ادریس جامع مسجد اکبر

﴿ج﴾

اقول مستعیناً باللہ تعالیٰ یطالب زید باقامة البینۃ علی اثبات جمیع ما یدعیہ وبعد ما شہد بہ الشہود لہ ترد دعویٰ بکر ویحکم بالضیعة هذه لزید صاحب الید وان کان یقر بکر بان هذه

الضیعة قد كان باعها ابی وعلمت به امی وما ادعتها حتی ماتت فلا حاجة الی اقامة البينة علی ذالک یل ترد دعواه مطلقاً لان السکوت الام وقت البیع مع علمها اقرار بان هذا ملک البائع وان ادعتها هی بنفسها بعد ذلک لا تصح دعواه فکیف دعوی ورثتها. هذا

قال فی الفتاوی العالمگیریه ص ۱۲ ج ۴ رجل باع عقارا وابنه وامراته او بعض اقاربه حاضر یعلم به ووقع القبض بینهما و تصرف المشتري زمان ثم ان الحاضر عند البیع ادعی علی المشتري انه ملکه ولم یکن ملک البائع وقت البیع اتفق المتأخرون من مشائخ سمرقند علی انه لا تصح هذه الدعوی ویحصل سکوته کالا فصاح بالاقرار انه ملک البائع ومشائخ بخاری افتوا بصحة هذه الدعوی قال الصدر الشہید فی واقعاته ان نظر المفتی فی المدعی وافتی بما هو الاحوط کن احسن وان لم یکن ذلک بفتی بقول مشائخ بخاری فان کان الحاضر عند البیع جاء الی المشتري وتقاضاه الثمن بان بعته البائع الیه لا تسمع دعواه بعد ذلک الملک لنفسه ویصیر مجیزاً للبیع بتقاضی الثمن فلا تصح بعد ذلک دعواه الملک کذا فی المحيط۔ فقط والله تعالیٰ اعلم

عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
الجواب صحیح محمود عنہ اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ

مدعا علیہ کا قاضی یا حکم کی مجلس کے بغیر قسم کھانے سے حق دعوی ساقط نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عبد اللہ مذکور نے حرم شریف میں اپنے بھائی حاجی ہدایت اللہ کو مذکورہ بالا تحریر کا رقعہ دیا۔ جس کی غلط ہفتہ سترت کی گئی ہے۔ یہ ایک خط ہے۔ واپسی پر بھی اور حج سے پہلے بھی عبد اللہ عمود شکایت کرتا رہا کہ ہدایت اللہ صاحب میری ہزاروں کی رقم کھا گیا ہے۔ اب مذکور صاحب حاجی ہدایت اللہ نے جواباً کہنا شروع کیا کہ عبد اللہ نے مکہ شریف میں مجھ سے قسم لی ہے۔ حرم شریف میں جب قسم لے چکا ہے تو اب اس کا رقم طلب کرنے کا حق نہیں ہے۔ بحکم شرع شریف حکم فرمادیں کہ مذکورہ تحریر سے قسم ثابت ہوتی ہے یا نہیں جیسا کہ عبد اللہ انکار کرتا ہے کہ میں نے قسم نہیں لی۔ بلکہ رقعہ دیا تھا۔ جو اس وقت موجود ہے۔ اس وقت حرم شریف میں حاجی ہدایت اللہ صاحب نے جواب دیا کہ میری ڈائری پر تحریر ہے کہ تم سے رقم لینی ہے۔ واپسی پر کر عبد اللہ نے ڈائری طلب کی

میری ڈائری دکھاؤ۔ کون سی رقم میرے ذمہ ہے تو حاجی صاحب نے کئی دفعہ جواب میں یہی لفظ کہا کہ اس بات کو چھوڑ دو۔ بعد تقریباً ایک سال بعد بڑی شہش یعنی مٹا بہ سخت سے دس رقم چار صد اور پچاس روپیہ جو کہ مدینہ منورہ میں عہد بند نے لیے تھے کل ساڑھے چار صد روپیہ وصول کیے۔ علاوہ اس کے کوئی مطالبہ نہ تھا۔ مذکورہ رقعہ ۱۹۵۲ء کی تحریر ہے۔ اب ۱۹۵۶ء سے یہ کہتا ہے کہ قسم سے لی ہے چونکہ ب ایک رقم عہد بند کے قبضہ میں ہے جو کہ اپنے مطالبہ کی رقم میں خرچ کرتا ہے جو کہ رو بروئے گواہان ہدایت اللہ کے ذمہ ثابت ہے۔

السائل مولانا محمد عبد اللہ ضلع خوشاب

﴿ج﴾

اس خط کی تحریر میں کہیں بھی قسم کا ذکر نہیں ہے۔ اگر اس کے علاوہ اور کوئی قسم نہ اٹھائی گئی ہو تو اس سے قسم نہیں ہوگی و عبد اللہ کو مطالبہ کا حق باقی رہے گا۔ نیز اگر بالفرض قسم بھی اٹھائی ہو تب بھی دعوی کر سکتا ہے۔ اس قسم کے بعد دعوی نہیں ہو سکتا جو قاضی یا ثالث کے سامنے گواہان کے نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ سے لی جاتی ہے۔ یہاں اس قسم کی تو کوئی قسم نہیں اس لیے ہر صورت دعوی کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عنہ اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

جو شخص زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے وہ مدعی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ رقم لینی تھی۔ بوقت باہمی حساب فہمید یہ بات سامنے آئی کہ جس شخص کی میں نے رقم دینی ہے وہ زائد رقم کا دعوی کرتا ہے۔ جبکہ میں نے اپنے حساب کے مطابق رقم دینی ہے۔ فیصلہ اس بات پر آ کر ہوا کہ حلف کی رو سے فیصلہ کر دیا جائے۔ اب در یافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حلف اس شخص نے دینا ہے جو زائد رقم کا متبہ کرتا ہے یا میں نے دینا ہے جس نے کم رقم دینی ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں جو شخص زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہے وہ مدعی ہے اور جس شخص نے رقم دینی ہے وہ مدعا علیہ ہے اور اسی مدعا علیہ (رقم دینے والے شخص) کو حلف (قسم) دیا جائے گا۔

البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر (الحديث) وفي العالمگیریه ص ۳ ج ۴ المدعی من لا یجبر علی الخصومة اذا ترکها والمدعی علیہ من یجبر علی الخصومة وهذا الحد عام صحیح وقال محمد فی الاصل المدعی علیہ هو المنکر وهذا صحیح لکن الشان فی معرفة

والترجیح بالفقه عند الحذاق من اصحابنا رحمهم الله تعالى لان الاعتبار للمعاني دون الصور والمباني فان المودع اذا قال رددت الوديعة فالقول له مع اليمين وان كان مدعيا للرد صورا لانه ينكر الضمان هكذا في الهداية وفي المغني هو منكر للضمان ولذا يحلفه القاضي انه لا يلزمه رد ولا ضمان ولا يحلف انه رده اذ اليمين يكون على النفي ابداه وفي الدر المختار مر ۵۵۵ ج ۵ ادعى المديون الايصال فانكر المدعى ذلك ولا بينة له على مدعاه فطلب يمين فقال المدعى اجعل حقي في الختم ثم استخلفني له ذلك فنيه والله اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ خادم الائمہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص نے بینک خزانچی سے قرضہ لیا ہو اور اب دینے سے جی چار رہا ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی منظور احمد خزانچی نیشنل بینک آف پاکستان قدر پور روپے بھور قرض ازاں مسمی عبد الحمید وقتاً فوقتاً رقم لیتا رہا جو تقریباً ۳ ہزار تک پہنچ گئی۔ گواہوں کے سامنے، ادائیگی کا اقرار کرتا رہا۔ قسم سے بچنے کے لیے اس نے ایک ثالث نامہ بھی تحریر کر دیا لیکن اب وہ ثالث نامے سے منحرف ہو کر رقم ہضم کرنے کے لیے قسم پر آمادہ ہے۔ افسران کی خواہش ہے کہ دونوں قسم اٹھائیں از روئے شرع دریافت طلب امر یہ ہے کہ مدعی کے پاس گواہ موجود ہونے کی صورت میں مدعی قسم اٹھا سکتا ہے یا مدعی اور مدعا علیہ دونوں قسم اٹھا سکتے ہیں یا صرف گواہوں سے مقدمہ کا فیصلہ ہوگا۔ جینواتو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شرعاً مدعی کے لیے گواہ ہے اور مدعا علیہ پر قسم ہے جبکہ مدعی کے پاس اپنے دعویٰ پر ویندار گواہ موجود نہ ہوں اور معاملہ مذکورہ میں جب مدعی کے پاس گواہ موجود ہے تو فیصلہ مدعی کے حق میں ہوگا۔ مدعی علیہ پر قسم نہیں آئے گی۔ فقط واللہ اعلم

نائب مفتی بندہ محمد اسحاق مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک شخص کا ایک عورت پر منکوحہ ہونے کا دعویٰ ہے

جبکہ عورت کے والد نے اُس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا کیا حکم ہے

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی مولا بخش وند نبی بخش سکندہ موضع راجڑہ ضلع سرگودھا۔

دعویٰ کیا کہ میرا نکاح مسماۃ حیات بی بی دختر محمد حیات سکندہ نو زوانہ ضلع سرگودھا سے ہے۔ جب تحقیق کی گئی تو کوئی نکاح ثابت نہیں ہوا جو نکاح خواں و شواہد مولا بخش مذکور نے اپنے مصنوعی نکاح کے بنائے انہوں نے حلفاً بیان کیا کہ شرعی نکاح نہیں پڑھا گیا۔ اب جبکہ مسماۃ حیات بی بی دختر محمد حیات کا شرعی طور پر نکاح مسمی میاں محمد ولد گانا سکندہ موضع اناڑی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے مسماۃ حیات بی بی کے والدین سے برضا و رغبت کر دیا۔ ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا ہے۔ موضع اناڑی کے امام مسجد نے تعزیر لگا دی کہ چونکہ مسماۃ حیات بی بی کا پہلے نکاح ہے۔ اس لیے میاں محمد مذکور اور اس کے والدین و عزیز و اقارب سے کھانا چینا لین دین کرنا شرعاً منع ہے۔ لہذا از روئے شرع شریف جواب عنایت فرمایا جائے کہ صورت مسئلہ میں کیا واقعی میاں محمد کے اقارب کے ساتھ قطع تعلق جائز ہے۔

﴿ج﴾

اس کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ مولا بخش کسی علم شرعی کو ثالث تسلیم کرے اس کے سامنے فریقین حاضر ہوں اور مولا بخش جب دعویٰ نکاح کرے اور عورت انکار کر دے تو ان سے گواہ طلب کیے جائیں۔ اگر اس نے دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں پیش کر دیے اور گواہ معتمد ہوں ثالث نے اُسران کی شہادت قبول کر لی تو نکاح ثابت ہونے کا حکم صادر کر دے گا اور عورت مولا بخش کی منکوحہ قرار پائے گی لیکن اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے یا شہادت کسی جرم کی وجہ سے مسترد ہوگئی تو عورت کو حلف دیا جائے کہ تیرے ساتھ مولا بخش کا نکاح نہیں ہوا اگر وہ حلف اٹھے تو وہ آزاد ہوگی ورنہ اس کا دوسرے نکاح درست ہوگا۔ اگر باغرض کوئی نکاح کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ اس کا ثبوت پیش کرتا ہے اور نہ ثالث کو تسلیم کرتا ہے تو میاں محمد پر یا اس کی زوجہ پر کوئی تعزیر نہیں آ سکتی اور کسی قسم کی تعزیر کا حکم لگانا بے وجہ ہوگا۔ البتہ اگر ریاست فی مابینہم و بین اللہ تعالیٰ وہ مجرم ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہگار ہوں گے لیکن کسی شخص کو قضاء اسے مجرم قرار دینے کا حق نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر دکاندار کو کسی پر شبہ ہوا ہو کہ اُس نے گلے سے روپے اٹھائے ہیں

تو کیا مدعا علیہ روپے قرآن پر رکھ سکتا ہے

﴿س﴾

جناب عالی گزارش ایند ایک آدمی نے ایک لڑکے کو دکان پر بٹھایا۔ اس کے گلے میں دس روپیہ کا نوٹ پڑ تھا۔ پھر وہ لڑکا چلا گیا اس کے بعد دکاندار آ گیا اس نے گلہ میں دیکھ تو وہ پیسے نہیں تھے۔ لہذا اس نے لڑکے پر گمان کر لیا پھر

اس لڑکے سے پوچھا اس نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہیں۔ اس کے ماں باپ کو کہا گیا انہوں نے کہا ہمارے پاس نہیں ہیں لیکن ہم قرآن مجید پر رکھتے ہیں تم، انھو پوچھا انہوں نے قرآن شریف پر رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ دین کہ وہ پیسے لے سکتا ہے یا نہیں اور دینے والا دے سکتا ہے یا نہ۔ اگر دے سکتا ہے تو کس طرح صحیح مسئلہ فرمادیں۔ تین نوازش ہوگی۔

نعیم بخش مظفر عزم

﴿ن﴾

مدعی کے ذمہ لازم ہے کہ دو گواہان عادل سے ثابت کرے کہ اس لڑکے نے دس روپیہ کا نوٹ ہمارے سامنے لٹایا ہے اس کے پاس دو گواہان عادل نہ ہوں تو مدعی حلیہ تقسیم کی جائے کہ میں نے ہزاروں روپیہ نہیں لیے۔ اُٹھنے سے مدعی حلیہ نکال کرے تو بھی روپ ثابت ہیں اس کو دینے ہوں گے۔ اُس اس نے قسم لی تو وہ اس پر روپ واجب نہیں۔ یہ جو فیصلہ ہو چکا ہے صحیح نہیں۔ البتہ علی المدعی والیمین علی من انکر محمد، عفا اللہ عنہ مستحق مدد ہے قاسم، عفا اللہ عنہ

اگر ایک زمین کاغذات میں کسی کے نام ہے اور گواہ بھی موجود ہیں تو دوسرے کا دعویٰ غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید و عمر کا ایک قطعہ اراضی متنازعہ ہے۔ زید کہتا ہے کہ میری ہے اور عمر کہتا ہے کہ میری ہے۔ مگر زید کے پاس کاغذات ہیں جن میں حدود دار بعد درو ہیں موجود ہے۔ عمر کے پاس جو زمین ہے اس کی متعہ ابھی نہیں ہوئی ہے۔ مگر عمر نے جو زید کی رضا کے بغیر اس کی زمین پر دیوار تعمیر کر دی ہے۔ جو کہ پیمائش ریک کے خلاف ثابت ہوتی ہے۔ زید کے کاغذات تقریباً ۱۹۳۸ سے پہلے کا موجود ہے۔ عمر کے پاس زمین دہندہ دیوالیہ غلام عباس کے عطیہ سے زیادہ ہے شرعی لحاظ سے فریقین میں سے کون حق دار ہے۔

علامہ مصطفیٰ ولد، مدرسہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

عمر کے پاس دیوان غلام عباس کے عطیہ سے اگر زائد اراضی ہے اور اس کی ملکیت کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں اور زید کے پاس اس کی ملکیت کا تحریری ثبوت ہے اور اس پر گواہ بھی ہیں۔ جیسا کہ اس کی زبانی معلوم ہے۔ زید کا حق درست تسلیم کیا جائے گا۔ بشرطیکہ تحقیق سے اس کا ثبوت ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ شوال ۱۳۵۹ھ

مدعی کے پاس اگر شہادت دینے کے لیے صرف عورتیں ہوں تو کیا فیصلہ ہوگا

﴿س﴾

میاں عبدالرحیم بیان کرتا ہے کہ میں ملتان جا رہا تھا میں نے دو کپڑے اور دو شیشیاں ایک سونے کا کانا جو کہ تقریباً دو سو روپ کا تھا اپنے بیگ میں ڈالا اور جب چاون کی پٹی پر پہنچا تو میں نے وہ بیگ امام بخش کے حوالہ کیا۔ بعد میں جب ملتان پہنچا تو امام بخش نے بیگ کا رست نکال کر چارپائی پر رکھ دیا چھو دیر کے بعد ہم چلے تو پھر میں نے بیگ امام بخش کے حوالہ کیا اور جب ہو گیا اور بعد گھنٹے کے ہم رست ورمیں نے بیگ تھوڑا سا کھولا اور کپڑے اُٹھائے اور شیشیاں بھی کہ ان کو میرے گھر میں پہنچا دیں اور مجھے کانا یاد نہ رہا۔ جب گھر آیا تو گھر والوں نے کہا کہ یہ سے اور شیشیاں پٹنی میں اور کانا نہیں یہ۔ میں نے جس وقت بیگ میں کانا ڈالا میرے گھر والے عورتیں گواہ ہیں اور وہ میری بیوی نہیں۔

امام بخش بیان دیتا ہے کہ مجھے بیگ چاون کے چل پر نہیں آیا بلکہ ملتان میں بیگ دیا میں نے بیگ لیا۔ یہ پاس دو اور آدمی تھے میں نے بیگ ان کے حوالہ کیا اور آپ رندال سار کے پاس چلا گیا۔ گھنٹے کے بعد میں اس سے ملا اور بیگ ان سے لے کر میں نے عبدالرحیم کے حوالہ کیا بعد میں میاں عبدالرحیم نے بیگ تھوڑا سا کھولا اور مجھے کپڑے اور شیشیاں اُٹھا کر کہا کہ ان کو میرے گھر میں پہنچا دینا تو میں نے ان بیگ خود آپ آکر عبدالرحیم کے گھر پہنچا دیا اور شیشیاں اور کپڑے سنبھال دیے۔

﴿ج﴾

فیصلہ شرعی یہ ہے کہ مدعی کا غلط لائی کا دعویٰ کرتا ہے اور مدعی علیہ منکر ہے البتہ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ جب یہ مدعی سے ثابت ہے کہ اس کا کوئی گواہ نہیں ہے۔ عورتوں کی گواہی تو فقط کانا حلیہ سے بکس میں رکھنے پر ہے۔ مدعی حلیہ کے سینے پر نہیں اس سے معتبر نہیں۔ نیز ان کے ساتھ کوئی مرد گواہ نہیں۔ فقط عورتوں کی شہادت مثبت نہیں۔ پھر اپنی گواہی عورت کی گواہی اپنے شوبہ کے سے بھی جائز نہیں۔ مذاہب گواہی قابل اعتبار ہے۔ مدعی علیہ کو حلف دیا جائے اور انکار کرے تو شہادت ہو گیا۔ اگر حلف کرے۔ میں نے نہیں لیا تو بری ہو گیا اور دعویٰ مدعی کا مسترد ہو گیا۔ واللہ اعلم

جب ایک شخص کسی سے رقم لینے کا اقرار کرے اور ہبہ ہونا دلیل سے ثابت نہ ہو تو لوٹانا واجب ہے

﴿س﴾

مدعی احمد ولد عطر بیان کرتا ہے کہ مسکی مہرہ ولد عینی قوم چھینہ کی چوری ہوئی جس کی مقدار چھ ہزار تیس روپیہ قیمت

لگائی گئی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ مہرہ مذکور جس شخص کو چور بنائے گا وہ مسروقہ مال کی مالیت مسکى مہرہ کو ادا کرے گا۔ مہرہ مذکور نے قرآن اٹھ کر حلفیہ بیان دیا کہ میرے ماں کا سارق حاکم و مد چراغ ہے۔ بعد ازاں حاکم نے اپنے ہاتھ پر قرینہ رشتہ داروں صدیق اور احمد سے کہا کہ اس وقت مجھ سے یہ ساری رقم ادا نہیں ہو سکتی۔ تم میرے ساتھ بطور قرض حسنہ کے برادرانہ امداد کرو۔ دو گواہوں یعنی صدیق اور اکبر کے رو برو حاکم نے احمد ولد عطر سے مبلغ پندرہ سو روپیہ بوعده ادائیگی ساڑھ بطور قرض حاصل کر کے مہرہ کو ادا کیا اور ان کے رو برو اقرار کیا کہ یہ رقم بطور قرض حسنہ ہے۔ آنے والی فصل (اساڑھ) مہینہ میں یہ رقم احمد کو ادا کروں گا۔ یہ وعدہ مذکور عشاء کی نماز کے بعد ہر دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا۔ بعد نشان انگوٹھا احمد ولد عطر چھینے

بیان مدعی علیہ: حاکم ولد چراغ چھینے نے بیان کیا کہ جب چوری ہوئی تو تھا نیدار صاحب کے سامنے وعدہ ہوا کہ مہرہ جس آدمی کو چور کر گیا اس کے تمام رشتہ دار اس چوری کے تاوان کو مشترکہ طور پر ادا کرے گا۔ اثنائے وعدہ میں قیل قال ہوتی رہی۔ تندو سیانے کہا کہ جس شخص کو مہرہ مذکور چور بنائے گا وہی مال بھرے گا مگر آخری بات یہی طے پائی تھی کہ اس کا تمام قبیضہ ادا کرے گا۔ دوسرے دن مہرہ مذکور نے میرے نام حلف اٹھا کر کہہ دیا کہ میرا چور حاکم ولد چراغ ہے اور مہرہ مذکور کو اس پر اکسانے والے صدیق و احمد ہیں۔ ان کی میننگ سے میرا نام کیا گیا۔ میرا نام ہو جانے کے بعد میں نے پوری کوشش کی اور کئی آدمیوں کو کہا کہ میں چوری ادا نہیں کر سکتا اور تھا نیدار صاحب کو میں جواب دے دوں مگر صدیق و احمد اور میرا بھتیجا عبد اللہ (یہ تینوں) مجھے مجبور کرتے تھے کہ نصف چوری تم دونوں چچا بھتیجا ادا کرو اور بقیہ نصف ہم دونوں صدیق اور احمد ادا کریں گے۔ تھا نیدار صاحب ہماری عورتوں کی بے عزتی کرے گا صدیق نے اتنا بھی کہا کہ تم چوری ادا کرو۔ چوری ظاہر ہو چکی ہے ہم کل روز لے لیں گے۔ لہذا یہ دعویٰ مجھ پر غلط کیا گیا۔ یہ چوری اسی وعدہ کے تحت تمام برادری نے دینی تھی اور وہی اور اب جو احمد مذکور مجھ پر دعویٰ کرتا ہے یہ غلط ہے۔ میں نے کوئی قرض حسنہ کی بنا پر پندرہ سو سات روپے نہیں لیے تھے اور نہ اب دینے کا حقدار ہوں۔ یہ رقم جو مہرہ مذکور کو دی گئی ہے ان کی میننگ سے ہے اور غفلت بازی کی گئی ہے۔ چنانچہ شیرن شاہ و محمد عبدالرحمن و ملک موسیٰ کو اس بات کا علم ہے۔ میں یہ رقم دینے سے انکاری تھا۔ صدیق و احمد نے مجھ سے دھوکہ کی بنا پر دلوائی۔ العبد نشان انگوٹھا مدعی علیہ حاکم و مد چراغ قوم چھینے۔

بیان شاہد نمبر ۱۱: اکبر ولد مانٹر بلفظ اشدہ بیان کرتا ہے کہ میرے رو برو کوئی اس قسم کا وعدہ نہیں کیا گیا کہ حاکم و مد چراغ یہ رقم جو احمد و صدیق نے ادا کی واپس کرے گا اور یہ قرض حسنہ ہے۔ بلکہ صرف رقم دی گئی ہے دستخط حافظ کہ بقلم خود۔

بیان شاہد نمبر ۱۲: صدیق و مد مانٹر قوم چھینے بلفظ اشدہ بیان کرتا ہے کہ مہرہ مذکور نے قسم اٹھا کر حاکم چراغ کو

بنا چور بنایا اور حاکم کے ساتھ ہم نے بغرض امداد نصف رقم ادا کرادی۔ گو اس وقت وعدہ اس سے نہیں کرایا گیا کہ رقم تم واپس دینا۔ مگر چور حاکم تھا اور ہم نے صرف اسی وقت کے لیے اس کی امداد کی تھی اور اب احمد اس سے مطالبہ کرتا ہے اگر ہم نے بطور ہبہ یا بخشش رقم دی تھی تو وہ اپنا گواہ پیش کرے۔ جس وقت ہم مہرہ مذکور کو مال دے رہے تھے تو اس وقت مہرہ کے رشتہ داروں نے بھی یہ کہا کہ ہم تمہارا مال کیسے لیں۔ مگر ہم نے یہ جواب دیا کہ ہم رقم حاکم کو دے رہے ہیں اور تم مجھ سے لے رہے ہو۔ رات کے وقت ہم نے کہا کہ چور تم ہو تیری جگہ پر یہ رقم دے رہے ہیں۔ گواہ کا نشان انگوٹھا العبد صدیق ولد مانٹر۔

بیان شاہد نمبر ۱۳: حسین و مد بہا راقوم چھینے بلفظ اشدہ بیان کرتا ہے کہ چور رقم مہرہ نے حاکم سے لی ہے۔ وہ حاکم چور کر کے لی ہے اور جو کچھ برادری نے دیا ہے وہ حاکم کی وجہ سے دیا ہے۔ یہ ہمیں قطعاً معلوم نہیں کہ بخش دیا گیا یا حاکم سے کوئی واپسی کا وعدہ کرایا گیا۔ احمد و صدیق نے کوئی سازش کر کے حاکم سے رقم بھرائی ہو ایب نہیں ہے۔ سازش نہیں کی گئی۔ یہ رقم مخلصانہ طور پر ہمدردی کی بنا پر دی گئی ہے۔ نشان انگوٹھا العبد حسین ولد بہا راقوم چھینے۔

شاہد نمبر ۱۴: مسکى گلد ولد خیرہ بلفظ اشدہ بیان کرتا ہے کہ مہرہ نے جو مال موسیٰ وغیرہ لیے وہ صرف حاکم کو مجرم قرار دیتے ہوئے تاکہ ساری برادری کو مجرم کیا گیا تھا اور احمد و صدیق کی مہرہ کے ساتھ کسی قسم کی ساز باز نہیں تھی بلکہ حاکم کی ہمدردی کرتے ہوئے احمد وغیرہ نے رقم ادا کر لی اور آج تک احمد وغیرہ کو مہرہ نے رقم واپس نہیں دی ہے اور ہمارے سامنے کوئی وعدہ حاکم سے نہیں ہوا کہ تم رقم واپس دو گے احمد وغیرہ کو۔ نشان انگوٹھا گلد ولد خیرہ۔

شاہد نمبر ۱۵: ملک اللہ و سیا و لد محمود قوم چھینے بلفظ اشدہ بیان کرتا ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے کہ مہرہ نے کہا کہ میری زبردست چوری ہو گئی کہ چھ ہزار چھ صد کی نوٹلی رقم لگائی ہے۔ ملک حسو و حافظ انور وغیرہ بمعیت مہرہ تھا۔ دریا خان میں جا کر رپٹ درج کرانی موقع پر تھا نیدار آیا برادری کو بڈایا گیا۔ ہر ایک نے یہی کہا کہ مہرہ جس کو قسم اٹھا کر چور قرار دے دے یہ رقم ادا کرے گا۔ اس اثناء میں کسی نے کہا کہ یہ رقم بہت ہے۔ ایک شخص نہیں ادا کر سکے گا۔ اس کی تمام برادری اس کے ساتھ امداد کرے تاکہ رقم ادا ہو جائے۔ مگر اس پر میں نے اعتراض کرتے ہوا کہا کہ میں اس سے بری ہوں۔ اگر میں مجرم ہوا تو میں خود ادا کروں گا اور اگر میری برادری میں سے کوئی دوسرا شخص مجرم ہوا تو میں اس سے تعاون نہیں کروں گا مگر حاکم چپ رہا اور بالاخر اس پر دعا خیر کی گئی کہ اس شخص کا نام قسم اٹھا کر مہرہ کر دے گا۔ اس کی جدی برادری اس کے ساتھ مان تعاون کرے گی۔ بعد ازاں مہرہ مذکور نے حاکم کو قسم اٹھا کر چور قرار دیا اور تھا نیدار نے حکم دیا کہ تم جاؤ اور صبح کو مہرہ کو اس کا مال دینا ہوگا۔ دوسرے دن مال مہرہ کو دیا گیا اور احمد مدعی مذکور نے پندرہ صد روپے روپیہ کی مالیت کا مال حاکم کی طرف سے مہرہ مذکور کو دیا اور یہ ہمیں معلوم نہیں کہ حاکم اور احمد کے درمیان کوئی

وعدہ وعید کیا گیا۔ یہ یقینی بات ہے کہ احمد نے جو مال دیا حاکم کی وجہ سے دیا۔ انہوں نے جو لیا وہ حاکم کو چور قرار دے لیا۔ دستخط گواہ اللہ وسایا ولد محمود۔

شمارہ نمبر ۶۶ نور ولد محمد نے ہنظ شہد بین کیا اور اس کی شہادت بموافقت گواہان سابق کی تھی۔ نشان انگلیوں متاہد

﴿ج﴾

مدعی و مدعا علیہ کے بیانات نیز گواہان کی شہادت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حاکم کو احمد نے معین رقم دی ہوئی ہے۔ خود حاکم بھی یہی اقرار کر رہا ہے۔ اب حاکم کا یہ دعویٰ کہ یہ رقم احمد نے بطور امداد کے مفت ہبہ کر دی ہے۔ اس اقرار کو باطل نہیں کر سکتا۔ فتاویٰ عالمگیریہ ص ۱۵۹ ج ۴ میں ہے۔ لو قال اقضنی المائة التی لی علیک لا غرمانی لا بدعونی فقال احل علی بہا بعضهم او من شئت منهم او انتی برجل منهم الی ان یقول قد حللتنی منها وکذا لک لو قال قد وھبتها لی او تصدقت بہ علی (هذا اقرار) وھکذا لک جمیع کتب الفقہ من الفتاویٰ. قال فی الفتاویٰ الخانیة وکذا لو قال ابرأتی منها اور تصدق بہا علی او حسبھا لک کان اقراراً۔ لہذا احمد کی رقم حاکم کے ذمہ واجب الاداء ہے اور حاکم کے اس دعویٰ لیے (کہ یہ رقم مجھے احمد نے مفت بطور ہبہ و امداد دی ہے) مذکورہ بیانات میں کوئی ثبوت موجود نہیں۔ اس لیے اس دعویٰ ثابت نہیں اور نہ اس رقم کو مفت امداد سمجھا جائے گا۔

حاکم کے چور ہونے کی صورت میں دوسروں سے بھروانا قرین قیاس نہیں ہے اور نہ شرعاً درست ہے۔ البتہ حاکم نے مہرہ کی نامزدگی کے بعد اقرار چوری کا نہ کیا ہو اور نہ کوئی ایسا اس سے کلام کیا ہو جس سے مہرہ کے مال کا اہرام لازم آتا ہو۔ تو وہ مہرہ کے خلاف یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس سے غیر شرعی طور پر مجھ سے ساری رقم وصول کی ہوئی ہے۔ اس لیے کہ مہرہ کی قسم سے شرعاً حاکم پر چوری کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور اس پر رقم وہ ساری کی ساری مہرہ سے وصول ہو سکتا ہے لیکن اس نے اقرار کر دیا ہے تو مہرہ کے لیے رقم مبنی بھی صحیح ہے اور حاکم کے لیے حمد کو واپس کرنی بھی ہے۔ الحاصل حاکم احمد کو رقم ضرور ادا کرے گا۔ خواہ حاکم کا دعویٰ مہرہ پر ثابت ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صورت مندرجہ تحریر میں جو ب مو، مفتی محمود صاحب کا صحیح ہے۔ حاکم پر یہ رقم ادا کرے۔

بندہ محمد شفیع غفرلہ دارالعلوم کرمانہ

الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا مدیون کا ضامن مدیون سے مقدمہ کرنے کا خرچ طلب کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ولید خالد وغیرہ سے رقم لے کر تجارت کرتا ہے۔ ولید کے پاس رقم نہیں۔ پھر خالد ولید کے ۴ رشتہ داران کو ضامن مقرر کرتا ہے۔ ولید اپنے ضامنوں کی تسلی کراتا ہے۔ میں فداں جگہ جو کہ حرام ہے ناجائز ہے نہیں جاؤں گا لیکن ولید اس کی عہد شکنی کرتا ہے تو ضامن بھی عیحدگی حاصل کرتے ہیں ضامن جو کہ مین تھ پر نوٹ تحریر ولید نے کیا تھا۔ مین ضامن کے نکار پر تھانہ میں جاتا ہے بقایا ضامنوں سے قرضہ حاصل کر لیتا ہے۔ امین ضامن تھانہ کی بے عزتی کی وجہ سے ایک مقدمہ چھوٹا کرتا ہے۔ بیان کرتا ہے کہ مجھے تھانہ میں ولید نے گواہی دے کر خراب کیا تھا اس لیے مجھے تھانہ کا خرچہ ۲۰/ ہزار روپے دو ورنہ عدالت میں مقدمہ کر کے وصول کروں گا پھر مقدمہ کرتا ہے۔

وضاحت فرمادیں کہ ایسے مقدمہ میں خرچ ولید پر ڈگری لگایا جائے یا نہ۔ اس لیے کہ یہ غلطی ولید ضامن کی ہے کہ اس نے یہ کام کیوں کیا ہے۔ نیز جس ضامن نے مقدمہ کیا ہے اس نے ولید کا قرضہ ادا کرنے سے انکار کیا ہے۔ سید محمد غوث انور شاہ

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ ضامن مقدمہ کا خرچ ولید سے لینے کے شرعاً مجاز نہیں ہیں۔ اس لیے کہ جب ان کا دعویٰ غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے اور انہوں نے ضمان کے مطابق ولید کا قرضہ ادا بھی نہیں کیا تو وہ کس بنیاد پر ولید سے مقدمہ کا خرچ لینے کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ جبکہ مدیون سے بھی مقدمہ کا خرچ لینے میں فقہ کا اختلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چوری کا دعویٰ کرنے والے کے لیے گواہ پیش کرنا لازم ہے

﴿س﴾

زید نے بکر پر یہ الزام لگایا کہ اس کے تعقیبات ناجائز ہمراہ زید کی بیوی سے ہیں۔ بھی یہ بات ہو رہی تھی کہ بکر نے الزام سرقیدگی زید پر وغیرہ زید پر لگایا کہ اس سے رنجش متذکرہ بالا کے تحت پوری ہو۔ اب زید کہتا ہے کہ بکر کا بڑا بھائی حلف برقرآن دے کہ بکر کی چوری زید نے کی ہے۔ تب وہ اس کا نقصان پورا کرتا ہے لیکن بکر کا بھائی قسم خاں سے قاصر ہے ورنہ کہتا ہے کہ اسے معلوم ہے بکر نہیں۔ غلط قسم نہیں اٹھاتا اور زید بکر کی قسم پر متبہ نہیں کرتا کیونکہ وہ پہلے گمراہ میں بھی جھوٹی قسم دینے کو تیار ہوا جبکہ زید کا موقف یہ ہے کہ یہ گناہ اس نے چشم خود دیکھا ہے۔ جس میں منافق کی

ضرورت وہ نہیں سمجھتا۔ اس چور کا فیصلہ کیا ہونا چاہیے جس کا کوئی مینی شہ نہیں۔ صرف اندر زور پر مرام لگایا جا رہا ہے۔ شرعی طور پر مسئلہ صاف فرمایا جائے۔

محمود خان ولد محمد خان قوم بلوچ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بکر مدعی ہے۔ زید مدعا علیہ ہے۔ بکر پر لازم ہے کہ وہ چوری کے ثبوت کے لیے دو معتد علیہ گواہ پیش کرے۔ اُس نے پاس گواہ نہیں ہیں تو زید پر حلف آئے گا کہ اس نے چوری نہیں کی۔ اللہ یت الیسیۃ علی المدعی والیمن علی من انکر۔ بکر کے بھائی پر شرعاً حلف نہیں آتا نہ وہ مدعی ہے نہ مدعا علیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ رجب ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ

مدعی کے لیے عادل ہونا شرط نہیں ہے حتیٰ کہ غیر مسلم بھی دعویٰ کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عنایت ولد الہی بخش قوم اراٹیں اور ایک شخص خوشی محمد ولد عمر دین قوم اراٹیں کی چوری ہوئی ہے۔ اس میں مدعی کا کام سرانجام دیتا ہے۔ جبکہ اس کا کردار مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) خوشی محمد کی حقیقی ہمیشہ کو اغوا کیا اور اپنے گھر آباد کیا جس کا اب تک نکاح نہیں۔

(۲) عنایت نے اپنی حقیقی بھانجی کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کیا جس میں اس نے منہ کالا کیا اور اس ٹرکی کو جس پر گیا اور گوجرہ سے جا کر رایا گیا۔

(۳) عنایت نے اپنی حقیقی بھتیجی دختر جان محمد کے ساتھ زانیہ اور مجبوراً گھر والوں نے دونوں لڑکیوں کی نورا اور یک لخت شادی کر کے گھر سے بھیج دیں۔

(۴) اس کا بھائی عصمت اللہ جو کہ ولایت میں رہتا ہے اور بالکل لادلد ہے۔ اس کے بچوں کی جھوٹی تصدیق کروا کر بھیجی ہے۔ تو کیا ایسے کردار والا آدمی مدعی بن سکتا ہے۔

﴿ج﴾

شرعاً دعویٰ کرنے کے لیے کسی کا عادل ہونا ضروری نہیں۔ یہاں تک کہ غیر مسلم بھی مدعی بن سکتا ہے باقی آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ جواب دعویٰ میں مدعی کے دعویٰ کو منقطع ثابت کرنے کے لیے ایسے امور کو جو واقعہ صحیح ہوں حکم

کے سامنے پیش کریں۔ بہر حال آپ کا سوال اگر مدعی بننے کے بارے میں ہے تو شرعاً یہ شخص مدعی بن سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبد اللہ غفرلہ

۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ

جس شخص کے پاس امانت رکھوائی گئی ہو اور وہ فوت ہو جائے تو اولاد پر لوٹانا لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بابت اس مسئلہ کے کہ رحیم بخش برادر حقیقی کے ساتھ (مسکى واحد بخش) شراکت دار ہر موقع پر رہا ہے۔ برادر نے برابر کام معماری کیا۔ بنک پارسی والد جھنڈ سیالکوٹ والا ٹھیکیدار کے تحت کام کیا۔ شیخ عبدالقادر کے پاس ڈھن سال کام کیا۔ محنت مزدوری کا کل پیسہ برادر م کے پاس جمع رہا۔ لندن چین لعل چھ ماہ صدر چھاؤنی میں کام کیا سب مزدوری برادر م کے پاس رہی صرف روٹی کا خرچہ برداشت کرتا رہا۔ ڈھن سال کنڈن چین لعل کا کوٹ ادو میں کام کیا۔ کل پور کے بنک بنوانے میں ۳ ماہ خرچ ہوئے صوفی عطا اللہ خان نواب احمد یار خان کا کام بور یوالہ میں انجام دیا۔ دہری تعمیر انیشین کا کام چھ ماہ میں ختم کیا شرف بنگلہ قریب ندن کا کام ۶ ماہ کیا گیا کوٹھی عبداللہ خان میں بھی ہمراہ کام کیا جس پر ۶۰۰ کا عرصہ لگا عبدالرحیم تحصیلدار کے مکان پر ۶۰۰ صرف ہوئے۔ بنگلہ نواب پور دہری سے ۴ میل دور کا کام کیا۔ ۶۲۰ روپے وہ بھی برادر م کے پاس جمع رہے محمد نواز بر کے ماتحت بنگلہ فضل پر ۶۰۰ کام کیا۔ شملہ میں بھی آٹھ ماہ کام کیا رات کا بھی نام لگایا۔ ۲۰۰ وہ بھی رقم اسی کے ساتھ ہے۔ بھائی رحیم بخش صاحب فوت ہو چکے ہیں اب میرا مطالبہ ان کے ترکوں سے یہ ہے کہ ہمارا جو حق بنتا ہے ہمیں دے دو۔ نیز کمائی کے دوران جو کمائی ہوئی تھی چونکہ وہ عیالدار تھے اور میں اکیلا تھا اس میں سے ایک روپیہ میں اپنا خرچہ لے لیتا اور بقیہ دو روپے اس کے پاس امانت رہ جاتا۔ اس لیے قابل دریافت یہ ہے کہ آیا جو آمدنی بھائی رحیم بخش کے پاس بطور امانت کے جمع ہوئے ہیں میں لینے کا حق دار ہوں یا نہیں۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ رحیم بخش کی اولاد پر لازم ہے کہ اپنے چچا واحد بخش کی امانت جو ان کے باپ رحیم بخش کے پاس جمع تھی اپنے چچا کو اکریں تاکہ ان کے والد سے جو جھبکا ہوا اور حقوق العبادان کے ذمہ سے ترجائیں۔ فقط واللہ اعلم بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ محرم ۱۳۹۶ھ

کسی عورت کا اپنے سر کے خلاف بدکاری کا دعویٰ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مائی جنت زوجہ جمعہ ولد حیدر سکندہ بستی جاویالی نے دعویٰ کیا ہے کہ شوہر کے والد حیدر نے میرے ساتھ جبراً بدکاری کی ہے۔ مسماۃ مذکورہ نے تفصیلاً بیان کیا حیدر نے انکار کیا۔ حیدر کی زوجہ مسماۃ مائی نوراں نے حیدر کے سامنے اپنی رویت کا تفصیلی بیان دے کر حیدر کو قصور وار قرار دیا۔ آخر کار حیدر نے لمس وغیرہ کا اقرار کیا اور زنا تسلیم نہیں کیا اور اس بات کو ہی تسلیم کیا کہ میں مسماۃ جنت کی چار پائی پر جا بیٹھا تھا یہ یاں اور دیگر اہل علم کے روبرو ہوئے ہیں اور جمعہ خان اپنے والد کو بری سمجھتا ہے اور قصور وار قرار نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میرا والد یہ نہیں ہے۔

حافظ عبد العزیز صاحب ضلع ڈیرہ غازی خان تحصیل تونسہ

﴿ج﴾

جواب سے پہلے چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

(۱) مسماۃ مائی کا دعویٰ معتبر نہیں ہے۔ (۲) مائی جنت کی ساس مائی نوراں صرف شاہد ہے اور قبول شہادت کے شرائط مفقود ہیں۔ (۳) صرف حیدر کے اقرار سے حرمت مصاہرہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔ (۴) انکار زوجہ کی صورت میں ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر جمعہ کو یقین ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا اور حیدر کو اس فعل سے بری یقین کرتا ہے تو اس کی بیوی اس پر حرم نہیں ہوئی۔

لما فی الہدیۃ ص ۲۷۶ ح ۱ رجل قبل امرأة ابیه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وہی مکروہہ وانکر الزوج ان یكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقہ الزوج وقعت الفرقة اھ البتہ اگر صاحب واقعہ مائی جنت کو اس واقعہ کا یقین ہے کہ ایسا ہوا ہے تو دیا تنا حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس کے لیے خاوند کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہ ہوگا۔ جمعہ کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا اس کے لیے جائز نہ ہوگی۔ واضح رہے کہ جمعہ سے طلاق حاصل کیے بغیر اس عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ابو بکر محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۹ ذیقعد ۱۳۹۳ھ

سول جج کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب کا مشترکہ زمین کا فیصلہ کرنا

﴿س﴾

نقل کاروائی مندرجہ ذیل جسے ایڈمنسٹریٹر سول جج ضلع ڈیرہ غازی خان درجہ اول نے بھیجا تھا۔ میرے روبرو مدعیہ مسماۃ آمنہ دختر خاں مفریہ قوم آرائیں سکندہ وہو تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان کا دعویٰ استحقاق وراثت بنام حبیب اللہ خلیل اللہ پسران غلام فرید قوم آرائیں سکندہ وہو تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان پیش ہوا۔

مدعیہ نے بیان کیا کہ میں ان کی حقیقی ہمیشہ ہوں اور وراثت میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔ شرعاً میرا حق بنتا ہے لیکن انہوں نے مجھے اپنے شرعی حق سے محروم کر رکھا ہے۔ میں اپنا حق مانگتی ہوں۔

مدعیہ نے اقرار کیا کہ واقعی یہ ہماری ہمیشہ حقیقی ہے اور ہم نے ان کو حق وراثت نہیں دیا لیکن سابق زمانہ میں عورتوں کو رواج کے مطابق وراثت کا حق نہیں دیا جاتا اس لیے بنا بر رواج و قانون انگریزی اس کو جدی مملوکہ اراضی میں حق نہیں ملا۔ اس میں ہر راوی قصور نہیں۔ چونکہ میرے پاس دعویٰ مستقر حق از روئے شرع شریف دائر کیا گیا تھا اور ایڈمنسٹریٹر سول جج دوم اول ڈیرہ غازی خان نے میرے پاس اس مقدمہ کو فیصلہ کے لیے ارسال فرمایا تھا۔

فریقین سے روبرو کیا کہ ہمارا فیصلہ شرعی ہونا چاہیے۔ اس لیے فیصلہ کرنے میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئی۔ اس لیے کہ مدعیہ بہر حال ان کی حقیقی ہمیشہ ہے اور وہ شرعاً وراثت کی حقدار ہے اور مدعیہ ہم خود اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو حق نہیں دیا۔ تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مدعیہ ان کے ساتھ حق شرعی وراثت میں شریک ہے۔

لہذا میں نے یہ فیصلہ دیا کہ مدعیہ آمنہ ذکرہ وراثت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ حقدار ہے۔ اب رہا یہ کہ ان کی باہمی تقسیم کس طرح ہو و مدعیہ کے حق کی تشخیص کس طرح کی جائے۔ تو میں نے باہمی خانگی مصدحت اور رضا مندی کے اصول کے مطابق آمنہ مدعیہ کے پورے حق کی اس طرح تشخیص کی کہ حبیب اللہ و خلیل اللہ مدعیہ ہم کی مملوکہ زمین میں سے تیس ایکڑ زمین آمنہ مدعیہ کے نام منتقل ہو۔ تیس ایکڑ کی تفصیل اس طرح ہوگی کہ دس ایکڑ زمین آباد اور تیس ایکڑ زمین غیر آباد آمنہ کو ملے۔ دس ایکڑ آباد زمین اس بند کی صورت میں ملے گی۔ جسے عام طور پر روٹی رام والا بند کہا جاتا ہے جس کے حدود ر بعد ذیل ہیں۔ غرباً غیر مسلم اراضی شرق و شمالاً جنوباً حبیب اللہ و خلیل اللہ کی اراضی ہے۔ یہ بند آباد ہے لٹھ بندی ہو چکی ہے۔ دس ایکڑ اس کا رقبہ ہے اور تیس ایکڑ غیر آباد زمین اس بند کے بالکل سامنے عین محاذات میں جنوب کی طرف سے آمنہ کو ملے۔ جہاں تک بھی تیس ایکڑ پورے ہوں اس بند والی اراضی یا اس کے سامنے جنوبی طرف کی تیس ایکڑ غیر آباد زمین خالص آمنہ کی ہوگی۔ اگر دوسرے کوئی شرکاء مطالبہ کریں گے تو ان کا مطالبہ حبیب اللہ و خلیل اللہ کی دیگر اراضی سے پورا کیا جائے گا۔ یہ تیس ایکڑ زمین خالص آمنہ کی ملکیت قرار دی گئی۔ فریقین نے یہ

فیصلہ سنا اور درست تسلیم کیا اور فیصلہ پر نشان انگشت سب نے ثبت کیے۔ آمندہ کو اب آئندہ خلیل اللہ و حبیب اللہ پر ورثت کے حق کے دعویٰ کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس کا سار حق دا کر دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ ہمارے دار لافاء سے جاری ہوا۔ فیصلہ دوسری پیشی پر سنایا گیا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جولائی ۱۹۶۸ء

عرصہ ۳۰ سال گزرنے کے بعد کسی پردعویٰ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفسرین مسد کہ تیس سال پیشتر ایک شخص (زید) نے خود کو اقوام کا نمائندہ ظاہر کرتے ہوئے کچھ جائیداد سنی (بکر) کو کرایہ پردی اور ایک سال کا کرایہ پیشگی وصول کر لیا۔ دوسری سال بعد انہی اقوام کے ایک نمبر دار نے اپنے آپ کو انہی اقوام کا نمائندہ ظاہر کرتے ہوئے (بکر) کو تحریر ادا نیگی کر یہ وغیرہ سے روک دیا اور خبردار کیا کہ وہ زید کو کرایہ ادا نہ کرے۔ کیونکہ زید اقوام کا نمائندہ نہیں ہے۔ وغیرہ۔ اس تحریری اصرار کے بعد نمبر دار وغیرہ نے بکر سے کچھ وصول کی۔ دریں اثنا کوئی اور دعویٰ ار جائیداد ظاہر نہ ہو اور بکر کا جائیداد سے متعلق نمبر دار وغیرہ کے مابین مزید لین دین ہو گیا اور اراضی پر بکر نے حسب نشاء کچھ تعمیر کر لی۔

اب سے تقریباً آٹھ سال پہلے یعنی زید سے بات چیت کے بائیس سال بعد ایک اور شخص نے اخبار روزنامہ ”کوہستان“ میں اشتہار دیا کہ وہ جائیداد کا مالک ہے اور یہ کہ وہ جد بکر کے خلاف قنونی کارروائی کرنے کو ہے۔ وغیرہ مگر آٹھ سال میں وہ شخص کسی حیثیت میں سامنے نہیں آیا۔ عرصہ تیس سال میں پہلے چند سالوں کے بعد متذکرہ بالا قرار کے علاوہ کئی مقامی اور غیر مقامی لوگ (حقائق سے بے خبر) اپنے آپ کو جائیداد کا مالک بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر اپنے باطل دعویٰ کی وجہ سے کسی نے بھی (معزید کے) کوئی قنونی یا شرعی اقدام بکر کے خلاف نہ کیا اور بکر نے بصرف زر کثیر عمارت بنا کر کرایہ پردے دی۔

آج سے تقریباً نصف سال پہلے ایک نیا مالک بنتے ہوئے ایک اور فرد نے بکر کے کرایہ داران کو نوٹس دیا کہ یہ جائیداد اس کی ہے اور کرایہ داران بکر کو کر یہ نہیں دیں وغیرہ۔ مگر یہ نوٹس بے اثر رہے اس لیے کہ کرایہ دار حقائق سے بے خبر نہ تھے۔

تیس سال کے اس طویل عرصے میں جائیداد کی حیثیت (خصوصاً وجہ نئی تعمیر از بکر) کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ تیس سال کی مسلسل علیحدگی اور حقیقی کے بعد اب اچانک زید نے بکر سے کر کہا ہے کہ بکر اس کا کرایہ دار ہے اور وہ اُسے

کرایہ ادا کرے۔ حقائق بالا کی رو سے زید دراصل اقوام کا نمائندہ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ جس کا بین ثبوت اس کی تیس سالہ خاموشی اور جائیداد سے لاقلمی ہے۔ بکر نے زید سے بات چیت میں کہا کہ اگر وہ اپنے آپ کو حقیقی اور جائیداد وارث ثابت کر دے تو بکر اُس وقت کی قیمت اراضی دوبارہ ادا کر دے گا کہ بکر کی نہ ہے۔

مسئلہ جواب طلب یہ ہے کہ اب شرعاً زید کی کیا حیثیت ہے اور بکر کیا کرے۔

محمد یحییٰ ولد ملک احمد بخش

﴿ج﴾

اگر زید کے پاس اس جائیداد کا حق ملکیت کا یا ملکوں کی طرف سے نمائندہ ہونے کا کوئی شرعی ثبوت موجود ہے تو اس کا دعویٰ صحیح شمار ہوگا لیکن اگر اس کے پاس جائیداد کی ملکیت کا یا قوم کی طرف سے با اختیار نمائندہ نہ ہونے کا شرعی ثبوت نہ ہو جیسا کہ سوال میں درج ہے تو اس کا دعویٰ شرعاً باطل شمار ہوگا اور اس کو کرایہ وغیرہ کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ بہر حال دار و مدار ثبوت و عدم ثبوت ملکیت پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرمہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۸ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

متوفی بھائی کی ایک بیٹی کی موجودگی میں بھائی بھی حقدار ہیں دعویٰ نہ کرنے سے حق باطل نہیں ہوتا

﴿س﴾

متوفی عبداللہ یک بنت مسکی حلیمہ دارد۔ سہ برادر زادہ احمد، محمد، رمضان و دیگر بچ و وارث نہ دارد۔ ملکیت متوفی عبداللہ چار نمبر زمین بود۔ بدست دختر حلیمہ برادر زادگان متوفی عبداللہ دعویٰ نہ کردند۔ بیچ مواخ دعویٰ ہم نہ بود بنت متوفی زمین را تبصر خود آورد و محصول خورد و نوشید و نمبر زمین فروخت کرد و خورد۔

بست و بیچ ساس گزشتہ متوفی را تا حال بنت متوفی مسکی حلیمہ دیگر دو نمبر زمین باقی ماندہ حالاً فروخت کرد۔ انوں برادر زادگان متوفی عبداللہ۔ احمد مرده محمد و رمضان دعویٰ دائر کرد و مفتی میاری فتویٰ گرفتہ و زمین از حلیمہ بنت متوفی باز رہانید۔ غرض بیوہ حلیمہ بخد مت مفتی محمود صاحب آیا باشد کہ از دقتہ و حیلہ شرعی دعویٰ ایشان بنا بر فتنہ است۔ باطل شود۔ رُشد احسان فرمایند احسان تصور یہ خود بخود رمضان را غتہ۔ اند کہ چرا قبل از میں دعویٰ نہ کر دید۔ میگویند کہ آن وقت رعایت کرد ہم و اکنون نمیکنیم۔

المستفتی حلیمہ

﴿ج﴾

فتویٰ مفتی مذکور صحیح است۔ نصف حصہ وراثت کہ ایشاں رائے رسد بدیں وجہ باطل غے شود کہ ایشاں سکوت از دعویٰ کردہ بودند حق ایشاں عند اللہ قائم است۔ واللہ اعلم

محمود رضا مدد حق مدرسہ قائم مقام مدرسہ دارالعلوم دیوبند
۴ رجب ۱۳۸۰ھ

زمین کے حدود اور شرائط صحت بیع سے متعلق مفصل فتویٰ

﴿س﴾

یوسف ایہا الصدیق افتنا فی قریة عامرة كانت امة رزقها رغداً او بعض اراضيها كان مقسوماً بين ملاكها على ست عشر او سبع عشر حصة ولها ليوا من قيلم في ماء قياتها ان لكر حصة من تلك الحصص ماء يوم بليلة ولنصفها ماء يوم وليلة وهكذا على التنزل والبعض الآخر من اراضيها كان مشتركاً يقسمونه عند الحاجة الى زراعتهم تقسيماً موقفاً الى وقت ادراك الدرغ وبعده يكون مشتركاً كما كان وان احتاجوا الى زراعتهم في سنة اخرى قسموه مرة اخرى ويقرعون عليه كما قرعوا اول مرة عليه ولم يكن الماضي في السنة الماضية كافياً وهذه التقسيمات الموقفة في هذا البعض كانت على نسبة التقسيم المولد في البعض الاول بحسب قدر الارض والشرب اعني من كان له حصة كاملة من تلك الحصص وشرب يوم بليلة في المولد يكون له ذلك المقدار في الوقت هذا وكان طريق البيع في ديارنا وفي هذه القرية ايضاً ان تبين حدود الحصة المعينة في التقسيم المولد وتبين النسبة في البعض المشترك من الارض. ثم البس الله تعالى لباس الخراب وانهدام قياتها وتفرق ملاكها في القرى والامصار ومضى على تلك الحالة نحو اربعين سنة لكن كتبت الامور المذكورة سابقاً في رمان عمارة القرية في الدفاتر الا فر نحية المتولى عليها الا ان الحكومة الباكستانية سيما في مثل الحفية الذي يزعمون فيه انه مصون عن التبصير فضلاً عن التبديل كتب فيه اسماء ملاكها وانسابهم ومقدار حصصهم وشربهم وحدودها ومساحتها ثم جاء رجل من بعيد اعني ليس من تلك القرية ولا اقر بانهم فقال لي فيها نحو سبع او ثمانى حصص وقال اشتريتها من فلان و فلان بكذا وكذا ولم يعلم بالحصص لا بمواقعها ولا بحدودها ولا بمساحتها يكن يذكر المفهومات الكلية اعني الحصص المعدودة بعد دال الحصص لها شرب الليالى والايام المعدودة بعدد خاص وايضاً ليس الفلان والفلان البائعين عليه في زعمه من اهل تلك القرية ولا ممن كتب اسمه في مثل الحفية ولا من قبيلة من كتب اسمه فيه آه. والرجل المذكور بذكر

مقالة واجار مصاحباً مع بعض الملاك المشترك من ارضها مرة او مرتين في اثناء المدة والمنازع معه ليس هذا البعض وهذا يظن لعله اشترى ارض غیری من اهل القرية والفريق المنازع معه بعضه لا يسلم بالاجارة وبعضه كان غائباً لا يسمع دعواه كثيراً ولو سمع يظن انه اشترى من غير لان اهل القرية كثير ثم جمع المدعى بعض اهل القرية فذكر زجلين او ثلاثة لبسوا من اهل القرية فامتنع والى هذا البعض عن التقسيم وقال لا نقسم معك لانك ليس مالك وحرى من ذلك الوقت الراع وسمع حديث براعهم الملاك الاخر فحازوا وقالوا لم نبع ارضنا على احد منه ومن بانعه ولم نعلم بيع مورثنا ونحن نظن انه اشترى ارض غيرنا من اهل القرية والحاصل ان مالك كل حصة من الحصص المذكورة يقول انها باقية على ملكي ولم اعها على احد فالحاصل انه هل يصح بيع تلك القطع من العقار جهالة حدودها ومواقعها ومساحتها ولو فرص حدوده من المالك ام يفسد وعلى الثاني هل يتحقق القص فيفيد الفساد الملك ام لا وهل تسمع دعوى تلك القطع مع هذه الجهالة ويترتب عليها طلب البينة من المدعى او اليمين من المدعى عليه ام لا هل يعمل بما في الدفاتر السلطانية خصوصاً بما في مثل الحفية المذكور من غير بينة ام لا وعلى الثاني فاي قدر يعتبرام لا اعتبار له اصلاً وهل يعبر بالاجارة حكم هذه المسئلة من جزئيات حكم مسئلة من باع عقار او بعض اجزائه او الاجنبى حاضر ولم يدع ثم بعد تصرف المشتري ادعى لا تسمع دعواه ام لا. اما لانه لم يتصرف في ارض احد بخصوصها لان كل واحد يظن الى وقت الاجتماع وتبين الحال انه اشترى ارض غیری فيتصرف في المشترك بهذا الاعتبار ثم بعد تبين الحال لم يتركوه للتصرف واما لانه ادعى للملك سبباً خاصاً وبني التصرف عليه فلا بدله من اثباته بغير هذا الوجه لتلا يدور لانه اجار لانه اشترى واشترى لانه اجار واما في صورة البيع مع الحضور من المذكور فالبيع الصحيح ثابت بلا مرية ثم تصرف المشتري يوجب عدم سماع الدعوى واما لان الاجارة والاعارة ليستا من التصرفات التي لا تسمع معها كما قيل والكلام رافض الى التطويل الخارج عن المتعارف لكن لا يخلو عن معدات احاطة علم المفتي باطراف الحادثة احاطة تامة والسلام على من وصل المكتوب اليه ومن نظر فيه وعلى من اتبع الهدى۔ بیواتو جروا

﴿ج﴾

لا يصح مع هذه الجهالة الفاحشة بل لا بد ان يكون مشار اليها او مبينة حدودها ومواقعها بحيث لا تفضى الى المنازعة قال في العالمگیریه ص ۳ ح ۳ ومنها ان يكون المبيع معلوماً والثمن معلوماً علماً يمنع من المنازعة فيبيع المجهول جهالة تفضى الى المنازعة غير صحيح. وقال في البحر الرائق ص ۲۷۴ ح ۵ وفي البزازیة اشترى ارضاً وذكر حدودها لا ذرعها طولاً

کتاب السیر والارتداد

اس شریعت کے مقابلہ میں کفر منظور ہے اور اذان کی تشبیہ کتے کے بھونکنے سے دینا (العیاذ باللہ)

﴿س﴾

ایک شخص نے اس مسئلہ میں جبکہ اس کے دینے اپنی ٹرکی کو روک رکھا ہوا تھا۔ یہ کہہ کر مشکبہ انہ اعراض کیا کہ میں ایسی شریعت کو نہیں مانتا اور اس شریعت کے ماننے سے مجھے کفر منظور ہے بکتا ہوا چلا بھی گیا۔ نیز اس کے بھائی نے جبہ مؤذن صبح کی اذان سے رہا تھا العیاذ باللہ کتے کے بھونکنے سے تشبیہ دی اور یہ پورے کا پورا خاندان بے غیرت اور بد ہے۔ شریعت مقدسہ کی توہین سے ذرا بھی نہیں گھبراتے تو کیا شرعاً یہ شخص یا دونوں بھائی ارتداد کے حکم میں نہیں ہیں اور ان کے یہ موہن الفاظ مہمل خیرات نہیں۔ بدلائل شرعیہ بالحوالہ لکھنے کی تکلیف فرمائی جائے۔

سائل امام بخش کھجور

﴿ج﴾

یہ کلمات اگر بالفرض ہزار بار قصد مفہوم بھی استعمال کیے گئے ہوں۔ تب بھی استعمال کرنے والا اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ چرچا نیکہ اس کا مفہوم مراد بھی ہو۔ کما هو الظاهر در مختار میں ہے وفي الفتح من هرل بلفظ کفر بد وان لم يعتقدہ لاستحقاق الخ علامہ شامی اس کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ و اشار الى ذلك لاستحقاف فان فعل ذلك استحقاف واستهانة بالدين فهو امارة عدم الصديق الخ باب المرتدة ص ۲۲۲ نیز قاضی خان ص ۵۷۵ ج ۳ میں ہے۔ رجل بينه وبين غيره خصومة فقال رجل (حكم خدائے وین است) فقال الآخر (من خدرا چہ؟) نعم) قال ابو القاسم هو كهر لانه استحقاف بامر الله الخ بهذا اس آئی کا ایمان زائل ہے۔ تمام اعماس منہ جہ ہیں۔ بیوی یا کنہ ہے تو یہ علانیہ لازم ہے۔ تجدیدن کا کرنا ضروری ہے۔

لہذا علی مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ محرم ۱۳۸۵ھ

کسی شخص کا یہ کہنا ”میں قرآن نہیں مانتا“ کفر یہ الفاظ ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک آدمی پر دعویٰ کرے کہ تو نے یہ کام کیا ہے اور وہ جواب

وعرضاً جاز واذا عرف المشتري الحدود لا الجيران يصح وان لم يذكر الحدود ولم يعرف المشتري حار البيع اذا لم يقع بينهما تحاد وحهل النائع المبيع لا يسمع وحهل المشتري يسمع وفي البحر ايضاً ص ۲۷۳ ج ۵ تحت قول الكنز. (قوله ولا بد من معرفة قدره وصف الثمن غير مشار لا محضار) اي لا يصح البيع الا بمعرفة قدر المبيع والتمن ووصف الثمن اذا كان كل منها غير مشار اليه اما المشار اليه فغير محتاج اليها لان التسليم والتسلم واجب بالعقد فهذه الحالة مقصبة الى المصارعة فيمتنع التسليم والتسلم وكل حاله هذه صفها تسمع الحوار الخ اقول لا بعد ان يكون هذا البيع غير منعقد لان هذا المدعى يدعى شراء من رجال ليسوا بمالكين في الحقيقة وليس لها ذكر و بيان في ملاك هذه القطع كما قال في العالمگیری في شرائط انعقاد البيع ص ۳ ج ۳ ولا بيع ما ليس مملوكاً له وان ملكه بعده الا السلم والمغصوب لو باعه الغاصب ثم صمنه نفذ بيعه هكذا في البحر الرائق (۲) نعم البيع الفاسد بعد القبض يفيد الملك (۳) لا نسمع دعوى تلك القطع مع هذه الحالة الفاحشة فلا يترتب عليه طلب الياسة ولا اليمين قال في العالمگیری ص ۸ ج ۴ ان كان المدعى به عقار ذكر حدوده الاربعة واسماء اصحابها ونسبهم الى الحد كذا في الاختيار شرح المختار. وفي البذائع ص ۵۲۲ ج ۶ في بيان الشرائط المصححة للدعوى وان لم يكن محتملاً للنقل وهو العقار فلا بد من بيان حده ليكون معلوماً لان العقار لا يصير معلوماً الا بالتحديد ثم لا خلاف في انه لا يكتفى فيه بذكر حد واحد وكذا بذكر حدین عن ابی حنیفة ومحمد خلافاً لا بی یوسف الخ (۴) لا يعمل بما فی الدفاتر بل لا بد معها من الياسة وغير ذلك (۵) لا يصير بالاجارة كله هذه المسئلة من جزئيات مسئلة من باع عقاراً للوجهين اللذين ذكرتهما كما هو واضح بل المسئلة المقيس عليها ايضاً اختلف فيه مشايخ سمرقند وبخارا والمفتي به قول مشايخ بخارا من صحة الدعوى كما قال في العالمگیری ص ۱۲ ج ۴ رجل باع عقاراً وابنه وامراته او بعض اقاربه حاضرين يعلم به ووقع القبض بينهما وتصرف المشتري زماناً ثم ان الحاضر عد البيع ادعى على المشتري انه ملكه ولم يكن ملك البائع وقت البيع اتفق المتأخرون من مشايخ سمرقند على انه لا تصح هذه الدعوى ويجعل سكوت كالاقتراح بالاقرار انه ملك البائع ومشايخ بخاري افوا الصحة هذه الدعوى قال الصدر الشهيد في واقعاته ان نظر المفتي في المدعى وافتي لما هو الاحوط كان احسن وان لم يمكنه ذلك يفتي بقول مشايخ بخاري فان كان الحاضر عند البيع جاء الى المشتري وتقاصه الثمن بان يعنه البائع اليه لا تسمع دعواه بعد ذلك الملك لنفسه ويصر محيراً لبيع تقاصي الثمن فلا تصح بعد ذلك دعواه الملك كذا في المحيط فقط والله تعالى اعلم

حرره عبد اللطيف غفر له مفتي مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

میں کہے۔ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے اور آپ کا شک ہو تو میں آپ کی قسم کے لیے قرآن مجید کی قسم کروں گا۔ تاہم آپ کا شک زائل ہو جائے لیکن دعویٰ کرنے والے ہے۔ (مدعی) کہ میں قرآن نہیں مانتا اور اس پر دو گواہ بھی ہیں یہ آدمی شادی شدہ بھی ہو۔ (یعنی مدعی) ابھی اس کا کیا حکم ہے۔ یہ مدعی اپنے ان الفاظ کہنے پر (کہ میں قرآن نہیں مانتا) کافر ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس پر اس کی بیوی پر طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں اور اس نے تو یہ بھی نہی ہو۔ ورنہ وکیل جواب ارشاد فرما میں۔

سائل مولوی محمد وسع موبع اخیل، آئی ندامتیل تحصیل پاک ضلع، پیر و تامل

﴿ج﴾

الفاظ مذکورہ کفریہ الفاظ ہیں ایک مسلمان کس طرح ایسے الفاظ بول سکتا ہے۔ شخص مذکور کو چاہیے کہ فوراً اذہا کرے۔ البتہ ان الفاظ میں تاویل ممکن ہے۔ غالباً اس کی مراد یہ ہوگی کہ تمہاری قسم قرآن کریم کی ایسی قسم نہیں ہے جس میں مان لوں۔ گویا وہ اس شخص کی قرآن کی قسم کو اس کے جھوٹے ہونے کی وجہ سے نہیں مانتا اور اس کا اعتبار نہیں کرتا۔ یہ قسم قرآن مجید نہیں مانتا۔ انبیاء و ائمہ کرام سے پوچھنے کے لیے یہ تاویل کی جاسکتی ہے ورنہ ہر جہے کہ فاسق قاسق تراور فاجر سے فاجر تر شخص بھی نفس قرآن سے انکار نہیں کر سکتا۔ لہذا بوجہ تاویل مذکورہ کے اس کے کلام کو اس پر حمل کیا جائے اور اسے کفر کا حکم یا اس کی عورت کا نکاح فسخ ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ البتہ توبہ کرنا اسے لازم اور احتیاط تجدید نکاح اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محکم دلائل سے مزین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
یکم شعبان ۱۳۸۴ھ

کسی شخص کا ”ظلم خدا کا“ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مذاق میں اپنی بیوی کو کسی بات سے روک رہا تھا کہ وہ بے سار نہ کہے۔ ”ظلم خدا کا“ یا ”کہا خدا کا ظلم“ میں نے اس کو کہا کہ ایسا اس نے کیوں کہا اس سے تو کفر ہوتا ہے۔ تو کہنے لگی یہی ہی گان ہوتی ہے۔ (من سب اللہ تعالیٰ الی الحور فقد کفر عاتکبیرہ ص ۲۵۹ ج ۲) تجدید نکاح لازم ہوتی ہے۔ ایسے ہمارے بال لوگ بہت ہیں مثلاً کسی نے کوئی چیز مہنگی پائی تو معاذ اللہ کہہ دیا خدا کا تن مہنگی وغیرہ۔ اصل ان کا مقصد خداوند کریم کو ختم بہن (معاذ اللہ) نہیں ہوتا یا ایسی تاویل ہو سکتی۔ ویسے غالباً بیوی نے کفر اختیار کرنے کی غرض سے ایسا نہ کیا تھا۔

معرفت خدامہ و شیخ حدیث

﴿ج﴾

تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس طرح کے فضول کلمات سے بچنا۔ زم ہے۔ آئندہ احتیاط کریں۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر ”یا رسول اللہ“ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ دوسرے نے اسے منع کیا کہ یا رسول اللہ نہیں کہنا چاہیے اس پر یا رسول اللہ کہنے والے نے شاربیا کر دیا کہ تیرا نکاح ختم ہو گیا۔ تیری بیوی تجھ پر حرام ہو گئی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا جو شخص یا رسول اللہ کہے اس کا نکاح از روئے فتہ خفی ختم ہو جاتا ہے۔ مدعی تو یہ کہ موقوف فرمائیں۔ نوٹ جو شخص یا رسول اللہ کہتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہے ورنہ جو شخص اسے منع کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خاصہ خداوندی ہے۔ اس لیے یا رسول اللہ کہنا خلاف شرع ہے۔

حفظہ۔ رسول معرفت ج معر شید یہ بخر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

شرح فقہ اکبر میں ہے۔ ثم اعلم ان الانبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الاما علمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبی علیہ السلام يعلم الغیب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کذا فی المسایرة ص ۱۵۱

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود سرتے اور جو عقیدہ نہیں تو غرض نہیں۔ البتہ اگر اس علم کو درویش شریف کے ضمن میں کہے کہ یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درویش شریف کو آپ پر پیش کرتے ہیں تو درست ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درویش شریف مومن بندہ کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ایک صنف مومن کی خدمت پر مامور ہیں۔ اس بیان سے آپ کے سوال کا جواب واضح ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

”اگر اللہ تعالیٰ خود میرے پاس آجائے پھر بھی برادری میں نہ بیٹھوں گا“ ان الفاظ کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفسرین مسئلہ کہ ایک شخص ہے جس کا اپنی برادری کے ساتھ کچھ جھگڑا ہے۔ تو کوئی غیر شخص آکر اس آدمی کے دامن میں قرآن رکھ کر کہتا ہے کہ آپ کو اس قرآن کا واسطہ ہے کہ آؤ برادری میں بیٹھو وہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ میں اس کا غارہ ادا کر دوں گا لیکن برادری میں نہیں بیٹھوں گا لیکن جب اس کو مزید کہا گیا تو اس نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ بھی نیچے آجائے تب بھی میں برادری میں نہیں بیٹھوں گا۔ تو شریعت محمدی اس شخص کے بارے میں کیا فتویٰ دیتی ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

اس شخص نے سخت قسم کے الفاظ کہے ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائے اور اس کو تجدید نکاح کے لیے تنبیہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرر: محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم علوم دہلی

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

جوب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۵ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ فرقہ شیعہ جبکہ وہ مندقوں کی توحید اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قرآن مجید کو کتاب آسمانی اپنا ہادی سمجھیں اور جزاکے قائل بھی ہوں تو کیا ان کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

ماہ بخشت قریشی ضلع ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

اگر ایسا شیعہ ہو کہ توحید کے ساتھ دیگر ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ کا منکر ہو مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہو یا اہل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قائل ہو یا جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی اور خیانت کا قائل ہو وغیرہ ذلک یا سب صحیح بہ رضی اللہ عنہم کو جائز کار خیر سمجھتا ہو تو ایسا شیعہ کافر ہے۔ اگر اس قسم کا غالی شیعہ نہ ہو یعنی اسلام کے عقائد میں سے کسی عقیدہ کا منکر نہ ہو صرف فضیلت علی رضی اللہ عنہ کا قائل تو یہ مسلمان فاسق ہے کما قال فی رد المحتار ص ۴۶ ح ۳ بوہدا طہران الرافضی ان کان ممن یفتقد الألویہ فی عی او ان حیرا نسل عبط فی الرصی او کان بکر صحنۃ الصدیق او یقف السدة الصدیقة فہو

کان لمخالفة العواطف ایلومیة من الدین بالضرورة بحلاف ما اذا کان بفضلہ علیا ویسب لصحابہ فانہ مستدع لا کافرا ن

حرر: محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم علوم دہلی

جو شخص کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام انبیاء کی مدد کی ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے

﴿س﴾

علماء اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ہمارے عدالتے میں ایک حافظ نے تقریر میں فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام انبیاء کرام کی مشکل میں مدد فرمائی ہے۔ اس بارے میں علماء کرام کا کیا فرمان ہے؟ مذکورہ حافظ کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور عدالتے میں نکاح خواں کی حیثیت سے کام کر سکتا ہے۔

گل محمد احمد یار سکون کلاں تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

حافظ صاحب مذکور کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے جس کا ثبوت ذخیرہ احادیث میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اس لیے حافظ صاحب پر لازم ہے کہ فوراً توبہ تائب ہو اور آئندہ کے لیے اس طرح کی بے تحقیق باتوں سے قطعاً گریز کریں لیکن حافظ صاحب اپنی بات پر اصرار کرتے ہیں تو ایسے جھوٹے شخص کو عہدہ سے الگ کر دینا لازم ہے۔ امام کے یہ فتویٰ نقلی اور پرہیزگار ہونا ضروری ہے اور نکاح خوانی کے لیے بھی اس کو الگ کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر وہ توبہ تائب ہو جائے اور آئندہ کے لیے پختہ عہد کرے کہ پھر اس طرح غلط تقریریں نہ کروں گا تو بناء بر حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اسے ان کاموں کے لیے بدستور رکھنا درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

نائب مفتی بندہ محمد اسحاق غفرلہ مدرسہ قاسم علوم دہلی

کیا ”تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ“ میں واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مراد ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفسرین ذیل مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب نے سورۃ ملک کی ابتدا کی آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ تبارک الذی بیدہ الملک وهو علی کل شیء قدیور۔ بہت برکت واں ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام ملک ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس سے مراد جناب حضور علیہ السلام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ہاتھ نہیں درود بازوؤں سے پاک ہیں البتہ اسیدہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مراد ہے۔ کیا صحیح ہے یا غلط۔

مولوی غلام قادر صاحب

﴿ج﴾

مولوی صاحب موصوف کا سورۃ ملک کی ابتدائی آیات میں بیدہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا اور اس پر استدلال پیش کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ نہیں ہے اور یہاں تو یہ ذکر ہے بالکل جہالت ہی پر مبنی ہے اور قابل وہ جس سے غفلت و غفلت پر مبنی ہے۔ اس کے بعد وارد ہے الذی خلق الموت والحیوة لیلوکم ایکم احسن عملاً وهو العزیز العصور الذی خلق سبع سموات طاقاً تو کیا یہ سب صفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالق موت و حیات ہیں کیا آپ عزیز و غفور ہیں۔ کیا آپ خالق سبع سموات ہیں۔ بلکہ یہ صفات سب اللہ جل مجدہ کی ہیں اور بیدہ میں اللہ جل شانہ کے لیے یہ کائناتیں تشابہات میں سے ہے۔ یہ اللہ کی ایک صفات ہے جس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اس کی حقیقت نہیں جانتے۔ ہاں یہ یہ مخلوقات و جسمانیات کے یہ جیسے نہیں ہے بلکہ اس قسم کے تشابہات یہ ایک راز ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ میں۔ ہم اس کی مراد نہیں جانتے۔ جیسا کہ دوسرے نصوص میں وارد ہوتا ہے۔ ید اللہ فوق ابیدیہم الآیۃ۔ ید اللہ علی الجماعۃ الحدید یوم یکشف عن ساق الآیہ و غیر ذالک من الآیات والاحادیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱۳۱ھ ۱۳۸۹ھ

قرآن کریم کو لات مارنا اور زمین پر پھینکنا (العیاذ باللہ)

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل سوال میں کہ میرا لڑکا اپنی بیوی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا بیوی نے لڑکے کی بات سے انکار کیا تو میرا لڑکا کہنے لگا قسم کھا کر کہ دو اور قرآن مجید اٹھانے یا اٹھ کر لارہا تھا کہ بیوی نے چھینٹا ہوا اسی دوران قرآن مجید نیچے گر گیا میرے لڑکے کو غصہ آیا اس نے قرآن مجید کو لات مارا۔۔۔ کچھ عرصہ بعد چیز اسی پر لڑکے سے قسم اٹھوانے کے لیے قرآن مجید اٹھ کر لے آیا اور اس کے میز پر رکھ دیا۔ میرے لڑکے نے غصے میں قرآن مجید اٹھا کر زمین پر دے مارا۔

اب مجھے اور میرے لڑکے کو کیا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب جو ہو چکا ہے یا ہوگا اس کے اثرات سے محفوظ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اپنا کرم کرے۔

﴿ج﴾

اس شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً توبہ تائب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے روبرو کر معافی مانگے نادم ہو کر کلمہ استغفار پڑھ

لے درتجدید نکاح کرے۔ جب تک وہ یہ کام نہ کرے اور اس کے نادم ہونے کا پختہ یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے والد صاحب اور دیگر تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ نخلع و فتوک من یفجروک پر عمل کرتے ہوئے اس کے ساتھ برادری کے تعلقات اور نشست و برخاست بند کر کے بائیکاٹ کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

حضرت عثمان اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو غلطی پر قرار دے دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اللہ وسایا گزرنے دکان پر کافی لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ حضرت عثمان کی غلطی تھی کہ انہوں نے مروان کو واپس بلایا ورنہ اسے مشورے لیتے رہے۔ ان کی یہ غلطی ہے اور ان کا اپنا قصور ہے کہ وہ شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی غلط کہا اور کہا کہ ان کی غلطی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو واپس بلایا۔ از روئے شریعت مذکورہ شخص کی کیا سزا ہے۔

شیخ محمد افضل جرنٹ سیکرٹری انجمن تنظیم اہل سنت والجماعت نوں کوٹ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق فرماتے ہیں الا استحی من رجل تستحی منه الملائکۃ (مشکوٰۃ) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کی باتوں سے احتراز کرے اور جس صحابی سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے حیا کرتے ہیں اس کے متعلق اس میں عقیدت رکھے۔ حضرت عثمان حضرت معاویہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت باعث خیر و برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مولانا مودودی کی کتابیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جو جماعت علامہ مودودی کی جماعت اسلامی

ہے۔ ان کی کتابیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں اور ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں اور جوان سے دوستی رکھتا ہے ان کے بارے میں کیا خیال ہے اور بہت آدمی یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت دیوبندیوں اور بریلویوں کے خلاف ہے تو وہ بات کون کی ہے جو ہمارے خلاف ہے وہ ہمیں بھی بتلا دیجیے تاکہ ہم لوگ بھی ان سے بچیں۔

محمد شریف ازروانی

﴿ج﴾

مودودی صاحب کی کتابوں میں حق و باطل ملا ہوا ہے۔ بہت سی باتیں جمہور اہل اسلام کے خلاف آگئی ہیں۔ لہذا ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں منفعت کے ساتھ نقصان کا قوی احتمال ہے۔ اس لیے احتراز کرنا اولیٰ ہے۔ آپ کے لیے مناسب یہ ہے کہ مباحثہ و مناظرہ میں وقت ضائع نہ کرتے ہوئے جمعیت علماء کی ممبر سازی اور تبلیغی کاموں میں اپنی محنت اور وقت لگائیں۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ

سلام کی توہین کرنے سے توبہ استغفار لازم ہے بیوی پر طلاق نہیں پڑتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک دوسرے امام مسجد حافظ صاحب کو السلام علیکم کیا۔ تو حافظ صاحب نے جواب میں کہا کہ ایسے السلام علیکم پر پیشاب ہو یعنی موتر دے۔ کیا ان الفاظ کے کہنے سے کفر ہوگا یا نہیں یعنی وہ حافظ صاحب کا کفر ہو جائے گا یا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ اور ان الفاظ کے کہنے سے اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی ہے یا نہ۔ بیٹو! تو جروا

﴿ج﴾

شخص مذکور پر توبہ استغفار لازم ہے۔ اگر چہ اس کی زوجہ اس کہنے سے مطلقہ نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ کی دی ہوئی رقم سے مٹھائی لے کر سنیوں پر تقسیم کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شیعہ کی دی ہوئی رقم سے کسی چیز کو خرید کر کے کھانا جائز ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک شیعہ نے کسی کو رقم دی کہ مٹھائی خرید کر کے تقسیم کرو کیا حلال ہے یا حرام یا مستحبات سے وضاحت فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر اس شیعہ کی کمائی جائز اور حلال ہے تو اس کی خیرات صحیح ہے اور فقراء کو لینا اور استعمال میں لانا جائز ہے مگر افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ احتراز کیا جائے تاکہ اس کے خیالات اور عقائد کا لوگوں پر اثر واقع نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی شخص غلطی سے کہے کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام مہدی بطور نبی آئیں گے“ تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک شخص سے رو برو چن آدھیوں کے پوچھ گیا کہ کیا ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی نے پیدا ہونا ہے یا نہ تو اس نے کہا کہ ہاں پیدا ہونا ہے پوچھا گیا کہ کون؟ کہنے لگا کہ امام مہدی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا کہ نہیں کسی اور نبی نے نہیں بننا کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزماں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ختم نبوت کا عقیدہ دل میں راسخ تو نہیں تھا۔ ورنہ وہ فوراً کہہ دیتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نے نبی نہیں بننا لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب اس کو یاد آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں کے نام سے پکارا جاتا ہے تو اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے بعد کسی اور نے نبی نہیں بننا تو کیا جبکہ اس نے پہلے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام مہدی صاحب علیہ السلام نے نبی بننا ہے تو اس کے کہنے سے اس پر کفر نہ ہوگا یا نہیں اور اس کی عورت سے اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔

(۲) دو گواہوں کا قتل و بالغ نے گواہی دی کہ فلاں شخص کو جب نکاح کر کے دیا گیا تو اس سے یہ شرط لگئی کہ دائمی نہ کٹے گا اور نہ منڈائے گا اور نہ زور و زورہ کا پابند رہے گا اور تیسرے شخص نے یہ گواہی دی کہ نکاح کو تو کہا گیا کہ یہ کام تجھے ضرور کرنے پڑے گی یعنی اوپر جو مذکور ہیں (گواہ ثالث) نے صحاح کاروں سے یہ طے کیا۔ اگر نکاح بعد از نکاح ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو نکاح نہ توڑا جائے گا لیکن نکاح کو اس کی اطاعت نہیں دی گئی کہ بر تقدیر عدم ایفاء شرائط کے تیرا نکاح نہ توڑا جائے گا بلکہ اس کو مطلقاً یہی کہا گیا کہ یہ شرائط تمہیں ضرور پوری کرنی ہوں گی تاکہ وہ ڈرے اور نکاح کی خاطر شرائط کو پورا کرے۔ تو کیا شرائط کا مفہوم وہی معتبر ہوگا جو نکاح سے طے ہوا یا وہ کہ جو بیرونی

اشخاص نے آپس میں طے کیا۔ اب ناکح ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا۔ ڈاڑھی بھی منڈو تا ہے بلکہ اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ ڈاڑھی مجھ سے نہیں رکھی جاتی اور نماز و روزہ کا بھی پابند نہیں رہا اور منکوحہ کے متویین یعنی باپ و ربھریوں کے بسبب اس کے کہ ناکح نے شرائط کا پابند نہیں کیا اس نکاح کو باقی نہیں رکھنا چاہیے تو کیا عدم ایفاء شرائط پر یہ نکاح ٹوٹ گیا یا باقی رہا۔ اگر باقی رہا تو کیا متولیان کو اس نکاح کا فسخ کرانے کا حق ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

السائل بہدائیم معرفت مولوی مشتاق احمد صاحب، مسجد شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) اگر وہ کہتا ہے کہ غلطی سے یہ بات زبان پر آئی میرا عقیدہ یہ نہیں ہے تو کفر لازم نہیں آتا ورنہ نکاح ٹوٹتا ہے۔
(۲) نکاح صحیح ہے۔ شرط پوری کرنا ضروری ہے۔ اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ نکاح شروط سے فاسد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر پکھری روڈ
صفحہ ۳۷۸

نبی کے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنا ہرگز اسلامی عقیدہ نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین ایسے آدمی کے متعلق کہ جو اللہ تعالیٰ کو وحده لا شریک لہ اور اس کے تمام احکامات کو اور اس کے تمام رسولوں کو برحق تسلیم کرتا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل الانبیاء اور خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرتا ہے اور حیاۃ النبی جنتا ہو و اولیاء اللہ کی کرامات کا معتقد نہیں صرف نبی اکرم کو ہر جگہ ہر وقت حاضر ناظر تسلیم نہ کرتا ہو تو کیسے ہے ایسا آدمی مسلمان ہے یا نہیں۔ اور اس کے پیچھے نماز و رست ہے یا نہیں۔ بعد دلائل واضح تحریر فرمادیں۔ نیز یہ بھی تحریر فرمادیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر ناظر تسلیم کرنا شرائط ایمان میں داخل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو قرآن مجید یا حدیث شریف میں امر جو صحیح طور پر ہو تحریر فرمادیں۔

فقیر عالم وادریاں رکن الدین تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

یہ بات واضح اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر برآں و ہر مکان میں ماننا کوئی اسلامی عقیدہ نہیں ہے اور نہ ہی ایمان کے شرائط و ارکان میں اس کا کوئی دخل ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے ہمارے ائمہ مشہور امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم سے تمام عقائد اسلامیہ نقل فرمائے ہیں۔ اس رسالہ کا اردو ترجمہ بھی ہو

پکا ہے جس کا نام عقیدہ بخاوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور کتب خانہ صدیقہ ملتان سے تین آنہ میں مل سکتا ہے۔ اس کا غور مطالعہ فرمائیں اس میں تمام صحیح عقائد اسلامیہ درج ہیں اور اس میں اس عقیدہ کا نام و نشان بھی نہیں ملتا ہے اس لیے اہم مذکور فی السؤال کے اگر اور عقائد صحیح ہیں تو محض اس بنا پر کہ وہ حاضر و ناظر کا عقیدہ نہیں رکھتا امامت سے الگ کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مودودی صاحب نے تفہیمات میں حدود کے متعلق جو کچھ لکھا ہے کیا وہ درست ہے

مغربی پاکستان کے صوبائی اسمبلی میں جو بل پیش کیا گیا وہ بالکل درست ہے

اگر حکومت بینک کے نظام کو درست کرنے کے لیے وقت مانگے

بیت المال اور چور کا ہاتھ کاٹنا جاری نہ کرے کیا یہ ظلم ہوگا

﴿س﴾

محترم المقام جناب مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب! مہربانی فرما کر تفہیمات حصہ دوم مرتبہ جناب محترم ابوالاعلیٰ مودودی ص ۲۸۰ قطعہ ۱۰۰ دوسرے شرعی حدود کا غور سے مطالعہ فرمادیں اور مکمل غیر جانبداری اور جماعتی تعصب سے بالاتر ہو کر بحیثیت مفتی فتویٰ دیں کہ عبارت تفہیمات شرع و اسلامی نظریات کے مطابق ہے یا اس تحریر میں اسلام کے خلاف نظریہ پایا جاتا ہے۔ کیا ان عقائد پر یقین رکھنے سے دین میں خرابی واقع ہو جاتی ہے یا یہ فروعی قسم کا مسئلہ ہے۔ کیا کفر یہ عقائد تو نہیں۔

شیخ محمد یعقوب ناظم دفتر خازن جمعیۃ علماء ملتان شہر

﴿ج﴾

تفصیلی جواب کی فی الحال گنج نش نہیں کہ ایک ایک جملہ پر بحث کی جائے۔ اجماع طور پر اتنا عرض ہے کہ پورے مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں ہوں کہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے کوئی بات اس میں ایسی نہیں لکھی جو اسلام کے نظریہ حدود و قصاص کے خلاف ہو بلکہ بعض تعبیرات ابتداء میں ایسی ہیں کہ جو غلط ہیں ان سے اشتباہ ضرور ہوتا ہے لیکن آخر میں جہاں اس اشتباہ کو رفع کرنے کے لیے پورا مضمون دلالت کر رہا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ جو لوگ اس قانون کو وحشیانہ قانون کہتے ہیں وہ خود وحشی ہیں۔ صریح طور پر پہلی عبارت کی مراد کو واضح کر دیتا ہے۔ بعض حضرات اس عبارت کا منہ بعد کرنے سے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ صاحب مقالہ اجراء حدود و قصاص میں ترتیب کے قابل نہیں کہ جس دن اسلامی قانون کا نفاذ ہوگا اس دن حدود و قصاص کے اجراء کا اعلان نہیں کیا جائے بلکہ کچھ عرصہ تک اصلاح

معاشرہ کے لیے حدود و قصاص ملتی رکھا جائے گا۔ صاحب مقلد چونکہ زندہ موجود ہے ان سے استفادہ کر رہا جائے۔ اگر وہ اب ترتیب کے قائل ہوں اور حدود و قصاص کو ملتی یا مؤخر کرنے کے حق میں ہوں تو بے شک مجرم ہوں گے۔ جواب جماعتی تعصب سے بالاتر ہو کر مکمل غیر جانبداری کے تحت تحریر میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق پر استقامت دے۔ واضح رہے کہ مسئلہ کے اس تحریر پر تصور نہ کیا جائے کہ ہم سود و دی صاحب کے ساتھ ان کے تمام نظریات عقیدہ و فروغی فقہ حنفی کے بارے میں جو اختلاف ہمارے اور ان کے درمیان میں ہیں ہم متفق ہو گئے ہیں۔ ہمارے سود و دی صاحب کے ساتھ نظریاتی و فقہی جزئیاتی اختلافات کافی موجود ہیں جن میں ہم ان مسائل کے بارے میں انشاء اللہ صحیح مذہب حق کو دلائل کے ساتھ پیش کریں گے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی میں ایک بل پیش ہے جس کی رو سے پاکستان میں عصمت فردشی جرم قرار دے دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں بازار میں عصمت فردشی بند ہو جائے گی۔ مگر عورتوں کو بے پردہ بن سنور کر پھرنے سے، بازاروں سے، پبلک کے مقامات سے روکا نہ جائے اور نہ ہی کالجوں و تجربہ گاہوں و ہسپتالوں نیز کلبوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں مردوں کے اختلاط کو روکا جائے تو کیا اس صورت میں مجرموں کو سزا دینا ظلم ہوگا یا شرع کے حکم کے مطابق اسلامی حد نافذ کی جائے گی تو یہ ظلم ہوگی۔

﴿ج﴾

یہ بل مبارک ہے جس کے ذریعہ سے پاکستان میں عصمت فردشی جرم قرار دے دی جائے اور اس جرم کی سزا دینا اور شدہ کو سنگ رکھنا قانونی طور پر نافذ کیا جائے۔ یہ ظلم ہرگز ہرگز نہیں بلکہ عین رحمت اور شفقت ہے۔ اس سے فواحش و منکرات میں کمی ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ سکولوں کالجوں اور دیگر مقامات پر اختلاط مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے حتیٰ الامکان قانون سے اور وعظ سے اور تقریر سے وغیرہ جو بھی تشہیر و پروپیگنڈہ کے ذرائع مروج ہیں۔ ان سب سے کام لیتے ہوئے پوری کوشش فواحش و منکرات کو مٹانے کی کی جائے لیکن اگر منکرات و فواحش کو مٹانے کے لیے نہ جہاد ہو تب بھی اگر شرعی حد زنا (رجم، سنگسار کرنا) درے لگانا وغیرہ نافذ ہو سکتے ہوں تو نافذ کر دیا جائے ورنہ یہ سزا ظلم نہ ہوگی۔ جو شخص اس سزا کو ان حالات میں ظلم کہے اور یہ دعویٰ کرے کہ العیاذ باللہ میں اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو ظلم نہیں کہتا بلکہ اس حکومت یا معاشرہ کا ظلم کہتا ہوں۔ انہوں نے اس برائی کے قلع قمع کرنے کی چوری کوشش نہیں کی۔ انہوں نے تو نو من بعض و نکفر بعض پر عمل کر کے اپنے اوضار ظلم کیے ہیں یا ازیں قسم کی کوئی اور تاویل کرے تو اس

کی تاویل مقبول ہوگی اور اگر اس قسم کی تاویل نہیں کرتا اور بغیر تاویل کے قتل الہی کے نفاذ کو ظلم قرار دیتا ہے تو وہ کافر ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس میں کہ پاکستان کی قومی پارلیمنٹ میں اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سود ایک غیر اصولی فعل ہے۔ اسے بند کرنے کی مناسب صورت پر غور کیا جائے۔ اگر حکومت سود اور بنکوں کے نظام کو بد نئے کے لیے دس سال کی میعاد مقرر کر دے۔ عوام کو اسلامی حکومت کے تحت ابتدائی ضروریات بھی مہیا نہ کرے۔ زکوٰۃ کو جمع کر کے بیت المال بھی قائم نہ کرے۔ ملک میں کثرت جرائم خصوصاً چوری کو ختم کرنے کے لیے چور کو اسلامی سزائیں ہاتھ کے کاٹنے کا قانون بنا دے تو کیا یہ ظلم یا دہرا ظلم ہوگا یا

﴿ج﴾

حکومت کا سود اور بینک کے نظام کو بد نئے کے لیے دس سال کی میعاد مقرر کر لینا غلط ہوگا اور ممبران پارلیمنٹ کا فرض ہوگا کہ اپنی طرف سے پور زور خرچ کریں کہ اس حرم فعل اور لغت کو ایک لمحہ برداشت نہ کیا جائے اور عوام کے لیے ابتدائی ضروریات مہیا کرنا حکومت کا جو فرض بتایا جا رہا ہے حاصل ہیں اور زکوٰۃ اموال باطنہ کی عوام المسلمین اغنیاء کو خود ادا کرنا فرض ہے۔ حکومت کے فرائض میں اموال باطنہ کی زکوٰۃ جمع کرنا ضروری نہیں۔ کثرت جرائم کو ختم کرنے کے لیے چور کو اسلامی سزا دینا اول یوم سے لازم ہے اور یہ ظلم نہیں عین شفقت ہے۔

اگر کوئی شخص اس صورت حالات میں حدود و قصاص وغیرہ کے اجراء کو اس تشریح کے ساتھ ظلم کہے کہ یہ پارلیمنٹ کے ممبران یا حکومت یا معاشرہ یا سوسائٹی کا ظلم ہے کہ انہوں نے بعض اسلامی احکام کو چھوڑ کر بعض کو نافذ کیا۔ یہ انہوں نے (مخلوق پر یا قوم پر) ظلم کیا اور ظلم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کرتا۔ تو ایسی صورت میں یہ تاویل محتمل ہے۔ قائل سے دریافت کیا جائے کہ کیا اس کی مراد یہ ہے؟ اگر وہ یہ مراد لے تو اس پر کفر وغیرہ کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔

اگر وہ اس تشریح کو تسلیم نہیں کرتا اور حدود و قصاص کے اجراء کو مطلقاً ظلم کہتا ہے تو وہ کافر ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرکت اور مضاربہ کا بیان

کیا یہ درست ہے کہ مضاربہ میں اصل سرمایہ کی زکوٰۃ سرمایہ دار کے ذمہ ہے
اگر مضارب کا نفع بہت تھوڑا ہو اور زکوٰۃ اس کے حصہ سے ادا کی جائے
تو شاید آئندہ سال بھی اس کو کچھ نہ بچے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مضاربہ کی صورت میں دو آدمی شرکت میں کاروبار شروع کرتے
ہیں۔ شریک اول سرمایہ لگاتا ہے اور محنت بھی کرتا ہے شریک ثانی صرف محنت کا شریک ہے۔ منفع کی تقسیم اس طرح
ملے پاتی ہے کہ کل منفع کے تین حصے کیے جائیں گے۔ ایک حصہ سرمایہ کار اور ایک حصہ ہر دو شرکاء کا ہوگا۔ اس کاروبار
سے زکوٰۃ کے متعلق دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) اگر کاروبار کے مجموعی سرمائے سے یکجا زکوٰۃ نکالی جائے تو شریک
ثانی کو یہ اعتراض ہے کہ کاروبار کا سرمایہ صرف صاحب سرمایہ کی ملکیت ہے اور اس پر اسے علیحدہ منفع بھی ملتا ہے۔
لہذا سرمایہ میں زکوٰۃ سرمایہ دار کو ہی دینی چاہیے۔ کیا شریک ثانی کا یہ اعتراض ٹھیک ہے۔ (۲) کاروبار میں نفع نقصان
کی صورت میں بھی موجود سرمائے سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ اگر نقصان کی صورت میں کاروبار سے زکوٰۃ نکالی جائے تو
شریک ثانی کے حصہ کی زکوٰۃ سے ایک تہائی رقم اس کے اگلے سال کے منفع سے نکالی جائے گی۔ جبکہ اگلے سال بھی
زکوٰۃ کی رقم کا ایک تہائی حصہ اسے دینا ہوگا۔ ایسی حالت میں شریک ثانی کے لیے یہ زکوٰۃ نہیں رہی بلکہ سرمایہ دار کے
سرمایہ کی زکوٰۃ کا ایک حصہ واکرنے کا ٹیکس ہو جاتا ہے۔ کیا یہ صورت زکوٰۃ کے اصل مقصد کے منافی نہیں ہے۔ ان
کے جوابات ارشاد فرمائیں۔

﴿ج﴾

مضاربہ میں جب رب المال خود کام کرنے اور اس کا عوض لینے کو تھیرا لیتا ہے تو عقد فاسد ہوتا ہے۔ فاسد عقد کی
صورت میں مضارب کو اجر مثل یعنی اس کی محنت کے مطابق اجرت ملے گی جو دو تجربہ کار عادل اشخاص کے ذریعہ ملے گی
جائے گی۔ مال اور نفع دونوں رب المال ہی کے ہوں گے۔ ان کے ساتھ مضارب کا کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کی زکوٰۃ کا
اس سے کوئی تعلق۔ سب کچھ رب المال کے ذمہ ہے۔ لو شرط رب المال ان يعمل مع لمضارب فسد
شامی جلد ۵ ص ۶۴۵ ان فسدت فلا ربح للمضارب حیث مل له اجر مثل عملہ مطلقاً ربح او
لا ص ۶۴۶ ج ۵ (در مختار)

مشرک کا رو بار کرنے والے بھائی برابر کے حصہ دار ہوں گے اگرچہ عمل میں تفاوت ہو

﴿س﴾

(۱) حلیہ بیان ہے کہ ہم تین بھائی جو عمر میں ایک دوسرے سے چار پانچ سال چھوٹے بڑے ہیں بعد فوتگی بزرگوار کے چونکہ والدہ رحمۃ اللہ علیہا زندہ تھیں ہم تینوں بھائی یکجا تھے۔ سب کچھ مشترک تھا نفع نقصان یک تھا۔ دوسرے کے ماتحت چلتے آئے۔

باپ کے متروکہ مال میں یا بصورت قرضہ مل جل کے کاروبار کرتے رہے۔ اس کاروبار کی آمدن والدہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس جمع ہوتی رہی۔ اس آمدنی میں سے گھر میں مشترک طور پر ہر طرح کے خرچ اخراجات ہوتے رہے۔ بعد فوتگی والدہ کے بڑے بھائی نے بیس بائیس سال کی عمر میں بھائی کی وار روپیہ خفیہ طور پر اٹھ کر اپنے قبضہ میں کیا بعد گھر کے خرچ میں تنگ کرنے لگا اور کاروبار و ان چیز کو بھی اپنی واحد ملکیت کہنا شروع کیا۔ ہم نے اپنے حق و حصہ ہونے کا چند بار مطالبہ کیا لیکن وہ حق و حصہ دینے کو تیار نہیں۔ اب یہ گزارش ہے کہ حضور وانا خود اندازہ فرمائیے کہ ایک گھر میں تین بھائیوں کا نفع نقصان ایک ہے عمر میں بھی ایک دوسرے سے چار پانچ سال چھوٹے بڑے ہیں۔ بھائی گھر اور وطن میں ہوئی ہے بغیر ہم دو بھائیوں کے امداد سے بڑے بھائی نے یہ کئی کس طرح کی ہوگی۔ برائے نوازی قوی فتویٰ شرعی سے مشکور فرمائیں جس میں کتاب کا پورا حوالہ ہوتا کہ ہم مظلومان حق تلفی سے بچ جائیں۔

غلام فرید صاحب ڈیرہ اسماعیل

﴿ج﴾

باپ کے متروکہ مال میں اگر بھائی مل کر کاروبار کرتے ہیں یا مشترک قرضہ لے کر کاروبار ہر ایک کرتا ہے صورت میں سب بھائی برابر کے حق دار ہوں گے۔ اگرچہ عمل میں تفاوت ہو۔ اصل مال میں چونکہ مساوات قرضہ بھی جس نے لیا ہے دوسرے کی مرضی سے لیا گیا ہے۔ اگر نقصان ہو جائے تب بھی اکٹھا برداشت کریں۔ اس لیے نفع بھی مشترک ہوگا۔ کسی ایک بھائی کا قبضہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ وکذا لک لو اجتماع اخوة یعملون ترکة ابیہم ونما المال فہو بینہم سویۃ ولو اختلفوا فی الرائی والعمل شامی کتاب الشریکۃ ج ۳۲۵

عمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

جب حج بدل کی وصیت اگر میت نے مرنے سے قبل کی ہو تو دیگر شریکوں پر پورا کرنا لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) زید، مدار شخص تھا۔ اس پر حج کرنا فرض تھا۔ اپنی زندگی میں فرض ادا نہ کر سکا۔ بعد از فوتگی ورثاء زید کا ارادہ ہے کہ ہم زید کی طرف سے حج بدل ادا کر دیں۔ آیا یہ حج بدل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔
- (۲) بصورت جواز کے شخص کو حج بدل کرنے کے لیے بھیجا جائے۔ اہل علم یا بے علم کو۔
- (۳) میت کی طرف سے حج کرنا حج بدل ادا ہو گا یا نہیں۔ فرض یا نفل۔
- (۴) یہ کس جگہ سے آدمی بھیجا جائے وطن اصلی سے یا وطن اقامت سے۔
- (۵) وارثوں کو بھی ثواب ہو گا یا نہیں۔

تحصیل راجپور بمقام روحان ضلع ڈیرہ غازی خان
مسجد جامع میرٹھ شیر خاں مزاری محمد عبدالحق امام مسجد و خطیب

﴿ج﴾

- (۱) زید پر اگر حج فرض تھا اور وہ زندگی میں ادا نہ کر سکا لیکن اس نے وصیت کی ہے کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے تو اس صورت میں اس کے روپیہ سے حج بدل کرنا ضروری ہے اور اگر زید نے حج کی وصیت نہیں کی تھی تو اس صورت میں بہتر ہے کہ اس کی طرف حج بدل کرایا جائے۔

(۲) اہل علم کو بھیجا جائے۔ تاکہ مناسک حج پورے صحیح سنت طریقہ سے ادا کر سکے۔

(۳) زید کی طرف سے فرض حج ادا ہوگا۔

(۴) دونوں جگہ سے بھیجنا درست ہے۔

(۵) وارثوں کو بھی ثواب ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

محمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

سرکاری ملازم کو جو جی پی فنڈ ملتا ہے کیا دوسرے بھائی اس میں شریک ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیں مسئلہ کہ زید، عمر، بکرتیوں بھائی باہم شریک ہیں۔ تمام آمد و خرچ و نان و نفقہ

مشتکہ ہے۔ ان میں سے ایک بھائی (بکر) ملازم ہے جس کا حکمانہ طور پر فنڈ جمع ہوتا ہے۔ جو رٹاری کے وقت مشت ملا تو اس فنڈ پر بھی تینوں بھائیوں کا مساوی حق ہے یا نہیں۔

سائل نور محمد خان ولد خان

﴿ج﴾

اس فنڈ میں تینوں بھائی شریک نہ ہوں گے۔ بلکہ جس کو یہ فنڈ ملا ہے یہ اس واحد کا ملک شمار ہوگا۔ یہ تینوں اموال میں شریک ہوں گے جو تینوں لاکرا کٹھا رکھ کر خرچ کرتے ہوں اور اس میں سے ہر ایک کی آمد و خرچ کا حصار رکھا گیا ہو۔ تو تب وہ تینوں اس مال میں حصہ برابر شریک ہوں گے اور جو فنڈ اس ایک نے وصول کیا ہے اور دوسرے مشترکہ اموال کے ساتھ غلط نہیں کر چکا ہے۔ بحيث لا يتميز تو اس میں یہ سب شریک شمار نہ ہوں۔
وفي الشامية ص ۳۰۷ ج ۳ فاذا كان سعيهم واحدا ولم يتميز ما حصله كل واحد منهم بما يكون ما جمعه مشتركاً بينهم بالسوية وان اختلفوا في العمل والرأى كثرة وصوابا كما امر في الخيرية وما اشتراه احدهم لنفسه يكون له ويضمن حصة شركائه من ثمنه اذا دفعه من الممتلكات وكل ما استدانه احدهم يطالب به وحده الخ والله تعالى اعلم

حرره عبداللطيف غفر له معين مفتي مدرسه قاسم العلوم

اگر ایک بھائی نے مشترکہ زمین سے اپنا حصہ فروخت کر دیا تو مشتری دوسرے بھائیوں کے ساتھ شریک ہو جائے گا

﴿س﴾

ہنگل، پاندھی، پیر بخش تین بھائی ہیں۔ ان تینوں کی زمین مشترکہ ہے اب ان میں سے کسی ایک نے اپنی زمین یعنی مشترکہ زمین فروخت کر دی ہے۔ کیا شرعاً یہ بیع دوسرے بھائیوں کی طرف سے نافذ ہوگی۔ بشرطیکہ بائع کو بھائیوں کا نام نہ ہو یا اجازت نامہ نہیں ہے۔

حفظ رب نور تحصیل تونسہ شریف ضلع اریہ غازی

﴿ج﴾

ایک بھائی نے جب مشترکہ زمین سے اپنا حصہ کسی شخص پر فروخت کر دیا تو شرعاً یہ بیع صحیح ہے۔ اگرچہ بھائیوں کی اجازت نہ بھی ہو اب وہ خریدنے والا شخص ان دونوں بھائیوں کے ساتھ زمین میں شریک ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفر له نائب مفتي مدرسه قاسم العلوم

رب لعل اگر مضارب سے یہ شرط رکھ دے کہ ہر چیز پر الگ الگ منافع دو گے تو جائز نہیں ہے کنویں پر زکوٰۃ خرچ نہیں کی جاسکتی، سونے کے ٹن اور گھڑی کے لیے چین جائز ہیں

لیکن احتیاط اولیٰ ہے

﴿س﴾

(۱) گزارش ہے کہ ایک شخص یعنی زید اپنا روپیہ دوسرے شخص بکر کو ان شرائط پر دیتا ہے کہ بکر س روپے کے عوض یہ شیا خرید کرے گا اور ہر چند کے عوض دو آنہ یا چار آنہ (جو طے ہو جائے) فی چند بطور منافع یا آڑھت زید کو دے گا۔ زید کو ان اشیاء کی تفصیل بھی بتادی گئی ہے۔ کیا وہ آڑھت یا منافع زید کو لینا جائز ہے دیگر کا زید پتہ سے یا دفرمائیں۔
(۲) کیا کنویں پر زکوٰۃ کا استعمال جائز ہے۔

(۳) مرد کے لیے سونے کے ٹن اور گھڑی کا چین لگانے کے متعلق شرعی احکام کیا ہیں۔

﴿ج﴾

(۱) یہ صورت جائز نہیں ہے۔ جائز صورت فقط یہ ہے کہ کسی کو تجارت کے لیے روپے دیے جائیں اور یہ طے کیا جائے کہ نفع میں اتنا حصہ ۲ یا ۳ را وغیرہ تمہارا ہوگا۔

راس المال اس کا محفوظ ہوگا۔ اگر بالفرض نفع ہو گیا تو اس کو طے شدہ حصہ کے مطابق تقسیم کر دیا جائے اور اگر نہ ہو تو وہ ملک کا ہوگا۔ اس میں کام کرنے والا شریک نہیں ہوگا۔ اس کو عقد مضاربہ کہتے ہیں۔ صورت مذکورہ جائز نہیں۔ ایسا قرضہ دینا حرام ہے۔ کل قرض جو نفعاً فہو حرام (حدیث)

(۲) زکوٰۃ میں کسی کے ملک کو دینا ضروری ہے جب تک ماں کو کسی مسکین وغیرہ کے ملک میں نہ کیا جائے زکوٰۃ نہ ہوگی۔ مسجد یا کنویں وغیرہ پر صرف کرنے سے چونکہ کسی مسکین کے تملیک نہیں ہوئی اس لیے صحیح نہیں۔

(۳) سونے کے ٹن جائز ہیں۔ ولا باس بازرار الذهب (در مختار)

گھڑی کا چین بھی جائز ہے۔ والخیط الذی تربط به الساعة (شامی) لیکن اس کے استعمال سے احتیاط اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسه قاسم العلوم ملتان شہر

تین بھائیوں کی جب مشترکہ زمین تھی

ایک نے بعض حصے میں درخت باغات لگائے اب تقسیم کیسے ہوگی

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مر گیا۔ اس نے اپنے تین لڑکے چھوڑے۔ محمد بخش، نور محمد اور تیسرا مثلاً زید۔ کئی سال کے بعد زید مر گیا۔ اس کا لڑکا ہے محمد فضل اور اس لڑکے کی والدہ سے اس کے چچا محمد بخش نے نکاح کر لیا تو محمد فضل اس کے گھر رہا۔ تو زمین میں یہ تینوں مشترک تھے۔ پھر محمد بخش نے زمین کے کچھ حصہ میں باغ لگایا اور کچھ حصہ میں شیشم کے درخت لگوائے۔ باغ لگانے کے کئی سال بعد نور محمد نے تقسیم کا مطالبہ کیا۔ تو تقسیم کے وقت محمد بخش نے کہا کہ یہ زمین جس میں باغ ہے یہ میری ہے۔ میں نے اس لیے باغ لگایا کہ میں لوں گا۔ یہ باغ والی زمین تو انہوں نے باہمی تقسیم کر لی کہ زمین میں جو درخت ہے وہ اسی کے ہوں گے۔ جس کے حصہ میں وہ زمین آئے گی مثلاً کھجوریں وغیرہ ذلک۔ لیکن شیشم کے درخت مشترک چھوڑ دیے اور وہ زمین جس میں شیشم ہیں وہ اور جو باغ والی زمین ہے اور باغ مستقل محمد بخش اور محمد فضل کے حصہ میں آ گیا۔ جب وہ لڑکا محمد فضل بالغ ہوا تو اس نے محمد بخش سے اپنے حق کا مطالبہ کیا اور تقسیم کرنی چاہی تو محمد بخش نے کہا کہ بھائی جس زمین میں باغ ہے یہ تو میری ہے میں نے باغ اس نیت سے لگایا تھا کہ یہ باغ اور زمین جو باغ والی ہے میں خود لوں گا۔ یہ تو میں کسی کو نہیں دوں گا پھر وہ شیشم والی زمین محمد فضل کو دے دی اور شیشم بھی اسی کو دے دیے۔ پھر نور محمد نے مطالبہ کیا کہ یہ شیشم کے درخت اس وقت لگائے تھے جبکہ ہم سب کی مشترکہ زمین تھی۔ لہذا مجھے اس کا حصہ ضرور دو میں لوں گا۔ محمد فضل نے کہا کہ نہیں بھائی یہ زمین جب میری ہے تو شیشم بھی میرا ہے تو پھر یہ فیصلہ ہوا کہ کل ۳۱ عدد ہیں ہر ایک کو سات عدد آئیں گے لیکن محمد فضل نے ان سب کو کاٹ لیا۔ اس نے کہا کہ میں کسی کو نہیں دیتا تو نور محمد نے دعویٰ کر دیا۔ حکومت میں کہ میرا جو بھائی حصہ ہے شیشم میں وہ انہوں نے کاٹ لیا۔ لہذا مجھے دینا چاہیے تو محمد فضل نے کہا کہ اگر آپ شیشم سے حصہ لیتے ہو تو مجھے باغ سے حصہ دو۔ ورنہ میں یہ نہیں دوں گا باغ میں حصہ دینے سے محمد بخش انکار کرتا ہے کہ میں نے اس پر بہت کچھ خرچ کیا۔ گویا میں نے اپنی دوسری زمین کو بیچ کر اس باغ پر خرچ کیا۔ میں کسی صورت میں باغ سے حصہ نہیں دوں گا اور محمد فضل نے کہا کہ آپ نے جو زمین بیچی تھی اس رقم کو اس باغ پر تو نے خرچ نہیں کیا اور باغ میں جتن تو نے محنت کی اتنی محنت میں نے بھی کی ہے۔ پانی وغیرہ ذلک میں نے بھی پلایا ہے۔ جبکہ میں آپ کے ساتھ تھا۔ ایک ہی گھر میں تھا تو میں حصہ لوں گا۔ کیونکہ میں بھی تو کام کرتا رہا ہوں۔ اب آپ یہ فرمائیے کہ آیا محمد فضل باغ سے حصہ لینے کا حقدار ہے اور نور محمد اس شیشم کے درختوں سے جو کہ محمد فضل کی زمین میں ہے حصہ ہیں اس کو دیا جائے یا نہیں دینا چاہیے۔ ان کا باقی کسی زمین کی تقسیم میں اختلاف نہیں۔ صرف اس باغ اور شیشم کے درختوں میں اختلاف ہے۔ ان کی تقسیم اور فیصلہ کس طرح ہوگا۔

(ج)

صورت مسئلہ میں بظاہر صحیح فیصلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد فضل سات درختوں کی قیمت نور محمد کو دے دے اور باقی شیشم کے چودہ درخت اور تمام باغ کے درخت محمد فضل اور محمد بخش میں بخصہ مساوی مشترک تصور کیے جائیں گے اور یہ دونوں ان کی مالیت کو بخصہ مساوی تقسیم کر لیں اور کی زیادتی دے لے لیں۔ نیز حکم اور ثالث اس فیصلہ کو بطور مصالحتین پرے کا پورا نافذ کرادیں۔ اب صحیح نہ ہوگا کہ درختوں کی قیمت نور محمد کو دلوا کر باقی تمام درخت اور باغ متنازع فیہ صورت میں رہنے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

دوسرے شریکوں کی مرضی کے بغیر کسی رشتہ دار کو مشترک چیز میں شریک کرنا جائز نہیں ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اندر میں مسئلہ کہ زید، عمر، بکر تین حصہ دار ایک دکان کے اندر شامل ہیں۔ زید زبردستی اپنے رشتہ داروں کو حصہ دار بناتا ہے اور اس کا زبردستی سینہ زوری کر کے حصہ کر دیا ہے۔ وہ حصہ دار بکر، عمر حصہ دینے سے نعت ناراض ہیں۔ مگر زید اپنی سینہ زوری سے اپنے رشتہ داروں کو حصہ دار قرار دیتا ہے۔ دکان مذکور بہت تنگ ہے جس کے اندر تقسیم بھی نہیں ہو سکتی۔ مجبور حصہ داری میں کام کرنا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں جب زید زبردستی دوسروں کو حصہ دیتا ہے تو کیا حکم ہے۔

سائل اللہ دین اندرون گیٹ ملتان

(ج)

شرعاً زید کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے دوسرے شریکوں کی مرضی کے بغیر کسی کو شریک کر سکے۔ اس لیے زید زبردستی کرتا ہے تو ظلم کرتا ہے اس کے رشتہ داروں کو وہاں سے نکلنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ فلاں ملک کی کرنسی میرے لیے خرید لینا

میں اتنی رقم بطور مضاربہ استعمال کروں گا

(س)

عرض ہے کہ بندہ نے آپ سے مسئلہ اس المال مضاربہ کی بابت دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کراچی سے

سے ملی ہے اور میں ہی اس کا واحد مالک ہوں۔ حالانکہ اس قطعہ زمین کی خرید پر اخراجات وغیرہ میں حسب سابق باقی چار برادران شریک ہیں۔

(۱) کیا اس صورت میں مذکورہ قطعہ زمین میں جملہ برادران برابر شریک ہیں یا نہیں۔

(۲) کیا از روئے شریعت اس ایک بھائی کی ہی ملکیت ہے۔ بیوقوف جروا

سردار گوہر الرحمن لٹڈ بازار ہزارہ

﴿ج﴾

اس مذکورہ قطعہ میں بھی جملہ برادران برابر کے شریک ہیں۔ جبکہ اس زمین کی قیمت اور دیگر اخراجات مشترک مال سے ادا کیے گئے ہیں اور خریدتے وقت بھی یہ تصریح نہیں کی ہے کہ یہ میں اپنی ذات کے لیے خرید رہا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رب المال نے اگر مضارب کو خاص مال کا پابند کیا ہو تو دوسرا جائز نہیں اور محض مشورہ دیا ہو تو جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ایک ہزار روپیہ نقد مضاربیت پر دیا۔ بکر کو اس طور پر کہ بکر تیل یا کپڑا خرید کر کے ادھار پر فروخت کرے گا۔ مدت سال یا کم لیکن بکر نے بجائے تیل یا کپڑا کپس خرید کی اس طور پر کپس کی قیمت مقرر کر کے رقم پیشگی دے دی۔ مثال ایک من کپاس کی بیج فی من بیس روپے مقرر کی اور کپس وقت منترہ وصولی ماہ پوہ میں لے گا۔ غرض یہ ہے کہ ایسی صورت میں حلال ہے یا حرام ہے اور کیا حکم ہے۔ بیوقوف جروا

المستفتی عبد الحمید صاحب

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں بکر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تیل کپڑے کے بجائے کپس خریدے۔ اگر خرید لی تو گنہگار ہوگا اور مالک سے معاف کرانا ضروری ہوگا۔ جبکہ اس نے کپاس خریدنے کا معاملہ کر لیا ہے تو اگر اس معاملہ کو ختم کرنا ممکن ہو تو فوراً ختم کر دے اور اگر ختم کرنا ممکن نہیں تو اس میں اگر نفع ہو تو وہ نفع بکر کو ملے گا اور اگر اس میں نقصان ہو تو اس نقصان کا ذمہ دار بھی بکر ہے اور نفع و نقصان ہر صورت میں بکر پر زید کا ایک ہزار روپیہ قرض ہو جائے گا جس کا زید ہر وقت مطالبہ کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم الاصل فیہ ان رب المال متی شرط علی المضارب شرطاً فی المضاربة ان كان شرطاً لرب المال فیہ فائدة لانه یصح ویجب علی المضارب مراعاته والوفاء

مجھے لکھا ہے آپ میرے لیے دو ہزار کے افغانی نوٹ خرید کر کے رکھیں۔ میں یہاں پر آپ کے لیے دو ہزار کا مال لے کر فروخت کروں گا اور اس منافع میں ہم شریک ہوں گے۔ یہ مسئلہ ہم نے اپنے مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیسے ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مضاربیت میں اس المال دست بدست شرط ہے۔ اس لیے آپ سے عرض ہے کہ آپ تحقیق کر کے لکھیں کہ مسئلہ جائز کس طرح ہے۔

سائل حاجی الف خان ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں مضاربیت واقعی غیر صحیح ہے۔ مضاربیت میں یہ ضروری ہے کہ رب المال کا مال مضارب کے سپرد کر دیا جائے اور وہ اس مال میں رب المال کے وکیل کی حیثیت سے تصرف کرے۔ ہدایہ (ص ۲۵۶ ج ۳) میں ہے ولا بد ان یکون المال مسلماً الی المضارب ولا یدل رب المال فیہ لان المال امانتہ فی یدہ فلا بد من التسليم الیه اور وہ مال مضاربیت مضارب کے پاس امانت ہوتا ہے لیکن صورت مسئلہ میں تو مال مضارب کا اپنا ہے۔ اپنے روپوں سے کراچی میں مال خریدا ہے۔ نفع بھی اپنا ہے امانت بھی نہیں رب مال کا مملوک بھی نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ مضارب بن کر رب مال کو نفع میں سے نصف دے۔ اگر وہ افغانی نوٹ خریدنے والے کو اس کام کی اس طرح کوئی اجرت دینا چاہتا ہے وہ بھی جائز نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ شعبان ۱۳۷۵ھ

مشترکہ مال سے خریدی گئی زمین میں سب بھائیوں میں مشترک ہوگی ایک کا دعویٰ کرنا غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پانچ برادران اعیانی مسلمان سردار خان، گوہر رحمن خان، حیدر زمان، میاں خان، صفدر خان جملہ برادران اپنے والد کی موجودگی میں اور بعد وفات تاحل برسر روزگار مشترک چلے آتے ہیں۔ اب کسی وجہ سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ مسئلہ ہے کہ جملہ برادران مذکورہ اپنی آمدن مشترکہ طور پر ہی خرچ کرتے رہے ہیں۔ مثلاً بیاہ شادی، تعلیمی اخراجات وغیرہ اور زمین کی خرید مشترکہ آمدن سے ہوتی رہی ہے اور جملہ برادران برابر کے شریک ہیں۔ اب ایک بھائی نے جو سب سے بڑا ہے اور جملہ امور خانگی خرید و فروخت زمین وغیرہ انہی کے ہاتھ سے ہوتی رہی ہے (تاحل) اس نے ایک قطعہ اراضی حکومت سے قسطوں پر خرید ہے۔ اس میں دوسرے بھائیوں کو اس وجہ سے شریک نہیں سمجھتا کہ مذکورہ قطعہ زمین مجھے سابقہ فوجی ہونے کی حیثیت

خریدی اور تقریباً ڈیڑھ سال تک ہم اس پر مشترکہ طور پر کام کرتے رہے۔ بعد تقسیم کا مطالبہ کیا تو بڑے بھائی نے کہنے لگے کہ یہ چکی میں نے اپنے سے خریدی ہے اور باقی دوسرے بھائی کتبے ہیں کہ نہیں بلکہ چکی ہم تمام بھائیوں نے مشترکہ خریدی ہے۔ کیونکہ مشترکہ رقم سے خریدی گئی ہے۔ جواب سے شرف فرمائیں۔

اموالہ دین تحصیل سے خیل ڈاک خانہ خاص ضلع وارانہ

﴿ج ۱﴾

ترکہ تسمیہ نہیں ہوا۔ بعد اسی مشترکہ ترکہ میں سب بھائیوں نے اپنی ہمت اور یہ وقت و فراغت کے مطابق کام کیا۔ جس سے پہلی چکی اور پھر دوسری چکی خریدی گئی۔ یہ شرکت ٹک تھی۔ جیسا کہ مذکورہ شامی وغیرہ رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے۔ يقع كثيرا من الملاحين وسحوهم ان احدهم يموت فنقوم اولاده على تركته فلا قسمه ويعملون فيها من حرث وراعة وبيع وشراء واستدانة وسحو ذلك وتارة يكون كسرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بامرہ كل ذلك على وجه الاطلاق والتفويض لكن لا تصریح بلفظ المفوضة (الى ان قل) وداکان سعيهم واحدا ولم يتمير ما حصه كل واحد منهم بعمده يكون ما مجموعه مشتركاً بينهم بالسوية وان اختلفوا في العمل والرأى كثرة وصواما كما افشى به في الحريه ھـ ۳۰ ج ۲ وشرکت ملک میں زیادتی و منافع بھی رس ماب (اشان مشترکہ) میں تمام اشتراک کے مطابق ملوگ ہوتے ہیں۔ کما فی کتاب الشریکۃ۔

نیز مندرجہ حوالہ میں بھی مصرح ہے کہ جیسے اصل ترکہ مشترک ہوگا ایسے ہی اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی مشترکہ ہوگی۔ اس صورت مسئلہ میں حسب بیان سائل چونکہ یہ مشین ترکہ کی مشترکہ آمدنی سے خریدی گئی ہے لہذا یہ بھی تمام رتوں میں مشترکہ ہوگی۔ مولوی گل محمد صاحب کی علیک خاص کا دعویٰ خلاف ظاہر ہے۔ جب تک مولوی صاحب موصوف بذریعہ شہادت یہ ثابت کر دیں کہ یہ مشین میں نے اپنی رقم سے خاص اپنے لیے خریدی تھی۔ ان کا دعویٰ مسوع نہیں ہوگا صرف اور قرآن واقعہ سبب ان سے دعویٰ کو رد کرتے ہیں۔ رد المحتار کی سابقہ عبارت اس کی کافی دلیل ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ جب تک کسی شریک کی خاص آمدنی سے حاصل کردہ چیز متمیز متعین نہ ہو سب شیا، مشترکہ تصور کی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ متنازعہ فیہ مشین یہی چیز نہیں۔ جس کے بارے میں دونوں فریقوں کو قسم ہو کہ یہ ایک فریق کی آمدنی خاص سے خریدی گئی ہے۔ پس بصورت نزاع جو فریق اس طریقے سے تحصیل اور اپنی ملکیت خاص کا مدعی ہے بار اثبات اس کے ذمہ ہوگا ورنہ اصل کے مطابق اشتراک ثابت رہے گا۔

بڑا بھائی مولوی گل محمد دوسرے بھائیوں کی جانب سے خریداری مشین میں وکیل ہے جیسا کہ مشورہ کرنے اور پھر خریداری کے لیے پہنچنے سے ظاہر ہے وکیل و موکل میں مشترکہ کے بارے میں اگر نزاع ہو جائے تو بصورت کاذب

”حکیم نقد“ پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی راء الی شمس موکل کے مال سے مولیٰ سب تو چیز موکل کی ہوئی ورنہ وکیل کی۔ نقد موکل کی طرف ضافت عند بھی نہ ہوئی نہیں۔ کما فی ہدایۃ وان اصابہ الی در اہم مطلقۃ فان ہواھا لامر فهو للامر وان ہواھا لنفسہ وان تکادما فی البیۃ بحکم القدر للاحتماع لانه دلالة ظاهرة علی ما ذکرنا ھـ ۱۸۳ ج ۳۔

پس صورت مسئلہ میں جب رقم مشترکہ ہوئی ہے اور دوسرے بھائی اس کی نیت اور ملکیت خاص کا انکار کرتے ہیں تو یہ مشین مشترکہ تصور کی جائے گی۔ اس لیے کہ مولوی صاحب موصوف خریداری و رقم کا اپنی ذاتی ملکیت ہونا ثابت کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بند محمد عبدالرشید اللہ منان مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح محمد عبدالرشید

الجواب صحیح محمد عبدالرشید مفتی شوری

الجواب صحیح بند محمد سحاق غفرہ

الجواب صحیح دولت خان عبدالرشید ساکن بازار موسی خیل

۷ شعبان ۱۳۸۵ھ

جب تمام اشتراک ہے اور تسمیہ بھائیوں کی نہیں ہوئی تو مشین میں مولوی گل محمد کا دعویٰ تخصیص غیہ ظاہر ہے۔

الجواب صحیح محمود عبدالرشید مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان

۲۲ شعبان ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح سید عبدالرحمن صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن بندری آزاد کشمیر

الجواب صحیح محمود عبدالرشید مفتی خاندانہ مشین زکی پٹیا لہ

اصحاب میں اجاب عبد سلام حطیب جامع مسجد کلاں ذریعہ سائل خان

جب مال کی تسمیہ نہیں ہوئی ہے تو جمع مال تمام وارثوں میں مشترک ہوگا۔ مولوی گل محمد کا چھ مال میں خصوصی

ملکیت کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ورنہ بصورت دعویٰ تخصیص ثبوت مولوی گل محمد کے ذمہ ہے نہ کہ دوسرے بھائیوں کے ذمہ۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان

۳۰ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

جب تمام بھائیوں کا حساب کتاب الگ ہو تو ایک بھائی کی خریدی ہوئی دکان مشترکہ نہیں ہو سکتی

﴿ج ۲﴾

کیا فرماتے ہیں مہربان دریں مسئلہ کہ ہم چار بھائی ہیں۔ جناب والد صاحب نے ہندوؤں کے زمانے سے ایک دکان کرایہ پر لے رکھی تھی۔ اس دکان کو خریدنے کے لیے جناب والد صاحب نے اپنے چار لڑکوں کو بد کر کہا کہ تم ملک سے کوئی دکان خرید کرنا چاہیے صلح کر کے مجھے بتاؤ۔ بند والد صاحب نے پہلے دو لڑکوں سے پوچھا کہ دکان کے

آڑھتی کو مضاربہ پر رقم دینا جائز نہیں ہے۔

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید آڑھت یعنی کمیشن کا کاروبار کرتا ہے جو ایک آنہ فی روپیہ لی جاتی ہے۔ زید سے کہتا ہے کہ میرے پاس روپیہ کم ہے تم روپیہ کی امداد کرو تو نصف آڑھت تم کو دوں گا۔ اس شرط پر بکر زید کو روپیہ دے دیتا ہے اور نصف آڑھت یعنی کمیشن لے لیتا ہے۔ ایسی صورت میں بکر کا نصف آڑھت لینا از روئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہے یا سود کے تحت آ جاتا ہے۔

﴿ج﴾

آڑھت کا کاروبار اگرچہ جائز ہے لیکن جس شخص سے آڑھتی نے رقم لی ہے اس نے فی الحقیقت یہ رقم مضاربہ پر دی ہے۔ مضاربہ میں اس رقم سے کوئی چیز خریدی جاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کے نفع کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ بظاہر آڑھتی اس رقم سے کوئی مال نہیں خریدتا بلکہ وہ دوسروں کا مال رکھ کر دلال کی حیثیت سے فروخت کرتا ہے اور اس کا کمیشن لیتا ہے اس لیے یہ مضاربہ جائز نہیں اور نہ رقم دینے والے شخص کو پنی رقم کے مددہ کچھ لینے کی اجازت ہے۔ بدست اگر آڑھتی اس رقم سے کوئی چیز خود خرید کر فروخت کرتا ہے تو اس کے نفع میں رقم دینے والا شخص شریک ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود غفرلہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۵ھ

والد صاحب کی زندگی میں بڑے بھائیوں نے جب مکان خریدا

تو اس میں چھوٹے بھائی شریک نہیں ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ہمارے والد صاحب بقید حیات تھے۔ اس وقت ہم والد صاحب کے ساتھ عرصہ ۲۵ سال سے کاروبار کرتے رہے تھے۔ اپنی شادیوں کے بعد بھی والد صاحب کے ساتھ ان کے احترام ہمدردی کاروبار میں شریک رہ کر میسرگی کو اختیار نہ کیا۔ ان کی زندگی میں بخوشی مکان نمبر ۱۸۸۱ اور ۱۸۸۵ ہم نے خرید کیے۔ ایک مکان ۱۸۸۱ بنام رحیم بخش اور ۱۸۸۵ بنام احمد بخش جو باضابطہ رجسٹری بیعہ علیحدہ علیحدہ موجود ہیں۔ قبلہ والد صاحب نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ یہ دو عدد بیچنا مے پڑھ کر اس سوال کا جواب تحریر فرمادیں۔ تقریباً دو سال کے بعد والد صاحب بقضائے الہی فوت ہو گئے۔ ان دو جائیداد میں باقی چھ بھائی مطالبہ کرتے ہیں کیا ان کا حق بنتا ہے۔

متعلق تمہارا کیا ار وہ ہے تو ان دونوں نے والد صاحب کو صاف جواب دیا کہ ہمارے پاس رقم نہیں ہے ہم دکان نہیں لیتے۔ اب جو سب سے بڑا لڑکا ہے والد صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تم دکان کے متعلق کیا کرنا چاہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں نے پہلے ایک دکان خریدی ہے۔ میں یہ دکان نہیں بیٹا۔ اب مجھے کہا کہ تم کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ جب یہ بھائی نہیں لیتے تو پھر میں خرید لوں گا۔ تمام بھائیوں کے انکار کے بعد میں نے اقرار کیا کہ رقم بھی دکان کی میں نے اپنی ذاتی طور سے ادا کی۔ جو رقم نیشنل بینک ملتان سینٹ کے ذریعہ داخل ہوئی ہے۔ اب وہ انکار بھی کرتے ہیں کہ دکان ہم میں گے۔ نہ ن کا پیر نہ ان کا وعدہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ رقم میں نے اپنی ذاتی طور سے دی ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ شریعت کے مطابق مفصل بتائیں کہ کس کا حق ہونا چاہیے۔

حافظ اللہ وسایا صاحب شجاع آباد

﴿ج﴾

اگر چاروں بھائیوں کا لین دین حساب و کتاب علیحدہ علیحدہ ہے آپس میں شرکت نہیں تو پھر جس بھائی نے اس دکان کو خریدا ہے یہ اس کی ملکیت ہے دوسرے بھائی اس میں شریک نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافاق مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۸۹ھ

رب المال کا مضارب کے ساتھ ۵۰ روپے طے کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید فرنیچر کا کاروبار کرنے کے لیے بکر سے ہزار روپیہ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کاروبار میں یقیناً نقصان نہیں ہوتا نفع ہی نفع ہوتا ہے اور اوسط نفع ماہانہ ہزار روپیہ میں تقریباً ایک سو روپیہ ہوتا ہے۔ زید اس واسطے کا نصف پچاس روپیہ ماہانہ بکر کو دینے کا فیصلہ کرتا ہے تاکہ اس (زید) کو حسب و کتاب نہ کرنا پڑے۔ آیا اس طرح کاروبار کرنا درست ہے یا نہیں۔ بصورت دیگر برائے مہربانی کوئی ایسی تجویز فرمادیں جو شرعاً جائز ہو اور زید کو حسب کتاب بھی نہ رکھنا پڑے اور بکر کو رقم کا نفع بھی ملتا رہے۔ عین نوازش ہوگی۔

عبد القادر غفرلہ معرفت قادری محمد صدیق رحمانیہ مسجد ناؤن ہال رحیم یار خان

﴿ج﴾

یہ صورت مضاربہ کی ہے اور فریقین مضاربہ میں سے ہر ایک کا حصہ معین اور شائع ہونا ضروری ہے۔ مثلاً نصف، ثلث وغیرہ کچھ خاص رقم مثلاً پچاس روپیہ مقرر کرنا جائز نہیں۔ لہذا صورت مسئلہ میں یہ کاروبار درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ محرم ۱۳۹۲ھ

(۲) والد صاحب کی زندگی میں عرصہ ۲۵ سال اور والد صاحب کے انتقال کے بعد عرصہ ۲۰ سال ہم نے تمام کاروبار کیا۔ ہم ان سے تنخواہ لینے کے حقدار ہیں۔

(۳) محترمہ والدہ صاحبہ ۱/۸ حصہ جو والد صاحب کی جائیداد سے حق وراثت ملتا ہے دو چھوٹے لڑکے والدہ صاحبہ کو مجبور کر کے وہی حصہ خود لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس مجبوری کے پیش نظر والدہ صاحبہ دینے کا خیال کرتی ہے۔ باقی چھ لڑکوں کو اپنے حصہ سے محروم یہ دو لڑکے کرانا چاہتے ہیں۔ لہذا والدہ صاحبہ کو اس بارے میں کیا کرنا چاہیے۔ آپ سب اپنے لڑکوں میں برابر تقسیم کر دیں یا ان دو چھوٹے لڑکوں کو دے دیں۔

حاجی احمد بخش، رحیم بخش، پسران شیخ بخش بیرون دہلی گیٹ ملتان

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت و تعان دونوں بیچ نامہ کو دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دونوں مکان خریدنے والوں کی ملکیت ہے۔ دوسرے بھائیوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں بنتا۔ مکان ۱۸۸۱ صرف رحیم بخش کا ہے اور مکان ۱۸۸۵ صرف احمد بخش کا ہے۔

(۲) نہیں۔

(۳) اگر ولدہ صاحبہ دوسرے لڑکوں کے اصرار کے لیے ایسا کرے گی تو گنہگار ہوگی اس کے لیے ضروری ہے اگر اپنی زندگی میں اپنا حصہ تقسیم کرنا چاہتی ہے تو کسی کو مجبور نہ کرے۔ معمول طور پر کسی بیشی کرنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم بندہ محمد اسحاق غفر اللہ تعالیٰ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اپنا ویزہ دوسرے پر اس شرط سے فروخت کرنا کہ سعودی عرب پہنچنے کے بعد واپس کرنا ہوگا

کیا باپ کی زندگی میں بیٹا اس کی اجازت کے بغیر قربانی کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی عربستان کا ایک ویزہ لایا یعنی حکومت نے اجازت کے طور پر ایک ٹکٹ دے دیا پھر اس آدمی نے دوسرے کو دس ہزار یا پندرہ ہزار روپے پر بیچ دیا یعنی فروخت کیا اور کہا کہ جب بیچ جائے تو یہ ٹکٹ واپس کرنا ہوگا تو اس کی بیع جائز ہے یا نہیں۔

(۲) ایک آدمی کے چار یا پانچ بیٹے ہیں۔ تجارت کرتا ہے یعنی وکیل ہے لیکن باپ بھی زندہ ہے تو باپ کی اجازت کے بغیر یہ مینا عید کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں یعنی اس پہلے پر عید کی قربانی واجب ہے یا نہیں۔ مدار بھی ہے۔

معین الدین وزیر محکم مدرسہ ہذا

﴿ج﴾

(۱) شرعی بیع جائز نہیں۔

(۲) اگر ان میں سے کوئی اپنے والد سے علیحدہ نہیں ہوا بلکہ والد کے ساتھ تجارت کرتے ہیں تو پھر یہ کل جائیداد والد کی تصور ہوئی اور صرف ولد پر ایک قربانی واجب ہوگی۔ بشرطیکہ اولاد کے پاس مذکورہ جائیداد کے علاوہ جو مال بقدر نسب موجود نہ ہو۔ لہذا والد کی اجازت کے بغیر والد صاحب کی طرف سے قربانی کرنا درست نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ تعالیٰ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

مضاربیت کی ایک پیچیدہ صورت کی وضاحت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے مبلغ ایک ہزار روپیہ مضاربیت کے لیے نصف منافع پر عمر کو دیا۔ بایں شرط کہ گندم میں سلمہ کرو۔ عمرو نے گندم کی فی من سلمہ ۶/۱ روپیہ کے نرخ پر۔ اس رقم کی گندم تقریباً ایک صد من و ہجاء من ہوئی تھی۔ بعد کو عمرو نے گندم وصول کر دی میں سے ۶۵ من ان کو دے دی کہ اس سے اصل نکال کر منافع آپ کا ہوگا۔ زید نے اس کو ۱۵/۱۲ روپیہ کے نرخ پر فروخت کر کے منافع وصول کر لیا اور اس کے بدلہ میں عمر بھی ۶۵ من جو کہ بکر کے پاس ہے وہ لے لے گا۔ اس سے اصل رب المال کا ہوگا اور منافع عمر کو ہوگا۔ وہ ۶۵ من سے ۲۵ من وصول ہوئے ہیں۔ باقی بکر دیتا نہیں۔ آخری بات یہ کہتا ہے کہ اگر اصل قیمت واپس کریں۔ تو بہتر ورنہ میں کچھ نہیں دیتا اور تمام گندم سے باقی ۲۰ من جو رہ گئے ہیں وہ رضائے رب المال و مضارب سے اصل قیمت کے لحاظ سے وصول کیے گئے ہیں۔ اب رب المال کہتا ہے کہ چالیس من غیر وصول شدہ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل دینا ہے اس کا منافع آپ کے لیے شمار کیا جائے گا۔ اس وقت رب المال و مضارب کے درمیان کشمکش ہو رہی ہے تو اس صورت مسئلہ بالا میں خسارہ کس پر عائد ہوگا۔ زید کہتا ہے کہ عمرو پر ہونا چاہیے۔ اب فرماؤ کہ رب المال پر خسارہ ہوگا یا مضارب پر یا ہر دونوں پر۔ بینوا تو جردا

المستفتی مولوی محمود بلوچ سکنہ شاہ پوری تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

عمرو و مضارب کے ذمہ واجب ہے کہ وہ بکر سے مطالبہ کرتا رہے اور مروج طریقہ سے اسے مجبور کرے کہ وہ اسے گندم ادا کر دے۔ تمام کی تمام گندم وصول ہو جانے کے بعد عمرو ہی اس گندم کو فروخت کرے گا۔ اگر زید نے ۶۵ من گندم اس کی اجازت سے فروخت کر دیا تو یہ بھی گویا عمرو نے فروخت کیا اور ۶۵ من بھی عمر کو فروخت کرے گا۔ یہ ۹۰ من کل گندم وصول شدہ کے بدلہ میں جو رقم وصول ہوئی ہے اس میں سے اصل پہلے زید لے گا۔ اگر بیچ جاتا ہے تو وہ زید و عمرو دونوں پر مساوی تقسیم ہوگا۔ بعد میں ۲۰ من کے وصول ہونے پر اس کو بھی تقسیم مساوی طور پر کیا جائے گا۔ اب اگر ۶۵

من کی رقم سے زیادہ اصل مل گئی ہے تو وہاں نہیں ملے تو ۶۵ من سے پہلے اصل رقم پوری کرے۔ بقایا کو مساوی تقسیم کریں۔ غیر موصول شدہ کو وصول کے بعد تقسیم کریں اس صورت کے سوا سب مطالبہ جات غیر صحیح ہیں۔ غیر موصول شدہ اگر وصول نہ ہو تو رب المال بھی مطالبہ نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ والقعدۃ ۳۷ھ

اگر زمین مشترک سرمایہ سے خریدی گئی لیکن بیع نامہ بڑے بھائی کے نام ہے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم سب بھائیوں نے باہمی مشورہ سے سرکاری سوسائٹی سکیم کے تحت بار قسط زمین خرید لی اور مشترکہ طور پر تمام قسط ادا کیے لیکن بیع نامہ بڑے بھائی کے نام لکھا گیا تو کیا اس صورت میں صرف بڑا بھائی اس زمین کا مالک ہو گا یا تمام بھائی اس میں شریک ہوں گے۔

صدر الدین ولد یار تحصیل لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ اس زمین کی قیمت تمام بھائیوں نے مشترکہ طور پر ادا کی ہے۔ سرکاری سوسائٹی سکیم سے خریداری میں مشترک ہوگی۔ صرف ایک بھائی مالک تصور نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

جب ایک بھائی نے اپنا حصہ گواہوں کی موجودگی میں دوسرے پر فروخت کر دیا ہے تو بیع تمام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالحق اور احمد خان دو بھائی ہیں۔ انہوں نے مل کر ایک زمین خریدی ہے۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد احمد خان نے اپنی زمین کا حصہ عبدالحق کے ہاتھ فروخت کر لیا ہے۔ گواہوں کی موجودگی میں تحریر لکھ دی ہے۔ تقریباً دو سال گزرنے کے بعد احمد خان نے ایک دن عبدالحق کو کہا کہ آپ کے پار زمین زائد ہے۔ آپ مجھے قیمت پانچ مرلے دے دیں۔ عبدالحق نے کہا کہ میں آپ کو پانچ مرلے زمین دوں گا۔ جنوبی جانب سے احمد خان نے کہا کہ نہیں مجھے مشرقی جانب سے دیں۔ اس پر اختلاف ہو گیا۔ اب احمد خان عبدالحق کو کہتا ہے کہ آپ کو زمین نہیں دیتا۔ عبدالحق کہتا ہے کہ زمین میری ہے تقریباً دو سال پہلے خرید چکا ہوں تحریر موجود ہے گوہ موجود ہیں۔ قیمت ادا کر چکا ہوں۔ احمد خان کہتا ہے کہ زمین اب میں نہیں دوں گا۔ کیا زر دے شریعت یہ زمین عبدالحق کو ملے گی جو زمین کا خریدار ہے یا واپس احمد خان کو ملے گی۔

۱۱

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں برتنہ بر صحت وقع عبدالحق اور احمد خان کے، بین بیع تام ہو گئی ہے۔ لہذا یہ زمین عبدالحق کی ہو گئی ہے۔ اس لیے احمد خان کا یہ کہنا کہ اب میں زمین نہیں دوں گا۔ غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر ایک بھائی نے مشتبہ کہ زمین فروخت کر دی تو بیع دوسرے بھائی کی رضا مندی پر موقوف ہے

﴿س﴾

اب ج تینوں بھائی ہیں اور تینوں کی زمین مشترکہ ہے۔ اب ان میں سے کوئی ایک ساری زمین فروخت کر دیتا ہے۔ کیا شرعی بیع دوسرے دو بھائیوں کے بارہ میں نافذ ہوگا۔ بشرطیکہ بیع کے پاس کوئی تختہ رہ نامہ یا اجازت نامہ نہ ہو۔

﴿ج﴾

بقیہ دو بھائیوں کے حصہ کی بیع ان کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر انہوں نے اجازت دی تو بیع تام ہو جائے گی۔ اگر انکار کر دیا تو بیع ختم ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ صفر ۱۳۹۱ھ

جب زمین کی قیمت کی ادائیگی کے وقت دونوں بھائیوں کو شامل کر لیا تو اب زمین مشترکہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ادائیگی قدس رقم نہ ہونے کی بنا پر نیک محمد نے اپنے دو حقیقی برادران محمد حیات، نصرت محمد کو بیچائیت و برادری کے رو برو زبانی طور پر حصہ دار شامل کر لیا اور اب ہر سہ نے اپنے حصہ کی رقم ادا کی اب چونکہ قنونی طور پر رقبہ مذکورہ صرف نیک محمد کے نام منتقل ہونا تھا اب نیک محمد رقبہ اپنے نام منتقل کروا کر آتی دو برادران کے نام منتقل کرنے پر اعلانیہ منحرف ہو چکا ہے۔ حالانکہ زبانی طور پر ہر دو برادران کا حصہ ہونے کا زبانی ثبوت گواہان موجود ہیں۔

(۱) کیا شرع محمدی کے نزدیک نیک محمد رقبہ بالا سے اس کے دو برادران محمد حیات اور نصرت محمد حصہ دار بن سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) چونکہ اب محمد حیات فوت ہو چکا ہے اس میں سے دختران و دود پسران شامل ہیں۔ شرعیان کا کتنا حصہ ہے۔ حافظ سلطان و محمد حیات تحصیل خانیوال

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال۔ یعنی اگر واقعی اس شخص نے اپنے دونوں بھائیوں کو زمین میں زبانی طور پر دونوں کو شریک ٹھہرایا

اور ہر ایک نے اپنے حصے کے اقساط بھی ادا کر دیے تو اب شرعاً ان کے لیے منحرف ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ حسب معاہدہ بھی کوزمین کا حصہ دے دے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر رب المال نے مضارب کو کپڑے کی تجارت کا پابند کیا ہو تو تیل کی تجارت کے نقصان کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا، اگر اس المال میں ہی نقصان ہو جائے وہ رب المال کا ہوگا نہ کہ مضارب کا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ مثلاً

(۱) شبیر نے رشید سے چھ سو روپے کا سودا کر لیا اور وہ سودا گری میں لگا کر دو سو روپے کی سودا گری میں لگا کر تجارت میں مصروف ہو گیا ہے۔ اپنے والد صاحب سے کچھ رقم دوا کر لیا تو رشید مذکور نے شبیر مذکور کے پاس بذریعہ اپنے دوسرے بیٹے کے دو سو روپے بھیج دیے۔ پھر شبیر مذکور کے شدید اصرار پر کہ اور روپے بھی دے تو تھوڑے عرصہ کے بعد والد رشید مذکور نے سات سو روپے اور بھی شبیر کے خود حوالے کر دیے تاکہ تجارت مذکورہ میں صرف ہوتا رہے۔ یہ روپے بطور مضارب بت علی الثلث کے دیا گیا کہ والد رشید مذکور نے کہا کہ میں اپنے دو سو روپے ہزار کے حصہ کے مطابق نفع و نقصان میں شریک ہوں گا اور کہا کہ چونکہ میں اس کام میں شریک نہیں ہو سکتا اس لیے میرا حصہ نفع و نقصان میں متبر رہے۔ روپیہ کے اعتبار سے نوں حصہ ہی ہوگا۔ چونکہ تم دو (شبیر مذکور، شخصے دیگر) کی رقم بھی ہے۔ یعنی بقول شبیر مذکور اور کام بھی کرتے ہو ہاں اگر تم دونوں دو حصوں سے زائد روپیہ لگاؤ تو پھر میرا حصہ نفع و نقصان میں اور بھی کم ہوتا جائے گا۔ کپڑے مذکور کی تجارت مذکورہ چلتی رہی۔ شبیر مذکور (متم تجارت مذکورہ) نے کسی قسم کا نقصان نہیں بتایا پھر والد رشید نے شبیر مذکور سے جب حساب طلب کیا تو کافی عرصہ توالتا رہا۔ بعد میں سات یوں بنائی کہ اوہو میں نے تو تیس (ڈیزل) کی تجارت میں والد رشید راہنہ روپیہ کل ۴۵ ہزار روپیہ صرف کیا تو وجہ نیکی کے پھٹنے کے نو ہزار چھ سو روپیہ کا نقصان آ گیا۔ جس میں تیس حصہ نقصان کا تین ہزار دو سو روپیہ ہے تو والد رشید مذکور نے کہا کہ میں نے جو مضارب بت مذکورہ کے اعتبار سے تجھے روپیہ دیا تھا وہ صرف کپڑے کی تجارت مذکورہ کے لیے ہی دیا تھا۔ میں تیل کے نفع و نقصان میں کیسے شریک ہو سکتا ہوں تو شبیر نے کہا کہ چھ میں تجھ سے تیل کے معاملہ کا نقصان نہیں لوں گا۔ تسی کرو روپیہ مکمل عنقریب و پس کروں گا۔

تو شبیر مذکور کی تسلی سے یہ بات واضح نہ ہوئی کہ فی الواقع والد رشید مذکور تیل کے معاملہ میں شریک نہیں ہے۔ ورنہ شبیر مذکور اسے کیسے تسلی دیتا۔ اب شبیر مذکور تیل کے نقصان کے معاملہ میں طالب ہو گیا ہے۔ تو شبیر مذکور کا یہ مطالبہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

(۲) زید نے بیٹے روپیہ مضارب بت علی الثلث کے اعتبار سے عمر کو دے دیا عمرو نے باج زیت زید کو بھی شریک کر لیا۔ چھ دنوں کے بعد عمرو سے جب زید نے حسب طلب کیا تو عمرو نے نقصان بتلایا کہ نفع تو نہیں ہے نقصان ہے۔

مضارب بت کو ختم کر کے اپنا بقیہ حصہ باقی مال میں سے ثلث لے لیا ہمارے ساتھ مل کر تجارت کر کے اصل روپیہ اس مال کو پورا کر کے پھر تقسیم کر لیا جائے تو زید نے کہا میں رب المال ہوں اور تم مضارب ہو تو میں قبل از تکمیل رأس المال مال کو تقسیم کر کے اس مال سے کم روپیہ لوں گا اور نہ تجارت کروں گا۔ تم خود تجارت کر کے اس مال کو پورا کرو۔ ن فراتنی میں ڈیڑھ سال گزر چکا ہے کہ عمرو وغیرہ تجارت کر کے رأس المال کو پورا نہیں کرتے بلکہ اسی طرح ضد پر رہے ہوئے ہیں۔ تو زید کی بات شرعاً درست ہے یا عمرو کی۔ بیو تو جروا

﴿ج﴾

(۱) بشرط صحت و اول، مد رشید نے اگر سے ف کپڑے کی تجارت کے لیے شبیر کو مضارب بت پر رقم دی ہے تو اگر شبیر نے اس مال کی محنت کی اور یہ رقم کسی اور تجارت میں لگا لی تو شبیر صاحب شہر ہوگا اور تمام نقصان اس کے ذمہ ہوگا ورنہ جتنی رقم وہ والد رشید سے لے چکا ہے تمام کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہے۔ کما فی المجملہ (مادہ ۱۴۲۱) اذا خرج المضارب من ماذونیتہ وخالف الشرط یکون غاصبا و فی هذه الحال يعود الربح والخسار فی اخذه واعطائه علیہ و اذا تلف مال المضاربة یکون ضامناً۔

(۲) اگر واقعی تجارت میں خسارہ ہوا ہے تو یہ خسارہ رب المال یعنی زید کا ہوا جبکہ مضارب بت صحیح ہو۔ علی کل حال یکون الضرر والخسار عائداً علی رب المال و اذا شرط کونہ مشترکاً بینہ و بین المضارب فلا یعتبر دلك الشرط (الحجہ ۱۳۲۸) عمر پر آئندہ کے لیے تجارت جاری رکھنا اور خسارہ پورا کرنا لازم نہیں۔ زید پر لازم ہے کہ وہ رقم واپس لے لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ محرم ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم ۱۳۹۶ھ

گر بھائی شریک ہوں لیکن ایک بھائی نے خالصہ اپنی کمائی سے جائیداد خریدی ہو تو وہ مشترک نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ ایک آدمی مثلاً زید ہے جس کے چند بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک مثلاً بکر مشترک جائیداد کا کافی ہونے کی بنا پر بیرونی نوکری وغیرہ کر کے اپنے والدین کو مع جملہ اہل خانہ بھی بیوی وغیرہ کو ضروری فقہ کپڑے وغیرہ دے دیتا ہے اور باوجود اس کے اپنی خصوصی کمائی سے اپنے لیے سچے جائیداد بھی خرید رکھی ہے۔ اب کیا باپ صل جائیداد کے ساتھ اپنے بیٹے کی زر خرید جائیداد جو کہ خاص اپنی کمائی سے خرید رکھی سب بیٹوں میں تقسیم کر سکتا ہے۔ اگر اپنی زندگی میں تقسیم کرنے کے بعد مر گیا یہ آدمی اپنی خصوصی جائیداد کا اپنے بھائیوں سے دعویٰ کر کے براہ شریعت لے سکتا ہے کہ نہیں۔ بیو تو جروا

مستفتی عبد اللہ

﴿ج﴾

جو جائیداد اس ایک بھائی نے اپنی مخصوص کمائی سے خرید رکھی ہے وہ جائیداد اس ایک کی ہی ملکیت متصور ہوگی اس کا باپ نہ تو اپنی زندگی میں اس مخصوص جائیداد کو اس مالک بیٹے کی رضا مندی کے بغیر اپنے تمام بیٹوں میں تقسیم کر سکتا ہے اور نہ باپ کی فوتیگی کے بعد یہ مخصوص جائیداد تمام بیٹوں پر تقسیم ہوگی۔ ہاں اگر مشقہ کہ کمائی سے اس جائیداد خریداجا چکا ہے تو یہ جائیداد مشترکہ شر ہوگی اور سب کمانے والوں میں بکھیر بر تقسیم ہوگی۔ کما قال فی الشارح ص ۳۲۵ ح ۴ (تبیہ) یوحذ من هدا ما افتری به فی الحیرة فی روح امرأه واسها احتما فی د واحدة واحدا کل مهما یکتسب علی حدة ویجمعان کسهما ولا یعلم التفاوت ولا التماثل ولا التمییز فاحاب ما به بیهما سوية وکذا لو اجتماع احوه یعملون فی تركة ابیهم وسال الدین فهو بیهم سوية ولو اختلفوا فی العمل والرأی اه وقد ما ان هدا لیس شركة مفوضة مد یصرحاً بلفظها وبمقتضياتها مع استیفاء شروطها ثم هدا فی غیر الابن مع ابیه لما فی القیة الار وانه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شیء فالکسب کما للاب ان کان الا س فی عب لکونه معیاً له الخ فقط والله تعالی اعلم

حرره عبد اللطیف غفر له معین مفتی مدر سہ قاسم العلوم ملتان
ایضاً ۱۱/۱/۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود غفر له معین مفتی مدر سہ قاسم العلوم ملتان

اگر بھائی نے نابالغ بھائی کا مشترک مال خرچ کیا ہو

اور نابالغ بھائی نے بعد بلوغ کے مطالبہ نہ کیا ہو تو حق ساقط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہو گیا۔ دو بیٹے چھوڑ گیا خاں۔ اور زائد۔ خاندان نابالغ۔ باپ کا میراث معمول تھا۔ ہذا دونوں بھائی آپس میں کھیتی باڑی کرتے رہے۔ خاندان نے اپنی ہمیشہ کا سہ سے نکاح کیا۔ بقیہ، بی بکر کی ٹکی فوت ہو گئی۔ پھر خاندان نے چھ سو روپے لے کر دوسری جگہ شادی کر لی۔ جبکہ نابالغ تھا اور زائد نے بھی اپنی ہمیشہ کے بدلے نکاح کیا اور زائد کہتا ہے کہ جو چھ سو روپے تم نے دے کر شادی کی تھی روپے مشترک تھے نصف میرا حق ہے۔ خاندان کہتا ہے کہ تم چھوٹے تھے سب کا روپہ ہم کرتے تھے وہ میرا حق ہے۔ کہتا ہے تم باغ تھے ہم نابالغ کام دونوں کرتے تھے۔ ہم اپنی قدر کا کام کرتے تھے تم اپنے قدر کا۔ پھر بھی تھے مشترک۔ ان کا جو شرعی فیصلہ ہو تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

خاندان نے جب مال مشترک سے چھ سو روپے لے کر اپنی منکوحہ کا مہر وغیرہ اخراجات میں صرف کیا اور زائد نابالغ تھا نابالغ ہونے کے وقت اگر وہ راضی بھی ہو اس کی رضا کا اعتبار نہیں اور بعد بلوغ کے تو وہ مطالبہ کرتا ہے اس سے معصوم ہوتا ہے کہ وہ راضی نہیں اس لیے اس کا حق سلم اس کو من ضروری ہے۔ اگر زائد نے بعد بلوغ کے اپنی رضا کا اظہار کیا اور بھائی کو بری الذمہ قرار دیا ہو تو اب اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ یہی رضات اس کا حق ساقط ہو گیا اب رجوع نہیں کر سکتا۔

محمود غفر له معین مفتی مدر سہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی نے مضاربہ پر اپنا مال دیا ہو تو خواہ مخواہ اس کو سود کھنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا ارشاد فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے کسی کو رقم بطور مضاربہ بتائی ہے جو کہ شرع میں یک جائز عقد ہے اور یہ بھی تصحیح کرنی کہ شیخ میں ہم دونوں شریک ہوں گے۔ کیا یہ سود ہے اور ناجائز ہے یا جائز۔ اگر ناجائز ہے تو اگر اس ناجائز کا کرنے والا کوئی مام ہو تو اس کے پیچھے نماز کیسی ہے۔ وجودیکہ رب المال اس چیز کا اقرار بھی کرتا ہے کہ میں نے بطور مضاربہ بتا دیا ہے۔ دوسرے امر کا بھی اقرار کرتا ہے کہ یہ رقم لینے والا بعد میں حصہ دینے کی بنا پر اس کو کہے کہ میں نے سود پر سے نہیں تو رب المال نفع لینے سے انکار بھی کرتا ہے نیز یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ اس کو سود کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔

مردی عبد اللطیف، مسجد ڈسٹرکٹ جیل ملتان

﴿ج﴾

مضاربہ اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے کو روپیہ دے تاکہ وہ تجارت کرے اور جو نفع ہو وہ باہم رب المال اور مضاربہ تقسیم کریں گے اور نقصان اگر ہو تو رب المال کا روپیہ ہوتا ہے جو شخص عقد مضاربہ کرتا ہے وہ سوا ہے وہ جاہل اور شریعت سے ناواقف ہے۔ اس نے اگر جہالت سے ایسے امام کو سود کھانے والا کہا ہے تو مجرم اور گنہگار ہے۔ اسے خود معافی مانگنی چاہیے ورنہ آدمیوں نے اس کی حمایت کی ہے اور اپنے مال کو بر بھلا جہالت سے غلطی کی ہے۔ سب کو معافی مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے بھی اور اپنے امام سے بھی ورنہ جس آدمی نے مضاربہ پر روپیہ دیا ہے اس کو حساب دھانا لازم ہے ورنہ حسب شرط نصف منافع دینا بھی ضروری ہے۔ ورنہ وہ شخص اس قائل ہے کہ سے گرفتار کر لیا جائے کیونکہ وہ خائن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ غفر له معین مفتی مدر سہ قاسم العلوم ملتان

اگر ایک شخص ملازم ہو اور بچے خرچ وغیرہ مشترک گھر سے کرتے ہوں، تو کیا وہ اپنی تنخواہ میں خود مختار ہے، ملازم شخص کی تنخواہ کے حقدار والدین ہیں یا اس کے بچے، کیا بھائی کی تنخواہ میں بھائیوں کا حصہ ہوتا ہے، کیا غیر شادی شدہ بیٹا باپ کا وارث اور جائیداد کا حقدار بن سکتا ہے، اگر والد بیٹے کی شادی میں بیٹی رشتہ میں نہ دے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خالد کی اپنے کا شکار والدین اور بھائیوں کے ساتھ اکٹھی رہائش ہے اور سب مشترک طور پر کھاتے پیتے ہیں۔ خالد گھر سے باہر سرکاری ملازم ہے۔ ان کی اہلیہ اور بچے گھر پر ہیں اور خالد کے والدین اور بھائی ان کا خرچہ برداشت کرتے ہیں۔ اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ (۱) کیا خالد اپنی تنخواہ کے خرچ کرنے میں خود مختار ہے یا نہیں۔ اس کی تنخواہ میں بیوی بچوں کا زیادہ حق ہے یا والدین کا۔

(۲) خالد کے بھائیوں کا بھی تنخواہ میں حصہ ہے یا نہیں۔

(۳) غیر شادی شدہ بیٹا جب تک شادی نہ کرے آیا وہ باپ کی جائیداد کا حصہ دار بن سکتا ہے یا نہیں۔

(۴) کوئی والد اگر بھائی کی شادی میں اپنی لڑکی نہ دے تو کیا وہ شرعی لحاظ سے مجرم ہوگا یا نہیں۔ بیٹو! تو جروا

حسین احمد صاحب

﴿ج﴾

(۱) چند شرائط کے ساتھ بیٹے کا کیا ہوا مال باپ کا مملوک شمار ہوتا ہے۔ (۱) بیٹا باپ کی عیال میں ہو (۲) صنعت دونوں باپ بیٹے کی متحد ہو (۳) ان میں سے کسی کا سرمایہ نہ ہو یا محض بیٹے کا نہ ہو۔ غرضیکہ جس صورت میں بیٹا باپ کا معین و مددگار نظر آئے تو اس صورت میں بیٹے کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ کا شمار ہوگا۔ مثلاً باپ کھیتی باڑی یا وہابیہ دکان کا کام کرتا ہے بیٹا جوان ہو گیا باپ کے عیال میں تھا اس نے بھی ان کاموں میں باپ کا ہاتھ بٹا اور تعاون کرنا شروع کیا۔ جبکہ بیٹے کا اپنا کوئی سرمایہ نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں بیٹا عرفاً باپ کا معاون کہلاتا ہے مستقل کارکن شمار نہیں کیا جاتا۔ اس لیے اس کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ ہی کا شمار ہوگا اور اگر بیٹا باپ کے عیال میں نہیں تھا ہے کہ عرفاً اپنے لیے ہی کما رہا تھا۔ اگرچہ باپ کے ساتھ صنعت میں شریک بھی ہو۔ ایسی صورت میں بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی یا بیٹا ہے تو باپ کے عیال میں لیکن صفت ان کی علیحدہ سیدہ ہے

مثلاً باپ کھیتی باڑی کرتا ہے اور بیٹا ملازمت کرتا ہے یا بیٹا بھی باپ کے عیال میں اور صنعت بھی متحد ہے لیکن بیٹے کا خود اپنا ذاتی مال ہے تب بھی بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی۔ بندہ اگر عیال میں بھی باپ کے ہوسنت بھی متحد ہو اور ان کا ذاتی سرمایہ بھی نہ ہو تب بھی باپ ان صورتوں میں جس میں بیٹا عرفاً باپ میں سے الگ ہو تو بیٹے کا کیا ہوا مال خود ہی کا ہی شمار ہوگا۔ مثلاً دونوں باپ بیٹا ایک ہی مل میں ملازم ہیں۔ تو چونکہ یہاں بیٹا عرفاً باپ کا معین شمار نہیں ہوتا بندہ ایک کا اپنا مستقل کام ہوتا ہے جسے خود ہر ایک نے پورا کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں بھی بیٹے کی تنخواہ بیٹے ہی کی مملوک ہوگی اور کیونکہ انہی صورتوں میں بیٹے کا کیا ہوا مال باپ کا ہو سکتا ہے۔ کیا بیٹا انسان نہیں ہے جو خود بھی کسی چیز کا مالک بن سکتا ہے۔ کیا جانور یا غلام ہے کہ ان کا کیا ہوا مال مالک کا شمار ہوتا ہے۔ مالک متبائن ہیں۔ ذوات مستقلہ ہیں۔ قال فی ردالمختار (الشامیہ ص ۳۲۵ ج ۴) ثم هذا فی غیر الابن مع ابیه لما فی الفنیۃ الاب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شیء فاکسب کلہ للاب ان کان لابن فی عیالہ لکونه معیناً لہ الا ترى لو غرس شجرة تكون للاب ثم ذکر خلافا فی المرأة مع زوجها الخ وهكذا فی الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۳۳۹ ج ۲

لہذا صورت مسئلہ میں چونکہ خالد کی صنعت ملازمت علیحدہ ہے اس لیے اس کا کیا ہوا مال خود خالد کا مملوک ہوگا۔ باپ اور بھائیوں کا مملوک شمار نہ ہوگا اور خالد اس میں ہر قسم کے تصرف کا مالک ہے۔ بیوی کا نفقہ خالد کے ذمہ ہے اور خالد کا باپ جو اس وقت ان کے بیوی بچوں پر خرچ کر رہا ہے اگر خرچ کی وصولی کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تو باپ کا ان نفقات کو برداشت کرنا اس کی طرف سے احسان اور تبرع شمار ہوگا۔

(۲) باپ زندگی میں جائیداد کا خود مالک ہے اور باپ کی جائیداد میں اولاد کو حصہ طلب کرنے کا حق شرعی نہیں۔ البتہ اگر باپ زندگی میں تمام اولاد میں جائیداد تقسیم کرے یا کسی بیٹے کو کچھ حصہ دے کر اس کو الگ کر دے تو یہ جائز ہے لیکن باپ پر ایب کرنا واجب نہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے تبرع اور احسان ہے۔

(۳) سوال کو تفصیل سے لکھ کر جواب معلوم کیا جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھذا ما عندی ولعل عند غیرى احسن من هذا والعلم عند الله جل جلاله

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳۹۵ھ ۱۳

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳۹۵ھ ۱۵

والد کے حج کی منظوری نہ آنے کی وجہ سے اگر اس رقم سے
دو بھائیوں نے زمین خریدی تو دوسرے بھائی اس میں شریک نہ ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ہے کہ اس کے پانچ لڑکے ہیں۔ ان میں سے تین ملا ہیں۔ ان تینوں نے مل کر اپنا ذاتی سرمایہ سے ایک زمین خریدی ہے۔ ان کے والد صاحب نے کچھ رقم درخواست کر کے سلسلے میں بنک میں جمع کرائی تھی۔ حج کی منظوری آئی نہیں۔ ان تینوں نے وہ رقم بطور قرضہ خرچ کر لی ہے۔ کہا یہ کہ اب والد صاحب کو رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ جس وقت ضرورت ہوگی دیں گے۔ اتفاقاً رقم اب تک ان کے پاس سے نہ آئی ہے۔ وہ اپنے کو تیار ہیں۔ اب وہ دو بھائی جو زمین خریدنے میں شامل نہیں تھے کا مذاق ان کے نام نہیں تھے رقم انہوں نے نہیں دی۔ یہ صرف اس بات سے اس زمین کے حصہ دار ہوئے شریعت بن سکتے ہیں کہ وہ دو بھائی ان تینوں سے کہیں کہ تم نے گھر کا مشترکہ سرمایہ لگا دیا اور یہ کہیں کہ ہم نے بطور قرضہ وہ رقم خرچ کر لی ہے۔ جب والد صاحب کی ضرورت ہوگی تو دیں گے۔ کیا وہ دونوں بھائی ان تینوں کے ساتھ زمین میں حصہ دار بن سکتے ہیں یا نہیں۔

عبدلحی

﴿ق﴾

دو بھائی اس خرید کردہ زمین میں حصہ دار نہیں بن سکتے۔ والد صاحب کی رقم ان تینوں بھائیوں کے ذمہ قرض ہے۔ اللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر تینوں بھائیوں نے واقعی یہ زمین ذاتی سرمایہ سے خریدی ہے باپ کی جائیداد سے یا پانچوں بھائیوں کی مشترکہ جائیداد سے نہیں خریدی اور خریدتے وقت بھی تمہارا حق کر لی ہے کہ تم میں سے کسی خریداری میں تو ان دونوں بھائیوں کا اس میں حق نہیں۔

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰۱۱ھ ۱۹۹۵ء

جب زمین پوری بستی کی مشترک ہے تو اس پر کسی کا قبضہ کرنا یا مکان تعمیر کرنا منطوب ہے

﴿س﴾

مندرجہ ذیل سوالات کے متعلق شرعی فیصلہ کیا جائے کہ ایک بستی کی اراضی مشترک ہے۔ مکان نے بغیر کسی تقسیم

ہے اپنی حسب منشاء مکانات بنائے ہیں اس طریقہ سے کہ کسی کے قبضہ میں اراضی زیادہ رہے اور کسی کے پاس کم۔ ان تمام مکانات کے علاوہ مکان مشترکہ اخراجات سے تیار شدہ ہے جس پر صرف ایک شخص مالکان میں سے قابض و تصرف تھا جس میں اثاثات البیت وغیرہ قابض کا موجود تھا۔ چنانچہ فریق قابض نے سکونت بستی کی ترک کر کے ملتان رہائش اختیار کر لی اور اثاثات البیت اسی مقبوضہ مکان میں منتقل کر دیا تھا۔ بعد رہائش ترک کرنے کے مکان دیگر نے بغیر رضامندی مالک کے مکان مقفلہ پر قبضہ کر لیا اور اثاثات البیت اپنے قبضے میں کر لیا۔ سامان استعمال ہوا یا دیکھنے کے خراب کیا قبضہ دیگر مالکان کا تھا۔ سکونت ترک کرنے والے مالک کو دیکھ بھال کی اجازت نہ تھی۔

فریق منتقلہ کی ملکیتی کھادو دیگر چار دیواری فریق منتقلہ نے اپنی ذاتی خرچ سے بنائی بھی تھی وہ بھی فریق مکان دیگر نے گرا دی اور کھادو اور زمین میں استعمال کی گئی۔

نمبر احمد جاں

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

﴿ج﴾

جب تقسیم نہیں ہوئی تو زمین تانہوز مشترک ہے۔ فقط مکان تعمیر کرنے اور قبضہ کرنے سے کسی کی ملکیت نہیں ہو جاتی۔ باقاعدہ تقسیم کر دی جائے اگر تقسیم میں کسی کا مکان تعمیر شدہ ہو۔ جسے میں آج۔ تو اس کی مرضی کے بغیر وہاں مکان نہیں رہ سکتا یا تو اس کو مرادینت اور کٹری وغیرہ سامان یہاں سے الگ کر کے لے لے یا باقی رضا سے قیمت لے کر مکان چھوڑ دے۔ وندہ مہم

جب مضاربیت میں خسارہ ہو جائے تو پہلے رأس المال کو پورا کیا جائے گا

اور مزدور کے ساتھ کچھ تعلق نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسند بند میں کہ ایک شخص نے کسی کو روپیہ دیا تجارت کرنے کو۔ منافع کی صورت بھی طے کر لی گئی۔ دو یا تین سال تک منافع کھاتے رہے اور راضی رہے بعد میں دکان کو خسارہ ہونے لگا تو فریقین کی آپس میں دل شکنی پیدا ہو گئی۔ باوجودیکہ لوگوں کے ساتھ بھی لین دین کا کافی معاملہ ہو چکا بہت لوگوں سے قرضہ لینا تھا اور بہت لوگوں کو قرضہ دینا تھا۔ دکان کی طرف سے جس کا اندراج رجسٹروں میں پوری طرح بالتفصیل ہے۔ آخر فریقین میں خسارہ کی بنا پر حساب وغیرہ شروع ہو تو دکان کو تنہا بیچنے جس کی وجہ سے جو صاحب دکان میں کام کرتا تھا وہ بلا اجازت مالک کے چلا گیا۔ اس صورت میں جن لوگوں نے دکان کا قرضہ دینا تھا وہ تمام قرضہ اپنے رجسٹر کے حساب کو

کتاب سے مالک دکان نے وصول کر لیا اور جن لوگوں نے دکان سے قرضہ لینا تھا انہوں نے مالک دکان سے مطالبہ کیا کہ ہمارا قرضہ آپ کے ذمہ ہے تو مالک دکان اب انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے جن کو قرضہ دیا ہے اسی سے وصول کرو۔ باوجودیکہ پہلے کام کرنے والے نے مالک دکان کے سامنے قرضہ ہر ایک کا بشفیل لکھوایا۔ اس وقت مالک صاحب خاموش رہے۔ اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ قرضہ دکان کا مالک پر آتا ہے یا کام کرنے والے پر آتا ہے؟ نصف و نصف آتا ہے۔ نیز جن لوگوں نے دکان سے قرضہ لینا تھا اُس میں بعض ایسے شخص بھی موجود ہیں جو کہ مالک دکان کے قریبی رشتہ دار ہیں اس صورت میں اپنے رشتہ داروں کی تخصیص کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر مالک دکان اپنے قریبی رشتہ داروں کو قرضہ دے دے اور یہ سمجھے کہ ہمارے قرضے کا حصہ ادا ہو گیا تو یہ ان کا تقاضا قرضہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دوسرے غریب اپنے حق سے محروم ہوں اور ان کے رشتہ داروں کو مکمل روپیہ مل جائے۔ عند اللہ دوسروں کے قرضہ میں ماخوذ ہوں گے یا نہیں۔ لہذا ان امور سے حقیقت انکشاف فرمادیں۔

العارض عبدالرؤف بقلم خود

﴿ج﴾

بظاہر مالک اور عامل کے درمیان عقد مضاربہ تھا اگر عقد مضاربہ تمام شروط صحت کے ساتھ ہو چکا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفع طے شدہ شرط کے مطابق تقسیم ہوگا۔ اگر خسارہ ہو جائے تو وہ فقط مالک کا ہوگا اس خسارہ میں مضاربہ شریک نہ ہوگا۔ البتہ بعد میں جب تک مالک کا خسارہ پورا نہ کیا جائے اُس وقت تک نفع تقسیم یعنی آئندہ ہونے والے نفع سے پہلے اُس مال کو پورا کیا جائے گا۔ اس کے بعد تقسیم اگر مضاربہ کی شرط صحت کے نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہو جائے (شرائط صحت بشفیل کسی عام سے پوچھوں ہائیں) تو عامل کا نفع اور نقصان کے ساتھ کوئی دیکھ نہیں۔ اپنے کام کا اجر مثل گائیے اسنے کام کی جتنی اجرت عرف عام میں ہو سکتی ہے وہ اس کو دی جائے گی۔ باقی رہا دین و قرضہ وغیرہ کا وصول کرنا یا کسی کو ادا کرنا یہ سب حقوق کام کرنے والے سے متعلق ہیں۔ بیوع میں حقوق عقد سب عاقد سے متعلق ہوتے ہیں۔ سب قرضوں کو وصول اور ادا کر کے مندرجہ بالا طرز سے حساب بے باک کیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

جب مضاربہ رب المال کی مرضی کے بغیر مال خرید کر نقصان اٹھائے گا تو صرف وہی ذمہ دار ہوگا

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے عمرو کو مبلغ ایک ہزار روپیہ برائے تجارت مضاربہ دیا۔ عمرو نے اُس کا باغ خرید لیا۔ جبکہ بور سے بالکل چھوٹی چھوٹی مایں نکل رہی تھیں جو کہ قبل انعقاد اپنا روغیہ دے نہیں

تھیں۔ وہ باغ مکھی لگنے کی فتن کی وجہ سے بالکل تباہ ہو گیا۔ (یہ جو بور میں عمرو نے باغ خریدے ہیں پتی مرضی سے خریدا ہے زید سے نہیں پوچھا اگر زید سے پوچھتا تو زید ایسی حالت میں باغ خریدنے سے روک دیتا) کیا عمرو نے جو یہ بیع کی ہے باطل ہے یا نہیں اور عمرو کو ہزار روپیہ واپس (زید) کو دینا لازم آتا ہے یا نہیں۔

خدا سرور شاہ

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ یہ بیع درست نہیں تھی۔ اگر مضاربہ مذکور نے رب المال کی اجازت اور مرضی کے خلاف یہ بیع کی ہے تو شرعاً اس پر لازم ہے کہ رب المال کو اس کی رقم واپس کرے۔ پس اگر یہ خرید ہو باغ بالکل تباہ ہو گیا ہے تو یہ نقصان مضاربہ پر پڑے گا۔ رب مال پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں آتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد، حق خضر ندوہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

اگر کوئی شخص مسلسل ظالمانہ طور پر لوگوں سے رقم ہٹا رہا ہو تو مسلمانوں کو سمجھانا چاہیے

جب کاروباری شخص نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی ہو تو کاروبار کے نقصان کا ذمہ دار نہیں ہے

﴿س﴾

(۱) میں نے ایک آدمی سے مشترکہ کاروبار کیا ہوا تھا جب میں نے اس سے علیحدہ ہونے کا کہا کہ مجھے علیحدہ کر دو اور میں اس کے چال چلن سے بہت متنفر ہو گیا تھا۔ اس واسطے میں نے علیحدہ ہونے کی آرزو کی تھی اور جب میں نے حساب و کتاب کرنے کا کہا کہ آپ حساب و کتاب کر لیں۔ اس نے کہا کہ آپ پر تو مجھے اعتبار نہیں ہے۔ لہذا آپ کسی دوسرے شخص کو بلوائیں میں نے عرض کیا کہ آپ اس شخص کو بلوائیں جس پر آپ کا اعتبار ہو۔ اس نے اپنی مرضی کے مطابق آدمی تلاش کیا اور حساب کرایا۔ حساب کرنے کے موقع پر اور کافی آدمی تھے۔ اس کو خوب تسلی کرائی اور اس نے کہا کہ اب کوئی غلطی نہیں ہے۔ جب تین چار روز گزرے تو اس نے کہا کہ میرا حساب غلط ہے۔ آپ پھر نئے سرے سے کرائیں۔ لوگوں نے مجھے پھر کہا کہ آپ اسے تسلی کرائیں۔ پھر اس نے اپنی مرضی کا آدمی ہوا یا اور حساب کیا اور اس وقت بھی اس کو یہاں گیا کہ آپ کو اب تسلی ہو گئی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا کہ تسلی ہے۔ پھر جب دس دن گزرے تو اس نے کہا کہ مجھے تو وہ بہت خسارہ دے گیا ہے۔ آپ لوگ اس سے صف اٹھو ادیں۔ پھر میری تسلی ہوگی۔ لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ حلف بھی اٹھ دیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ اسے اعتبار تو نہیں آتا۔ آپ لوگ میرا پیچہ نہ کریں کیونکہ میں اس کے چال چلن کا واقف ہوں۔ آپ جانے دیں لیکن لوگوں نے مجبور کیا اور صف اٹھو ہی لیا۔ صف اٹھانے کے موقع پر تقریباً میں اشخاص موجود تھے۔ لوگوں نے اس کو کہا کہ اگر آپ نے اب بھی کوئی قسم کا شور کیا تو ٹھیک نہ ہوگا۔ بعد

میں آٹھ یا دس دن گزرے۔ اس نے پھر نئے سرے سے ہدائی شروع کر دی کہ میری رقم ضرور کھائی ہے لیکن لوگوں نے کہا کہ آپ جھوٹے ہیں آپ کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعد میں اس نے کہا کہ آپ کلام مجید پر رقم کھ دیں تو میں اٹھایا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ آپ کے درمیان فیصلہ کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ایک یا دو دن گزرے کہ ایک میرا دوست بھکرے آیا۔ اس کو بھی اس نے کہا کہ آپ کے دوست نے میری رقم کھالی ہے۔ آپ اس سے رقم دوادیں۔ اس نے مجھے بہ تو میں نے اسے کچھیں گزری ہوئی بات سنائی۔ مگر پھر بھی اس نے مجھے تنگ کیا اور کہا کہ آپ پھر بھی ایک دفعہ اعتبار دو۔ رقم کلام مجید پر رکھ دو اللہ تعالیٰ آپ کو اور دے دے گا۔ میں نے اسے دوست سمجھ کر کہا کہ میرا حق تو نہیں ہے کہ میں نے جب کلام مجید ٹھوڑا دیا ہے تو پھر میں کیسے رقم دوں گا۔ لیکن میں نے دوست کے کہنے پر پھر سے کہا کہ آپ پر تو میرا اعتبار نہیں ہے۔ مگر آپ کا بھائی جتنی بھی رقم کہے ہم قرآن مجید پر رکھ دیں گے تو اٹھائے دے گا۔ اس نے کہا کہ میں تو نہیں اٹھاتا کہ مجھے اس پر اعتبار نہیں ہے۔ درجب میں نے یہ بات سنی کہ اس کا بھائی تو رقم نہیں اٹھاتا اور اس کو کہا گیا کہ آپ جھوٹے ہیں بعد میں اس نے تھانہ میں درخواست دی اور جب تھانہ والوں نے بلوایا تو میں نے ان کو کہا کہ میں حاضر ہو جاؤں گا اور پھر اس نے تاریخ سے پہلے تھانے والوں سے درخواست واپس لے لی اور رضامندی کر دی۔ آپ مہربانی فرما کر ایسے شخص کے لیے شریعت کے حکم سے فتویٰ عنایت فرمادیں تاکہ آئندہ کے لیے کوئی بھی کوتاہی نہ کرے۔

(۲) میں نے ۱۹۳۶ء میں کاروبار کے لیے ایک شخص سے رقم ۱۳۱۳ روپے پر لی اور کاروبار شروع کیا۔ کاروبار کرتے کرتے نقصان ہی ہوتا رہا اور منافع کبھی نہ ہوا۔ آخر کار ۱۹۴۷ء میں اقتدار آ گیا اور جو کچھ بھی رقم تھی وہ سب کی سب ماں خریدنے میں صرف تھی وہ وہاں ہی رہ گئی۔ میں نے دوران کاروبار اس شخص کی رقم سے ایک پیسہ تک بھی گھر نہیں رکھا اور اس نے جبراً اب مجھ سے رقم ۱۳۱۳ روپے لے لی ہے۔ کیا شریعت کے حکم سے بھی رقم دینی پڑتی ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر شریعت کا فتویٰ عنایت فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔

غلام رسول

﴿ج﴾

(۱) شخص اول قول و عمل کے لحاظ سے مجرم ہے اسے آئندہ دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ عام مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے سمجھائیں اور مجبور کرائیں کہ وہ راہ راست پر آ جائے۔

(۲) روتہ ہی اپنی طرف سے مال کی حفاظت میں نہیں ہوتی تو شرعاً تاوان بھرتا کاروباری کے ذمہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

۱۲ ذی القعدہ ۱۳۸۱ھ

جس نے کسی کو رقم قرض دی ہو وہ اس کے منافع کا مطالبہ نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید اور عمرو حقیقی بھائیوں کے درمیان کچھ رقم مشترک تھی جو عمرو کے قبضہ میں تھی جس کو اس نے اپنے ذاتی مصرف میں لایا۔ زید و عمرو نے باہمی افہام و تفہیم کے بعد مشترک رقم تقسیم کر لی اور اس افہام و تفہیم کا فیصلہ تحریر میں لایا گیا۔ عمرو نے زید کا حصہ باقسط ادا کرنے کا وعدہ کیا جو بعد میں ادا کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جبکہ زید و عمرو میں دیگر مشتبہ کہ جائیداد کی تقسیم کے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تو زید نے مطالبہ کیا کہ عمرو اور اس کے حصہ کی رقم جو کہ اس کے قبضہ میں رہی کا منافع دے حالانکہ اس امر کا مطالبہ نہ تو تقسیم رقم مشتبہ کے وقت کیا گیا اور نہ ہی رقم کی تقسیم کے سلسلہ میں تحریر میں اس امر کا ذکر آیا۔ مندرجہ واقعات کی روشنی میں کیا زید کسی قسم کے منافع کا حق دار ہے اور اس کا مطالبہ بعد از وقت شرعی نقطہ نگاہ سے درست ہے۔ بیوقوف تو جروا

﴿ج﴾

اگر زید نے اس مشترک رقم میں عمرو کے ساتھ مضاربہ کا معاملہ نہیں کیا (وہ یہ ہے کہ عمرو نے زید سے رقم لے لی کہ اس سے تجارت کروں گا اور جو نفع آئے گا وہ آپس میں نصف و نصف ہو گا مثلاً اگر تجارت میں نقصان ہو تو وہ زید کا ہو گا اور کم از کم ایک مہینہ میعاد تک کے لیے ہو چاہے زیادہ کئی سال کے لیے بھی ہو) دے دے تو جائز و مشروع معاملہ ہے۔ ایسے ہی قرضہ کے طور پر عمرو کے پاس اس کی رقم رہی تو زید کا عمرو سے منافع کا مطالبہ ناجائز ہے۔ اسے عمرو سے اس رقم پر شرعاً منافع لینے کا حق حاصل نہیں اور سوال یہ ظاہر ہے کہ زید کا عمرو کے ساتھ کوئی معاملہ مضاربہ نہیں تھا اور بغیر اس معاملہ مضاربہ کے زید کا عمرو سے اصل رقم کے ساتھ منافع لینا سود ہو گا۔ جو حرام قطعاً ہے۔ لہذا زید کا عمرو سے منافع لینا ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ ذی القعدہ ۱۳۸۳ھ

مضاربہ اگر وقت معین کے لیے ہو تو وقت کے اختتام کے ساتھ ختم ہو جائے گی

لیکن مال نقد دینا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ جو زید نے بکر سے رقم وصول کی ہے برائے تجارت ایک ماہ کے لیے منافع کے ساتھ دینا ہوگا۔ جبکہ زید نے زمین خریدی اس کے بعد زمین فروختگی میں دیر ہو گئی۔ وعدہ ختم ہو گیا بکرتا ضا کرتا ہے کہ اب وعدہ ختم ہو گیا رقم و منافع دو اس کو کہا گیا زمین فروختگی میں دیر ہو گئی ہے لیکن بکر نے اپنی رقم کے بارے

نوٹ طلب کیا۔ چنانچہ درمیان میں ایک ثالث یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ نوٹ لکھ دو اور رقم قسط دینا شروع کر دو۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہو کہ ہر نوٹ تحریر کر دیا قسط پہلی داکری۔ اس کے بعد زمین فروخت ہوئی تھی جس میں منافع بکر کو کارگزاری ادا کرے۔ ۸۱۸ من تھا لیکن فروخت نہ ہوئی اس کے بعد ہم اپنی رقم کا تقاضا کرتا ہے۔ فروخت کسی کا انتہا نہیں کر سکتا اس صورت میں زید زمین اپنے ذمہ لگا کر بکر کو بمعا اس منافع کے رقم داکر کے زمین اپنے ذمہ لگالیتا ہے تاکہ قبضہ ہو جائے۔ اس معاملہ میں شرعی نکتہ نگاہ سے کوئی گناہ تو نہیں۔

احمد حسن ولد میاں عبد المجید صاحب سکنہ محلہ قدیر آباد ملتان شہر

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں مضاربہ کے اندر ایک مہینہ کی مدت جو رکھی گئی تھی وہ صحیح ہے۔ اس مدت کے ختم ہو جانے کے بعد مضاربہ ختم ہو گئی ہے لیکن ایسی صورتوں میں جب مال مضاربہ، سامان، اسباب یا زمین کی شکل میں ہو یعنی نقد نہ ہو تو مضارب کو اس کو فروخت کرنا جب موقعہ ہاتھ آئے حق پہنچتا ہے ورنہ مال کو اپنی رقم کا نقدی بننے سے پہلے کوئی مطالبہ کا حق نہیں پہنچتا ہے لیکن نبیوں نے آس میں جب صلح کرن اور زمین کی قیمت بڑھ گئی ہے اور مضارب رب المال کو اس مال بمعا منفع کے دینے کو تیار ہے تو صحیح ہے ورنہ کرنا از روے شریعت جائز ہے۔ کما تدل علیہ عبارة الهندية ص ۲۹۲ ج ۴ الباب الرابع من المضاربة هذه اذا باع رب المال مال المضاربة من المضارب او باعه المضارب من رب المال فهو جائز سواء كان في المال فضل على رأس المال او لم يكن غير انه متى باع رب المال من المضارب بطلت المضاربة ومتى باع المضارب من رب المال لم تبطل المضاربة ويكون رب المال بالخيار وان شاء دفع الثمن الى المضارب وبقيت المضاربة وان شاء امسك الثمن ونقض المضاربة كذا في المحيط الخ۔ فقط والله تعالى اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسۃ اسماء العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذی القعدہ ۱۳۸۳ھ

جب شرکاء نے زمین تقسیم کر دی اور اپنے اپنے حصہ سے پیداوار وصول کرتے رہے
اب اس تقسیم سے روگردانی ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ موضع اکا نوالہ کا رقبہ مشترک جو تھا پھر اس کے ساتھ ملایا گیا کوٹ ربنواز والا رقبہ اور موضع غازی والا رقبہ ان تینوں رقبوں کو ایک کر کے ساتھ ملا کر بعد میں میاں محمد بخش صاحب نے اس مجموعہ

ب کے چار حصے بنائے اور مجموعی حصہ دار بھی چار تھے۔ ایک میاں محمد بخش صاحب اور تین شرکاء وراں چار حصوں میں سے تین شرکاء نے اپنے حصے چن لیے۔ پھر ان شرکاء نے آپس میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ اندازی کے بعد وہ تین شرکاء تقریباً نو سال تک پیداوار و آبادی اٹھاتے رہے۔ اپنے حصے مقبوضہ کے بعد اپنے حصہ کو پٹواری مال سے کاغذات میں رج کر ان کا انتقال کرایا۔ بعد میں شمس الدین ان تین شرکاء میں جو مجموعہ رقبہ کے شرکاء تھے اس سے انتقال خارج کرنا دیا۔ اس حصہ سے جو چنا تھا اس سے بھی پھر گیا اور حلف عہد کیا اور ہمارے حصہ مقبوضہ پر معا میاں محمد بخش کے حصہ پر شمس الدین نے کمیشن کر یا اور اس سے ساٹھ من کپاس بھی لے گیا اور دوسرے شرکاء جو دو یعنی مہر بخش صاحب و عبد الرؤف صاحب تھے ان پر کمیشن بھی نہ کر یا اور ان سے کپاس وغیرہ کچھ نہ وصول کی۔ نیز ہم کو اپنے حصہ میں سے چوتھائی کپاس وغیرہ کی ندی۔ کمیشن ہم پر فصل ربیع پر کیا اور ایک رقبہ کی پیداوار فصل ربیع چہ محمد رمضان سے تقسیم کر دی اور دوسرے رقبہ چاہ نواب والا سے ہمارے حصہ میں سے ۲۰ سیر ۱۸ من گندم بھی لے گیا اور اس کا حصہ بھی ہمیں نہ دیا۔ اب یہ کیا رقبہ تقسیم کر لیتے ورجن لینے کے بعد اور نو سال پیداوار اٹھانے کے بعد کیا اور انتقال کرانے کے بعد اس میاں شمس الدین صاحب کو حق حاصل تھا۔ خلف عہد کرنا اور انتقال خارج کرنا اور ہمارے حصہ پر کمیشن کرنا اور ۶۰ من پاس لے جانا اور اپنے حصے کی چوتھائی ہمیں نہ دینا کیا ہمارا حق ہے اس ۶۰ من کپاس میں سے یا اس کی اپنی چوتھائی سے کیا دوسرے رقبہ چاہ نواب والا سے جو ہمارے حصہ ۲۰ سیر ۱۸ من سے لے گیا وہ کیا اس میں ہمارا حق ہے یا نہ۔

بنو ہمدان کا واضحہ و جرحہ

فصل ربیع جب ساٹھ من کپاس اس نے لی تھی تو اس وقت ہم اشتراک پر رضامند نہیں تھے۔ بعد میں مجبوراً اشتراک پر راضی ہوئے تو پھر حاجی شمس الدین نے فصل ربیع میں چاریس من گندم اپنے سے دے دی لیکن چاہ نواب اس سے اٹھارہ من بیس سیر گندم جو میرا حصہ تھا نہیں دیا اور اپنا حصہ پورا وصول کر لیا۔

عبدالرحیم وغیرہ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شرعاً تقسیم درست ہو گئی تھی۔ ہر حصہ دار اپنے اپنے حصہ کی پیداوار کا مالک ہے۔ پس حاجی شمس الدین نے جو ۶۰ من کپاس دوسرے شریک کے حصہ میں لے لی ہے جائز نہیں تھا۔ اس کا ضمان واجب ہے۔ شریک مذکور کو ادا کیا جائے اور اسی طرح غلہ مذکورہ فی الحال بھی۔ بین سے دہ شرعاً واجب ہے۔ کما لا یخفی واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسۃ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسۃ اسماء العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ

اگر مضارب نے کچھ عرصہ کے بعد اپنا شامل کیا ہو اور وہ پہلے کا رو بار سے نکال دیا

رب المال کی رقم سے کام کرتا رہا اور نقصان ہو گیا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے کاروبار کے لیے مبلغ تین ہزار روپیہ لیا۔ یہ شرط طے ہوئی کہ رقم سے جو منافع ہوگا تیسرا حصہ دے دیا جائے گا۔ اس رقم کے ساتھ زید کی رقم کل بارہ سو شامل کی گئی تو اس سے کاروبار کرتے رہے اور جو منافع ہوا تقسیم کر لیا۔ بعد ازاں کچھ کاروبار میں رقم کی اور ضرورت ہوئی تو زید نے بکر سے مبلغ تین ہزار روپیہ اور لے لیے۔ اب زید کے پاس بکر کی کل رقم چھ ہزار روپیہ ہو گئی اور سلسلہ کاروبار چلتا رہا۔ بعد ازاں زید کو گھر کی ضرورت پیش ہوئی تو زید کی جو مبلغ ۱۲ سو روپیہ رقم کاروبار میں شامل تھی وہ زید نے خرچ کر لی۔ اب زید کی رقم کاروبار میں کچھ نہیں رہی۔ بکر کی خالص رقم چھ ہزار روپیہ کاروبار میں رہ گئی جو کہ زید نے کاروبار کے لیے تیسرے حصہ منافع پر لے رکھی تھی۔ زید بکر کی رقم سے کاروبار کرتا رہا اور منافع شرط کے مطابق ادا کرتا رہا۔ اسی طرح زید نے بکر کو کل منافع ادا کیا اور زید کی رقم خرچ کرنے کے بعد عرصہ دو سال سے زائد کاروبار ہوا۔ اسی سلسلہ میں دکان کی رقم مبلغ ادھار میں روٹی۔ جس کی وصولی ہونے کی امید ختم ہو چکی ہے۔ گویا یہ مشترکہ نقصان ہوا۔ زید بکر کو مبلغ چھ ہزار اصل رقم دے گا۔ باقی یہ جو رقم نقصان ہے یہ اس طرح تقسیم کریں۔ رقم زید کی کاروبار میں نہیں تھی۔ صرف بکر کی خالص چھ ہزار رقم سے کاروبار ہوا۔ یہ رقم منافع کے حصے کے برابر ادا کریں یا کیسے؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

رب المال (مالک) کو چھ ہزار اصل ادا کرنے کے بعد منافع کو بہ حصص تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلے کا نفع بھی اس میں شمار ہوگا۔ ادھر کی رقم کو فی الحال نظر انداز کر دیا جائے۔ وہ وصول ہوتا جائے گا۔ وہ نفع سمجھ کر مقرر حصوں پر تقسیم ہو رہے گا۔ وصول کرنا زید کے ذمہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محبہ مدد مند مفتی مدد رسد قاسم محمود ملتان

کیا مشترکہ زمین کے درختوں کو ایک شریک کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ تین آدمی ایک مشترکہ اراضی کے مالکان ہیں اور اس میں درختان شیشم و نیم برائے سایہ لگائے ہوئے تھے۔ قبضہ بھی تینوں کا تھا۔ ان تینوں میں کوئی ایک حصہ دار کاٹ کر خورد برد کر سکتا ہے۔ بینوا تو جروا

محمد یعقوب ولد حاجی محمد یار چاہ غلام رسول شاہ والا موضع طرف راوی ملتان

﴿ج﴾

تین حصہ داران میں سے کسی ایک حصہ دار کو یہ حق نہیں کہ بغیر دوسرے حصہ داران کی اجازت و رضامندی کے حصہ کے درختوں کو کاٹ کر خورد برد کرے۔ فقط واللہ اعلم

محبہ مدد مند مفتی مدد رسد قاسم محمود ملتان

بڑے بھائیوں نے جو زمین خریدی چھوٹے بھائی کا اس میں کوئی حق نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم پانچ بھائی ہیں۔ دو بڑے بھائی ایک ماں سے اور تین بھائی دوسری ماں سے۔ ہم سارے شادی شدہ ہیں۔ ہم پہلے پرانے گھر میں رہتے تھے کہ والدین فوت ہو گئے۔ ہم میں سے بڑے بھائیوں نے محنت مزدوری کر کے گھر کے لیے آٹھ کنال زمین خریدی۔ انتقال اراضی ہم چار بڑے بھائیوں کے نام ہوئی۔ جس وقت ہم نے زمین خریدی۔ اس وقت سب سے چھوٹا بھائی آٹھویں یا نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ وہ ماں کے قابل نہیں تھا۔ اب ہم بڑے بھائی ایک صحیح بھائی کی حیثیت سے اس کی پرورش کرتے تھے۔ خیال یہی تھا کہ اس کو بھی زمین میں سے حصہ دیا جائے گا۔ گو کہ وہ کئی میں مطلق نہیں تھا۔ کیونکہ وہ چھوٹا تھا ورنہ تعلیم تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی ملازمت اور شادی کا انتظام کر دیا گیا۔ شادی کے ایک ماہ بعد اس چھوٹے بھائی نے اپنے ماں جائے بڑے بھائی کے بے حرمتی کی۔ اب یہ بڑا بھائی اس دعویٰ پر کہ چونکہ یہ مذکورہ آٹھ کنال زمین ہم بڑے بھائیوں کی کمائی سے خریدی گئی ہے نیز یہ کہ اس وقت والدین فوت ہو گئے تھے۔ اپنے چھوٹے بھائی کو زمین سے بے دخل رکھنا چاہتا ہے۔ کیا یہ بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو مذکورہ زمین میں حصہ دینے سے محروم کر سکتا ہے یا یہ کہ اس جرم میں کہ وہ بڑے بھائی کا ماں بھائی ہے اور ایک اکٹھے مشرکہ گھر میں چھوٹے بھائی کی مخالفت کر دی گئی ہے۔ اپنے چھوٹے بھائی کو زمین سے محروم نہیں کر سکتا؟ بینوا تو جروا

خان ولی داد ہیند ماشر کمر کلہ تحصیل ضلع بنوں

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اس آٹھ کنال اراضی کے مالک صرف چار بڑے بھائی ہیں۔ چھوٹے بھائی کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نامب مفتی مدد رسد قاسم العلوم ملتان

۱۵ رجب ۱۳۹۸ھ

اگر کوئی شخص کسی کو بورنگ مشین اور زمین کے کچھ حصے میں شریک کر دے

تو وہ کنوں میں شریک نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کنواں کھودا۔ خود اس کو اینٹوں سے پختہ کیا۔ بعد ازاں بورنگ لگانے کے لیے دوسرے شخص سے شراکت اور زمین کا پتہ چھو بھی دیا۔ دو سال بعد رانگی پیدا ہوئی۔ شریک نے اپنا حصہ زمین اور بورنگ ایک تیسرے شخص پر فروخت کر دیا۔ اب یہ مشتری کہتا ہے کہ میں کنویں پر نصف کا شریک ہوں اور مالک کنواں کہتا ہے کہ میں نے شراکت مشین بورنگ میں اور زمین میں کی تھی لیکن کنواں میں ملکیت ہے۔ میں نے خود تعمیر کیا ہے اور بائع نے آپ پر نصف مشین فروخت کی ہے نہ کہ کنواں تو کیا مذکورہ بالا صورت میں مشتری نصف کنویں کا حقدار ہے یا نہ۔

مولانا محمد انور شاہ ضلع

﴿ج﴾

قال فی المجله ص ۲۳۵ شركة الملك هي كون الشيء مشتركاً بين اثنين فاكثروا مخصوصاً لهما بسبب من اسباب الملك كاشتراك واتهاب وقبول وصبة وتوارث الخ
مذکورہ بالا مسئلہ اصل سے معلوم ہوا کہ شرکت ملک شراہ بہ قبول وصیت سے آتی ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر کنوں کھودنے والے نے اپنی مملکت زمین میں کنواں کھود کر پختہ کیا اور بعد میں دوسرے شخص کو بورنگ لگانے میں زمین کے پتہ حصہ میں شریک کیا اس پر کنویں کو نہ بیچو نہ بہ کی تو محض بورنگ مشین میں اور زمین کے پتہ حصہ میں شریک ٹھہرانے سے وہ کنویں کے نصف کا مالک نہیں بن سکتا اور پتہ حصہ تک بورنگ کے ذریعہ کنویں کے پانی سے مشترک زمین کو یہ اب نہ مالک کی طرف سے تبرع و احسان شمار ہوگا اور جب شریک اول کنویں میں شریک نہیں تو یہ مشن بطریق اولیٰ کنویں میں شریک نہیں اور نہ مشتری کا کنویں پر دعویٰ کرنا باطل ہے۔

لا يجوز لاحد ان ياحد مال احد بلا سبب شرعي المحله فقط والنداء

ترجمہ محمد انور شاہ غفرلہ ناب مفتی مدرسہ علوم

۱۷ شعبان ۱۳۹۸ھ

بھائیوں اور باپ بیٹوں کا مال کب ایک دوسرے کا شمار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم ایک باپ کے چار بیٹے ہیں۔ من سائل سب سے چھوٹے

والد صاحب زمیندار کے ملازم تھے اور مسجد کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی اور ہم تمام بھائی حسب عمر باپ کا ہاتھ مالتے۔ مسجد کی صفائی، پانی وغیرہ کا انتظام کرتے آئے۔ سب سے بڑا بھائی جو تھوڑا جوان ہو کر زمیندار کا ملازم ہو گیا۔ اس سے چھوٹا بھائی خواجہ فروخت کرتا اور باقی ہم دو چھوٹے بھائی پڑھتے تھے اور مسجد کی خدمت کے عوض اہل محلہ سے روٹیاں لے آتے اور سب کا کھانا پینا اکٹھا تھا۔ والد صاحب اور بڑے بھائی کی آمدنی گندم کے علاوہ گھاس، میٹیاں بھوسہ لکڑیاں وغیرہ کا کام بھی سرانجام دیتے۔ پھر والد صاحب نے ایک خالی دکان خرید لی۔ جس میں بڑا مکان (جو کہ خواجہ فروخت کرتا تھا) نے کرینہ کی دکان کھول لی اور پتھر، قلم، بطور قرض یہ حصہ لے کر اپنے اوغیرہ بھی لے گیا۔ اسی دوران والد صاحب نے ملازمت چھوڑ کر کارخانہ چکی آنا نصف حصہ داری پر خرید کیا جس کی قیمت مشترک آمدنی سے ادا کی اور والد صاحب اس چکی پر کام کرتے تھے پتہ حصہ کے بعد والد صاحب نے چکی کو چھوڑ دیا۔ پھر دمت کر لی اور جو بھائی دکان پر کام کرتا تھا والد صاحب نے اس کو تمام کاروبار کا بڑا بنا دیا تو اس بھائی نے کارخانہ چکی اپنے حصہ داران سے جدا کر کے اپنے ماموں کوکل کے نصف کا شریک بنا دیا اور ہم دونوں چھوٹوں کو اپنے زیر نگرانی یعنی محلہ سے بڑے بھائی کو چکی آنا پر لگا دیا اور مجھے دکان پر بٹھادیا اور خود تجارت کپاس وغیرہ میں حصہ داران کے ساتھ شامل تجارت کرنے لگا۔ چکی آٹے کی آمدنی بھی سنبھال لیتا اور اخراجات (تیل انجن) وغیرہ بھی ادا کر دیتا۔ اسی طرح من سائل کو سودے دکان کے خرید کر دیتا اور جو آمدنی ہوتی وہ خود سنبھال لیتا اور جو کاروبار تجارت تھا اس میں من سائل شریک رہتا۔ مثلاً کپاس خرید کر نایا کیش وغیرہ کا چلنا، کپاس کا وزن کرانا وغیرہ اور والد صاحب بھی ملازمت کے ساتھ ساتھ ہماری بتلائے ہوئے نرخ سے کپاس خرید کر دیتے اور وزن کرانے وغیرہ کا انتظام بھی کر دیتے جبکہ ہماری خریدی ہوئی اجناس کی آمدنی وغیرہ بھی اس بھائی کے پاس رہتی۔ جو کہ کاروبار میں بڑا تھا۔ نیز اس بھائی کے پاس جو کہ کاروبار کا بڑا بنا دیا گیا تھا پتہ لوگوں کی جناس کی رقمیں واجب الاداء بطور قرض رہ جائیں یہ مہلت پر ان کو ادا کرنے سے دیگر اجناس خرید کر لیتا جس کا حساب لین دین دکان کا کھاتہ جات میں درج رہتا۔ جو کہ میرے پاس رہتے قرض خواہوں کو رقم میں ادا کرتا یا بڑا بھائی ان مذکورہ کھاتوں میں درج کیا جاتا۔ دوسرے کھاتے بڑے مکان کے پاس الگ نہیں تھے۔

قرض و مہلت سے خریدی ہوئی جناس کی رقم کو کاروبار تجارت، مکان میں رکھتے۔ اس اکٹھے رہنے کے دوران میں اس بھائی نے تین چار مرتبہ پتہ اراضی خریدی جو کہ پتہ رہائش کے قابل اور پتہ قہر کا شت تھی جس میں پتہ و کنال اراضی رہائشی ہم تین بھائیوں کے نام انتقال کرانے کے علاوہ باقی تمام اراضی اپنے نام انتقال کر تارہا۔ تو چونکہ اعتقاد تھا کہ جب عہدہ ہوں گے تو بانٹ دے گا۔ اگر کبھی کوئی بات ہوئی بھی تو اس نے تسلی کرادی کہ مجھے کسی حق کی ضرورت نہیں۔ تجارت کا کاروبار میں دین ہے خدا نخواستہ تجارت میں کوئی نقصان آجائے تو تم میرے ساتھ نہ رہو وغیرہ۔ پھر پتہ حصہ کے بعد میرا جو سب سے بڑا بھائی ملازم تھا اس نے ملازمت چھوڑ دی ایک سال کے بعد کاروبار میں جو بڑا تھا اس نے عمر میں بڑے بھائی کو بطور مفتی تجارت مقرر کیا اور اس میں تجارت میں پتہ نقصان

نظر آیا کسی اور بات کی وجہ سے ہماری اس عمر میں بڑے بھائی سے ناچا کی ہو گئی تو اس بھائی کو ۱/۴ حصہ لین دین قرض جائیداد سے علیحدہ کر دیا۔ باقی ہم تین بھائی اور باپ اکٹھے رہنے لگے۔ اس کے بعد پھر بھائی صاحب نے دو تین سال صلیع مظفر گڑھ میں کپاس کی تجارت کی اور من سائل اپنے مقام پر پہلے کی طرح کپاس خرید کر تا اور بھائی صاحب دے جاتے اور کپاس لے جاتے جبکہ اس کپاس کی آمدنی وغیرہ ان ہی کے پاس رہتی۔ اس اکٹھے رہنے کے دوران بھائی صاحب لوگوں کو قرض وغیرہ بھی ادا کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد جو ہمارا بھائی کا رخا نہ چکی آٹا پر مامور تھا اس سے بھی ناچا کی ہو گئی تو والد صاحب نے اسے علیحدہ کرنے کے لیے کہا لیکن بھائی صاحب جو کاروبار کے بڑے نے نال منول کیا تو والد صاحب نے وقتی طور پر کارخانہ چکی اس چکی والے بھائی کو دے کر اپنی گزر اوقات کرنے کو اور خود بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔ والد صاحب اور چکی والے بھائی صاحب پینا کھانا کھاتے اور دونوں بھائی کا کھانا پینا کھاتھا۔ چونکہ کارخانہ خراب پڑا تھا انہوں نے قرض وغیرہ لے کر اس کی مرمت کرائی اور والد صاحب ملازم کرتے اور کارخانہ کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے۔ بعد میں کارخانہ کی مرمت والا قرض بھی انہوں نے خود ادا کیا۔ اس کے بعد بھائی صاحب نے کچھ اراضی خریدی جس کی قیمت کی ادائیگی کے لیے کچھ قرض والد صاحب اور کچھ بھائی صاحب اور کچھ من سائل نے اٹھایا اور پچھ رقم سابقہ خریدی ہوئی رہائشی اراضی فروخت کر کے ادا کی گئی لیکن پھر اگر قرض دوسری سابقہ خریدی ہوئی اراضی کے فروخت کرنے سے ادا کیا گیا لیکن پچھ عرصہ کے بعد ہم دونوں بھائیوں میں بھی ناچا کی ہو گئی اور ہمارا کھانا پینا بھی علیحدہ ہو گیا۔ ہم نے اراضی تقسیم کرنے کو کہا تو بھائی صاحب نے کہا کہ اراضی کا مالک محض میں ہی ہوں اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ جو لوگوں کے قرض میرے پاس رہتے تھے اس سے خریدی گئی تھیں اور کچھ قرض بھی باقی ہے اس میں نہ باپ کا حصہ ہے نہ بھائیوں کا۔ ہم نے کہا کہ ہم سب اکٹھے تھے۔ کھانا پینا کھاتے اور تمہیں اپنے کاروبار تجارت کے علاوہ خانگی کام میں کمزوری تھی اس بھوسہ وغیرہ کا وغیرہ کا انتظام کرنا زمین کاشت کرنا یا اس کی پیداوار لے آنے وغیرہ سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ سب کام ہم کرتے تھے بلکہ تمہاری کپاس وغیرہ کی تجارت میں بھی شریک رہتے تھے اور بڑے بھائی کو بھی ۱/۴ حصہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور تم نے بھی زمین خریدتے وقت یا کسٹھے رہنے کے دوران بھی اتنی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر کرتے تو ہم پہلے ہی سے علیحدہ جاتے۔ ہم تمہارے ساتھ شریک رہ کر تمہاری علیحدہ جائیداد کیونکر بنواتے۔ حالانکہ آخری اراضی خریدتے وقت تم نے خود اپنی زبان سے کہا تھا کہ شفعہ کا خطہ ہے۔ میرا دفعہ ختم ہونے پر پچھ اراضی سنی تھا تمہارے نام کر دیا جائے گا۔ میں باقی بتایا قرض کی بات وہ تو وہ کسٹھ قرض خواہ سے تقسیم نہیں کرتے۔ کیونکہ لین دین میں بڑے بڑے یا بڑے قرض خواہ کے بھون سے ہم نے تجارتی نقصان کا قرض لینا ہے۔ جبکہ ہمارا مقروض بھی قرض تقسیم نہیں کرتا۔ جو وہ تجارت میں ہمارے حصہ دار تھے بھائی صاحب ان میں سے بعض پر اپنا قرض بتاتے ہیں لیکن وہ حصہ داران بھی قرض تقسیم نہیں کرتے ہم نے کہا ہے کہ جتنا قرض ہے وہ بھی تقسیم کر دو اور جو جائیداد ہے وہ بھی۔ اگر ہمارا قرض دلوں کے پاس ہے وہ کیا تو وہ بھی تقسیم کر میں گے لیکن وہ جتنا ہے کہ قرض پہلے کا اور اراضی کا کرنا اب زیادہ ہے۔

اس لیے یہ جائیداد بھی میری ہے اور قرض لین دین والوں سے میں خود نمٹوں گا۔ کیا یہ جائیداد جو اکٹھے رہنے کے دوران جو چیز جس بھائی نے خریدی ہے کس طرح تقسیم کی جائے اس میں والد صاحب کا حصہ بھی ہے یا نہیں یا جو جائیداد والد صاحب کی سابقہ ہے وہ کس طرح تقسیم کی جائے۔ بیٹو! تو جروا

﴿ج ۵﴾

واضح رہے کہ چند شرائط کے ساتھ بیٹے کا کمایا ہوا مال باپ کا مملوک شمار ہوتا ہے۔ (۱) بیٹا باپ کی عیال میں ہو۔ (۲) صنعت دونوں باپ بیٹے کی متحد ہو۔ (۳) ان میں سے کسی کا سرمایہ نہ ہو یا محض بیٹے کا نہ ہو۔ غرضیکہ جس صورت میں بیٹا باپ کا معین و مددگار نظر آئے تو اس صورت میں بیٹے کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ کا شمار ہوگا۔ مثلاً باپ کھیتی باڑی یا لوہاریا درکھان کا کام کرتا ہے بیٹا جوان ہو گیا باپ کے عیال میں تھا اس نے بھی ان کاموں میں باپ کا ہاتھ بٹانا اور تعاون کرنا شروع کیا۔ جبکہ بیٹے کا اپنا کوئی سرمایہ نہ تھا ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں بیٹا عرفاً باپ کا معاون سمجھا جاتا ہے۔ مستقل کارکن شمار نہیں کیا جاتا۔ اس لیے اس کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ کا ہی شمار ہوگا اور اگر بیٹا باپ کے عیال میں نہ ہو تب ظاہر ہے کہ عرفاً اپنے لیے ہی کمانے والا شمار ہوتا ہے اگرچہ باپ کے ساتھ صنعت میں شریک بھی ہو۔ ایسی صورت میں بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی یا بیٹا ہے تو باپ کی عیال میں لیکن صنعت ان کی علیحدہ علیحدہ ہے مثلاً باپ کھیتی باڑی کرتا ہے اور بیٹا ملازمت کرتا ہے یا بیٹا ہے بھی باپ کے عیال میں ورنہ صنعت بھی متحد ہے لیکن بیٹا کا خود پناہ اتنی ہے۔ تب بھی بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی بلکہ اگر عیال میں بھی باپ ہے تو صنعت بھی متحد ہو ورنہ کاداتی نہ مایہ بھی نہ ہو تب بھی ان صورتوں میں جن میں عرفاً بیٹا باپ کا معین شمار نہیں ہوتا۔ بیٹے کا کمایا ہوا مال خود اس کا ہی شمار ہوگا۔ مثلاً باپ بیٹا دونوں ایک ہی مل میں ملازم ہیں تو چونکہ بیٹا عرفاً باپ کا معین شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک کا اپنا مستقل کام ہوتا ہے جسے ہر ایک نے خود پورا کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں بھی بیٹے کی تنخواہ بیٹے کی کمائی کی مملوک ہوگی اور یونہی ان صورتوں میں بیٹے کا کمایا ہوا مال باپ کا ہو سکتا ہے؟ کیا بیٹا حراست میں ہے جو خود بھی کسی چیز کا مالک بن سکتا ہے۔ اطلاق متباہن ہیں اور ذوات مستقلہ ہیں۔ والد جو مال اپنے لڑکوں کو دے دیتا ہے اگر مراد ان کے ملک کر دیتا ہے یا اس کے قرائن موجود تھے اور بطور تملیک کے دیا ہے۔ تب تو وہ مال ان لڑکوں کی ملک سے ورنہ اس کا شفعہ بھی انہیں کی ملک ہے۔ اگر بطور تملیک نہیں دیا گیا تو پھر دو صورتیں ہیں یا تو کام کا حق اصل میں خود باپ کرے اور لڑکے اس کے ساتھ اعانت کرنے پر رہے اور لڑکوں کا خرچ بھی اس کے ساتھ شریک ہو تو اس صورت میں کل مال والد کا ہے۔ اصل بھی اور نفع بھی۔ اگر باپ صرف مال دے دے اور لڑکے تجارت کر کے نفع حاصل کر لیں اور لڑکے خورد و نوش میں والد کی کفالت میں نہ ہو تو یہ صورت شرکت فی سدہ کی ایک قسم ہے۔ جس کا شرعاً حکم یہ ہے کہ اصل مال اور اس کا نفع والد کا ہوگا اور لڑکوں کا حق الحقت بازار اور عرف و رواج کے مطابق دینا واجب ہوگا۔

قال فی الشامیۃ من کتاب الہیۃ واداء دفع لایۃ مالا فصرف فیہ الاس یکون للاس ادا دلت دلالة علی التملیک الخ ص ۶۸۸ ج ۵۔ وایضاً فی الشرکۃ الفاسدۃ من الشامی فی القیۃ الاب

وابتہ یکتبایان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شیء فالكسب كله للاب ان كان الابن فی عبء لكونه معیناً له الا ترى لو غرس شجرة تكون للاب انتهی كلام الشامی۔ قلت فما كان المال للاب كان كله للاب بالاولی۔ وایضاً فی حاصله ان الشركة الفاسدة اما بدون مال واما به بر الجانبین او من احدهما الی قوله والثالثة لرب المال وللآخر اجر مثله۔ ص ۳۲۶ ج ۴ وقال فی الشامی لو اجتمع اخوة یعملون فی تركة ابيهم ونما المال فهو بینهم سوية ولو اختلفوا فی العمل۔ صورت مسئولہ میں والد وریثوں کی شرکت اور کسب کی مختلف صورتیں ہیں۔ اور ان کے احکام بھی مختلف ہیں۔

لہذا فریقین مقامی طور پر معتمد عیدہ دیندار عرف کا واقف اور معاملہ فہم عالم کو ثالث مقرر کریں اور وہ مندرجہ بالا اصول پر ہی مصدحت اور فیصلہ برادیں اور انہی اصول پر بھیائیوں کے آپس کے کاروبار بھی مقرر ہوں گے۔ فقط و بندہ احمد و منذر و تکریم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۷ صفر ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۸ صفر ۱۳۹۸ھ

مضاربیت میں اگر منفع تقسیم ہوا اور نقصان کا ذمہ دار رب المال کو بنایا جائے تو یہ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے مجھے رقم برائے دکان مضاربیت دی ہے۔ دکان میں نقصان کی صورت میں، لک رقم ذمہ دار ہے۔ نفع کی صورت میں، دونوں شریک ہیں۔ کام کرنے والا بھی و رقم کا مالک بھی کیا رقم نفع والی سود ہے۔ وہ سود کیا جائز ہے۔ جو کام کرنے والا ہے وہ امام مسجد ہے کیا اس صورت میں اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

نذر محمد امام مسجد کالونی ٹیکسلہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب رب المال یعنی روپے دینے والا اور مضارب یعنی کارکن دونوں نفع میں شریک ہیں اور نقصان کا ذمہ دار صرف رب المال ہے۔ تو یہ صورت شرعاً صحیح و درست ہے اور کارکن کی آمدن صحیح ہے۔ اس کا رد بار سے جو منافع حاصل ہوں گے وہ سود نہیں۔

البتہ اگر یوں طے ہوا کہ نفع میں، دونوں شریک اور نقصان اگر ہو تو صرف کارکن پر پڑے یا جس طرح نفع دونوں کا نقصان بھی دونوں کا۔ یہ صورت باطل اور ناجائز ہے۔ نقصان جب بھی ہو رب المال پر ہی ڈال جائے گا۔ صرف کارکن کی محنت برباد ہو جائے گی۔ اس کے ذمہ روپیہ نہ ڈالا جائے گا۔ علی کل حال یكون الضرر والخسارة عائداً علی

رب المال و اذا شرط كونه مشترکاً بینه وبين المضارب فلا يعتبر ذلك الشرط۔ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۵ صفر ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دو شریکوں میں اگر رقم کا تنازعہ ہو تو فیصلہ گواہوں یا قسم سے ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اور عمر نے کپاس کی تجارت شروع کی۔ زید علاقہ سے کپاس خرید کر کے عمر کو دیتا اور وہ کارخانہ میں دیتا۔ زید عمر سے رقم لیتا اور دیتا رہا۔ عمر رجسٹر میں رقم دیتے وقت زید کے دستخط رقم وصول کرنے کے کراتا رہا آخر تجارت ختم ہوتے وقت حساب و کتاب شروع ہوا تو رجسٹر میں چند جگہ رقم وصولی کے دستخط نہیں ہیں اور عمر کہتا ہے کہ میں نے یہ رقم اعتبار پر دے دی ہے اور دستخط نہیں کرائے اور زید بغیر دستخطی رقم کے لینے سے نکاری ہے کہ میں نے یہ رقم بغیر دستخطی کے نہیں لی۔ تو شرعاً کس طرح اس بغیر دستخط رقم کا فیصلہ کیا جائے۔ گواہ کس کے لینے ہوں گے اور حلف کس پر آتا ہے۔ بیوا تو جروا

موسوی سراج الدین شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

صورة مسئولہ میں بغیر دستخطوں والی رقم کے ثبوت کے لیے عمر کو گواہ دینا لازم ہے۔ اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو زید پر حلف آئے گا کہ یہ رقم میرے ذمہ نہیں جس طرح کہ عمر دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے حلف اٹھانے پر فیصلہ ہو جائے گا یعنی رقم بغیر دستخطوں والی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

جب دو بھائیوں نے شادی کے لیے دو دو ہزار روپے لیے

اور تیسرے کی شادی بغیر خرچ کے ہوگئی اس کو بھائیوں سے رقم لینے کا حق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ تینوں بھائیوں کی مشترکہ جائیداد اور مشترکہ آمدنی تھی۔ مشترکہ آمدنی میں سے ایک بھائی کو دو ہزار روپے دئے۔ برائے شادی کے لیے، پھر دوسرے بھائی کو برائے شادی مشترکہ آمدنی سے دو ہزار روپے دئے۔ تیسرے بھائی نے اپنے خرچ پر شادی کی ایک بیوہ عورت سے جو کہ چچا زاد بھائی سے بیابھی ہوئی تھی اور اس چچا زاد بھائی کے بدلہ میں اپنی بہن دے دی۔ اب تیسرے بھائی نے اپنے دو بھائیوں سے رقم کا مطالبہ کیا کہ

دونوں نے دو دو ہزار روپے شادی کے لیے لیے تھے اور میں نے تم سے کوئی رقم نہیں لی مجھے اس چار ہزار روپے سے جو مشترکہ تھا میرا حصہ دو۔ ان بھائیوں نے کہا کہ تم نے چچا زاد بھائی کی بیوہ کے ساتھ نکاح کیا اور اس کی دوڑ کیاں بھی ہیں ان کا نکاح ہمیں دے پھر ہم رقم دیں گے ورنہ نکاح کے لیے تیار نہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر ان سے لے لیں۔ ہمارے پاس نہیں۔ اب وہ تیسرا بھائی کس سے رقم لے۔

جفت خان ولد پہلوان موضع مرادمان ضلع ملتان

﴿ج﴾

ہر دو بھائیوں پر لازم ہے کہ جب انہوں نے مشترکہ رقم میں سے دو دو ہزار روپے لیے ہیں تو اپنے تیسرے بھائی کو حصہ اس رقم سے ادا کر دیں۔ یہ الگ امر ہے کہ اس نے شادی کی ہے لیکن سادہ مسنون طریقہ سے کر ڈالی اور روپیہ کی بچت کر لی۔ اس کا حق ہر دو بھائیوں پر لازم ہے اور ان کیوں سے رقم طلب کرنے کا استحقاق و جواز کسی صورت میں نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر مشترک ثیوب ویل لگانے کے لیے بنک نے کمپنی سے خرید کر کچھ منافع کے ساتھ شریکوں کو دیا ہو تو جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آٹھ حصہ داروں نے ایک مشترکہ ثیوب ویل لگانے کی تیاری کی۔ چار حصہ داروں نے اپنی رقم سے کام شروع کر دیا۔ آدھا سامان لگا دیا چار حصہ داروں کے پاس ذاتی مال نہ تھا نہ کوکھا کہ تم لوگ، انجن خرید کر لیاں انہوں نے سرکاری زرعی بنک میں ٹکاوی چھ ہزار رقم ملنے کی درخواست کی۔ بنک والوں نے زمیندار کمپنی سے چھ ہزار روپیہ میں انجن خرید کیا اور اپنے دفتر میں رو کر دیا اور اس پر منافع تین سو ساٹھ روپے زائد اصل رقم کے ساتھ شامل کر کے سات قسطوں پر قرضہ وصول کرنے کے آرڈر انجن میں چیز سالین کے حوالہ کیا ہے اور روپیہ ایک بھی نہیں دیا ہے۔ ان میں امام مسجد بھی ہے۔ اس صورت میں سود اگر صورتاً یا معنیاً پایا جاتا ہے تو حکم فرمایا جائے اور امام مسجد کی جماعت جائز یا ناجائز ہونے سے بھی مطلع کیا جائے۔

عبد سامع مسجد تحصیل خانہ وال ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر واقعہ اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے تو اس میں سود جو شرعاً حرام ہے اور مرتکب اس کا فاسق وہ نہیں ہے بلکہ اس طرح قرضہ لینا اس صورت میں جائز ہے۔ امام صاحب اور دوسرے تینوں شرکاء جنہوں نے مل کر چھ ہزار

روپیہ سرکاری زرعی بنک کو درخواست دے کر قرضہ طلب کیا اور بنک والوں نے چھ ہزار کا انجن خرید کر کے چھ ہزار تین سو ساٹھ روپے پر انہیں دیا تو اس صورت میں چھ ہزار اور تین سو ساٹھ روپے مجموعہ انجن کی قیمت ہے جس پر چاروں شرکاء نے سرکاری زرعی بنک سے خریدا۔ اب اتنی بات ہے کہ بنک والوں نے انجن کمپنی سے خرید کر کے نفع سے امام مذکور اور دوسرے شرکاء پر فروخت کیا اور یہ شرعاً جائز ہے۔ لہذا امام مذکور میں اگر دوسری بات حذف شرع نہیں تو اس کی امامت بلاشبہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ حمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۸۴ھ

کیا شراکت پر کاروبار چلانے والے منتظم و نگران کو حصہ کے علاوہ تنخواہ دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان، شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ چند آدمیوں نے مل کر کپڑا تیار کرنے کی مشین یعنی پورٹو میں خرید کر لگائے، اور چلا کر کپڑا تیار کر کے بازار میں فروخت کرنے و دیگر کاروبار کے لیے مشترکہ طور پر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ایک ایک، سو روپے فی حصہ کے حساب سے، کسی نے ایک حصہ، دس حصے، کسی نے بیس حصے کے حساب سے رقوم جمع کیں اور اپنے میں سے ایک شریک کاروبار حصہ دار کو ان مشینوں و تمام کاروبار کا منتظم و نگران مقرر کر کے تمام رقوم اس کے حوالے کر دیں۔ پھر اس سے کہا کہ تم خود ہی ان رقوم سے مشینیں خرید کر لگادو اور خود ہی سوت خرید کر کپڑا تیار کروا کے بازار میں فروخت کرو پھر نفع و نقصان ہم سب حصہ دار اپنے اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں گے اور یہ بھی کہا کہ ان رقوم کو تم کسی بھی امور کے کاروبار میں صرف کر سکتے ہو اور لگا سکتے ہو بہر حال تم جو بھی کاروبار ان رقوم سے کرو گے ہم تم کو اس انتظام و نگرانی کے عوض بطور تنخواہ کے ایک روپیہ فی حصہ فی ماہ یعنی ایک روپیہ فی سینکڑہ فی ماہوار متعین کر کے دیں گے یعنی ایک سو روپے والا ایک روپیہ اور ایک ہزار روپے والا دس روپے، ہوا تم کو متعین طور پر دیں گے۔ کیا ان حصہ داروں کا یہ ایک روپیہ فی سینکڑہ ماہوار بطور تنخواہ کے دینا اور اس حصہ دار کا لین شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں۔ بلکہ اس منتظم و نگران کی اپنی بھی رقم بطور حصہ کے ان رقوم میں شامل ہے۔

تنقیح

وضاحت کریں کہ ایک روپیہ فی حصہ کی آمدنی حساب سے دیا جائے گا یا کل جمع شدہ حصص کے حساب سے دیا جائے گا جو صورت ہو واضح کر کے فتویٰ حاصل کریں۔

ازدارالافتاء قاسم العلوم ملتان

تمام حصہ دار مدنی میں سے فی حصہ ایک روپیہ نہیں دیں گے بلکہ کل جمع شدہ حصص (کل جمع شدہ سرمایہ) میں سے ایک روپیہ فی حصہ فی ماہ دیں گے۔ مثلاً اگر تمام حصہ داروں نے مل کر ایک لاکھ روپیہ جمع کر کے کاروبار شروع کیا ہو تو اس کل جمع شدہ رقم پر مختص کو مبلغ ہزار روپے ماہوار دیا کریں گے۔

﴿ج﴾

اگر کل جمع شدہ حصص متعین ہیں تو ان متعین حصص کے مطابق فی سینکڑہ ایک روپیہ بطور تنخواہ دینا درست ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ محرم ۱۳۹۷ھ

جس مشترک کاروبار میں دو حصے بنک کے ہوں
کیا اس میں کوئی شخص اپنے ذاتی مال سے حصہ ڈال سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک کارخانہ بمعہ ٹیوب ویل مشترکہ جس میں دو حصہ دار رقم سود بنک ہے اور تیسرا حصہ ذاتی ہے کیا یہ تیسرا حصہ دار جس کا اپنا ذاتی روپیہ ہے اس میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ نفع و نقصان ہر ایک کا عینہ علیحدہ اور اپنا ہے۔ اگر جائز نہیں ہو سکتا تو کیا اس کا پانی خریدنا جائز ہے یا ناجائز اور جہاں ٹیوب ویل لگایا گیا ہے وہ رقبہ بہت اونچا ہے جس پر کنویں وغیرہ کا پانی نہیں چڑھ سکتا۔ رقبہ بہت بہترین ہے۔ اس پر سوائی ٹیوب ویل کے پانی کے اور نہیں چڑھ سکتا اور بس ٹیوب ویل کا پانی لگایا جاتا ہے۔ وہی بنک کی رقم کا لگایا ہوا ہے اور ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنا ذاتی روپیہ اکٹھا کر کے لگوائیں اور نہ ہمیں کوئی ادھار دیتا رہے اور جس کا ذاتی روپیہ ہے اس کا رقبہ نسبت دیگر کے بہت اونچا ہے۔ اس لیے وہ شریک ہونا چاہتا ہے بوجہ مجبوری۔

﴿ج﴾

اس مشین بمعہ ٹیوب ویل میں جو سود پر لیے ہوئے قرضہ بنک سے خریدی جائے میں بطور حصہ دار کے شریک ہونا از روئے فتویٰ جائز ہے۔ اگرچہ سود پر قرضہ لینے والوں کے ساتھ کاروبار میں شرکت کرنا تقویٰ اور پرہیزگاری کے خلاف ہے۔ کیونکہ سود لینے والے اور سود دینے والے پر اللہ کی لعنت برسی ہے۔ کما جاء فی الحدیث لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا و مؤکلہ و کاتہ و شاہدیہ و قال ہم سواء او کما قال مشکوٰۃ ص ۲۴۴۔

لہذا حتی الوسع شرکت کرنے سے اجتناب ہی کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک بھائی دکان میں سے اپنا حصہ دوسرے بھائی کی اجازت کے بغیر بیچ سکتا ہے

﴿س﴾

محمد اقبال، عبدالرشید دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ عبدالرشید اور محمد اقبال ایک دکان کے مالک ہیں۔ عبدالرشید اس دکان میں کاروبار کرتا ہے۔ کیا ایک بھائی دوسرے بھائی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر دکان کو فروخت کر سکتا ہے۔ کیا یہ بیع شرعاً درست ہوگی۔

عبدالرشید تغلق روڈ ملتان شہر

﴿ج﴾

وفی العالمگیریہ ص ۱۵۵ ج ۳ اذا كانت الشركة بسبب الميراث او الشراء او الهبة يجوز بيع احدهما نصيبه من شريكه ومن الاجنبی بعد اذنه شريكه۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ ایک بھائی اپنے حصہ کو دوسرے بھائی کی اجازت نسبت کے بغیر فروخت کر سکتا ہے۔ یہ بیع کالعدم نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ شعبان

کتاب المفقود

گمشدہ شخص کے احکام

جس عورت کا شوہر ہندوستان میں رہ گیا ہو اس نے پاکستان میں ڈیڑھ سال بعد نکاح کر لیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقسیم کے دور میں غدر کی وجہ سے عورت منکوحہ تو کسی نہ کسی طرح بچاری پاکستان میں آ پہنچی۔ خوند اس کا نہیں آیا بلکہ آ ہی نہیں سکا۔ اب جس طرح کوشش ہو سکتی تھی کی ہے اس کا کوئی پتہ نہیں لگا۔ ایک سکھ کا خط آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ وہ شخص قتل کیا گیا ہے ایک اس کا اپنا خط آیا تھا لکھا تھا کہ میں بہت مجبوری میں ہوں کہ کہیں بھی مجھے آنے جانے نہیں دیتے۔ اس کے بعد کوئی پتہ ابھی تک نہیں آیا۔ اس عورت نے آنے سے ڈیڑھ سال بعد نکاح کر لیا تھا وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

مستری عبدالغفور دہلوی روڈ
۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کسی مسلمان جج کے پاس دعویٰ دائر کر دے کہ میں فلاں کی بیوی ہوں اور وہ مفقود اخیر ہے۔ جج اس کو چار سال کی مہلت دے۔ چار سال میں جج سرکاری ذرائع سے اس کو تلاش کرے۔ چار سال تک اگر کوئی پتہ نہ چل سکے تو پھر جج کے پاس جائے اب جج اس کی موت کا فیصلہ دے اور اس وقت سے چار ماہ دس دن عدت موت کی گزر کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح بھی اس نے نکاح کیا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں۔ ان کو ضرور الگ ہو کر یا تو مندرجہ بالا صورت سے فسخ کرانا چاہیے یا طلاق حاصل کی جائے خوند سے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

چار سال سے لا پتہ شخص کی بیوی اگر پریشان ہو تو کیا کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مفقود ہو گیا۔ عرصہ چار سال کا گزر چکا ہے۔ تمام اخباروں

میں اشتہار اور رشتہ داروں سے پتہ کرایا لیکن نامعلوم رہا۔ اس کی بیوی بوجہ سخت اندیشہ نازک دور میں پریشان حال ہے اور قضاۃ وقت سے اپیل کرتی ہے کہ مجھے اس پریشانی سے نکال کر مہربانی فرمائی جائے۔

سیکنڈ دختر کھیزا پیر چلی شریف تحصیل کوٹ اور

﴿ج﴾

مفقود کی بیوی کے لیے بہتر ہے کہ شوہر کو خود تلاش کرے اگر نہ کر سکے تو ایسی حالت میں یہ عورت کسی حاکم کے پاس رو برو گواہوں کے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے۔ بعد میں شوہر کے مفقود ہونے پر شہادت شرعیہ پیش کرے اور حاکم شوہر کی ممکن تلاش کرے۔ جہاں اس کے ہونے کا امکان غالب ہو وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ سے تحقیق کرے۔ اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کرے۔ ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ ہونے سے پہلے عورت کی طرف سے یا کسی اور دوسرے شخص کی طرف سے تلاش کی کوشش کافی نہیں بلکہ دعویٰ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم پوری کوشش کرے دوسروں کے کہنے پر ہرگز اعتماد نہ کرے جب حاکم شوہر کے مرنے سے ناامید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر ان چار سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کرے اور نکاح فسخ کرا لے اور شوہر کو مرنا ہوا تصور کر کے چار ماہ دس دن عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر دوسری جگہ نکاح کرنے کے بعد پہلے شوہر واپس آ گیا تو یہ عورت اس پہلے شوہر کو مرنے کی جدید نکاح کی ضرورت نہیں پہلانا نکاح ہی کافی ہے۔ اگر دوسرے شوہر سے حالت نکاح میں فسخ نکاح کے بعد عدت گزرنے سے قبل اوداد پیدا ہو گئی تو یہ دوسرے شوہر کی ہوگی۔ ملخص ماہو مذکور فی الحیلۃ الناجزۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۵ھ

زوجہ مفقود الخیر کا عقد ثانی اگر شرعی طریقہ سے ہٹ کر کیا گیا ہو تو یہ نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسکی زید نے اپنے بھائی عبدالرحمن (پندرہ سالہ) مفقود الخیر کی بیوی سے نکاح کر لیا حالانکہ عبدالرحمن کی موت و حیات کے متعلق قانونی اور رواجی طور پر کوئی تفتیش نہیں کی گئی اور نہ عبدالرحمن خود کوئی طلاق وغیرہ دے کر گیا تھا۔ تو کیا زید مذکور اس نکاح پر مجرم ہے یا نہ۔ نیز جو لوگ اس نکاح میں بیٹھے ہیں ان کا نکاح باقی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ صورت مسئلہ میں یہ نکاح جو زوجہ مفقود الخیر کے لیے شرعی طریقہ سے دوسری جگہ نکاح کرنے کا طریقہ ہے۔ اس کے خلاف کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ نکاح ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا اور اس طرح زوجین کا آپس میں تبادر ہنا حرام کاری ہے۔ لہذا زید پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے ورنہ توبہ واجب ہو جائے۔ نیز نکاح میں موجود دوسرے اشخاص کا نکاح بدستور باقی ہے۔ البتہ یہ لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ ان کو بھی توبہ کرنی لازم ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الاقواء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

دس سال سے لاپتہ شخص کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ میں کہ زید نے شادی کے بعد دو سال بیوی گھر رکھی پھر زید کہیں چلا گیا۔ دس سال سے لاپتہ ہے کیا دوسری جگہ شادی کر سکتے ہیں یا نہیں۔

محمد اصغر ملتان

﴿ج﴾

مفقود کی بیوی کے لیے بہتر یہ ہے کہ شوہر کی عمر نوے برس ہونے تک صبر کرے۔ اگر صبر نہ کر سکے تو ایسی حالت میں یہ عورت کسی حاکم مسم کے پاس دعویٰ پیش کرے اور گواہوں سے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے۔ نکاح کے اصلی شاہد ضروری نہیں بلکہ شہادت بالتسامع کافی ہے یعنی نکاح کی عام شہرت سن کر نکاح پر شہادت دی جا سکتی ہے۔ بعد میں شوہر کے مفقود ہونے کی شہادت شرعیہ پیش کرے۔ پھر حاکم اس شخص کی بقدر ممکن تلاش کرے جہاں اس کے جانے کا قنن غالب ہو وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ سے تحقیق کرے۔ اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کرے۔ بہر کیف ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ پیش ہونے سے قبل عورت کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے تلاش کی کوشش کافی نہیں بلکہ دعویٰ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم خود پوری کوشش کرے دوسروں کے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔ جب حاکم شوہر کے مرنے سے بالکل ناامید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر ان چار سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئے تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کر کے نکاح فسخ کر دالے اور شوہر کو مردہ تصور کر کے چار ماہ دس

دن عدت عدت وفات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر دوسری جگہ نکاح کرنے کے بعد پہلا شوہر واپس آجائے تو یہ عورت پہلے شوہر کو ملے گی۔ جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ پہلا نکاح ہی کافی ہے۔

اگر دوسرے شوہر نے خلوت صحیح کی ہو تو کل مہر دے گا اور عورت پر عدت طلاق واجب ہوگی۔ وغیرہ ذلک وهذا ما هو مشروح فی الحبلۃ الناجزۃ للحليلة العاجزۃ ص ۶۷ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
جواب صحیح محمود عنہ عندہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ صفر ۱۳۸۹ھ

جو عورت ہجرت کر کے پاکستان آئی ہو اور چار سال تک شوہر کا علم نہ ہو تو کیا کیا جائے

﴿س﴾

مسئلہ ذیل میں علمائے دین و شرع متین کا جو حکم ہوا اس سے آگاہ فرمایا جائے تاکہ شرعی احکام کے مطابق عمل کروں۔ مسئلہ عرصہ تقریباً سات سال ہوئے میرا نکاح بروئے احکام شرعی بمقام پٹیل میرے والدین نے کر دیا مگر فریقین کے درمیان موافقت نہ ہوئی۔ تقریباً دو ڈھائی ماہ کے بعد ہی خاوند کے قلم سے من سائلہ اس کے گھر سے والدین کے گھر آ گئی اور والدین کے ہاں وقت گزاری کرتی رہی۔ اسی دوران میں خاوند نے دوسرا نکاح کر لیا اور مجھ کو اپنی زوجیت میں آباد نہیں کیا۔ ازاں بعد انقلاب ۱۹۷۷ء پیش آ گیا اور سائلہ بد قسمتی سے ہجرت کر کے پاکستان میں آ گئی۔ مگر باوجود عرصہ چار سال ہجرت گزار جانے پر خاوند کی موجودگی کا پاکستان میں کوئی پتہ نہیں چلے۔ من سائلہ بدستور عقد نکاح کی قید میں مقید ہے۔ فی زمانہ مجھے اپنی زندگی گزارنی دشوار ہے اور نان نفقہ سے ہی تنگ ہوں۔ لہذا اس بارے میں شرع متین کے حکم سے آگاہ فرمائیں۔

خادمہ ظہور زوجہ خورشید احمد اندرون دہلی گیٹ ملتان شہر

﴿ج﴾

زوجہ مفقود کا حکم فقہائے احناف کے نزدیک تو یہ ہے کہ جب تک زوج کے ہم عمر لوگ زندہ ہیں اس وقت تک اس وجہ ہونے کا حق نہیں لیکن علماء ہند کی معتد رجحانعت نے مذہب مالکیہ پر فتویٰ دے کر چار سال کے انتظار کے بعد مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کا حق دیا ہے۔ دیگر متاخرین احناف سے بھی منقول ہے لیکن مندرجہ ذیل شروط کا ضروری خیال رکھا جائے۔

(۱) عورت مسلم حج کے پاس مقدمہ دائر کر کے بذریعہ شہادت شرعیہ پہلے یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا۔ اگر نکاح کے معنی گواہ موجود نہ ہوں تو شہرت عام پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔

(۲) پھر بذریعہ شہادت شرعیہ زوج کے مفقود و لاپتہ ہونے کو ثابت کرے۔

(۳) جد ازاں حج مفقود کی باقاعدہ مکمل تفتیش تلاش کرے۔ حج پر لازم ہے کہ صرف اولیاء زوجہ وغیرہ کی تفتیش پر ہی نہ کرے بلکہ خود تلاش کرے۔ جہاں جہاں غالب خیال ہے وہاں بذریعہ پولیس وغیرہ تفتیش کرے۔ نیز عام حالات پر بذریعہ خطوط و اشتہارات و اخبارات تلاش جاری رکھے۔

(۴) پھر بعد یوسی کے حج چار سال کے مزید انتظار کا حکم کرے۔ تفتیش کا زمانہ اور حج کے پاس مقدمہ کے جانے سے قبل جو زمانہ گزارا ہے۔

(۵) مذہب احناف میں چونکہ نکاح کے فسخ کے لیے حاکم کا حکم ضروری ہے اس لیے حتیٰ اوسع مذہب احناف پر عمل کرتے ہوئے جب مزید چار سال بھی گزر جائیں تو پھر دوبارہ حج کے پاس برائے تفتیش حکم شرعی بالاسبق نہیں اور عدت کی مدت گزار کر دوسرا نکاح کریں۔

(۶) مذہب مالکیہ کی رو سے مندرجہ بالا شروط کے ساتھ عمل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ عورت کے نان و نفقہ کوئی صورت یا معصیت میں نہ کوئی اندیشہ ہو ورنہ اگر یہ ضرورت نہ ہو تو درج بالا قواعد کے مطابق وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ واللہ اعلم

جو شخص سات سال سے لاپتہ ہو کیا عدالتی تفتیش کے ذریعہ اس کا نکاح ختم ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے۔ اس کے بھائی نے مغربی ملک کے بڑے شہروں میں اس کو تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکا۔ صرف جھنگ کے ایک غیر مشہور اخبار عروج میں اس کے نام اشتہار دیا گیا۔ مرکزی اخباروں میں اس کے متعلق کوئی اشتہار نہیں دیا گیا اور نہ ریڈیو پاکستان میں اس کے متعلق کوئی اعلان کرایا گیا۔ اب اس کی عورت نے عدالت میں تفتیش نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عورت کے سربراہ ریور عدالت میں حلفیہ بیان دیا کہ کسی زید واقعی عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے اور ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے اور اس نے عدالت میں یہ بیان دیا کہ اگر عورت زید کے بچے (ایک بچہ اور ایک بچی) ہمیں واپس کر دے تو یہ جہاں بے جا سکتی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ عورت نے بچے واپس دے دیے اور عدالت نے تفتیش نکاح کا فیصلہ رد فرما دیا۔ جس کی نقل ہمارے پاس موجود ہے اب عرض یہ ہے کہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ مفقود کے متعلق جو احکام ہیں اس کے ماتحت جو فتویٰ آپ صادر فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ عدالت کی تفتیش کو مہینہ ماہ اور کئی دن گزار چکے ہیں اگر شرعاً اس کا نکاح فسخ ہو گیا تو اس کو تنہا عدت گزارنی چاہیے۔ بیوا تو جردا

مدرسہ ریاض الاسلام جھنگ

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئلہ میں اس عورت کا نکاح اپنے مفقود اخیر خاوند کے ساتھ بدستور باقی ہے۔
 کا دوسری جگہ نکاح ناجائز ہے۔ عدالتی تفتیش کا اعتبار نہیں۔ اس لیے کہ عدالت کی تفتیش کا شرعاً اعتبار ہوتا ہے۔
 شرعی قاعدہ کے موافق ہو۔ صورت مسئلہ میں عدالت نے تفتیش شرعی قاعدہ کے خلاف کی ہے۔ مفقود اخیر کی بیوی
 یہ تفتیش نکاح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ مفقود کی بیوی کے لیے بہتر یہ ہے کہ شوہر کی عمر نوے برس ہونے تک صبر کرے
 اگر صبر نہ کر سکے تو ایسی حالت میں یہ عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ پیش کرے اور گواہ سے اپنا نکاح حاکم
 پاس ثابت کرے۔ نکاح کے اصلی شاہد ضروری نہیں بلکہ شہادت بالتسامع کافی ہے۔ یعنی نکاح کی عام شہرت
 نکاح پر شہادت دی جاسکتی ہے۔ بعد میں شوہر کے مفقود ہونے کی شہادت شرعیہ پیش کرے۔ پھر حاکم اس شخص کی
 ممکن تلاش کرے۔ جہاں اس کے جانے کا ظن غالب ہو۔ وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ
 تحقیق کرے۔ اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کر لے۔ بہر کیف ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں
 کوشش کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ پیش ہونے سے قبل عورت کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے
 کی کوشش کافی نہیں بلکہ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم خود پوری کوشش کرے۔ دوسروں کے کہنے پر
 اعتبار نہ کرے۔ جب حاکم شوہر کے مرنے سے بالکل ناامید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر ان
 سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کر کے نکاح فسخ کروالے اور
 مردہ تصور کر کے چار ماہ دس دن عدت وقات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

هذا ملخص ما هو مشروح في الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة ص ۶۴۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 حررہ محمد انور شاہ غفر۔ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
 ۱۰ ربيع الاول ۱۳۸۹ھ

ہندو وغیرہ جو چیزیں مثل اینٹ، کڑیاں وغیرہ چھوڑ گئے ہیں کیا ان کا مسجد میں لگانا درست ہے
 ﴿س﴾
 کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس علاقہ میں اہل ہندو کی ترک شدہ مالیت یعنی
 پختہ، بکڑی وغیرہ وہ مہاجر حضرات فروخت کرتے ہیں۔ وہ اینٹ، بکڑی مقامی حضرات خرید کر کے اپنے مکانات
 سکتے ہیں یا نہیں۔ وہ مہاجرین سے خرید شدہ بکڑی و اینٹ مسجد پر لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

موجودہ حکومت نے ابھی تک تاریکین وطن ہندو کو اپنے املاک کا مالک تسلیم کیا ہوا ہے۔ کاغذات سرکار میں
 تک ان کے املاک متروک ان کے نام درج ہیں۔ کسٹوڈین کا حکم ان کی حفاظت کے لیے قائم ہے۔ نیز حکومت

مہاجرین کے نام متروک جائیداد لاٹ کی ہے وہ بھی ان کی اصطلاح میں عارضی مستقل ہیں۔ ان کو فروخت کرنے یا
 تصرف کرنے کا اختیار نہیں دیا تو کوئی وجہ شرعی ایسی نہیں ہے کہ ان کو کسی ہندو کی متروک چیز بکڑی، اینٹ وغیرہ کی فروخت
 اجازت ہو جائے۔ اس لیے یہ خرید و فروخت جائز نہیں۔ کسی کو اس کے استعمال اور مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم
 محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
 ۸ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

جس عورت کا شوہر رخصتی سے قبل ہی اغوا کر کے لاپتہ کیا گیا ہو

اب اس کی جان کی خلاصی کیسے ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع تین اندریں مسئلہ کہ زید نے اپنی نابالغ لڑکی ہندہ کا نکاح عمرو کے ساتھ
 کیا۔ اب جبکہ ہندہ عرصہ تیرہ سال سے بالغ ہو چکی ہے اس کا نکاح عمرو کی عورت کو عرصہ آٹھ سال سے اغوا کر کے
 چلا گیا ہے اور باوجود ہزار کوشش کے کہیں سے اس کی موت و حیات کا کوئی پتہ نہیں چلا تو کیا اب ہندہ از روئے
 شریف عمرو کی قید نکاح سے فارغ ہو کر کہیں اور نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کسی مسلمان مجسٹریٹ کے پاس درخواست دے کہ فلاں شخص میرا خاوند ہے لیکن وہ لاپتہ ہے۔ اب
 فی خدھی کر لیجیے تو مجسٹریٹ اس کو چار سال مزید انتظار کرنے کا حکم دے۔ اس چار سال میں حکومت تفتیش کرے
 یا اخبارات وغیرہ اور جہاں گمن غالب ہو وہاں آدمی بھیجے۔ بعد چار سال اگر پتہ نہ چلا تو عورت پھر دعویٰ دائر کرے
 ۔ اب مجسٹریٹ اس زوج پر حکم موت کا لگا دے۔ اسکے بعد چار ماہ دس دن عدت وقات گزار کر اور جگہ نکاح کرے
 ۔ اگر عورت نان نفقہ کے لیے بہت سخت محتاج ہے کوئی گزارہ کی شکل نہیں یا معصیت میں پڑنے کا قوی خطرہ ہو جس
 سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو مجسٹریٹ سے بغیر انتظار کے نکاح بوجہ ظالم ہونے زوج کے فسخ کرالے اور تین
 سال تک گزار کر اور جگہ نکاح کر لے۔ خوب غور کر لیا جائے بلا ضرورت فتویٰ کو استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم
 محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
 ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

جس عورت کا شوہر دس سال پاگل رہا ہو اور پھر لاپتہ ہو گیا ہو تو اس کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسکمی عطا محمد ولد محمود خان قوم آریہ سکندہ امیر پور تھیم تحصیل و دھراں ضلع
 بنوں کی شادی عرصہ تقریباً ۱۵ سال ہوئے ہیں کہ ہمراہ مسماۃ بدھن دختر محمود ولد الہی بخش قوم آریہ سکندہ موضع سنہ

کوٹ تحصیل نو دھراں ضلع ملتان سے منعقد ہوئی تھی۔ اس وقت چار ناپالغ بچکان ہیں۔ ایک لڑکی اور تین پسران ہیں۔ لیکن عطا محمد مذکورہ عرصہ قریباً ۱۱ سال ہوئے کہ عقد الہی سے قطعی پاگل ہو چکا ہے اور پاگل ہوئے تاہم کے ہوش و حواس ختم ہو چکے ہیں۔ عطا محمد مذکورہ کو ہر پاگل خانہ میں بھی دخل کرا کر علاج معالجہ کرایا وراپے نہ بھی ہر ممکن علاج معالجہ مذکورہ کا کرایا گیا لیکن کچھ افادہ نہیں ہوا ہے۔ اکثر و بیشتر بحالت پاگل پن کے مذکورہ ایک تک عدم پتہ بھی ہوتا رہا ہے لیکن اب عرصہ ۳ سال سے عطا محمد مذکور بالکل لاپتہ ہے۔ خدا معبود زندہ ہے یا مرہا یہ کہ بحالات مذکورہ اب والدین مسماۃ مذکورہ و پدر عطا محمد مذکور پر دونوں فریقین اور خود مسماۃ بڑھن مذکورہ و پدر نکاح ثانی کرنے پر رضامند ہیں۔ آیا ان حالات میں کیا مسماۃ بڑھن مذکورہ اپنا نکاح کسی شخص سے کر سکتی ہے یا نہیں فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمادیں۔

محمود ولد الہی بخش قوم، ریاست موضع منوٹ تحصیل دھراں ضلع

﴿ج﴾

مسماۃ مذکورہ دوسرے شخص سے نکاح تب کر سکتی ہے جبکہ مندرجہ ذیل طریقہ سے حاکم مسلمان سے اپنا نکاح کرائے۔ قبل از تنسیخ مذکور جائز نہیں۔ مذکورہ عورت زوجہ مفقود ہے اور اس کی خلاصی کے لیے اس پر لازم ہے کہ عورت حاکم مسلمان کی عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح بسبب گم ہونے شوہر کے دائر کرے اور بذریعہ شہادت شرعی ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اس کے بعد گواہوں سے اس کا گم شدہ، لاپتہ ہونا ثابت کرے۔ اور ازاں حاکم مذکور خود بھی مفقود کی تفتیش اور تلاش کرے۔ عورت اور اس کے اولیاء کے بیان پر اکتفا نہ کرے۔ جہاں جہاں مفقود کے جانے کا غالب گمان ہو وہاں آدمی بھیج جائے اور جہاں غالب گمان نہ ہو وہاں خطوط بھیج کر تحقیق کرے یا اخبار میں شائع کر دے۔ غرض اپنی طرف سے بھی اس کی تفتیش میں سعی بلیغ کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوس جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر اگر ان چار سالوں کے اندر بھی مفقود کا کچھ پتہ نہ پائے عورت دوبارہ درخواست دے کہ حاکم مسلمان سے حکم بالموت حاصل کرے اور حکم بالموت کے حاصل کرنے کے بعد مدت وفات چار ماہ دس دن گزار کر اپنے اختیار سے جہاں چاہے نکاح کرے اور تب جا کر اس کے لیے دوسرے شخص سے نکاح جائز ہوگا۔ اس کے بعد بھی اگر وہ گم شدہ شوہر واپس آ جائے تب بھی یہ نکاح ثانی ٹوٹ جائے گا اور شوہر ہی کی منکوحہ شمار ہوگی۔ **ہکذا فی الحیلۃ الناجزہ ص ۶۷ المولانا تھانوی رحمہ اللہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم**
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم

جو شخص مقدمہ کے ذریعے سے کئی سال سے روپوش ہو گیا کیا اس کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عمر پچاس برس تقریباً سلیم العقل مقدمہ:

ذریعے مفقود الخمر ہے۔ عرصہ چار برس مکمل سے مفقود الخمر ہے۔ جس کے شاف، تھنید اور غیرہ یعنی سرکاری سند بھی متداعی ہیں لیکن آج تک اس کی شنید نہیں آئی۔ اس کی منکوحہ ایک نوجوان عورت ہے جو کہ صبر نہیں کر سکتی۔ ایک دو بار غواہ بھی ہو چکی ہے۔ اب وہ بد معاشی، خبیثہ کر رہی ہے۔ وہ کہتی ہے یا میرا نکاح کیا جائے ورنہ یہ حالت رہے گی۔ یا اس کا نکاح ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

چونکہ اس عورت کا خاوند مفقود الخمر ہے اس لیے یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دے اور پتہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا جو کہ مفقود الخمر ہے۔ پھر اس کا مفقود لاپتہ ہونا ثابت کرے۔ یہ بھی عدالت میں واضح کر دے کہ بدون نکاح میں صبر نہیں کر سکتی بدگنہ میں ابتداء کا سخت اندیشہ ہے۔ اس کے بعد نام خود بھی حکومتی ذرائع سے اشتہار رات مندی سے تفتیش تلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو حاکم کو یہ فیصلہ حاصل ہے کہ سالہ کے زنا میں پڑنے کے خطرے کی بناء پر (جیسے کہ صورت مسئلہ میں اس کے اغواء ہونے سے متعلق ہو چکا ہے) فوری طور پر حکم بالطلاق کر دے۔ اگر حاکم نے اس عورت کو خاوند مفقود الخمر کے نکاح سے الگ کر دیا تو یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

جو شخص کچھ مدت سے لاپتہ ہو گیا اس کی جائیداد فروخت کی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسکی عبدالغفور کا والد مولوی خیر کثیر صاحب اپنے والد مولوی خیر محمد صاحب کے سامنے فوت ہو چکا تھا۔ عبدالغفور کے دادا مولوی خیر محمد صاحب نے اپنے پوتے کی پرورش کے مد نظر ایک مکان عبدالغفور کے نام تمسک کر دیا اور وہ اس مکان کا قبضہ و تصرف رہا۔ اب مسکی عبدالغفور ولد خیر کثیر مرحوم کچھ مدت سے مفقود الخمر ہے۔ ہر چند تلاش کی گئی مگر اس کی موت و حیات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ اس کا متروکہ ایک مکان ہے اور اس کے وارث ماں حقیقی مسماۃ رحیم خاتون ہے اور ایک عصبہ جدی محمد منیر ہے۔ محمد منیر نے اپنا حصہ مکان کا اپنی غرض پوری کرنے کے لیے خواہ شرعاً جائز تھا یا نہ تھا فروخت کر دیا۔ چونکہ مکان مشترک تھا اور عبدالغفور کی والدہ کا حصہ تقسیم کرنا دشوار تھا اور مشترک ہونے کی صورت میں وہاں اس کی رہائش یا کرایہ پر دینا ناممکن تھا۔ مجبوری کی حالت میں بچے چاہے چاہے جائز تھا خوف ضائع ہونے کے لیے بیع کر دیا اور اس کے زرمن کو بھی عبدالغفور مفقود الخمر بطور ضمانت حاصل کر کے رکھ دیا گیا اور بیع نامہ میں یہ مضمون تحریر کیا گیا۔ ”خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبدالغفور مالک مکان مفقود خمر واپس آ گیا اور اس نے واپسی مکان کا مطالبہ کیا تو اس کی ذمہ داری من مقررہ بائع پر ہوگی اور مشتری مذکور کے

زرشن کو نقصان پہنچے تو اس کے اپنے زرشن و دیگر اخراجات کی وصولی کا حق حاصل ہوگا۔ جس کی ذمہ داری من مقررہ وارثان ہزگشت مقررہ و قائم مقامان پر برابر حاوی ہوگی اور اس کو مقررہ کے وارثان نے منظور کر لیا اور اس تحریر کے تحت میں مقررہ اور اس کے بھائی حقیقی اور بر در زادگان کے دستخط ثبت کیے گئے۔ و نیز عبد الغفور مفقود الخمر کے کچھ ذمہ قرض ہے۔ کیا قرض خواہ اس رقم سے قرضہ وصول کر سکتا ہے اور عبد الغفور کے چلے جانے کے بعد اس کی وادہ حقیقی اخراجات کے لیے حسب ضرورت قرضہ لیتی رہی اور قرضہ عبد الغفور کی جائیداد سے وصول کیا جاسکتا ہے یا اس کی والدہ سے۔ اندر میں حالات کیا شرعاً مقررہ زرشن کو اپنے اخراجات میں صرف کر سکتی ہے یا وہ سام زرشن بحق مفقود الخمر میں رکھی جائے۔ بینو اتوجرو اجزا کم اللہ فی الدارین خیرا۔

﴿ج﴾

عبد الغفور مفقود الخمر کی ماں اگر فقیرہ ہے آمدنی چاہے یا نہ ہو مفقود لڑکے سے نفقہ بقدر ضرورت لے سکتی ہے اور یہ مفقود کے مال سے کسی شے کو فروخت نہیں کر سکتے۔ مکان مفقود کی جو بیچ کی گئی ہے وہ شرعاً ناجائز ہے۔ شرعاً مکان بیچ نہیں ہوا۔ زرشن ملک مشتری کا ہے اور وہ مکان کی کفالت میں ہے۔ مفقود کی ماں کو اس میں کسی قسم کے تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ فی الوقایہ ص ۱۶۲، ۱۶۳ ح ۲ و باع الاب عرض ابہ لا عقارہ لفقہہ ولا لادہ بیع مالہ لفقہہا و فی شرحہ لانہ لیس للام ولایۃ التصرف فی مال الابن مفقود کے مال کو حاکم کے ذریعے کسی محفظ کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جس چیز کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو وہ اسے فروخت کر دیتا ہے۔ زمین زرعی سکنی کا فروخت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس صورت میں خواہ کسی مصیحت وقتی کی بنا پر بھی مکان فروخت ہوا ہو شرعاً بیع غیر نافذ اور ناجائز ہے۔ المفقود حی فی حق نفسہ فلا تنکح عرمہ ولا یقسم مالہ ویقیم القاصی مر یحفظ مالہ ویبیع ما ینخاف فسادہ و بین السطور فلا یبیع شینا الا ما ینخاف فسادہ الخ شرح الوقایہ ص ۳۳۸ جب عبد الغفور مفقود کی مدت محقق ہوگی یا اس کی موت کا حکم کیا گیا اس وقت اس کے متروکہ سے پہلے اس کے قرضہ جات ادا کیے جائیں گے۔ ادا ہوئی قرضہ کے بعد بچا ہوا مال اس کے وارثان شرعی جو اس وقت موجود ہوں گے یا ہم تقسیم کریں گے اور جو حکم بالموت سے پہلے مرجائیں گے وہ وارث نہیں ہوں گے۔ ویقسم مالہ بین من یوہ الآن۔ ای عند الحکم بموتہ وقایہ ص ۳۴۰ اس زرشن کا مفقود مالک نہیں کہ اس سے قرضہ اس کا وصول کیا جاسکے اور اس کی وادہ کا قرضہ وادہ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ قرض خواہ اسی سے ہی وصول کریں۔ واللہ اعلم و علمہ اعلم محمد عبدالغفور ملتانی عفی عنہ

۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح علی محمد عفی عنہ مدرس دارالعلوم کبیرہ

۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم کبیرہ

ذالک کذا لک واما اقول بدالک۔ محمد فرید نقیم

مفقود کو با تفاق مجتہدین اپنے مال کے بارے میں اس وقت تک زندہ تسلیم کیا گیا ہے جب تک اس کے ہم عمر وہم قرن لوگ زندہ پائے جائیں۔ جس وقت اس کی ہستی میں اس کے ہم عمر لوگ ختم ہو جائیں اس وقت اس کی موت کا حکم دیا جاتا ہے۔ یعنی حاکم اس کی موت کا حکم دے گا۔ اس کے بعد اس کا ترکہ اس کے ورثاء میں جو اس وقت موجود ہوں تقسیم ہوگا۔ قرضہ ادا کرنے کے بعد۔ لہذا مکان مذکور کی بیع درست نہیں۔

والجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

﴿ج﴾

جب تک عبد الغفور کی موت متحقق نہ ہو اس وقت تک اس کے مکان کا فروخت کرنا یا اس میں ور کوئی تصرف کرنا جائز نہیں۔ کما فی عایۃ البیان و فی البحر ص ۱۶۳ ج ۵ (قال) و فی الویو الحیۃ رجل غائب و جعل دارا فی بلد رجل لیعمرها او دفع مالہ لیحفظہ لیس لہ ان یعمر الدار الا بادن الحاکم لامہ لعلہ مات ولا یکون الرجل وصیا۔

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ خدام، قیام مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر مرگی کا بیمار ایک عرصہ سے لاپتہ ہو تو بیوی کے لیے عقد ثانی کی کیا صورت ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی کم سن عمر کی تھی اس نے ایک لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا تھا۔ بعد میں وہ مرگی کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اب پانچ سال کے عرصہ سے لاپتہ ہے یعنی گم ہے۔ اس کو تلاش بہت کیا گیا ہے لیکن اب تک اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ اب لڑکی جوان ہو گئی ہے یعنی بالغ ہو گئی ہے لڑکی کی اور جگہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں چونکہ اس عورت کا خاوند مفقود الخمر ہے اس لیے یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے اور پہلے اس مفقود الخمر لڑکے سے اپنا نکاح ثابت کرے کہ فلاں شخص سے نابالغی میں نکاح ہوا تھا جو کہ پتہ و مفقود ہے۔ جس کو پانچ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ باوجود بہت تلاش و طلب کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملا اور حاکم کے پاس خاوند کو مفقود ثابت کرے۔ اس کے بعد کم خود بھی حکومتی ذرائع سے اشتہارات و مندی سے اس مفقود کو تلاش کرے۔ جب پتہ ملنے سے مابوسی ہو جائے تو حاکم عورت کے بارے میں مزید چار سال انتظار کرنے کا حکم صادر کرے۔ چار سال گزرنے کے بعد اگر یہ خاوند مفقود بدستور لاپتہ ہو تو دوبارہ حاکم کی عدالت میں اس کی درخواست کرے۔ اس کے بعد اس کے خاوند کی موت کا حکم صادر کرے۔ حاکم کے حکم بالموت کرنے کے بعد یہ عورت دوبارہ اس دن عدالت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر حاکم کے پاس حالات ایسے ثابت ہو

کتاب البیوع

خرید و فروخت کا بیان

اگر کوئی شخص فروخت کردہ زمین دوسری جگہ فروخت کر کے فوت ہو گیا

تو کیا اس نقصان کا ذمہ دار اس کا والد ہوگا

﴿س﴾

الف۔ دونوں ایک جدی ہیں اور دونوں کی جدی زرعی زمین چاہے قسم والا پر ہے۔ الف نے ب سے جدی جائیداد زرعی زمین بیگہ تقریباً جوض مبلغ چار ہزار روپیہ خریدی اور بوقت انتقال چار ہزار روپیہ نقد ادا کیا۔ چار سال گزرنے کے بعد الف کو پٹواری سے اطلاع دی کہ اس کا انتقال خارج کرایا گیا ہے۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ الف نے ایک اور رقبہ یونٹ کے ذریعہ خریدا تھا۔ ب نے یونٹ وار رقبہ اپنے باپ اور چچا کے نام منتقل کرایا تھا اور اس کے عوض اپنے باپ اور چچا سے چاہے قائم والا کا رقبہ لے لیا تھا اور وہی رقبہ الف کے نام فروخت کر دیا تھا۔

تبادلہ اشتمال کے دوران کیا گیا تھا۔ جس کا علم الف کو نہیں تھا اور الف نے یہ رقبہ جدی سمجھ کر خریدا تھا۔ چونکہ موجودہ رقبہ چاہے قائم والا کا ب کے نام بذریعہ یونٹ مقصود تھا اور یونٹ حاصل کردہ ب جعلی تھے۔ اس لیے یہی رقبہ منقسم ہوا اور پھر انتقال بیع خارج ہوا۔ ب اس دوران فوت ہو گیا۔ الف نے ب کے والد صاحب سے تقاضا کیا کہ یا یہی رقبہ دوبارہ خرید کر الف کو دیں یا مبلغ چار ہزار روپے واپس کر دیں۔ ب کے والد نے وعدہ کیا اور کہا کہ الف خود دوڑ و دوپ کر کے یونٹ حقیقی فراہم کر کے مذکورہ رقبہ حاصل کرے۔ جولاگت خرچہ آئے گی ب کا والد ادا کرے گا۔

الف نے پورا ایک سال محنت کر کے یونٹ حاصل کر کے رقبہ مذکورہ دوبارہ اپنے نام بعوض مبلغ چار ہزار روپیہ حاصل کیا اور علاوہ زر خرید کے کافی رقم خرچ ہو گئی۔

الف نے ب کے والد صاحب سے چار ہزار روپے طلب کیے۔ ب کے والد صاحب نے دو ہزار دینے کا وعدہ کیا اور یہ کہا کہ چونکہ اراضی کی پیداوار حاصل کرتا رہا اس لیے مبلغ دو ہزار روپے ادا کرے گا۔ مگر بعد میں ب کا والد بالکل مکر گیا اور کہتا ہے کہ میں ایک پائی دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوں۔ براہ کرم از روئے شریعت محمدی راہنہائی فرمائیں کہ اب ب کا والد مبلغ چار ہزار روپے دینے کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس کو بیٹے کا قرضہ مبلغ چار ہزار روپیہ ادا کرنا چاہیے یا نہیں۔ جبکہ باپ نے بیٹے کی جائیداد حاصل کی ہوئی ہے۔

جائیں کہ عورت کے نان و نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو یا ابتلاء فی المعصیت کا قوی اندیشہ ہو تو اسے ایک سال انتظار کا حکم صادر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس صورت میں اگر حاکم ایک سال انتظار کا حکم صادر کر دے تو سال گزرنے پر اگر خوندلا پتہ ہو تو دوبارہ اس کی درخواست حاکم کو دے دے۔ اس کے بعد حکم اس شخص مفقود سے اس عورت کا نکاح منع کر دے۔ حکم کے منع نکاح کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد رضا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محض گمشدہ شخص کے والد کی اجازت سے عقد ثانی نکاح بر نکاح اور حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے پندرہ سال کی عمر میں نکاح کیا۔ بعد میں وہ عدم پتہ ہو گیا۔ آٹھ دس سال کے بعد اس لڑکے کے والد نے لڑکی کے والد سے کچھ رقم لے کر نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔ آیا اب نکاح ثانی جائز ہے اول نکاح منع ہو گیا ہے یا اول باقی ہے ثانی ناجائز ہے آیا اب ثانی نکاح والد لڑکا جو کچھ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے جائز ہیں یا ناجائز ہیں۔ مینواتو جروا

راجھا ولد رحیم بخش تحصیل حاصل پور

﴿ج﴾

پہلا نکاح بدستور باقی ہے دوسرا نکاح بر نکاح اور حرام ہے۔ حقوق زوجیت ادا کرنا حرام ہے۔ مفقود عدم پتہ کی بیوی کے لیے دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرعی صورت یہ ہے کہ یہ عورت کسی حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے اور گوہوں سے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے۔ نکاح کے اصلی شاہد ضروری نہیں بلکہ شہادت بالتمساع کافی ہے یعنی نکاح کی عام شہرت سن کر نکاح پر شہادت دی جاسکتی ہے۔ بعد میں شوہر کے مفقود (عدم پتہ) ہونے کی شہادت شرعیہ پیش کرے پھر حاکم اس شخص کی بقدر ممکن تلاش کرے جہاں اس کے جانے کا ظن غالب ہو وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو غلط وغیرہ سے تحقیق کرے۔ اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کرے۔ بہر کیف ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ پیش ہونے سے قبل عورت کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے تلاش کی کوشش کافی نہیں بلکہ دعویٰ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم خود پوری کوشش کرے۔ دوسروں کے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔ جب حاکم شوہر کے ملنے سے بالکل ناامید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دیں۔ اگر ان چار سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کرے۔ قاضی بیچ شوہر کو مردہ قرار دے دے تو چارہ دس دن عدت و فوات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ہمد ملخص ماہو مشروح فی الحيلة الساجرة للحيلة العاحرة ومن شاء التفصيل فليطالع ثمة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

ب نے چونکہ مجلسازی اور دھوکہ کے ذریعہ جعلی یونٹ والی زمین کو فروخت کیا تھا پھر ب کے والد کے کہنے الف نے دوبارہ اصل مالک کو چار ہزار روپے خرچ کیا ہے اس پر لازم ہے کہ ب چار ہزار روپے ادا کرے اور دو ہزار روپے میں کم کر دیا تھا اور ب اس سے مکر گیا تو اب اس کو چوری رقم دینی لازم ہے۔ ایتہ گراف دو ہزار کم کر دے تو چھ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

د: ی قعہ ۳۹۳۰ھ

کی پہاڑوں سے مزری اور وان والے پٹے کاٹ کر فروخت کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جنگل میں ایک خود رو چیز مزری ہوتی ہے۔ جسے پٹہ بھی کہتے ہیں جس سے ٹوکریاں، چٹائیاں، بان وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ یہ صرف چند پہاڑوں پر ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو پہاڑوں سے کاٹ کر پنجاب، سرحد، سندھ کے مختلف علاقوں میں لے جایا جاتا ہے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ اس کا کاٹنا صرف اپنے گھر کی ضرورت تک جائز ہے۔ اس کو کاٹ کر لے جا کر فروخت کرنا جائز نہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہذا ذکر الہی کرتا ہے دوسرے یہ کہتے ہیں کہ اس کو کاٹ کر اپنی ضرورت کے عدو فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ اس سے ہزاروں افراد روزی کماتے ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں کہ ان کا ذریعہ معاش صرف مزری کاٹنا اور فروخت کرنا ہے اور اس سے ضرورت کی بہت سی اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے اس کا کاٹنا، فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ لہذا مہربانی کر کے شریعت مطہرہ کے نقطہ نگاہ سے مطلع فرمادیں کہ اس کی گنجائش ہے یا نہیں۔ مینو اتوجرو

﴿ج﴾

اللہ تعالیٰ نے درخت گھاس وغیرہ قسم کی چیزوں کو انسان اور ان کے جانوروں کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سورۃ النازعات میں فرمایا وللارض بعد ذلک دحھا اخرج منها ماءھا ومرعھا والجبال ارسھا متاعا لکم ولاعماکم اور زمین کو پیچھے اس کے بچھا دیا اور نکالا اس سے اس کا پانی اور چارہ اور پہاڑوں کو گناہ دیا تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے واسطے۔ اس سے زیادہ وضاحت سے پر مضمون سورۃ یحس کی ان آیات میں ہے۔ فانبتنا فیھا حباً وعنباً وقضباً الآیہ۔ الفرض ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ جو انسان کے کام آید وہ کامیاب ہے اور جو انسان کے کام نہیں آیا وہ ضائع ہو گیا اور بیع کرنا یہ امر ٹکونی

ہے۔ اس کے ہم مکلف نہیں۔ جنگل اور پہاڑوں میں پیدا ہونے والے گھاس درخت مزری وغیرہ میں اب انسان شریک ہیں اور اس کے پنے استعمال میں ان یا اس سے تجارت کرنا جائز ہے جو شخص اس کو گھر کی ضروریات تک محدود رکھنے کا قائل ہے وہ غلطی پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

جب بیع کے قبضہ دلانے اور قابض سے فی الفور خالی کرانے کا ذمہ مشتری نہ لے تو بیع فی سدد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندو سے ایک دکان کرایہ پر لی ہوئی تھی کہ پاکستان بنا اور تبادلہ آبادی ہوا اور متروکہ املاک کی حکومت پاکستان نگران بنی۔ ایک طویل عرصہ کے بعد محکمہ ہیات معرض وجود میں آیا اور بذریعہ افسران بحالیات اہل ہندو کی متروکہ جائیداد نیلام کر دی گئی لیکن بوقت نیلامی ذیلی شرائط خرید کنندگان کو سنائی گئیں۔

(الف) تین سال تک بدستور قبضہ بیٹھے رہیں گے کوئی خریدار ان کو بے دخل نہیں کرے گا۔ (ب) قبضہ دلانے کی حکومت پاکستان کوئی ذمہ دار نہ ہوگی۔

(۱) اب بوقت نیلامی دکان مقبوضہ زید عمر نے خرید لی۔ کیا یہ بیع صحیح ہے یا فاسد۔ اگر بیع فاسد ہے تو بیع فاسد کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

(۲) کیا صورت مذکور بالا میں عمر وراثت عمر کسی وقت کسی حالت میں زید سے دکان مذکور کا شرعاً مطالبہ کر سکتے ہیں۔

(۳) اگر زید دکان کو خالی کر کے قبضہ دینے سے انکاری ہو جائے تو اس پر کوئی گرفت فقہ حنفیہ کی کی جاسکتی ہے۔ مینو اتوجرو من اللہ اجرہ اجزیلاً۔

قصر میڈیکل سٹور

﴿ج﴾

(۱) یہ بیع فاسد ہے اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ مالک پر رد کیا جائے۔

(۲) شرعاً مطالبہ کر سکتے ہیں۔

(۳) عمر کو قبضہ دلانا زید پر ضروری ہے اور زید کا انکار شرعاً درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

کیا چینی کے شربت میں سکرین ملانا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائل شربت فروش ہے اور ایک آنہ میں ایک گلاس فروخت کرتا ہے اس قدر شربت کے ٹب میں چینی نہیں بلکہ سکرین استعمال کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ سائل جو گلاس شربت کا اپنے گاہک کو دیتا ہے اگر گاہک پوچھ لے کہ اس میں سکرین ہے تو سائل جواب ہاں میں دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بعض جو نہیں پوچھتے کہ یہ شربت ملا کھانڈ کا ہے یہ سکرین کا اور وہ پی کر چے جاتے ہیں تو ایسے میں سائل کو یہ فتویٰ سننے کی خواہش ہے کہ آیا یہ رزق سائل کے لیے حلال ہے یا حرام۔ مینو اتو جروا

عبد الستار ولد عبد الرحیم ممتاز آباد

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جو لوگ نہیں پوچھتے اور پی کر چلے جاتے ہیں اگر آپ کے خیال میں وہ لوگ اسے چینی کا سمجھ کر پی بیٹے ہیں ورنہ دریافت کرنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کرتے تو ایسی صورت میں ان کو بتانا ضروری ہے۔ کیونکہ سکرین کا ہونا عیب ہے اور بیچ کے عیب کو مشتری پر جس کو علم نہ ہو ظاہر کرنا ضروری ہے ورنہ اگر لوگ عموماً یہی سمجھ کر کہ اس میں سکرین ہے اسی لیے تو ایک آنہ فی گلاس بکتا ہے اور پھر بھی خرید کر کے پی لیتے ہیں تو ایسی صورت میں بتانا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ خود خریداروں کو علم ہے اور سکرین جان کر خریدتے ہیں۔ لہذا کوئی دھوکہ وغیرہ نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم ۱۳۸۷ھ

پھوں کے باغ کو اس شرط پر فروخت کرنا کہ بائع کو جتنے پھلوں کی ضرورت ہوگی لے گا یہ شرط فاسد ہے
بھیڑ کے اون کو کاٹنے سے جبکہ بھیڑوں کی پشت پر ہونے پر ہونے جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

() زید عرف عام کے تحت اپنے باغ کو فروخت کرتے وقت مشتری سے پھل کا نرخ طے کر لیتا ہے کہ جتنی مجھے ضرورت ہوگی تجھ کو بیس روپے من دینا ہوگا۔ حقیقت میں نہ یہ نرخ ہوتا ہے نہ مشتری رضا سے یہ نرخ طے کرتا ہے۔ بلکہ باغ سینے کے صفع کی وجہ سے مجبور ہو کر منظور کرتا ہے۔ اگر منظور نہ کرے تو باغ کا سودا نہیں ہوتا اور دوسرے شخص کو اس نرخ پر بیچ کے طور پر دینے کے لیے تیار نہیں۔

(۲) بکر بھیڑ کی اون فروخت کرتا ہے کہ ایک بھیڑ کے دس روپے لوں گا اور اون بھیڑ کی پیٹھ پر موجود ہے۔ مشتری نے فی بھیڑ کی اون دس روپے کے حساب سے سودا کر کے کچھ بیچا نہ دے دیا اور کہتا ہے کہ دس پندرہ یوم میں کاٹ لوں گا اور عرف بھی ایسا بنا ہوا ہے اور سودا کے بعد جو اون بڑھے گی وہ مالک بھیڑ مشتری کے لیے مجبور ہو کر مباح کر دیتا ہے۔ مینو اتو جروا

مولانا نصر اللہ صاحب مدرسہ عربیہ بحر العلوم بستی نوحید آباد

﴿ج﴾

(۱) جو شربت عقد سے حلول اجل تک موجود نہیں رہتا اس میں بیع مسلم جائز نہیں۔ نیز مسلم وقت عقد اور حلول اجل کم از کم ایک ماہ کا وقفہ ضروری ہے۔ اگر باغ کے سودا میں اس بیع ثانی کو بھی شرط کر دیتے ہیں تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع درست نہیں۔

(۲) بھیڑ کی اون کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ لما فی شرح البدایہ ص ۵۴ ج ۳ ولا بیع الحمل ولا التاح ولا اللس فی الصرع ولا الصوف عسی ظهر الغم وحذع فی السفف والند تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲۵ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ

جب کسی نے تیل قیمت طے کیے بغیر فروخت کر دیا اور مہنگا ہو گیا تو تیل ہی واپس کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ کو محمد شریف رسول بخش وغیرہ نے کہا کہ ہمارے گاہک مالوس واپس لوٹ رہے ہیں۔ آپ ہم کو ڈیزل تیل دے دیں۔ بندہ نے تقریباً بیس ڈرام ۱۱۲ گج دے کر چودہ صد روپیہ وصول کیا اور طے پایا کہ میرا رزکا اور حصہ دار آئیں گے تم آپس میں نرخ طے کر لینا۔ ہذا فریقین میں سے کسی نے نرخ طے نہ کیا اور بعد کئی دن کے نرخ تقریباً ۲۵ سے ۳۰ روپے فی ڈرام زائد ہو گیا تو مطالبہ پر مدعی عیہم نے انکار کر دیا اور اب مزید نرخ یک صد روپے تقریباً زائد ہو چکا ہے آیا مذکورہ بالا صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

حاجی عطاء محمد سلیسی ضلع ملتان

﴿ج﴾

وفی العالمگیریہ ص ۱۲۲ ج ۳ واذا اشترى الرجل شیئاً من غیرہ لم یذکر ثمناً کان البیع فاسداً۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں یہ بیع فاسد ہو گئی ہے۔ وفيہ ایضاً ص ۱۴۷ ج ۳

الواجب فی البیع الفاسد القیمة ان كان المبیع من ذوات القیم والمثل ان كان مثلیاً۔

تیل جبکہ مثلی ہے اس لیے مشتری پر لازم ہے کہ اس جیسے تیل واپس کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ

جواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ

کیا بائع کے لیے فروخت کردہ باغ سے خود گھرے ہوئے پھلوں کو چننا اور بیچنا جائز ہے

اگر چند بھائیوں کو وراثت میں جائیداد ملی ہو اور کئی بھی مشترک ہو تو کیا سب کے حصے برابر ہوں گے

کچھ جائیداد میراث میں ملی ہو اور کچھ بھائیوں نے خود بنائی ہو تو بہنیں تمام جائیداد میں

شریک ہوں گی یا صرف میراث میں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید، عمر، بکر تینوں بھائیوں نے مشترک حالت میں کھجوروں کے باغ کا پھل چھ ہزار روپے میں بیچ دیا۔ باغ کے چاروں طرف کھواڑ ہے۔ اب اس بند اور محفوظ باغ میں زید اور اس کی بیوی اور لڑکی وغیرہ نے اس فروخت شدہ باغ کے پھل نیچے گھرے ہوئے کھجور (پنڈ) جمع کر کے بیچا جو تین سو روپے کا ہو گیا۔ اب یہ ۳۰۰ روپے باغ کے خریدنے والے کے ہیں یا زید اور اس کی بیوی وغیرہ کے ہیں یا زید عمر بکر تینوں بھائیوں میں مشترک طور پر تقسیم کریں گے۔

(۲) زید، عمر، بکر تینوں بھائی اپنے باپ کے مال و جائیداد میں برابر کے شریک ہیں۔ ان میں ایک بھائی بذریعہ دکان کما کر رہتا ہے اور دوسرا بھائی مشترک باغ میں کما کر رہتا ہے اور تیسرا بھائی گندم چننا ہاجرہ وغیرہ کاشت کر کے کما کر رہتا ہے۔ اس طرح ان کی بیویاں پھوڑی، چنگیر وغیرہ مختلف طریقوں سے کما کر ہر ایک نے اپنے پاس روپیہ پیسہ جمع کیا ہوا ہے۔ اب ان تینوں بھائی اور ان بیویوں کا سب مال جمع کر کے تین برابر حصوں میں بوقت تقسیم تقسیم کریں گے یا صرف تینوں بھائیوں کا کما یا ہوا مال برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) باپ کی وفات کے بعد اس کے تین بیٹے زید، عمر، بکر اور دو بیٹیاں رہ گئیں۔ باپ سے ۲۰ کنال جائیداد غیر منقولہ اور دس ہزار نقد روپے رہ گئیں تو چند سالوں کے بعد جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ میں اضافہ ہو گیا تو کیا زید، عمر، بکر کی دو بہنوں کو بوقت تقسیم سب مال میں حصہ ملے گا یا باپ کی وفات کے وقت جو مال رہ گیا تھا صرف اسی سے ملے گا۔

بینوا تو جروا

مولوی فیض القیوم ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

(۱) اگر باغ خریدنے والے کی طرف سے اس گھرے ہوئے پھل کے جمع کرنے کی زید اور اس کی اولاد وغیرہ کو

بھٹ ہے یا صراحتہ اجازت دے دی ہے تو یہ زید وغیرہ جمع کنندگان کی ملکیت ہے۔

(۲) باپ کی جائیداد میں شریک ہو کر تینوں بھائی جو چھ کما کر لاتے ہیں وہ کئی تینوں میں حصہ برابر تقسیم ہوگی۔

بہن باپ کی جو جائیداد رہ گئی تھی وہ تمام ورثاء میں حصص شرعی کے مطابق تقسیم ہوگی۔ بیویاں اگر اس متروکہ جائیداد میں

کاروبار نہیں کرتیں بلکہ اپنے طور پر پھوڑی، چنگیر وغیرہ بنا کر فروخت کرتی ہیں تو ان کی آمدنی میں زید، عمر، بکر شریک نہیں۔

(۳) باپ کی وفات کے وقت جو جائیداد رہ گئی تھی وہی تمام ورثاء میں حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

اگر ایک مکان کا پانی دوسرے مکان کی چھت پر سے گزر رہا ہو تو اس کو شرعاً بند نہیں کیا جاسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مکان نمبر ۱۳۹۳ وارڈ نمبر H ملتان شہر ملکیت خوشی محمد ولد محمد علی کا ہے۔ اس کا پانی مکان نمبر ۱۳۹۲ کی چھت سے گزرتا چلا آ رہا ہے۔ یہ پرناہ قبل از تقسیم ہند و پاک سے جاری ہے۔ اب مکان نمبر ۱۳۹۲ پر ناہ مذکورہ بالا کو بند کر رہا ہے۔ جبکہ عدالت دیوانی ملتان میں بر حلف قرآن پاک فیصلہ مورخہ ۱۸/۷/۶۹ ہو چکا ہے کہ پرناہ مذکورہ بالا کا پانی بدستور چھت پر سے گزرے گا۔ اس چیز کو مد نظر رکھیں کہ مسجد نبوی کے گنن میں ایک مکان کے پرناہ کا پانی گرتا تھا جب اس پانی کو موجودہ وقت کے صحابہ و حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بند نہ کرانے کو اب مکان مذکورہ بالا کا پانی کس رو سے بند ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق واضح طور پر دلالت سے سنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے۔

نیا احمد ولد خوشی محمد ملتان شہر

﴿ج﴾

مالک مکان نمبر ۱۳۹۲ کو شرعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مکان نمبر ۱۳۹۳ کے پرناہ کے پانی کو مکان نمبر ۱۳۹۲ کی

چھت پر سے گزرتا بند کر دے۔ کما فی الہندیہ ص ۴۰۸ ج ۵ ولو كان لكل دار مالک علی حدة

ساع کل واحد داره من رجل آخر بحقوقها لم یکن لمشتري الدار الاول ان يمنع المشتري

لنأمنی عن مسیل الماء علی سطحه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

اگر مشتری سائیکل کی قیمت مقررہ میعاد میں ادا نہ کر سکا تو کیا بائع کو واپس لینے کا اختیار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان کرام مسئلہ ہذا میں کہ ایک آدمی کے پاس ایک سائیکل ہے۔ اس سے دوسرے آدمی کے ہاں ۲۳۰ روپے کی فروخت کر دی اور رقم کا وعدہ ہفتہ کے بعد سوموار کا تھا بیچارے خریدار سے میعاد مقرر پر رقم ادا نہ ہوئی فروخت کنندہ نے کہا کہ میں اپنی سائیکل واپس لیتا ہوں مجھے واپس کر دو۔ خریدار نے کہا وہ میرے لئے واپس جتنے دن چڑھے ہیں اس کا رایہ جتنا میں چاہوں وہ بھی ہم دینے کو تیار ہیں اور دھڑائی بھی کر دیں گے جو نقصان ہوگا اس کے بھی ہم ذمہ دار ہیں۔ پھر فروخت کنندہ نے کہا کہ اچھا مجھے آپ پر رحم آتا ہے آپ ایک ۵۰ کے بعد رقم دینا تو خریدار نے بھی منظور کر لیا۔ ابھی ایک ہفتہ اس بات کو گزرنے نہ پایا کہ فروخت کنندہ کے والد صاحب اس پر ناراض ہوئے اور کہا کہ سائیکل نہ بیچنا چاہیے تھا یا کہا کہ سائیکل مجھے شرم تک واپس لے کر رکھ دو اور فروخت کنندہ نے سائیکل واپس لے لی اور ہر نقص کی ذمہ داری خریدار پر تھوپ دی اور دھڑائی کی رقم بھی وصول کر لی۔ کیا وہ سائیکل واپس لے سکتا ہے اور اگر خریدار سائیکل برباد و خراب کر دے دیں تو کیا وہ ہر نقص اور دھڑائی کی رقم کا ذمہ دار بھی ہوگا اور کیا فروخت کنندہ بروئے شریعت سائیکل واپس لے سکتا ہے اور اگر واپس نہ لے تو کیا اس میں ولد صاحب کی نافرمانی پائی جائے گی۔

محمد علی حسام الشرف العلوم شجاع آباد

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں سائیکل چونکہ قطعی طور پر فروخت شدہ ہے اس لیے بغیر مشتری کی مرضی کے اس سے واپس نہیں لے سکتا لیکن مشتری کی مرضی کے ساتھ واپس لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی زائد رقم مشتری سے وصول نہ کرے نہ چند روز کے کرائے کی ورنہ کوئی دوسری بابت اگر مشتری کے پاس اس میں کوئی ایسا نقصان ہو گیا ہے کہ جس سے اس کی قیمت میں کمی آتی ہے تو اس نقصان کی مقدار رقم اس سے لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ رمضان ۱۳۷۷ھ

کیا ہندوؤں کی متروکہ اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہندوؤں کی متروکہ جائیداد سے اگر مہاجرین سے کوئی شخص شہتیر وغیرہ یا دیگر سامان عمارت خرید کرے تو کیا یہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔ بینوا تو جروا

السائل احمد خان بچرٹی مسلم ہائی سکول لائل پور

﴿ج﴾

اگر حکومت نے ہندوؤں کی جائیداد متروکہ پر کسی مہاجر کو مستقل، کا نہ قبضہ دے دیا ہے تو وہ اس مہاجر کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اس سے خرید و غیرہ سب جائز ہوگا اور اگر حکومت نے متروکہ اموال کو ابھی تک ہندوؤں کی ملکیت تصور کیا ہے اور اس کے لیے جیسے کہ آج تک کنوڈین کا محکمہ برائے حفاظت اموال متروکہ رقم ہے تو یہ اموال مہاجرین کی ملکیت نہیں ہیں نہ ہی وہ فروخت کر سکتے ہیں نہ ہی خریدنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شبر

۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳۹۶ھ

اگر مشتری نے گزروں کے حساب سے زمین لی ہو

تو پٹواری کرتے وقت جو زائد زمین نکلے گی وہ بائع کی ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک قطعہ زمین سفید ڈیڑھ سو گز دس روپیہ فی گز کے حساب سے خریدا۔ باقاعدہ حسب ضابطہ رجسٹری کر کر اپنا مقام ہوا لیا کچھ عرصہ کے بعد بائع نے نئے پٹواری کو رقم خرچ کر کے اپنے کل زمین کا نقشہ تیار کرایا۔ نئے نقشہ بنوانے سے کچھ زائد زمین نکل آئی۔ زید مشتری سے کہتا ہے کہ زائد زمین سے میرا حق بھی بنتا ہے۔ کیا مشتری مذکور زائد زمین سے کچھ حصہ لے سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

جب مشتری نے متعین مقدار گزوں کے حساب سے خریدی تھی اور وہ اس کو مل چکی ہے تو زائد زمین جو برآمد ہوئی اس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

اگر کسی شخص نے ایک ہی زمین دو جگہ بیچی تو بیع اول نافذ

اور دوسری باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ایک شخص جو امام مسجد ہے اس سے ایک شخص نے ایک ٹکڑہ زمین کا خریدا اور کل رقم متعقدہ زمین ادا کر کے اسٹامپ لکھوایا۔ جس پر بائع اور گواہوں کے دستخط بھی ہو گئے۔ بائع نے وعدہ کیا کہ رجسٹری بعد الت رجسٹرار

تصدیق کروادے گا لیکن اس اثنا میں بائع مذکور نے چپے سے وہ ٹکڑ زمین کسی اور کے پاس بیچ دیا اور بعد ازاں رجوعاً اس کی تصدیق بھی کر دی۔ یہ دوسرا شخص جانتا تھا کہ زمین پہلے فروخت ہو چکی ہے اور بائع روپیہ وصول کر چکا ہے۔ بائع ہمارے ساتھ یہ دلیل کرتا رہا۔ چنانچہ ہم نے اسے سب رجسٹر رک عدالت میں بلایا تو وہ زمین وصول پاسے اور بیع نامہ کی تحریر و تکمیل کرنے سے قطعی انکاری ہو گیا جس کی وجہ سے رجسٹری تصدیق نہ ہو سکی۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملہ میں فتویٰ صادر فرمادیں کہ آیا ایسے اشخاص کی دین متین کی رو سے کیا حیثیت ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور جو لوگ ایسے امام کو جھوٹا سمجھتے ہوئے دھوکا دہی کی خاطر اس کو سچ بتاتے ہیں ان کی دین متین کی رو سے کیا حیثیت ہے۔ بیوا تو جروا

پہلی ایف و کیس

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بشرط صحت سوال امام مسجد موصوف نے ایک دفعہ ایک زمین کو بموجب فروخت کر دیا اور رقم وصول کر لی تو بیع تمام ہو گئی اور اب وہ زمین کا مالک نہ رہا۔ ہذا اس کا اس زمین کو دوسری جگہ فروخت کرنا قطعاً جائز ہے اور پھر جبکہ امام نے جھوٹ بول کر اس سودا سے سرے سے انکار کر دیا تو اس سے یہ شخص فاسق ہو گیا اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ہذا اس کے بچانے کسی وردیندار امام کو مقرر کیا جائے اور اس کو جھوٹا جانتے ہوئے اس کو سچ کہنا بھی حق کو چھپانا و رجھوٹ بد مذمومہ جب فسق ہے۔ ہذا امام موصوف کا اور دیگر متعلقین کا اپنے جھوٹ سے توبہ تائب ہونا ضروری ہے۔ لقولہ علیہ السلام والکذب یہلک الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

جب مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع تمام ہے اب پھر نے کا حق نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مکان دو شخصوں کی ملک ہے اور ایک مالک اپنے حصے کی مثلاً ۳۵۰۰ روپے پر زبانی بیع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ چلو میرے ساتھ اور کچھ پڑھی کرو۔ وہاں جا کر انکم ٹیکس کا فارم مکمل کر کے اس پر از سر نو کر دیتا ہے کہ میں نے اپنا حصہ بعوض ۳۵۰۰ روپے بیچ کر دیا ہے اور اس پر لکھ دیتا ہے اور دوسرے دن کہتا ہے کہ میں اب رقم نہیں لیتا۔ مکان میں سے حصہ لوں گا اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ تو میرے ساتھ بعوض ۳۵۰۰ روپے بیچ کر چکا ہے جس وقت چاہے تو اپنا روپیہ لے لے۔ اب فرمائیے کہ وہ پیسے لینے کا حقدار ہے یا مکان میں حصہ لینے کا حقدار ہے۔

السائل شمس الدین گیت پاک دروازہ ملتان

﴿ج﴾

اگر زبانی بیع ہو چکی ہے اور طرفین کی جانب سے ایجاب و قبول ہو چکا ہے تو بیع پختہ ہے۔ کسی کو پھر نے کا اختیار دوسرے کی مرضی کے بغیر نہیں ہے۔ البتہ اگر دوسرا فریق اپنی مرضی سے اس بیع کو چھوڑ دے تو بہتر ہے کوئی جرم نہیں۔ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۲ شوال المکرم ۱۳۷۷ھ

بیع سلم درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی ضرورت حال کے مطابق کسی سے چھ رقم دیتا ہے جس کے عوض میں کسی جنس دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ مثلاً گندم باجرہ کی فصل آنے پر گندم وغیرہ دوں گا لیکن رقم دینے والا خود اس جنس کا نرخ متعین کرتا ہے کہ تیرے روپے فی من لوں گا اور رقم اس کو دے دیتا ہے اور جنس دینے کا وعدہ مہلت پر کرتا ہے۔ کیا اس صورت میں بیع صحیح ہوگی یا نہ۔

﴿ج﴾

شرعاً اس قسم کی بیع کو سلم کہتے ہیں اور مندرجہ ذیل شروط کے ساتھ صحیح ہے۔

(۱) بیع شدہ چیز کی جنس معلوم ہو اور (۲) صفت بھی معلوم ہے کہ گندم فدائی قسم کی اچھی ہے یا ردی۔ نیز کپڑے افدان تھکا مون یا نرم اچھا یا ردی وغیرہ دتا کہ پھر جھڑے کی نوبت نہ آئے۔ (۳) مقدار بھی معلوم ہو کہ اتنے من چنے یا اتنے ڈزے گندم وغیرہ (۴) مدت بھی معلوم ہو کہ اتنے عرصہ تک ہم از کم ایک مہینہ مہلت ضروری ہے۔ (۵) رقم یا رقم کے بدلے خریدنے والا جو چیز فی الحال دیتا ہے اس کو بیچنے والا بیع کی مجلس میں قبض کر دے اور (۶) بیع کی وصول کی جگہ بھی معلوم ہو یعنی ان سب باتوں کا پتہ رونا ضروری ہے جو کہ بائع اور مشتری کے مابین جھڑے کا سبب بنے۔ (۷) ساتھ ساتھ بیچنے والے کے کاشت کیے ہوئے غلہ وغیرہ کی شرط نہ ہو اور (۸) بیع کے وقت سے لے کر ادا کرنے کے وقت تک بیع شدہ چیز مندی بازار وغیرہ سے متقی ہو ان باتوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد مذکورہ بیع جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ

جب پٹواری نے مشتری کو زمین الگ کر کے دی اور وہ دس سال تصرف کرتا رہا تو اب بائع کے لیے کوئی حصہ واپس لینا جائز نہیں ہے



کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص بنام محمد بخش اراکین بنام چاہ پاندھیا نوالہ سے قلعہ نمبر ۲۷۱۱ مستطیل سے بنام چودھری دیا رام ہندو سے ایک کنال ۴ مرلہ زمین خریدی۔ اس کا جانب غرب آباد تھا جس کا ملک فیض بخش مرحوم تھا اور جانب شمال فشی رحیم بخش ہے اور جانب جنوب اور جانب شرق خادم حسین خان وغیرہ ملک تھے اور جانب مشرق در جنوب میں قلعہ نمبر ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۶۲، ۲۹۶۳، ۲۹۶۴، ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، ۲۹۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۲۹۷۰، ۲۹۷۱، ۲۹۷۲، ۲۹۷۳، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹، ۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۲، ۲۹۸۳، ۲۹۸۴، ۲۹۸۵، ۲۹۸۶، ۲۹۸۷، ۲۹۸۸، ۲۹۸۹، ۲۹۹۰، ۲۹۹۱، ۲۹۹۲، ۲۹۹۳، ۲۹۹۴، ۲۹۹۵، ۲۹۹۶، ۲۹۹۷، ۲۹۹۸، ۲۹۹۹، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۰۲، ۳۰۰۳، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۰۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۳۰۱۱، ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶، ۳۰۱۷، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۰، ۳۰۲۱، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، ۳۰۲۶، ۳۰۲۷، ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ۳۰۳۴، ۳۰۳۵، ۳۰۳۶، ۳۰۳۷، ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱، ۳۰۴۲، ۳۰۴۳، ۳۰۴۴، ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷، ۳۰۴۸، ۳۰۴۹، ۳۰۵۰، ۳۰۵۱، ۳۰۵۲، ۳۰۵۳، ۳۰۵۴، ۳۰۵۵، ۳۰۵۶، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸، ۳۰۵۹، ۳۰۶۰، ۳۰۶۱، ۳۰۶۲، ۳۰۶۳، ۳۰۶۴، ۳۰۶۵، ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، ۳۰۷۱، ۳۰۷۲، ۳۰۷۳، ۳۰۷۴، ۳۰۷۵، ۳۰۷۶، ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹، ۳۰۸۰، ۳۰۸۱، ۳۰۸۲، ۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۰۸۷، ۳۰۸۸، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳

غدا مسرور تحصیل ہائی

محمد بخش کی خریدی ہوئی زمین کی حدود جب پنواری نے متعین کر دی اور اس میں تصف کر رہا تھا۔ درخت لگائے بغیرہ وغیرہ اور اس کے مسایوں نے اس پر اعتراض نہیں کیا دس بارہ سال قابض رہا اس سے صاف معلوم ہوا کہ خادم حسین اس تقسیم اور تعین حدود پر راضی تھا۔ اب خادم حسین نے غلام سرور کے ساتھ جو تبادلہ کیا ہے تو گویا غلام سرور کو وہ زمین دی ہے جو محمد بخش کی مقبوضہ نہیں ہے۔ محمد بخش کی مقبوضہ زمین کو نہ وہ اپنی ملکیت سمجھتا تھا اور نہ اُس سے غلام سرور کو اس کی تملیک کرائی۔ اس لیے غلام سرور اپنا حصہ محمد بخش کے مقبوضہ سے ملنا چاہتا ہے۔ محمد بخش کے مقبوضہ پر اس کا کوئی حق نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا الله عنه مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چکی مالکان کا آٹا سے کٹوتی کرنا اور اڑا ہوا آٹا جمع کر کے پھر فروخت کرنا

《5》

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہم آنچلی والے جس میں میں خود بھی شامل ہوں گا تب کا خدا اس شرط پر دیتے ہیں کہ وہ ہمیں ایک من گندم کی پسائی کے بدلے آٹھ آنے اور ایک سیر آٹا کٹوتی یا اس سے کم و بیش جیسے چار آنے من کے دو ایک سیر کٹوتی یا ایک روپیہ من ۱/۲ سیر کٹوتی وغیرہ وغیرہ بہر حال نرخ کا اعلان کیا ہوا ہے۔ تو کیا یہ جائز ہے اس مسئلہ کی پوری تحقیق کے بعد جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ تاکہ اس پر مطلع ہو کر صحیح راستہ اختیار کر لیں۔

نوٹ: ہمیں اس مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی کہ کچھ علم دین سے معمولی واقفیت رکھنے والوں نے اعتراض کیا ہے کہ پسائی کا معاوضہ پیسے لینے چاہئیں، آٹا نہ لیا جائے اور دیل یہ دی جاتی ہے کہ معاوضہ ایک صورت میں ہو دو صورتوں میں نہ ہو۔ ہم لوگوں نے اعتراض کے پیش کرنے کے بعد آنائی کٹوتی کے ضمن میں اپنی دیل میں پیش کرتے ہیں۔ جب گندم یا کوئی جنس پسای جاتی ہے تو چکی کی رڑے باعث ایک من میں سے کم از کم ۳ چھٹانک یا ۴ چھٹانک کم ہو جاتے ہیں۔

لوگ بے احتیاطی سے چکی میں غلہ ڈال دیتے ہیں اور دانے پلیٹ فارم پر بکھیر دیتے ہیں۔ اس کی کوپورا کرنا ضروری ہے۔ آٹا ہوا سے اڑتا رہے تو کم ہو جاتا ہے۔ اب جب یہ آٹا کم ہو جائے تو ہم کیسے پورا کر سکتے ہیں۔ سونے اس کے کہ ہم اپنے نرخ میں کٹوتی شامل کریں اور اگر ہم اپنی گندم بلکہ ہر جنس خرید کر رکھیں تاکہ جس کا ہم ہو تو اس سے اس کو دے دیں تو ہمیں مجبوراً اس گندم کی قیمت وصول کرنے کی خاطر نرخ بڑھانا پڑے گا جو ہم خرید کر رکھیں لیکن عوام زیادہ نرخ برداشت نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ لوگ پیسے دینا پسند نہیں کرتے بلکہ آٹا کی قیمت جاتے ہیں۔ ان حالات میں ہم آٹا کی کٹوتی پر مجبور ہیں۔ اب آپ شرعی مسئلہ سے مطلع فرمادیں۔

ولی محمد موضع بصرہ تحصیل ضلع مظفر گڑھ۔

﴿ج﴾

جتنی گندم اڑتی ہے مثلاً جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک من میں سے تین یا چار چھٹانک ڈلتی ہے۔ اتنی کر لینا جائز ہوگا۔ بدشبہ کے اور زائد کوئی جائز نہیں ہوگی اور آج کل یہ پیشہ بن گیا ہے کہ فی من میں سے نصف بر سالم سیر کاٹ بیٹے ہیں پھر جمع شدہ آنہ فروخت کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ دگوں کا حق ہے۔ مالک چھٹی کے لیے نہیں احتیاط کرنا لازم ہے۔ چار چھٹانک کوئی لینے کے بعد جو بچ جائے وہ خیرات کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ عفا ذلہ

کیا خام کپاس کی فروخت جائز ہے، کیا یہ بات درست ہے کہ نخی آدمی پر نہ زکوٰۃ فرض ہے نہ حج۔ غیر عورت کو بہن یا بیٹی کہنے سے وہ محرم نہیں بنتی بدستور غیر محرم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ایک آدمی خام کپاس کی بیع کرتا ہے۔ یعنی کپاس کی فصل کو تیار ہونے کو ابھی دو یا تین ماہ دیر ہے اور نہ ہی ابھی پھل لگا ہے تو اس آدمی نے کھڑی کپاس کا نرخ طے کر کے خریدی ہے۔ تو یہ بیع جائز ہے یا ناجائز بھی فاسد ہے۔ کئی حضرات بیع سلم کا حوالہ دیتے ہوئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خام کھجوروں کے نرخ طے کرتے تھے اس بیع کو جائز بناتے ہیں تو اس لیے عرض خدمت ہے کہ مسلک حنفیہ کتاب و سنت کے مطابق مفصل جواب عنایت فرمادیں۔

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ نخی آدمی پر نہ کوئی زکوٰۃ فرض ہے نہ حج فرض ہے تو یہ صحیح ہے یا غلط ہے اور شریعت میں نخی کی کیا تعریف ہے۔

(۳) ایک آدمی ایک عورت کو متبہ بناتا ہے اور قرآن مجید اٹھا کر حلفیہ کہتا ہے کہ یہ میری بیٹی ہے یا میری ہمیشہ ہے جس طرح حقیقی بیٹی یا ہمیشہ ہوتی ہیں اور خلوت و جلوت رہتی ہے اور سفر میں بھی ساتھ لے جاتا ہے اور حج میں بھی اپنے پاس رکھتا ہے تو صورت مسئلہ میں اس کی کوئی گنجائش ہے یا شرع شریف کے خلاف ہے۔ بینا تو جروا مستفیق مولوی امیر احمد سکندری موضع زور کوٹ تحصیل خانیوا ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں یہ بیع مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے کہ کپاس کی کیفیت و صفت معلوم ہو کہ ذرا قسم کی اچھی یا ردی وغیرہ۔

(الف) نرخ پہلے کا ہی وقت سے کرے لیکن اس طرح طے کرنا جائز نہیں کہ اس وقت جو بازار کا نرخ ہو اس حساب سے دینا یا اس سے دس یا دس فیصد زیادہ لینا۔ جتنی رقم کی وہ چیز مبی ہو وہ رقم معلوم ہو۔

(ب) اس وقت سے جبکہ رہتے ہوئے سب رقم دے دیوں۔ اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیوں تو معاملہ باطل ہوگا۔ اسی طرح اگر کچھ رقم اس وقت دے دے اور کچھ دوسرے وقت دے دے تو جو اسی وقت دے دے اس میں بیع صحیح ہے۔ جو لگ ہونے کے بعد رقم دی ہے اس میں بیع صحیح نہیں۔

(ج) بیع کی مدت کم از کم ایک مہینہ مقرر ہو مہینہ سے کم مدت مقرر کرنے کی صورت میں یہ بیع صحیح نہیں۔ زیادہ چاہے جتنی مقرر کر دیں جائز ہے لیکن دن تارخ مہینہ سب مقرر کر دیں۔

(د) یہ بھی طے ہو کہ فلاں شہر میں فلاں جگہ وہ چیز دینا اور جہاں بیع ہوا ہاں پہنچانے کا بہہ دیں۔ البتہ ہلکی چیز میں لینے کی جگہ بتانا ضروری نہیں۔

(ر) نیز ان شرطوں کے علاوہ بیع کے صحیح ہونے کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے کہ مرد وصول کرنے کے زمانہ تک وہ چیز بازار اور منڈی میں مبی رہے۔ درمیان میں اس چیز کی بازار اور منڈیوں میں نہ مٹنے کی صورت میں بیع باطل ہوتی ہے۔ نیز نخی پرانی چیز اور کسی کھیت کی شرط گانا صحیح نہیں۔ کپاس کے پھل کی بیع ان شرطوں کے پورے سے جائز ہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ جس وقت معاملہ ہو اس وقت سے وصول کرنے کے زمانہ تک وہ چیز یعنی کپاس کی پھلیاں بازار اور منڈی میں مبی رہیں۔ ورنہ بیع باطل ہو جائے گا۔

(۲) نخی آدمی اگر صاحب نصاب ہو یعنی نقدی سے اس کے پاس ساڑھے ہاون تو لے چندی ہو یا ساڑھے سات تو لے سونا ہو یا ساڑھے ہاون تو لے ماییت جتنی رقم اس کے پاس ہو یا اتنی ماییت کا سامان تجارت اس کے پاس ہو وغیرہ اور اس کی اصل جائزوں جتنی کرمی و سرمدی میں جن کپڑوں کی طرف احتیاج ہو نیز نان و نفقہ و رہائش کے مکان کے اور جنسی سامان اگر بابت ہے اور اسے ضرورت ہو اور گھر کے سامان اور ساری کے جانوروں وغیرہ سے فارغ ہو اور اس پر پورا سامان گزر جائے تب نخی پر اس صاحب میں چاہے ایک صاحب ہو یا متعدد ہوں زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ نخی یا کوئی غیر نخی جس کے پاس صاحب نہ ہو یا حوان حوان سے پہلے ختم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

(۳) غیہ عورت کسی کے کہنے سے کہ یہ میری لڑکی ہے شرعاً لڑکی نہیں ہو جاتی۔ یہ عورت جس کے متعلق اس نے کہا کہ یہ میری لڑکی ہے یا اس کے علاوہ دوسری غیر عورت جس کے متعلق لڑکی ہونے کا نہ کہا ہو ان دونوں میں اس آدمی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ شرعاً حطام پردہ و نیوہ میں یہ دونوں عورتیں اس آدمی کے لیے برابر ہیں۔ پردہ شرعی اس

سے۔ زم ہے۔ بولن دیکھا اور ناجائز خلوت وغیرہ اس سے حرام ہے۔ البتہ اگر یہ عورت محرم ہو جیسے بہتی بھانجی پوتی وغیرہ اور ان کے پاس رہنے وغیرہ میں مفسدہ کا اندیشہ بھی نہ ہو اور خدمت جائز کی کر سکتی ہو تو یہ جائز ہے۔ فقط و بدقہاں اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

جب بائع نے زمین فروخت کر کے قیمت وصول کر لی تو اب وہ زمین کا عامل نہیں رہا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص مسی ملک اللہ داد خان نے اپنی زمین پیمائش تقریباً ایک ہاضمہ بلنگ ایک ہزار آٹھ صد روپیہ میں مسی حاجی حسن خان و بخش خان و غلام حسن خان کو فروخت کر دی اور فروخت کنندہ نے خریدار کو مذکورہ بالا زمین ملکیت تمام بیع کر دی اور رجسٹری انتقال بھی درج کیا ہے۔ فروخت کنندہ کی زمین کی ملکیت بھی وہی تھی و فصل کاری بھی اپنی اور اب اس نے ملکیت ازادی ہے اور فصل کاری بدستور مقرر کر دی ہے۔ اس وجہ سے خریدار کو زمین سے محروم کر دیا گیا ہے۔ عرض ہے کہ شریعت کے کسی قانون سے ان خریدار کو زمین یا رقم واپس مل سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

جب مشتری ان نے زمین اپنے ملک سے جو خود آبا کا بھی تھی قطعی بیع سے خرید لی اور اس کا قبضہ بھی لے لیا تو بائع (فروخت کنندہ) کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس زمین کو دوسری جگہ فروخت کرے اور مشتری جو زمین کا حقیقی مالک ہے۔ اس کو ایک قانونی وجہ سے زمین سے محروم کر دے۔ شرعاً بائع زمین کا قطعاً ملک نہیں ہے اور نہ اس کی بیع دوسری جگہ جائز ہے۔ شرعی حکم یہ ہے کہ زمین واپس ان مشتری کو دی جائے اور دوسرے مشتری کو لازم ہے کہ زمین پہلے مشتری ان کے حوالہ کر دے۔ البتہ اگر پہلے مشتری ان راضی ہو جائیں کہ وہ اس زمین کو اپنی مرضی کے مطابق کچھ رقم لے کر چھوڑ دیں تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ بہر حال بائع کا یہ فعل اور دوسرے شخص کا خریدنا دونوں حرام ہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ

بیع میں عیب کی وجہ سے اگر بائع اصل سے کچھ کم رقم لینے پر رضامند ہو گیا تو اب مزید مطالبہ نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین میں مسئلہ کہ زید نے ایک بھینس عمر و بکر دو بھائیوں سے چھ صد روپے میں خریدی اس

زید کے ساتھ کہ زید نے یہ بک کر کے میں نے بھینس کبھی اپنے پاس نہیں رکھیں اور نہ ان کے متعلق کوئی سمجھ ہے۔ ابتدا میں بک کر کے قسم کا نہیں نہ کرنا اور مجھے دھوکے میں نہ ڈالنا تو عمر و بکر نے کہا کہ بھینس اس وقت دہلی ہے جب تو نے اس کو چارہ غلہ کھلایا تو یہ چارہ سیر کی بجائے آٹھ سو دو روپے کی اور اب ایک وقت دو روپے دیتی ہے۔ جب موٹی تازی ہوئی تو دونوں وقت دو روپے کی۔ رقم کی دانگی کی معاد چار ماہ بعد بھینس دو روپے کی ویشی میں اس سے مس نہ ہوئی۔ جب ادائیگی کا وقت آیا تو زید نے عمر و بکر کو کہا کہ بھینس دو تین سو روپے غلہ گندم اور ساٹھ روپے نقد جوگی کا وصول ہوا ہے دیتا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر بھینس اور غلہ اور رقم واپس لے لیا غلہ گندم بجائے چودہ روپے من کے سولہ روپے من لے لو تو انہوں نے بھینس و غلہ و رقم کی بجائے انہوں نے سولہ روپے من کے حساب سے چھتیس من غلہ گندم پونے چھ سو روپے میں یا اور جس وقت یہ بات طے ہوئی تو عمر و بکر دونوں بھائی موجود تھے۔ اس معاملہ میں کثیر التعداد گواہ موجود تھے اور خصوصی طور پر دو گواہ ان کی بے باکی کے موجود تھے۔ جن میں سے ایک حاجی غلام حیدر جو غلہ گندم تو لے لیا تھا۔ ان کے مومن زاد بھائی اور عمر و بکر کی گھر والی حاجی مذکور کی بہن تھی اور دوسرا گواہ حاجی غلام قادر صاحب تھا۔ اس کے تین سال بعد عمر و بکر نے زید سے مٹروں کا چارہ نوے روپے کے حساب سے خرید لیا اور اپنے جانوروں کو کھلایا اور اس کے بعد باقی گھاس کو چھوڑ گئے۔ اس سے باقی چارہ کے لیے بلایا وہ فریق ثانی نہ آئے۔ زید نے اس گھاس پر گواہ رکھ کر چھوڑ دیا اور وہ خشک ہو کر ضائع ہو گئی۔ اب زید نے چارہ کی رقم کا مطالبہ کیا تو ان دونوں نے رقم دینے سے انکار کیا اور جواب یہ دیا کہ زید نے ہماری بھینس کی رقم باقی ادا کر لی تھی۔ ہم نے اس رقم میں معاوضہ کر لیا کیا اس معاملہ میں زید شرعاً رقم کے مطالبہ کا حقدار ہے یا نہیں۔ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب انہوں نے اپنا قرضہ پونے چھ صد روپے گندم کی صورت میں بحساب سولہ روپے وصول کر لیا اور اس پر دونوں فریق رضا مند ہو کر صلح کر گئے تھے اور اس کے باقاعدہ شرعی گواہ موجود ہیں تو اتنا قرضہ زید کے ذمہ سے اتر گیا ہے۔ اس وقت گندم کی قیمت چودہ روپے ہی کیوں نہ ہو جبکہ وہ دونوں فریق سولہ روپے فی من کی قیمت پر رضا مند ہو گئے تھے۔ لہذا اندریں حالات جب بکر و عمر نے زید سے مٹروں کا چارہ نوے روپے میں خرید لیا تو یہ نوے روپے سارے کے سارے بکر و عمر کے ذمہ و جب اداء ہیں۔ خواہ وہ سارے کا سارا چارہ استعمال میں لا چکے ہوں یا کچھ کو چھوڑ کر ضائع کر گئے ہوں۔ اس کا ضامن زید ہرگز نہیں ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں شرط صحت واقعہ زید فریق ثانی سے اس ساری رقم مبلغ نوے روپے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرر عبدلطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ رجب ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ رجب ۱۳۸۶ھ

اپنی ذاتی کمائی سے خرید اہوا مکان قانونی مجبوری کی وجہ سے

بیوی کے نام کرنے سے بیوی کی ملکیت نہیں بنتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اگر مرد نے اپنی کمائی سے (حالانکہ حق مہر کی کوئی رقم) واجب الادا نہ تھی اور نہ ہی عورت کے والدین و برادران نے کوئی رقم دی تھی) اپنی عورت کے نام اس غرض سے کہ میں بوجہ ملازم سرکاری مکان خرید نہیں سکتا تھا خرید کر دیا ہو۔ اب اس کی فوتیدگی پر کیا وہ مکان میرے نام پر واپس ہو سکتا ہے اور اپنے تصرف میں لاسکتا ہوں جبکہ متوفیہ کے عین سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں حیات ہوں اور متوفیہ کے والد اور والدہ ان کی حیات میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر حقیقت فی الواقع یہ ہے کہ یہ شخص اپنی ہی رقم سے اپنے لیے ہی یہ مکان خرید چکا ہے لیکن محض ایک قانونی مجبوری کی بنا پر کائنات مال میں بیوی کے نام خرید ہوا ہے تو یہ مکان شریعتاً بیوی کا نہ ہوگا بلکہ اس شخص کی ملکیت متصور ہوگا اور اسے وہ ہر طرح استعمال میں دے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
ترجمہ: عبدالمصطفیٰ نقوی۔ معین سنتی مد۔ قاسم، صدمہ تان
۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

جس دودھ میں پانی ملا ہو کیا اس کو فروخت کرنا جائز ہے، دودھ کو اس شرط پر لینا کہ کلو دودھ میں ایک مادہ میٹھا گیا تو ٹھیک ورنہ دودھ کاٹیں گے، پھٹے ہوئے دودھ میں کوئی اور مادہ ملا کر فروخت کرنا، ایک شخص گورنمنٹ سے مٹھائی بنانے کے لیے چینی لیتا ہے لیکن مٹھائی کے بجائے اسے منفع پر فروخت کر دیتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ:
(۱) اگر دودھ کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں پانی کس ہے یا نقلی دودھ ملا ہوا ہے۔ تو کیا اس کو فروخت کر سکتے ہیں۔

(۲) دودھ والوں سے ہم دودھ اس شرط پر لیتے ہیں کہ اگر ایک سیر دودھ میں ایک مادہ میٹھا تو ٹھیک ورنہ پاؤں

مادے کے حساب سے دودھ کاٹ لیں گے جتنا بھی کم ہوگا کیا خیال ہے۔

(۳) ایک دودھ والا ایک من دودھ لاتا ہے لیکن ہم صرف دس یا بارہ سیر کا مادہ بنا کر دیکھ لیتے ہیں۔ اگر اس ایک مادے میں تین سیر گھٹ گیا تو اس مادے کے حساب سے پورے دودھ کی کٹوتی کاٹ لیں گے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص دو من دودھ لایا لیکن ہم نے صرف ایک مادہ بارہ سیر کا بنا لیا اور اس مادے میں دو سیر گھٹ گیا اور اب یہ باقی دودھ حلوائی کو فروخت کر دیا۔ حلوائی سے بھی ہم پورے دودھ کے پیسے لیتے ہیں اور ادھر دودھ والے کی کٹوتی بھی کاٹتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے۔

(۴) گرمیوں کے موسم میں رکھا رکھا دودھ پھٹ جاتا ہے لیکن ہم پھر بھی مادہ بنا کر اور مادے میں ملا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ اگر ہم اس پھٹے ہوئے مادے کو متحدہ دکانداروں کو فروخت کریں گے تو کوئی اس مادے سے خرید نہیں سکتا۔ اس لیے کہ یہ بے جان ہوتا ہے۔ اچھے مادے میں ملا کر فروخت کرنا کیسا ہے۔ ایک دکاندار کو خراب مادہ چما کہہ کر فروخت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) ایک شخص گورنمنٹ شکر یعنی چینی اس لیے دیتی ہے کہ وہ مٹھائیاں بنا کر فروخت کرے لیکن ہم اس کے برعکس نہ مٹھائیاں بناتے ہیں اور نہ کسی اور کام میں لیتے ہیں بلکہ منفع پر فروخت کر دیتے ہیں جس سے کافی نفع ہوتا ہے کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں۔

(۶) کیا دودھ والوں سے جھوٹ بھی بول کر کام نکالا جاسکتا ہے اگر ہم جھوٹ نہ بولیں تو یہ بہت پریشان کرتے ہیں۔ جھوٹ بول کر یہ کام بآسانی نکل جاتا ہے۔ کوئی پریشانی نہیں ہوتی امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائیں گے۔

السائل بندہ سیف الرحیم مادامرحنٹ محلہ ملاوٹ پارہ

﴿ج﴾

(۱) پانی میں غمی دودھ مل جانے کے بعد ضروری ہے کہ اس بات کو خریدار پر بیان کر دے اگر نہ بیان کیا تو سخت گنہگار ہوگا۔ حتیٰ کہ شمشک نے اس کو فاسق مردود الشہادۃ ٹھہرایا ہے۔ قال فی العالمگیری ص ۲۷۳ ح ۳ رجل اراد ان یبیع السلعة المعیبة وهو یعلم یجب ان یشہد ان یبین قال بعض مشائخا یصیر فاسقا مردود الشہادۃ الخ

(۲) یہ بیع جائز نہیں۔ اس لیے بیع میں ثمن کی تعیین وقت عقد میں ہونی ضروری ہے۔ جہت ثمن مشدق ہے اور یہاں ثمن مجہول ہے۔ ثمنی اس مقدار مادہ نکلنے کی صورت میں اس کی قیمت اتنی ہے اور اس سے کم کی صورت میں پیسے کم

ہوں گے تو اس دودھ کی رقم ابتدائی بیع میں معلوم نہیں ہے اس لیے بیع ناجائز ہے۔

(۳) یہ صورت بھی مثل نمبر ۲ کے ناجائز ہے اور یہ بھی ناجائز ہے کہ دودھ دوسرے حلوائی پر پوری قیمت سے فروخت کیا جاوے۔ بلکہ ضروری ہے کہ یہ دودھ واپس فروخت کنندہ کو دیا جائے اور سابق عقد کو فسخ کر دیا جاوے۔ فسخ کا فسخ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(۴) یہاں بھی چونکہ بیع عیب دار ہے اس لیے اس کے عیب کو بیان کرنا ضروری ہے مثل جواب نمبر ۱

(۵) جھوٹ ہونا اس صورت میں قطعاً ناجائز ہے۔

(۶) اگرچہ اس کو چینی دوسرے مصرف میں استعمال کرنا جائز ہے لیکن زائد قیمت پر غبن فاحش سے فروخت کرنا ناجائز ہے۔

حلوائی کو لازم ہے کہ اس بات کو بیان کر دے کہ ایسی کھاٹہ کی مٹھائی تیار ہو رہی ہے۔ اس کے بیان کرنے کے بغیر فروخت کرنا وگوں کو دھوکے میں رکھنا ہے۔ جو شرعاً ناجائز نہیں۔ بعد اس عبارت کی ایک چٹ مکھ کر دکان پر لگائے کہ اس ضرورت کی بنا پر ایسی کھاٹہ استعمال میں لائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

اگر کوئی چیز ادھار پر وقت مقرر تک فروخت اور

اس وقت مقرر پر دشمن کا انتظام نہ ہو سکا تو بائع کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسکى غلام محمد اپنی اراضی مسکى قادر بخش کو بیع کی اور اتفاق بھی کرادیا جو کہ مورخہ ۶۳ ۷۲ منظور ہو گیا۔ بعد از دشمن یعنی قیمت اراضی او ایسی یکم یوم طے ہو تھا۔ مگر وعدہ پر مشتری قادر بخش نے قیمت اراضی ادا نہ کی۔ وعدہ گزرنے کے دو دن بعد بائع غلام محمد نے مشتری قادر بخش کو کہا کہ آپ اپنے وعدہ پر دشمن ادا نہیں کیے۔ لہذا بیع ختم ہو گئی ہے اور مجھے زمین واپس کر دے۔ مشتری قادر بخش نے کہا کہ میں قیمت ادا کر دوں گا۔ آپ زمین واپس نہ لیں۔ غلام محمد بائع نے کہا کہ وعدہ ختم ہو چکا ہے۔ لہذا بیع ختم میری اراضی واپس کر دو۔ قادر بخش مشتری نے کہا کہ کل صبح میں آپ کو زمین واپس کر دوں گا اور آپ کے نام اتفاق واپس کرادوں گا۔ یہ بات وہاں کے روہرو ہوئی۔ دوسرے روز غلام محمد بائع مشتری قادر بخش کے مکان پر گیا تو قادر بخش روپوش ہو گیا۔ چند روز بعد مشتری قادر بخش پچھلے رقم لے کر غلام محمد بائع کے پاس گیا اور کہا کہ یہ رقم و۔۔۔ باقی بعد میں ادا کروں گا۔ غلام محمد بائع نے رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیع ختم ہو گئی ہے۔ اب میں زمین نہیں دیتا۔ مورخہ ۶۵ ۷۲ کو اتفاق خارج ہو گیا۔

بائع غلام محمد کے نام سے ایس اتفاق ہو گیا۔ ۷۲ بعد قادر بخش مطابہ کرتا ہے کہ زمین مجھے دی جائے کیونکہ بیع ہو چکی ہے اب گزارش ہے۔ مشتری نے جب وعدہ پر دشمن قیمت اراضی واپس کی اور وہاں کے سامنے زمین واپس کر دینے کو بھی کہہ دیا تو کیا اس صورت میں عند الشرع شیخ سابق بیع رتی یا ختم ہو گئی۔ جیسے کہ غلام محمد بائع کہتا ہے کیونکہ مشتری نے زمین واپس کر دینے کو بھی کہہ دیا ہے۔

سائل محمد موسیٰ نائب مہتمم مدرسہ عربیہ خیر العلوم حسینیہ ریلوے اسٹیشن لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ بیع نقد اور ادھار دونوں کے ساتھ جائز ہے۔ جب اجل معلوم ہو اور ادھار کے ساتھ بیع ہو جانے کی صورت میں بھی بیع منعقد نافذ اور لازم ہو جاتی ہے۔ عاقدین میں سے کوئی بھی فسخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہے۔ سوئے اختیار رویت یا خیار میب کے ہاں دونوں اگر رضا مندی کے ساتھ بیع واپس (اقالہ) کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ صورت مستوفیہ میں بیع لازم ہو گئی ہے۔ وعدہ کے مطابق دشمن نہ دینے کی صورت میں بائع کو فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ بائع کو صرف دشمن کے مطالبہ کا ہی حق حاصل ہے۔ باقی مشتری کا یہ کہنا کہ کل صبح میں آپ کو زمین واپس کر دوں گا یہ تو فقط وعدہ ہے اقالہ نہیں ہے۔ اگر وہ اب واپس نہ کرنا چاہے تو نہ کرے۔ شرعاً اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر اس نے یوں کہہ دیا ہے کہ میں نے بیع فسخ کر دی یا واپس کر دی تو یہ اقالہ ہے۔ بیع ختم ہو گئی ہے۔ کما قال فی الہدایۃ ص ۲۵ ج ۳ واذا حصل الایجاب والقول لزوم البیع ولاخیار لواحد مہما الا من عیب او عدم رؤینۃ ولیہا ایضاً ص ۲۶ ج ۳ ویجوز البیع بمثل حال و موجل اذا کان الاجل معلوماً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرر عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

زمین کا مالک لوگوں کو اپنی زمین پر زمرے ہوئے راستہ پر سے لوگوں کو منع کر سکتا ہے

﴿س﴾

چندے فرمائند علماء دین دریں مسئلہ کہ اہل قریہ تو رہ در مقام الف سکونت کردند۔ و بعد از ازاں از مقام الف آمدند در تمام سکونت اختیار کردند۔ در مقام الف اہم مسجد موجود بود و در مقام ب ہم بالا اتفاق اہل قریہ مسجد بن کردند۔ مگر ہنوز در امان اہل قریہ گویند کہ مایان برائے نماز ضرور در مسجد مقام الف میر ویم در راہ مسجد اول در زمین شیرک میر وود علاوہ ریک راہ دیگر راہ برائے مسجد اول نیز میر وند۔ شیرک آزار منع کرد کہ در زمین نہ راہ دیگر راہ نہ از آمدن در فتن شایان تسنن پیدا سے شود۔ اگر شایان ضرور در مسجد اول سے روید۔ براہ دیگر بروید مگر گویند کہ مایان ضرور بدیں راہ میر ویم یا نہ کہ کویش بیست سال شدہ است کہ مایان بریں راہ آمدیم و رفتیم۔

دراپتداء میں زمین در ملک شیرک کہ در ایں راه مے رود آباد بود لیکن شیرک غیر حاضر بود بایں مردمان کہ اکنون منع نمی شوند بمطاعرت داده بود۔ آیا شیرک ایشان را منع کردن می تواند یا نہ۔ بنیہ تو جروا
استثنی شیرک یونیر تھا نہ تو رہ ضلع نورالائی کو سود و غیر

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر او متنازع فیہ ملک شیرک است شرعاً متواتر کہ مردمان را از زشتن دران راه و از آمدن رفت در زمین خود منع کند و مردمان را بچنگ نہ روا نیست کہ بلا اجازت مالک در زمین غیر روند۔ و او را جبراً راه دارند و از مدت مدید براہ راه رفتن بچ استحقاق ایشان ثابت نمی شود۔ تا آنکہ این راہ را وقف نہ کردہ باشد۔ یا برکے فروخت نہ کردہ باشد۔ فقہاء کرام نوشته اند کہ مالک زمین سے تواند منع کردند۔ کسی راہ کہ برائے قطع کردن گیاہ مباح در زمین او داخل شدن مے خواهد۔ کما قال فی الفتاوی العالمگیریہ ص ۱۰۹ ج ۳ ولا يجوز بيع الکلاء و اجارته وان کان فی ارض مملوكة غیر ان لصاحب الارض ان يمنع الدخول فی ارضه و اذا امتنع فعبیره ان يقول ان لی فی ارضک حقاً فاما ان توصلی الیه او تحشه و تدفعه لی الخ فقط و الله تعالی اعلم

حرره عبد اللطیف غفر۔ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
جواب صحیح محمود عندہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۱ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

بیع سلم کی صورت میں اگر وقت مقررہ پہنچ حاصل نہ ہو سکے

تو مشتری پرانی قیمت واپس لے گا یا رائج فی الوقت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شمس الحق کہتا ہے حافظ عبد الرشید کو کہ میں تمہیں چار من کپاس دوں گا۔ کپاس کے موسم میں مجھے اسی (۸۰) روپے دے دو۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میں تم کو تیس روپے فی من کے حساب سے رقم دیتا ہوں۔ یعنی اسی (۸۰) روپے چار من کپاس کے دیتا ہوں۔ اب کپاس کے موسم میں شمس الحق صاحب تمام کپاس ادا کر دیتا ہے۔ صرف ایک من گیاہ میرا نہیں کر سکتا ہے۔ خاص کپاس کے موسم میں کپاس کا بھڑ تیس روپے یا اس سے بچھڑا ہوا ہے۔ اب چونکہ کپاس کا بھڑ بڑھ چکا ہے تم کپاس ۱۱ کرو یا رقم داکرو تو موجود ہوگا یعنی تیس روپے من کے حساب سے رقم ادا کرو۔ کیا شرعاً حافظ صاحب ایک من کپاس کی رقم تیس روپے لے سکتے ہیں۔ شمس الحق میاں کہتے ہیں کہ ایک من کپاس کی رقم تیس روپے۔ آپ بیان فرمادیں کہ یہ بیع شرعی طاق سے جائز ہے اگر جائز ہے تو کس طرح ہے۔

المستثنی غلام نہیں سکھ کر والی ضلع مظفر گڑھ چاہ سادہ والہ

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیع سلم کی تمام شرائط ضروریہ ذکر کر دی گئی تھیں اور کپاس کے ادا کرنے کی تاریخ معین تھی غرضیکہ عقد سلم صحیح کیا تھا تو اس تاریخ کے آجانے سے یہ شخص اس پوری مقدار کپاس کا مطالبہ کرے گا ورنہ شخص اپنی کپاس اس کو ۱۰ کرے گا خواہ اس کی اپنی زمین کی کپاس ہو یا کہیں سے خرید کر ادا کرے۔ بہرحال ساری کپاس کا کرنا اگرچہ قیمت اس کی بہت بڑھ گئی ہو اس کے ذمہ واجب ہے۔ صورت مسئلہ میں جو کچھ مقدار کپاس کی داکر چکا ہے در کچھ مقدار اس کے ذمہ بقیہ ہے حافظ عبد الرشید مذکور جو رب املاں ہے۔ بقیہ کپاس کا مطالبہ شمس الحق سے کر سکتا ہے اور شمس الحق کے ذمہ لازم ہے کہ وہ بقیہ کپاس ادا کر دے۔ جہاں سے بھی مل سکے خرید کر ادا کر دے اور اگر دونوں نے یہ رقم کے سینے دینے پر رضا مند ہوتے ہیں تو حافظ عبد الرشید صاحب بقیہ کپاس کی قیمت و بی وصول کر سکتا ہے جو پہلے ملے ہوئی تھی یعنی تیس روپے فی من کے حساب سے۔ اس سے زائد رقم یا آج کے بھڑ کے حساب سے وصول کرنا جائز ہے اور سود اور حرام ہے۔

کما قال فی الہدایہ ص ۹۹ ج ۳ فان تقایلا السلم لم یکن له ان یشتری من المسلم الیہ برأس المال شیئاً حتی یقبضہ کلہ لقولہ علیہ السلام لا تأخذ الا سلماً اور اس مالک الخ۔
رفیہا ایضاً ص ۹۵ ج ۳ ولو انقطع بعد الحل فرب السلم بالخیار ان شاء فسخ السلم وان شاء انتظر وجودہ الخ و فیہا ایضاً ص ۹۸ ج ۳ ولا يجوز التصرف فی رأس مال السلم والمسلم فیہ فی القبض۔ فقط والله تعالی اعلم

حرره عبد اللطیف غفر۔ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۸۶ھ

کیا بیع سلم سود سے پاک تجارت ہے

مفصل جواب

﴿س﴾

علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ بیع سلم سود ہے یا پاک تجارت ہے۔

بمعرفت گل شیرکاندار محمد والد مظفر گڑھ کوٹا دو

﴿ج﴾

فصل کتنے سے پہلے یا کتنے کے بعد کسی کو مثلاً دو روپیہ دے اور یوں کہ کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلاں مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گندم لیں گے اور نرخ اس وقت طے کر لیا کہ روپیہ کے پندرہ سیر یا پیر کے بیس سیر یا مثلاً اتنے روپیہ کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں

اس کو اس بھاؤ گندم دینا پڑے گا چاہے بازار میں گراں بکے چاہے سستے۔ بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس کو بیع مسلم کہتے ہیں۔ یہ شرط بائز اور پاک تجارت ہے لیکن اس کے بائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں۔ ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اول شرط یہ ہے کہ گندم وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف سی طرح بتا دے کہ لیتے وقت دونوں میں جھجھک پڑے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کر لے کہ چند روپیہ یا بیس روپیہ من کے حساب سے لیں گے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جتنے روپیہ کا لینا ہو اسی وقت بتا دو کہ ہم س ۱۰ روپیہ یا بیس روپیہ کے ہیں گے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اسی وقت اس جگہ کے رہتے رہتے سب روپیہ دے دے۔ اگر معاملہ کرنے کے بعد امگ ہو کر پھر روپیہ دے تو سب معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر تکرار چاہیے پانچویں شرط یہ ہے کہ پناہ لینے کی مدت سے کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینہ کے بعد لانی تاریخ کو ہم گندم میں گے۔ مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتن مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کرے تاکہ بھٹور نہ پڑے۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کرے کہ لانی جگہ وہ گندم دینا یعنی اس شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لیے کہہ دے یا یوں کہہ دے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا۔ غرضیکہ جو منظور ہو صاف بتا دے۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کو لانے ورے جانے میں کچھ مزدوری نہیں لگتی تو لینے کی جگہ بتانا ضروری نہیں۔ جہاں اس کو دے دے۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ جس وقت معاملہ یا ہے اس وقت سے لے کر لینے اور وصول پانے کے زمانہ تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے۔ نایاب نہ ہو۔ اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع مسلم درست ہے۔

لا تتفاوت كالجزوز والبيض والمذروعات. ولا يجوز السلم في الحيوان الخ

وقال بعد ذلك ولا يصح السلم الامزجلا ولا يجوز الا باجل معلوم. قال المحشي اذناه شهر على الاصح وعليه الفتوى ولا يجوز السلم بمكيال رحل بعيه ولا في طعام قرية بعينها ولا يصح السلم عند ابى حنيفة الا بسبع شرائط تذكر في العقد جنس معلوم ونوع معلوم وصفة معلومة ومقدار معلوم واجل معلوم ومعرفة مقدار رأس المال اذا كان مما يتعلق العقد على مقداره كالمكيل والموزون والمعدود وتسمية المكان الذي يوفيه اذا كان به حمل ومونة... ولا يصح السلم حتى يقبض رأس المال قبل ان يفارقه (قدوری ص ۷۶) ومن شرائط السلم ان يكون موجودا من وقت العقد الى وقت محل الاحل بلا انقطاع في السيل والانقطاع ان لا يوجد في السوق الذي يباع فيه في ذالك المصر ولا يعتبر الوجود في البيوت (فاضل خان ص ۱۱۵ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

اگر کسی نے وعدہ بیع کر کے آٹھ دن کے اندر مال اٹھانے کا کہا اور مشتری نہیں آیا تو دوسری جگہ بیچنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا بیان ہے کہ میں نے عمر کو پچاس من گندم بہ ۱۸ روپے فی من دینی کی ہے در رقم مبلغ ۹۰۰ روپے نصف جس کے ۴۵۰ روپے ہوتے ہیں لے لیے ہیں۔ بشرطیکہ آٹھ دن کے اندر گندم تو لیں ورنہ نہ۔ عمر تین ہفتہ کے بعد گندم لینے آیا ہے۔ اب زید کہتا ہے کہ تو اپنا وعدہ مقرر پر نہیں آیا لہذا اپنی رقم و زید نے بعد مدت مقررہ کے گندم منافع پر فروخت کر دی ہے۔ اب بروئے شرع گندم کا حق دار کون ہے اور منافع کس کو ملنا چاہیے۔

غلام محمد ولد فضل الدین تحصیل ضلع جھنگ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر صرف وعدہ بیع ہے۔ جیسا کہ ۱۸ روپے فی من دینی کی ہے، سے معلوم ہوتا ہے تو پھر بیع انعقد نہیں ہوئی اور اگر یہ قاعدہ بیع ہو چکی تھی تو پھر آٹھ دن کے اندر تو لے لے کی شرط لغو ہے اور زید کے ذمہ ۹۰۰ روپے کی گندم دینا واجب ہے۔ زید نے جو گندم منافع پر لی اور جگہ فروخت کر لی ہے وہ منافع زید کی ملکیت ہے عمر کے قبضہ سے نہیں یہ گندم زید کی ملکیت تھی۔ اس لیے منافع بھی زید کا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ محرم ۱۳۹۱ھ

کیا نقد اور ادھار کی صورت میں قیمت میں فرق رکھنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اشیا خرید و فروخت میں در صورت ادائش حال و مال تفاوت جائز ہے کہ جس کا ایک شخص کہتا ہے کہ اگر نقد کی قیمت ابھی ادا کر دوں تو قیمت فی من چند روپیہ اور اگر تین چار ماہ کے بعد دوں تو فی من بیس یا پچیس روپیہ لوں گا۔ کیا اس طرح قیمت میں تفاوت جائز ہے کہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ بلوچستان معلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وقت اور دشمن کی تعیین نہیں کی جبکہ مشتری سے تردید کے ساتھ یہ کہ اس کی نیت اگر اس وقت دو گے تو بیس روپیہ لوں گا ورنہ پچیس روپیہ لوں گا۔ یہ تو بوجہ جہالت دشمن جائز نہیں۔

خود و درخت مالک زمین کا حق ہے اور خود کاشت درخت لگانے والے کی ملکیت ہیں۔ مگر مالک زمین جب ہے زمین خالی کرالے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غنی۔ نائب قلم در رسدقہ عمر احمد عثمان
۲۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

اُدھار کی صورت میں قیمت زیادہ رکھنا جائز ہے سو نہیں ہے

﴿ ۛ ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک کاروباری شخص نقد میں کسی جنس کو ۲۰ روپے فی من فروخت اور ادھار میں ۳۱ یا ۵۰/۲۱ فی من فروخت کرتا ہے اور اپنی زبان سے یہ بھی کہتا ہے کہ میں ادھار میں ۵۰/۲۱ روپے فی من دوں گا نقد میں ۲۰ روپے فی من دوں گا۔ کیا ادھار میں وہ اپنی جنس کو مہنگا فروخت کر سکتا ہے اور مال خرید کرنے والا بھی ضامن ہو جائے۔ مہربانی فرما کر اس کا فتویٰ ارسال فرمادیں۔

نیوٹی رت شاپ قلعہ منڈی بہاؤلیہ



یہ سودا جائز ہے۔ سو نہیں ہے۔ البتہ نین فاحش (قیمت میں کافی زیادتی) سے اجتناب اور احتیاط لازم ہے۔ واللہ اعلم
 محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
 ۱۶ محرم ۱۳۸۸ھ

اُدھار کی صورت میں قیمت زیادہ رکھنا جائز ہے لیکن بہت زیادتی سترودہ تحریمی ہے اگر بیع مسلم میں عقد کرتے وقت قیمت ادا نہ کی جائے تو بیع فاسد ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ تھل و نشیب میں یہ بات عام ہو چکی ہے مثلاً زید عمر کو ایک بوری نغوا مبلغ ساٹھ روپیہ بتاریخ ۵ ماہ باڑ تک بطور قرض ادھاری دیتا ہے اور موجودہ نرخ لوگوں اور تاجروں کا بازاروں میں نقد مبلغ چھپس روپے ہے اور عمر وجہ تنگی نقد کے مذکورہ بیع تسلیم کرتا ہے۔ بعدہ زید عمر کو کہتا ہے کہ میں نے ہذا کو نغوا کی بوری مبلغ ساٹھ روپے بطور قرض مقرر تاریخ پر دی ہے میں مبلغ دس روپے کے عوض میں تم سے چار بوری نغوا کی بوری مبلغ پندرہ روپیہ بتاریخ ۵ ماہ باڑ ۱۹۶۳ء میں لوں گا۔ عمر زید تمام بات چیت کو تسلیم کرتا ہے۔ وجہ غربت

دوسری صورت یہ ہے کہ اول مشتری سے طے کر لیں ہو کہ نقد لیتے ہو یا ادھار اگر اس نے نقد لینے کو کہا تب تو میرے
روپ قیمت ٹھہرائی اور ادھار لینے کو کہا تو پچیس روپ ٹھہرائے یہ جائز ہے۔ کذا فی العالمگیریہ۔ فتاویٰ مدنی ۱/۲۸
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم۔
۱۳ محرم ۱۳۹۱ھ

اگر اشتمال راضی میں درخت بھی زمین کے ساتھ شامل ہوئے ہیں
تو درخت زمین کے مالک کے ہوں گے

《 》

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کچھ زمین میں نے اپنی ہمشیرہ کو والد صاحب کے درخت سے دی تھی جس میں تین درخت بھی تھے۔ اس حالت میں دو درخت انہوں نے اپنے استعمال میں لائے اور ایک درخت ابھی تک باقی ہے۔ بعد میں جب اشتہار ارضی ہوئی تو وہ کمزار زمین کا وہ بارہ مجھے دے اور میری ہمشیرہ کو دوسری جگہ زمین دی گئی۔ اب میرے بھانجے اس درخت کو اپنی ملکیت ٹھہراتا ہے۔ جبکہ زمین مجھے ملی ہے۔ شرعی فیصلہ بیان فرمادیں کہ درخت مجھے ملے گا یا کہ میرے بھانجے کو ملے گا۔

○◎○

اگر اشتمال اراضی میں درخت بھی زمین کے ساتھ دیے ہیں تو جن کو زمین ملی ہے درخت بھی اس کے ہوں گے اور اگر اشتمال میں درختوں کی عینیت زمین کے ساتھ نہیں دی جاتی تو پھر یہ درخت اس شخص کا نہ ہوگا بلکہ سابقہ مالک کا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد النور شاه غفر له خادم الافتاء و مدرسه قاسم العلوم اهـ
 ٢٠ زى الحجه ١٣٨٨ هـ

کرایہ دار نے آرزو میں درخت اور سبزی کے پودے لگائے
تو وہ کرایہ دار کے ہوں گے یا مالک کے

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ الف نے ب سے کچھ زمین اور مکان کراہیے پر لیا۔ اب الف نے زمین میں سبزی ترکاری اور گھاس وغیرہ کاشت کی اور اس سے انتفاع حاصل کرتا رہا۔ اس زمین میں باغ وغیرہ لگنے سے کچھ خورد و درخت اور کچھ خود کاشت درخت بھی پیدا ہوئے۔ اب یہ درخت کس کی ملکیت ہوں گے کراہیہ دار کے یا مالک مکان کے۔ خورد و اور خود کاشت کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے۔ بینوا تو جروا

درنگی غلہ کے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ادھر چیز گراں قیمت میں دینے میں ملنا کرام جو زفر مانتے ہیں اور کمرہ بھی۔ دیگر خلاف مروت مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ہے دیگر جو چیز ادھاری گراں قیمت پر دی جاتی ہے اس کی کوئی مدد بھی ہے یا نہیں اور ظہم بھی ہے یا نہ اور زید خود ان بوری کی رقم مبلغ ساٹھ روپیہ کو اس مال بتاتا ہے۔ یہ رقم اس المال ہوگی یا عوض جنس کے ساتھ درقرض کی بیع سہم قبل از تسیم جائز ہو سکتی ہے یا نہ۔ دیگر ایک سودے میں دوسرا سودا کرنا معلوم ہوتا ہے۔ صاحب ہدایہ نے ایک سودے میں دوسرا سودا کرنا ناجائز فرمایا ہے۔ کیا اس صورت میں کہ بیع کیا جائے یا بیع فاسد یا بطل سمجھی جائے گی۔ اگر اس بیع کو برقرار رکھتے ہوئے زید سے مرنے بوری خود کو قبض کر کے تخم ریزی یا عیاں پر خرچ کر دیتا ہے۔ زید مقرر تاریخ کے بمابہ ۱۹۶۳ کو مبلغ ساٹھ روپیہ بیع کا حقدار ہے یا میں چالیس روپیہ جو موجودہ نرخ نقد کا ہے یا چار روپیاں خود دینے کا مستحق ہے یا فقط ایک بوری خود جو بطور قرض ادھاری دی تھی لینے کا حقدار ہے۔ کتب فقہ کی سند اور حوالہ جات سے مفصل جواب سے آگاہ فرمادیں۔

﴿ج﴾

پہلا سودا بیع مسلم ہے۔ بیع سہم کی جملہ شروط ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً جنس معلوم، نوع معلوم، صفت معلوم، کیل معلوم یا وزن معلوم، اس المال معلوم، مکان ایضاً معلوم یعنی یہ کہ غلہ کہاں ادا کرنا ہوگا۔ ان شروط کی تکمیل کے بعد بیع ربو نہیں لیکن بیع باغین غاش ضرور ہے۔ یہ درست ہے کہ اجل کی صورت میں ثمن میں زیادتی ہوتی ہے۔ مثلاً چالیس کی بجائے ۴۵ ہو جائے لیکن اتنی زیادہ رقم لینی مکروہ تحریمی ہے اور موجب گناہ ہے۔ نیز بیع مضطر بھی ناجائز ہے۔ ایک آدمی کی مجبوری سے فائدہ نہ کر خرید و فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بیع درست ہوگی۔ (معاذ گزرنے) کے بعد سے ہاتھ روپے ادا کرنے ہوں گے اور ساٹھ روپے اس کے لیے بدل جائز ہوں گے۔ اگر اس عقد کی وجہ سے اسے گناہ، زہم یا بے استواری کرنی پڑے۔ باقی دوسرا سودا چار روپیوں والا ناجائز ہے۔ بیع مسلم کی ایک شرط قبضہ اس میں فی مجلس العقد وہاں نہیں پائی جاتی۔ مجلس عقد میں نقد رقم دینی سہم میں ضروری ہوتی ہے اور یہاں ساٹھ روپے واجب فی الذمہ پر سودا ہو رہا ہے۔ جس کا قبضہ فی مجلس متصور نہیں۔ اس لیے دوسری بیع جائز نہیں۔

الکل مذکور فی کتب الفقہ۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گورنمنٹ سے حاصل کردہ پرمٹ کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کو حکومت کی طرف سے اجازت نامہ مل جاتا ہے اس اجازت نامے کو

بیع اصطلاح میں پرمٹ کہا جاتا ہے۔ اس پرمٹ کے ذریعے زید غیر مملک سے اشیاء درآمد کر سکتا ہے لیکن خود اس سے اشیاء درآمد نہیں کرتا بلکہ یہ اجازت نامہ بکر کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اب بکر اس سے اشیاء درآمد کر سکتا ہے تو کیا یہ اس اجازت نامے کی قیمت کی رقم لینا جائز ہے یا نہیں۔ بیو تو جروا

سائل عبدغنی محکم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ پرمٹ خود ماں مقوم نہیں ہے۔ اس لیے اس کی بیع اس حیثیت سے کہ یہ خود بیع ہے ہرگز جائز نہیں ہے۔ بلکہ پرمٹ والے کو جو حکومت کی طرف سے اشیاء درآمد کرنے کی اجازت کی ضرورت تھی اس کو یہ حق حاصل تھا وہ صرف اس حق بیع کو فروخت کرتا ہے اور حق بیع کا فروخت کرنا ناجائز نہیں ہے۔ اس پرمٹ کی بیع عوض جو رقم لے چکا ہے یہ ناجائز اور حرام ہے۔ مالک پر رد کرنا اس کے ذمہ واجب ہے۔ قال فی الشامیہ ص ۵۱۰ ح ۴ قلت وعبارۃ الصیرفیۃ ہکذا سئل عن بیع الخط قال لا یجوز لانه لا یحلوا ما ان ع ما فیہ او عین الخط لاجل لانه بیع ما لیس عنده ولا وجہ للثانی لان هذا القدر من کاغذ لیس مقوماً بخلاف البراءۃ لان هذه کاغذۃ مقومۃ اھ ولی الدر المختار مع شرحہ المختار ص ۵۱۸ ج ۴ ولیہا ولی الاشیاء لایجوز الاعتیاض من الحقوق المجردة کحق سعة وعلیٰ هذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاقواف۔ وقال الشامی ص ۵۱۸ ج ۴ بولہ وعلیٰ هذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاقواف من امامۃ وخطابۃ واذان و فراشۃ وریۃ ولا علی وجہ البیع ایضاً لان بیع الحق لایجوز کما فی شرح الادب وغیرہ ولی الذخیرۃ باحد الدار بالشفعة امر عرف بخلاف القیاس فلا یتظر ثبوته فی حق جواز الاعتیاض عنہ اھ

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

بیع مسلم میں اگر کسی خاص باغ کے پھل یا خاص زمین کی فصل کی شرط لگائی گئی تو بیع فاسد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بیع سہم کس طریقہ سے جائز ہے یا ناجائز ہے۔ جس طریقے سے جائز ہو تو رقم مہربانی فرما کر لکھ دیں اور بتائیں کہ یہ وہیہاج ہے یا جائز ہے۔

(۱) اگر روپیہ گندم کے فصل کے موقع سے پہلے کچھ دیں جائز یا ناجائز ہے۔

(۲) اگر گندم یا چھوڑا ایک جگہ کی فصل بتادے اس جگہ سے اناج نہیں اگایا تو کیا حکم ہے۔

(۳) اگر اناج دینے کی جگہ معلوم نہ کرے تو کیا حکم ہے۔

(۴) اگر آدمی کی اپنی زمین نہ ہو تو روپیہ سلم پر دیں تو کیا حکم ہے۔

(۵) یہ سلم کون کون سے لوگوں کے لیے جائز ہے۔

(۶) وعدہ فصل کے رسائی سے کتنی دیر پہلے رقم دیوں جائز ہے یا ناجائز۔

ضلع مظفر گڑھ کوٹ ادو براستہ دائرہ دین گل محمدی

﴿س﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ بیع سلم شرعاً جائز ہے۔ ویہاج نہیں ہے لیکن اس کے جائز ہونے کی شرائط ہیں۔ اگر ان شرائط کی رعایت رکھ کر سودا کیا جائے تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔ شرائط درج ذیل ہیں (۱) معلوم ہو کہ گندم ہے یا جو وغیرہ۔ (۲) قسم معلوم ہو کہ نہری ہے یا بارانی ہے مثلاً (۳) صفت معلوم ہو عمدہ ہو یا ردی مار ہو مثلاً (۴) اس کی مقدار معلوم ہو کہ اتنے ٹوپے یا اتنے من ہو مثلاً (۵) دینے کا وقت معلوم ہو کہ فداں مہینہ کی تاریخ کو دے گا اور کم از کم ایک ماہ کے بعد ہو ایک ماہ سے کم نہ ہو۔ (۶) اس المال یعنی جتنی رقم ملے ہوگی ہواں کی مقدار معلوم ہو۔ (۷) اس المال یعنی یہ رقم ساری کی ساری سودا کرتے وقت اسی مجلس میں دی جائے۔ اگر کوئی دوسرا چیز ہے تو اس کے دینے کی جگہ متعین کی جائے کہ یہ گندم آپ نے فداں بستی میں دی ہے۔ کما فی الہدایہ اگر شرائط کے ساتھ سودا کیا گیا تو جائز ہے ورنہ فاسد ہے۔ اب آپ کے سوالات کا مختصر جواب نمبر وارد دیتا ہوں۔

(۱) یہ جائز ہے۔ جبکہ گندم کے دینے کی تاریخ متعین ہو اور کم از کم ایک ماہ کے بعد ہو۔

(۲) ایک خاص جگہ کی گندم ذکر کرنے کا مطلب اگر یہ ہو کہ اس قسم کی گندم دیں گے تب تو جائز ہے۔ اس گندم نہ بھی اگ جائے تو اسی قسم کی گندم وہ ادا کرے گا اور اگر خاص جگہ کے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہو کہ خاص قسم کی گندم دینی ہے۔ دوسری جگہ کی نہیں تو یہ سودا فاسد اور ناجائز ہے۔ خواہ وہاں گندم اگ جائے یا نہ اگ جائے اور ایسی صورت میں وہ اپنی رقم واپس لے لے۔ گندم نہ لے عقد فاسد ہے۔

قال فی الہدایہ ص ۹۶ ح ۳ ولا فی طعام قریۃ بعینہا الی ان قال ولو كانت النسبة لقریۃ لبيان الصفة لا بأس به علی ما قالوا کالخشم رانی بنجارا والبساخی بفرغانة۔

(۳) تب سودا فاسد ہے۔ گندم نہ لے اپنی رقم واپس کر دے جگہ کا معلوم کرنا گندم وغیرہ میں ضروری ہے۔

(۴) جائز ہے۔

(۵) ہر عاقل و بالغ کے لیے جائز ہے۔

(۶) کم از کم ایک ماہ کی مدت مقرر ہو زیادہ جتنی بھی ہو جائز ہے۔ ویسے رقم ساری کی ساری مجلس عقد (یعنی سودا کرتے وقت) میں دینی ضروری ہے۔ اگر رقم اسی مجلس میں نہ دی تو سودا فاسد ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الربیع الاول ۱۳۸۶ھ

کیا ساڑھے بارہ سال عمر والا لڑکا خرید و فروخت کر سکتا ہے

اور دور کا چچا زاد بھائی یتیم بھتیجے کا وصی ہو سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نامی ایک شخص تھوڑا فوت ہوا۔ اس کا ایک بیٹا عمر جس کی عمر ۸ سال کی اور بیٹی جس کی عمر بارہ سال تھی یہ دو باقی بچ گئے اور ایک بھتیجا جس کی عمر ۶ سال اور ایک بیوی چچا زاد بھائی جو کہ قریبی زید کا بیوی تھا۔ اب وہ یتیم ایک لڑکا سکی عمر اور ایک لڑکی جو کہ زید کی تھیں چند یوم وہ دو بچے اپنے والد کے گھر رہ گئے۔ بعد میں وہ زید کا بیوی جو چچا زاد بھائی مسکی بکر تھوڑا اس لڑکی کی شادی ایک جگہ کر دیتا ہے اور اس لڑکے کو اپنے گھر لے گیا ہے۔ اب وہ لڑکا تقریباً بارہ سال کی عمر کو پہنچ گیا ہے۔ اس اثنا میں بکر نے متونی کی جائداد میں سے چند ٹکڑے اراضی ایک شخص پر قطع خرید و فروخت کر دی جو کہ اس متونی زید کا لڑکا عمر بھی بیچ میں موجود تھا اور عمر اس کی بوقت بیچ ساڑھے بارہ سال کی تھی۔ جب بیچ ہوئی تو بطور یادگار زمانہ دستاویز اس زید متونی کے بیوی چچا زاد بھائی مسکی بکر نے اس مشتری کو تحریر کر دی اور اپنا انگوٹھا لگا دیا اور اس بچے کا انگوٹھا بھی لگوا یا حتیٰ کہ اس کچہری میں سے چند ایک آدمیوں نے یہ اعتراض کیا کہ جائیداد اس بچے کی ہے۔ آپ نے فروخت کر دی ہے۔ اگر یہ بڑا ہو گیا اور اس نے ناراضگی کا اظہار کیا تو پھر کیا ہوگا۔ بکر نے جواب دیا کہ میں اپنی جائیداد سے مشتری کو دگنا دے دوں گا۔ گواہوں کے درمیان تحریر کر دیا کہ بیچ ہوئی ہے اور پیسہ وصول کر لیا۔ جبکہ زید کا بیٹا مسکی عمر بالغ ہوتا ہے۔ دو سال بعد از بلوغت اس نے مشتری اور بائع دونوں سے مطالبہ کیا کہ میں اپنی زمین نہیں دیتا اور بائع اور مشتری دونوں نے واپس دینے سے انکار کر دیا۔ آخر کار اس نے حکومت میں دعویٰ کیا۔ حکومت نے یہ فیصلہ سپرد شریعت کر دیا۔ تو اب جو کچھ مناسب مسئلہ اس صورت کے ہووے جواب دیا جائے۔

مولوی لعل محمد ولد مولوی محمود جعفری رکن ضلع لورالائی (بلوچستان)

﴿ج﴾

واضح رہے کہ ادنیٰ مدت بلوغ لڑکے کے لیے شرعاً بارہ سال ہے۔ بارہ سال کی عمر ہو جانے کے بعد اگر وہ بالغ ہونے کا اقرار کر دے اور اس کی تفسیر اور کیفیت بھی بتادے اور ظاہر حال اس کو نہ جھٹلائے تو شرعاً وہ بالغ شمار ہوتا ہے اور

اس کے بعد اسکے تصرفات اور قسم بیع و شرائط و غیرہ کے نافذ ہوجاتے ہیں۔ صورت مسئلہ میں زمین کی بیع کے وقت چونکہ اس کی عمر ساڑھے بارہ سال کی ہے اگر بیع سے قبل اس نے مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ بالغ ہونے پر اقرار کیا ہو تو اس کی بیع نافذ ہے اور اب بیع کو رد نہیں کر سکتا ہے ورنہ موقوف ہے۔ اس کے ولی یا وصی یا قاضی اور صاحب کی اجازت پر صورت مسئلہ میں اس کا ولی وہ جس کو شرعاً بیع کی اجازت دینے کا اختیار ہوتا ہے موجود نہیں ہے۔ صرف ایک بعیدی بیچ زاد بھائی موجود ہے اور اس کو بحیثیت ولی بیع کی اجازت دینے کا اختیار نہیں ہے۔ ہذا اس بعیدی بیچ زاد بھائی کو ان قیموں کا باپ یا ان کا دادا وصی بنا چکا ہو تو وہ اجازت دے سکتا ہے اور اگر وصی نہ بنایا ہو تو قاضی یا حاکم اجازت دے سکتے ہیں۔ حاکم کی اجازت دینے سے قبل اگر وہ بالغ ہو جائے تو اس کی خود اجازت پر موقوف ہے۔ بلوغ کے بعد چونکہ اس نے بیع کو رد کر دیا ہے لہذا بیع رد ہو جائے گی اور زمین شرعاً اس کو واپس ملے گی۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المحتار ص ۱۵۴ ج ۶ (وادی مدته له اثنا عشرة سنة ولها تسع سنين) هو المختار كما في احكام الصغار (فان راهقا) بان بلغا هذا السن (فقلا بلغا صدق ان يكذبها الطاهر) وفيه ايضا بعد اسطر وفي الشرع لایة یقبل قول المراهقين قد بلغا مع تفسير كل بما ذا بلغ بلا يمين الخ. وايضا ص ۱۷۳ ج ۶ (وما تردد) من العقود بين نفع و ضرر كما لبيع والشرء توقف على الاذن حتى لو بلغ فاجازه نفذ. وفيها ايضا ص ۱۷۳ ج ۶ (دون الام و وصيها) وقال الشامي تحته (قوله دون الام او وصيها) قال الزيلعي واما ما عدا الاصول من العصبه كالعم والاخ او غيرهم كالام ووصيها وصاحب الشرطة لا يصح اذنتهم له لانهم ليس لهم ان يتصرفوا في ماله تجارة فكذا لا يملكون الاذن له فيها والا ولون يملكون التصرف في ماله فكذا يملكون الاذن له في التجارة اه فقط والله تعالى اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عنہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ صفر ۱۳۸۶ھ

بیع سلم میں اگر وقت معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہے قیمت کی کمی بیشی اثر انداز نہیں ہوگی
بیع سلم ہر شخص کے لیے جائز ہے، نماز کے بعد ”الصلوٰۃ والسلام“ پڑھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ہمارے علاقہ تحصیل بھکر میں ہر ہر جگہ عرصہ ۵۴ سال سے یہ دستور چل رہا ہے کہ ماہ بھادوں میں بیع ہونے لگا کہ گھر کے اخراجات یا کسی اور ضرورت کی غرض سے رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ شخص نجی بخش کے پاس جا کر ان

شرائط نقدی مبلغ چار سو روپے لے لیے اور اقرار کیا کہ اس قسم کے عوض خود سبہ بموقعہ فصل ربیع در فی بوری پچیس روپے وزن فی بوری اڑھائی من بموقعہ جگہ فندس سے حاصل کرے گا اور اس صورت سے کوئی ایک بوری کی رقم لے گیا۔ کوئی اس بوری کی حتی کہ ضرورت مند لوگ لے گئے۔ حالانکہ موسم بیع پر فی بوری خود سبہ کا نرخ بتیس یا تینتیس روپے ہو جاتا ہے یہ بیع جائز ہے یا کہ ناجائز۔

(۲) ایک مولوی ام مسجد اوپر دان تحریر کے مطابق دریافت کرتا ہے کہ میں چھپیس یا ستائیس روپے کے حساب سے رقیس دوں۔ اوپر والی شرائط کے حساب سے تو کیا میرے لیے کس حد تک جائز ہے یا کہ نہیں۔

(۳) وہ وگ تو آٹھ یا دس ماہ قبل رقیس بوقت ضرورت لوگوں کو مشکل کے وقت دیتے ہیں چونکہ اس وقت ان لوگوں کا کہیں کوئی سبب نہیں ہوتا ان دکاندار لوگ بموقعہ فصل ربیع پر چار پانچ ماہ تک پر چوت چھپیس یا پچیس روپے کے حساب سے فی بوری خود سبہ حاصل کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔

(۴) ایک ام صاحب مقتدیوں کے کہنے پر ہرن زفرض کے بعد الصلوٰۃ والسلام عک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ بجز دعا مانگتے ہیں یہ طریقہ کیسا ہے یہ طریقہ ۵۴ سال سے جاری ہے۔ کیا اب یہ بند کیا جائے۔ گناہ ہے یا کہ احسن ہے۔
فقیر مولوی سعید احمد خاں مسجد کاظم شاہ، تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

(۱) اس میں بموقعہ فصل ربیع اجل مجہول ہے۔ سم کے اندر خود کے دینے کی تاریخ معین کرنی ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہے کہ ماہ ہار کی پندرہ تاریخ کولوں گا۔ باقی صورت مسئلہ میں مندرجہ شرائط کے ساتھ بیع سلم صحیح ہے۔ اگرچہ فصل ربیع پر خود کی قیمت زیادہ بھی ہو۔ اگرچہ بہت کم قیمت مقرر کر کے غریب و مسکین کے ساتھ بیع سلم کرنا ہمدردی کے خوف ہے اور مردود تحریکی ہے لیکن عقد منعقد ہو جاتا ہے۔ سود نہیں ہے تاریخ کا تعین ضروری ہے۔ تاریخ کے تعین کے بغیر عقد فاسد ہوگا۔ تاریخ کے تعین کے بعد دوسرے شروط سلم کو ملحوظ رکھ کر عقد صحیح ہوگا۔

(۲) مولوی صاحب بھی شرائط کے ساتھ بیع سلم کر سکتا ہے۔ قال تعالیٰ اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوا الایۃ۔

(۳) بہر حال جب شرائط سلم مذکور ہوں تو جائز ہے۔

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور صلوٰۃ وسوم کہن ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ قال تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما الایۃ لیکن اجتماعی صورت کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ خاص کر ضروری سمجھنا اور اس پر مداومت کرنا بدعت ہے۔ جبکہ ان کلمات کے ساتھ صلوٰۃ

وسلام بھیجنے کی صورت میں عوام کا عقیدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ لہذا ان کلمات و قیود التزام کو بند کرنا ہی بہتر ہے۔ جو کلمات درود و سلام کے نماز میں پڑھنے کو کہا گیا ہے یا جو کلمات صلوات و سلام کے کتب احادیث میں مروی ہیں ان کے ساتھ سلام بھیجا جائے اور آہستہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۱۶ھ

الجواب صحیحہ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ صفر ۱۳۸۶ھ

بڑے بھائی چھوٹے بھائیوں کی زمین ہرگز فروخت نہیں کر سکتے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسکی عمیر خان مقروض تھا۔ وہ خود فوت ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ محمد یار (بالغ)، اللہ بخش (بالغ)، حاجی احمد (بالغ)، غلام قادر (بالغ)۔ ان کے پاس قرضہ ادا کرنے کے لیے سوائے زمین کے اور کوئی سبیل نہ تھی۔ پھر اللہ یار کا ایک اور آدمی نے قرضہ ادا کر دیا اور زمین مور لے لی۔ اول الذکر دونوں آدمیوں کا زمین کا حصہ انتقال منظور ہو گیا۔ مگر باقی دو جو نابالغ تھے ان کا حصہ انتقال نہ ہو سکا محمد یار و اللہ بخش یہ دو بالغ دوسرے دو نابالغ بھائیوں کی طرف سے ضامن ہو گئے۔ جب حاجی احمد، غلام قادر بالغ ہو گئے تو انہوں نے زمین دینے سے انکار کر دیا۔ مگر قرضہ حصہ بندی ادا کرنے کے قائل رہے۔ پھر ضامنوں کے کہنے سمجھانے پر زمین دینے پر بھی راضی ہو گئے مگر دھرا اللہ یار تقریباً ۵ سال کے عرصہ تک تیار ہوتا رہا کہ آج یا کل انتقال کرالوں گا لیکن حاجی احمد و غلام قادر بقضائے الہی یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے بعد میں اللہ یار بھی فوت ہو گیا۔ اب موقعہ پر اللہ یار متوفی کی اولاد ہے و حاجی احمد اور غلام قادر متوفیوں کی بھی اولادیں ہیں۔ جو بالغ ہو چکی ہے۔ پھر اللہ یار کی اولاد نے قرضہ زمین کا مطالبہ کیا لیکن حاجی احمد و غلام قادر کی اولاد نے زمین دینے سے انکار کیا مگر نقد قرضہ دینے کو تیار ہو گئے۔ اب فرمائیے کہ اللہ یار کی اولاد قرضہ نقدی کی صورت میں لینے کی حقدار ہے یا کہ زمین۔ کیا ضامنوں کی ضمانت باقی ہے یا نہ رہی جب سود بنایا گیا تھا زمین کی قیمت ۱۲ روپے بیگھ تھی۔ اب دو سو روپے بیگھ تک ہے۔ کیا اب ۱۲ روپے والی قیمت ادا کریں یا موجودہ نرخ دو سو روپے قیمت دیں۔ نیز چالیس سال تک اللہ یار کی اولاد پیداوار اٹھاتی رہی۔ وہ پیداوار بھی اللہ یار کی اولاد زمین کو بصورت موجودہ ۲۰۰ روپے کی قیمت میں وضع کر دے گی یا نہ ۱۲ روپے بیگھ والی قیمت ادا کرنے کی صورت میں بھی پیداوار اٹھانے کی قیمت وضع ہوگی یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر متوفی عمیر خان دو بیٹوں میں سے کسی بیٹے کو بھی مقرر نہیں کر چکا ہے اور نہ حاکم نے ان میں سے کسی کو وصی مقرر کیا ہے تو دونوں نابالغ بھائیوں کے حصہ زمین کو بیع کرنا بغیر اجازت حاکم مسلمان (قاضی) کے ان کے لیے ناجائز تھا۔ بلکہ تحصیلدار صاحب نے دونوں بالغوں کے حصہ زمین کا انتقال خارج بھی کر دیا ہے۔ اس لیے یہ بیع صحیح اور نافذ نہیں ہوئی ہے۔ اگر چہ میت اپنے بعد زمین کے علاوہ کوئی دوسرا مال دین کی ادائیگی کے لیے نہ بھی چھوڑ چکا ہو۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المحتار ص ۱۱ ج ۶ قلت وهذا لو البائع وصيًا لامن قبل ام اواخ فنهما لا يملكان بيع العقار مطلقاً ولا شراء غير طعام وكسوة ولو البائع ابا فان محموداً عند الناس او مستور الحال يجوز ابن كمال وقال الشامي تحته (قوله مطلقاً) ای ولو فی هذه المستثنیات واذا احتاج الحال الى بيعه يرفع الامر الى القاضي۔ لہذا زمین ان دو نابالغوں کی ہوگی۔ ان کے اور ان کے وارثوں کو ملے گی۔ ان کے ذمہ محمد عمر متوفی کے دین کے حصہ کی رقم ان دو بالغوں یا ان کے وارثوں کو ادا کرنی ہوگی۔ مشتری ان کے حصہ کی رقم جو دے چکا ہے وہ ان دو بالغوں یا ان کے وارثوں سے وصول کرے گا۔

جب بیع ہی شرعاً صحیح نہ ہوئی تھی تو ضمانت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ضامن سے مشتری زمین کا مطالبہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہاں جتنی رقم وہ دے چکا ہے وہی اپنی رقم ہی لوٹا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ رجب ۱۳۸۵ھ

اگر بطور بیع مسلم کوئی خام پھلوں کا باغ خریدے

اور بعد میں آندھی وغیرہ سے نقصان ہو جائے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنا باغ قبل از ظہور شر بدست مشتری فروخت کرتا ہے۔ یہ اس وقت جبکہ مشتری نے باغ کو بہت تنگ کیا کہ اپنا باغ ہمیں دے دیجیے۔ باغ بھی راضی ہو گیا و باغ کی قیمت طے ہو گئی۔ سات صد روپیہ تو مشتری نے کچھ رقم ادا کرنے کی خاطر ایک بھینس تین صد روپے دے دی۔ باقی رقم کا وعدہ ہوا کہ پندرہ ہاڑ میں ادا کی جائے گی۔ ایام گزرتے رہے وقت پہنچتی نہ آئی۔ مشتری اپنی حفاظت پوری کرتا رہا اپنا دم بھی رکھا۔ خلاصہ کلام باغ تمام کا تمام مشتری کی تحویل میں آچکا۔ خام و پختہ آم لے کر فروخت کرتا رہا۔ اندھیری چلی

جس کی وجہ سے آم کے پھل کو نقصان ہوا۔ ادائیگی رقم کا وقت بھی قریب ہو گیا تو مشتری نے باغ کو چھوڑ دیا۔ درعزہ پیش کیا کہ مجھے بہت نقصان ہوا۔ تو چند معتبرین کے کہنے سے بائع نے دو صد روپے دے دیے۔ یعنی سات صد روپے میں سے دو صد روپے معاف کیا جاتا ہے لیکن اس فیصد کے خلاف کرتے ہوئے مشتری نے تھانہ میں درخواست دی اور بائع کو تھانہ میں ہوا تو تھانہ دار نے جب حقیقت سمجھی تو بائع کو باغ کو دوسری جگہ فروخت کی اجازت دے دی۔ یونین کے ممبر نے باغ کو دوسری جگہ فروخت کر دیا جس کی قیمت تین صد روپے طے ہوئی۔

یہی فیصد سابق چیئر مین نے چند بیوپاریوں کو بلا کر ان کی رائے کے مطابق کیا۔ مشتری کو غلط قرار دیا اور باغ کو صحیح قرار دیا۔ جب تو نے باغ خود چھوڑ دیا ہے تیرا کوئی حق نہیں ہے۔ تو پھل وغیرہ بھی حاصل کرتا رہتا ہے ہذا کسی مطالبہ کا حق دار نہیں ہے۔

یہی فیصلہ تھانہ دار کے پاس بھی گیا۔ بائع کو حق دار ٹھہرایا اور مشتری کو غلط قرار دیا۔ تو جب خود ہی باغ چھوڑ کر بھاگ گیا تیرا مطالبہ غلط ہے۔

یہی فیصلہ ایس ڈی ایم کی کچہری میں کیا گیا تو بائع کے حق ہونے پر تائید کی۔ مشتری بائع سے کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا ہے۔

صرف موجودہ چیئر مین اور ایک ممبر کے علاوہ تمام ممبران جن کی تعداد نو ہے وہ بھی بائع کو اس فیصلہ میں حق بجانب اور مشتری کو غلط قرار دیتے ہیں کہ کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اب صرف عرض یہی ہے کہ اپنا نقصان بائع مشتری سے حسب کر سکتا ہے یا نہ۔ اگرچہ بیع معدوم کی گئی تھی۔ جب مشتری پھل باغ سے لے کر اپنے کام میں صرف کرتا ہے اور فروخت کرتا ہے جب مشتری فیصلوں کے خلاف کرتا ہے اس کا مطالبہ یہی رہا کہ مجھے تین صد روپیہ واپس دیا جائے۔ کیونکہ میں نے صرف ندھیری سے رائے ہوئے آم لیے ہیں اور ممبران نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ یک صد روپے باغ کا تیرے ذمہ ہے۔ تو نے ہر جگہ مقدمہ بازی کی ہے اس کا خرچ بھی تیرے ذمہ ہے۔ تجھے ادا کرنا ہوگا۔ پھر بھی چون و چرا کر رہا ہے۔ شرعی حیثیت سے بائع کا سات صد روپے میں سے ایک صد نقصان ہوا ہے۔ مشتری سے مطالبہ کر سکتا ہے یا نہ۔

مشتری جو اپنا تین صد روپے کا مطالبہ کرتا ہے وہ صحیح ہے یا غلط تاکہ حق واضح ہو جائے۔ بیو تو جروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ باغ کے پھلوں کی بیع اگر اس وقت کر چکا ہے کہ پھل بالکل ظاہر نہ ہوئے تھے بلکہ بھی پھول ہی تھے یا پھول بھی ابھی نہ نکلے تھے تب تو یہ بیع باطل ہے۔ کیونکہ بیع معدوم ہے اور حدیث شریف میں ہے اہ علیہ

لسلام نھی عن بیع ما لیس عند الانسان ورحص فی السلم اور چونکہ پھل قبل از ظہور معدوم تھے اور معدوم مال نہیں ہے۔ ہذا غرضین مال نہ ہوئے اس لیے بیع باطل ہوگی نہ کہ فاسد اور بیع باطل میں اگرچہ مشتری قبضہ بھی کرے تب بھی اس کا مالک نہیں بنتا۔ لہذا بائع کے ذمہ مشتری کو اس کی وہ بھینس جس کی قیمت مبلغ تین صد روپے مقرر کی تھی بعینہ ادا کر دینی ضروری ہے۔ ہاں جو خام پختہ آم مشتری بیع کرتا رہا ہے چونکہ وہ آم بائع کی ملک میں ہی تھے اس لیے اس کی قیمت مشتری سے لے سکتا ہے۔ باقی اندھیری سے جو نقصان ہوا ہے وہ بائع کا ہوا ہے۔ خلاصہ کلام اس قدر پر یہ ہے کہ بائع مشتری کو اس کی وہ بھینس واپس کرے گا۔ اگر موجود ہے ورنہ تو اس کی قیمت واپس کرے گا اور بائع اس باغ کی قیمت مبلغ تین صد روپیہ جس پر بعد میں بیچ جا چکا ہے وہ لے لے گا اور جو خام پختہ آم مشتری فروخت کر چکا ہے یا استعمال کر چکا ہے اس کی قیمت بھی اس سے وصول کرے گا۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المختار ص ۵۵۵ ح ۴ (ومن باع ثمرة بارزة) اما قل الظهور فلا یصح اتفاقا (ظہر حاصلہا ار لا صح) فی الاصح وفي الکمر ۲۳۸ لم یحز بیع المینة والدم والخزیر والحر وام الولد والمدبر والمکاتب فلر هلكوا عند المشتري لم یضمن فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود غفرلہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

اگر مشتری نے زبانی طور پر کپاس خرید لی ہو لیکن بروقت نہ اٹھانے کی وجہ سے قیمت کم ہو گئی تو نقصان کا ذمہ دار کون ہوگا، اگر خریدار نے بقیہ رقم نہ ادا کر کے مال وقت پر نہ اٹھایا ہو اور بائع نے دوسری جگہ فروخت کر دیا ہو تو مشتری اول کی رقم واپس کرنا بائع کے ذمہ واجب ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیں مسئلہ کہ

(۱) زید نے اپنی کپاس ایک سو دس روپیہ فی من کے حساب سے عمرو کے ہاتھ فروخت کی۔ بیع و شراء کی بات زبانی طور پر پختہ ہو گئی۔ یعنی عمرو نے اس مجلس میں یہ کہا کہ اس بھاد سے یہ کپاس میری ہو گئی۔ میں جس وقت چاہوں گا تولوں گا۔ زید نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اس کے بعد کپاس کا بھاد رفتہ رفتہ گھٹا گیا۔ بائع ایک ماہ کے بعد عمرو نے اس (کپاس) اٹھانے سے انکار کر دیا تو زید کو وہ کپاس دوسری جگہ فروخت کرنی پڑی جس میں اس کو تقریباً ایک ہزار کا نقصان ہوا۔ تو کیا زید کو جو ایک ہزار روپے کا نقصان ہوا ہے وہ عمرو سے لینے کا حقدار ہے یا نہیں۔

(۲) زید نے چرمہائے قربانی کو عمرو کے ہاتھ مثلاً دو ہزار روپیہ کا فروخت کیا۔ تو عمرو نے زید کو ۳۲۰ روپے نو پیشگی دیے۔ زید نے یہ شرط بھی لگائی کہ جب تک تو پوری رقم ادا نہیں کرے گا تو مال نہیں اٹھ سکتا۔ تو عمرو نے اس سے پندرہ دن کا وعدہ کیا کہ پندرہ دن کے بعد رقم دے کر مال لے جاؤں گا۔ پھر وہ وعدہ پر نہیں آیا۔ تو زید نے عمرو کے گھر جا کر اس سے بات چیت کی اور مال اٹھانے کی اور رقم ادا کرنے کی تاکید کی۔ تو عمرو نے کہا کہ اگر میں نے فلاں تاریخ کو بوقت ایک بجے دن کے آپ کا مال نہ اٹھایا اور رقم ادا نہ کی تو میں تجھ سے ۳۳۰ روپے پیشگی والے نہیں لوں گا تو زید نے مقررہ تاریخ کو ڈیڑھ بجے تک انتظار کیا لیکن عمرو نہ پہنچا۔ آخر عمرو اڑھائی بجے آیا جبکہ زید کسی اور جگہ چلا گیا تھا۔ اور زید نے کسی دوسرے شخص کو کہلایا تھا کہ جب عمرو آئے اور وہ رقم ادا کر دے تو چمڑے اٹھانے دینا ورنہ نہیں۔ تو اس شخص نے رقم نہ ملنے کی صورت میں چمڑے نہیں اٹھانے دیے اور وہ چل گیا۔ پھر اس کے دو دن بعد وہ مال نقد ۳۳۰ روپے کے گھانے پر بک رہا تھا لیکن ادھار اصل قیمت پر بیچا۔ دو مہینوں کی ادھار رکھ کر۔ پھر عمرو نے زید سے مطالبہ کیا کہ وہ رقم جو میں نے پیشگی دی تھی یعنی ۳۳۰ روپے تو واپس کر۔ تو کئی زید کو یہ رقم ۳۳۰ روپے عمرو کو دینے پڑیں گے یا نہ۔ مینو تو جردا

﴿ج﴾

(۱) ایک ہزار روپیہ جو زید کو نقصان ہوا ہے وہ عمرو سے وصول نہیں کر سکتا۔

(۲) عمرو نے زید کو جو ۳۳۰ روپے جو بطور پیشگی دی ہے زید پر لازم ہے کہ وہ رقم عمرو کو واپس کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ صفر ۱۳۹۶ھ

کیا بیعانہ ضبط کرنا بائع کے لیے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے خالد سے ایک دار مسکونہ خریدی اور پیشگی بیعانہ ایک صد روپیہ دیا اور تمام شرائط و قواعد بروئے گواہان لکھ دیے کہ کل آ کر بقایا رقم ادا کروں گا۔ پھر مکان کا قبضہ حاصل کروں گا۔ چنانچہ خدمتین چار روز تک انتظار کرتا رہا۔ اس اثنا میں ایک اور پارٹی مکان لینے کے لیے آئی لیکن محروم چلی گئی۔ بعد میں زید نے اطلاع دی کہ میں مکان نہیں لیتا تو کیا خالد اب وہ بیعانہ رقم ایک صد روپیہ اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اس کے لیے اگر کا استعمال کرنا جائز ہے۔

شاہ پورہ پورڈا کھانہ خاص ضلع حیدرآباد

﴿ج﴾

خالد کے لیے بیعانہ والی رقم واپس کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ صفر ۱۳۹۶ھ

اگر خالد اور زید بیع فسخ کر چکے ہیں تو بیعانہ واپس کرنا لازم ہے۔

محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ صفر ۱۳۹۶ھ

مشتري نے جو زمین خریدی تھی اس میں ایک خسرہ نمبر غلط درج ہو گیا تھا

اور بائع فوت ہو گیا اب کیا فیصلہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زمین دوسرے شخص کے ہاں فروخت کر دی جو کہ اس کو ورثہ میں ملی تھی۔ مختلف خسرہ نمبرات تھے ایک نمبر میں غلطی سے کاغذات میں اس کے ہاں رقبہ اندراج ہو گیا۔ فروخت ہو جانے کے بعد غلط اندراج کی اصل، لکان نے درستی کرائی۔ جس شخص نے زمین خریدی تھی اس سے کچھ رقم واپس چلی گئی۔ تو مشتری نے مطالبہ کیا تو اس کے بدلے اتنا رقبہ اور دیا اتنی رقم واپس کرو۔ فروخت کرنے والے نے جواب دیا اگر تمہیں اس معاملہ میں خسارہ ہے تو اپنی ساری رقم واپس لے کر میری زمین واپس کر دو۔ ورنہ خاموش ہو جاؤ دونوں آپس میں کسی بات پر رضا مند نہ ہوئے۔ چند سال بعد فروخت ہو گئی۔ کرنے والا بقضاء الہی فوت ہو گیا۔ پھر وراثت وارثان میں تقسیم ہو گئی۔ اس کے وارث دو بھتیجے اور دو بھتیجیاں تھیں۔ خرید کرنے والے نے ایک بھتیجے سے کسی طرح اور کھیت میں جتن رقبہ واپس چلا گیا تھا لے لیا۔ پھر دوسرے بھتیجے سے مطالبہ شروع کر دیا۔ دوسرے بھتیجے نے اس کو وہی جواب دیا جو اس کے چچا نے دیا تھا۔ اب شرعی طور پر خرید کرنے والے دوسرے بھتیجے سے زمین یا رقم کا حقدار ہے۔ نیز شرعاً اس معاملہ کا کیا فیصلہ ہوگا۔

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں اگر بائع نے فروخت کردہ رقبہ بیع کرستے وقت بتا دیا تھا مثلاً اس طرح کے اتنے خسرہ نمبرات جو مجھے ورثہ میں ملے ہیں جن کا رقبہ اتنا ہے فروخت کرتا ہوں تو مشتری اتنے خسرہ نمبرات در قبضہ کا حقدار ہے۔ نوکہ بائع نے بیع کرتے وقت ذکر کیے تھے لہذا اس صورت میں جو بائع نے بیع میں اس نمبر کا رقبہ ذکر کیا ہو تو مشتری اس

نمبر میں اتنے رقبہ کا حقدار ہے۔ جو زائد رقبہ اس نمبر میں مشتری کے نام اندراج ہو گیا ہے۔ اس کا مشتری حقدار نہیں۔ اسے اپنے مالک کو دینا ہی لازم ہے۔ تو اگر بائع نے مشتری سے وہ زائد رقبہ جو اس کے ہاں غلطی سے اندراج ہو گیا واپس کیا شرعاً اس کا واپس کرنا جائز و صحیح تھا۔ بعد میں مشتری کا بائع کے ایک بھتیجے سے پورے اس زائد رقبہ کو دوبارہ لینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ بائع کے اس بھتیجے کو اس رقبہ زمین کا واپس کرنا مشتری پر فرض ہے۔ نیز بائع طور پر دوسرے بھتیجے سے پورے اس زائد رقبہ کا مطالبہ کرنا مشتری کا بالکل ناجائز ہے۔ بائع کے دوسرے بھتیجے پر مشتری کو اس صورت میں کچھ دینا لازم نہیں۔

(۲) اگر بائع نے اس زائد رقبہ کا ذکر (جیسے مشتری کے ہاں غلطی سے اندراج کہتے ہیں) کیا تھا یعنی اس کا سود بھی یہ تھا تو اگر یہ زائد رقبہ بائع کا ہے تو یہ بیع میں داخل تھا اور مشتری کا حق بن گیا۔ بائع کا اس زائد رقبہ کو مشتری سے کسی طرح واپس کرنا شرعاً ناجائز تھا اور اس کا واپس کرنا بائع پر فرض تھا اور جب بائع فوت ہو گیا تو اس کے وارثوں، اس رقبہ کو جو کہ بائع نے مشتری سے واپس کیا تھا، زم ہے تو اگر مشتری نے وہی رقبہ بائع کے ایک بھتیجے سے واپس لیا یہ ہو تو مشتری نے صحیح کیا ہے اور بائع کا یہ بھتیجا جو کہ اس کے حصہ میں کی ہو گئی دوسرے بھتیجے سے پوری کر لے لیکن مشتری کا پورے اس زائد رقبہ کا ایک بھتیجے کو واپس کرنے کے بعد دوسرے سے مطالبہ کرنا غلط اور ناجائز ہے اور اگر مشتری نے اس اپنے نمبر کی بجائے دوسرے نمبر میں واپس کیا تو یوں اس طرح رہنے دیں قیمت لگا کر کی زیادتی آپس میں ٹھیک کر لیں اور یہ اپنے خاص نمبر کا رقبہ ایک دوسرے کو واپس کر دیں اور اگر یہ زائد رقبہ بائع کا نہ ہو تو اگر فی کنال فی بیگھ فی گز وغیرہ اتنے روپے سے بیع کی ہو اور مشتری نے سارے رقبہ کی قیمت ادا کی ہو تو جتنے گز زمین کم ہو گئی اتنے گز کی رقم مشتری کو واپس کرنا بائع یا اس کے وارثوں کے ذمہ ہے۔ بائع کے ترکہ سے ادا کریں گے، مشتری اس صورت میں وہ زمین جو اس نے بائع کے ایک بھتیجے سے واپس کی ہے۔ وہ اس کو واپس کرے گا۔ مشتری کی کو قیمت سے پوری کرے گا۔ ان کو شرعاً رقبہ واپس نہیں دے سکتا اور اگر مشتری نے اس زائد رقبہ کی قیمت ہی ادا نہ کی ہو تو مشتری قیمت بھی واپس نہیں کر سکتا اور اس زائد رقبہ کا جو شخص مالک تھا اسے شرعاً واپس ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

فی الحال مکی دے کر آئندہ گندم لینا ناجائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے چالیس پڑوپی غلہ مکی اس شرط پر دے دی کہ جب فصل

میں نہ کا ترے گا اس وقت مجھے چالیس پڑوپی پوری کی پوری غلہ گندم دے دینا۔ چنانچہ عمرو نے چالیس پڑوپی غلہ مکی دے کر فصل گندم پر چالیس پڑوپی غلہ گندم کی دینی منظور کر لی۔ اس معاملہ پر بعض لوگوں نے زید اور عمرو دونوں کو مدعت کیا اور کہا یہ فی الحال غلہ مکی دے کر میعاد پر غلہ گندم دینا شرعاً ناجائز ہے۔ اگرچہ کیل کے لحاظ سے زیادہ غلہ گندم وصول کرنا جائز ہے اور یہ کوئی ناجائز نہیں کہ غلہ مکی فی الحال دے کر میعاد مقررہ پر پوری کی پڑوپیاں وصول کر دیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا قول درست ہے یا غلط اور اس طور پر غلات بیچنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

بنا تو جروا

مولوی احمد جعفر ضلع لورالائی

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ زید اور عمرو کا یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے۔ یہ ربوانیہ میں داخل ہے۔ ربوای کی دو علتوں اتحاد من قدر میں سے یہاں ایک علت قدر موجود ہے۔ مکی بھی کیل ہے عرفاً اور گندم بھی شرعاً عرفاً دونوں اعتبار سے کیل ہے۔ لہذا دونوں کیل ہوئے ربوانیہ کا تحقق ہوا۔ قال فی الدر المختار ص ۱۷۲ ج ۵ (وان وجد احدهما) فی القدر وحده او الجنس حل الفضل وحرم النساء ولو مع التساوی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۸۳ھ

جب مشتری نے چیز خرید کر قیمت قسطوں میں دینے کا وعدہ کیا

تو بیع تمام ہو گئی بعد میں مشتری کا انکار کرنا ناجائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے خالد اور عمرو کو سامان فروخت کر دیا ہے زید نے بیع کرتے وقت کہا کہ خرید کی خرید دوں گا۔ خالد اور عمرو نے کہا خرید کی خرید لیں گے۔

خالد اور عمرو نے سامان کا ملاحظہ کیا اور اس کے بعد سامان کی خرید پر قیمت لگائی گئی۔ اس کے بعد سامان کی جتنی قیمت بنی وہ چھ قسطوں پر مقرر کر دی گئی۔ یعنی ہر قسط ہر ماہ کے بعد ادا کرنی ہوگی۔ زید نے دکان خالد اور عمرو کے سپرد کر دی۔ انہوں نے پہلی قسط ادا کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے سامان سے فروخت جاری کر دی۔ وہ فروخت کرتے رہے۔ انہوں نے چار قسطیں ادا کر دیں باقی دو قسطیں رہ گئیں۔ انہوں نے اپنا سامان جو دکان میں ڈالا تھا اور زید والا بقیہ

سامان جو فروخت کر کے بعد میں بچاؤ آگے فروخت کر دیا۔ جب زید بقیہ قسطوں کی رقم مانگے جاتا ہے تو خالد اور عمر کہتے ہیں کہ آپ نے سامان مہنگا دیا ہے زید نے کہا کہ میں نے خرید کی خرید دیا ہے۔ بیچ کرتے وقت بھی یہ بات طر ہوئی تھی۔ خالد اور عمر نے کہا نہیں آپ نے بھرہ شہر کے بھاؤ پر دیا تھا۔ اگر آپ رقم لینا چاہتے ہیں تو ہم پھر بھرہ کے بازار کے مطابق آپ کے فروخت شدہ سامان کی قیمت لگا کر آپ کو بقیہ رقم دینا چاہتے ہیں۔ کیا اب زید کو بقیہ قسطوں واپس اد کریں یا سامان آگے فروخت دالیا واپس ل کر زید کو دیں یا بھرہ کے بازار کے مطابق قیمت لگا کر رقم کریں۔ جس طرح صحیح حدیث و فقہ میں ہو جواب دے کر مشکور فرمادیں۔

بشر احمد تحصیل ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ خالد اور عمر نے جب سامان کی قیمت خرید لگا کر اور مجموعہ رقم کو چھ قسطوں پر تقسیم کر دیا تو سامان کی کل قیمت متعین ہو گئی اور مبیعہ سامان کا تشخص بھی ہو گیا اس لیے یہ بیچ تام ہو گئی ہے۔ لہذا مشتری ان خالد اور عمر پر حسب وعدہ بقایا اقساط ادا کرنا لازم ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۰ صفر ۱۳۹۱ھ

کسی ثالث کا فیصلہ اگر فریقین منظور کریں تو عقد لازم ہے ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام اکبر و غلام سرور کا لینے دینے میں تنازع ہوا۔ شرعی فیصلہ پر متفق ہوئے کہ شرعاً جس کو دینا ہوگا دے گا۔ دو مولویوں کو حکم کیا انہوں نے بیان سنے اور فریقین کو مجلس سے دور کر دیا۔ پھر فریقین کی عدم موجودگی میں بیان اور فیصلہ تحریر کیا۔ بعد ازاں فریقین کو بلا کر اپنے تحریر شدہ بیان و فیصلہ سنایا اور کہا کہ اگر ثابت ہو گیا کہ یہ فیصلہ شرعی ہے تو ہم رجوع کریں گے۔ نقل فیصلہ و بیان (جو مولویوں نے فریقین کی عدم موجودگی میں تحریر کیے) وہ یہ ہیں۔ بیان فریقین غلام سرور ولد غلام رسول چاہ کبہ و غلام اکبر ولد شمس الدین چاہ کبہ کی اراضیات کو حکومت سے درمیان ہمارے تبادلہ کے طور پر تبدیل کیے۔ ہم ہر ایک فریق اپنے تبدیل شدہ اراضی پر قرض ہیں اور برضا مندی خورد برد کرتے ہیں۔ ابھی فریقین کی اراضیات میں فصل اور درخت موجود ہیں۔ جس کو شرع شریف دیوے علماء صاحبان ہمارے مقرر کردہ ثالثان مولوی مشتاق احمد و مولوی فیض اللہ جالوی سنادیوے۔

محمد ابوالحسن شرب آباد تحصیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حکم کا فیصلہ

فریقین کی تبادلہ اراضیات چونکہ شرعاً بیچ ہے۔ درخت مشتری یا غیر مشتری جس کے حصہ میں آ گئے وہی مالک تصور کیا جاتا ہے اور زرع از قسم کماند و غیرہ کا بائع مستحق ہے۔ مشتری نہیں البتہ غلام سرور کی طرف سے مبلغ ۵۹۵ روپیہ قیمت کماند غلام اکبر کو مل گئے ہیں۔ اس مبلغ ۴۵۰ روپیہ کھجوروں کی قیمت مجرا کر کے مبلغ ۱۴۵ روپیہ غلام اکبر کو دینا پڑتا ہے لیکن ہم ثلثان فیصلہ کنندگان درمیان سے ساقط کرتے ہیں۔ فریقین اس کے طلب گار نہ رہیں۔ شیشم کے درخت جو کہ فریقین نے نکالے ہیں وہی فعل و عمل درست و صحیح تصور کیا جاتا ہے۔ باقی درختان جتنے ایک دوسرے کے مملوکہ و مقبوضہ اراضیات میں موجود ہیں ہر ایک مالک و قابض تصور کیا جاتا ہے۔ پس تنازع رفع ہو کر صلح و فیصلہ ثابت ہوگا۔ ہر شخص تقدیر اگر حکومت بابت درختان کوئی دوسرا حکم بابت کیا تو قابض درخت کو فریق آخر مبلغ ۱۵ روپیہ فی من دے گا۔ دستخط فیصلہ کنندگان و فریقین۔ بعد ازاں غلام اکبر نے کسی مولوی سے پوچھا کہ یہ فیصلہ شرعی ہے یا نہیں تو اس نے کہا کہ چند وجوہ کی بنا پر شرعی نہیں۔ (۱) تمہارے بیان تمہاری عدم موجودگی میں تحریر کیے گئے ہیں اور فیصلہ بھی۔ (۲) تمہارے قول کے مطابق تمہارے بیان صحیح و پورے نہیں لکھے گئے جس پر گواہ بھی موجود ہیں۔ (۳) شیشم کے درختوں کی تعداد فریق سے نہیں پوچھی گئی۔ غلام کی شیشم غلام سرور کی طرف زیادہ چلی گئی ہیں جن کا عوض بھی نہیں دلا یا گیا۔ (۴) فریقین کے تبادلہ اراضیات جو کہ حکومت نے کی تھی اس کو شرعاً بیچ قرار دیتے ہوئے بھی حکومت کے قانون میں رد و بدل کیا گیا ہے یا تو حکومت کے فیصلہ کو شرعاً بیچ نہیں ماننا چاہیے اگر مانا جائے تو اس میں رد و بدل درست نہیں۔ کیونکہ حکومت نے زراعت کا مالک غلام اکبر کو قرار دیا تھا۔ جس کو مولویوں نے غلام سرور کی طرف واپس کیا۔ جو ۵۹۵ روپیہ تحریر فیصلہ کے شروع میں مذکور ہے۔ (۵) اگر یہ فیصلہ شرعی ہے تو ۴۵۰ روپیہ جو کہ غلام اکبر کے ذمہ تھے کو ثلثان فیصلہ کنندگان درمیان سے کیسے ساقط کر سکتے ہیں؟ جو کہ تحریر فیصلہ کی مطر نمبر ۴ میں مذکور ہے۔

اب دریافت حسب امر یہ ہے کہ یہ فیصلہ شرعی ہے یا نہیں۔ اگر شرعی ہے تو اس پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں درست ہیں یا نہیں۔ کیا مولویوں کو اس فیصلہ سے رجوع کرنا چاہیے یا نہیں۔ بینوا تو جردا

﴿ج﴾

ثلثان کا فیصلہ درحقیقت صلح ہے حکم نہیں۔ حکم کے حکم شرعی میں فریقین مجبور ہوتے ہیں اور اسے لازماً تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ خواہ وہ حکم ان کے مرضی کے مطابق ہو یا نہ ہو لیکن صلح میں فریقین کی رضا شرط ہے۔ اگر صورت مذکورہ میں فریقین نے صلح مذکور کی تفصیلات میں کر برضا و رغبت اسے منظور کر کے اس پر دستخط کر دیے ہیں تو عقد قائل ہو گیا ہے اور اب شرعاً کسی فریق کو (بغیر اقالہ فریقین کے) اس سے رجوع کا حق نہیں ہے اور اگر فریقین نے اسے ابتداء سے منظور نہیں

کیا تو یہ صلح شرعاً ان پر جبراً حکم شرعی کی حیثیت سے مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ فریقین میں سے ہر ایک کو پورا اختیار ہے۔ ابتدا میں اس صلح کو مسترد کر دیں اور اسے تسلیم نہ کریں۔ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ البتہ تسخیم کرنے کے بعد رجوع کا حق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ رجب الاول ۱۳۹۰ھ

شارع عام پر اگر ایک شخص بیٹھ کر سودا بیچتا ہو اور اس جگہ پر دوسرا شخص قبض ہو جائے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ہم دونوں رشتہ دار ہیں ہمارا ایک تنازعہ ہے۔ ہماری برادری نے فیصلہ کیا ہے کہ جو فیصلہ شریعت کرے ہم شریعت کے فیصلے کے پابند رہیں گے۔ لہذا عرض ہے کہ میں ایک جگہ کو عرضہ دس سال کی حویل مدت اندازہ دو فٹ کے قریب استعمال کرتا تھا جو کہ بازاری کمیٹی سے ۲×۳ فٹ ملا ہوا ہے۔ یہ اس کے برابر کی جگہ ہے جو کہ جزل سڑک ہے اور اس جگہ پر میں اپنا سامان اور سنول رکھ کر میں اس جگہ پر بیٹھا تھا۔ لہذا دوسرے فریق نے میرے ایک پہ کے لیے اپنا سودا لگانے اور فروخت کرنے کے لیے جگہ نصب کی اس دن بروز جمعہ تھا اور میں بروز جمعہ مبارک کی چھٹی کیا کرتا تھا۔ یہ میرے قریبی رشتہ دار تھے اور مجھے ان سے اچھا کوئی نہ تھا۔ رشتہ داری کے مد نظر میں نے انہیں سودا لگانے کی جگہ دے دی۔ انہوں نے ایک کمیٹی انسپکٹر سے پہلے ہی بات چیت طے کی ہوئی تھی اور انسپکٹر نے یہ ہوا تھا کہ میں بروز جمعہ آؤں گا اور تم وہاں پر بیٹھنا انسپکٹر وہاں پر آیا اور انہوں نے ایک جھوٹا اور جعلی چالان کیا اور یہ کہہ کر تم نے اس جگہ پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ لہذا اس لیے تمہارا چالان کیا ہے۔ یہ ہم سے تعاون کرتے ہیں یہ کرایہ دینے کو تیار ہیں۔ کوئی دو فٹ کی جگہ کمیٹی کی ہے۔ لہذا منظوری عنایت فرمائی جائے اور سیکرٹری نے اس طریقہ سے منظوری دے دی اور اس جگہ پر جتنی دوسرے جمعہ کو انہوں نے تخت پوش گادیا جس وقت میں نے اس جگہ پر تخت پوش دیکھا وہ پوچھا کہ یہاں پر تخت پوش کیوں لگایا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے کمیٹی سے منظوری لی ہے۔ میں نے کمیٹی میں جا کر سیکرٹری سے بات کی۔ سیکرٹری نے فرمایا کہ میں نے جگہ کی منظوری نہیں دی ہے۔ میں نے پھر وہی بات دہرائی کہ منظوری صرف آپ کی ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ کل آنا پھر میں نے کل جا کر وہاں درخواست پیش کی تو سیکرٹری نے اس وقت اپنے علم سے ریکارڈ طلب کیا طلب کرنے پر معلوم ہوا تو اس نے کہا یہ دھوکہ ہے اور ویسے موقع کو دیکھوں گا۔ چھ سات دن کے بعد سیکرٹری صاحب موقعہ دیکھنے کے لیے آئے اور کہا کہ ہم منظوری دینے سے قاصر ہیں۔ یہ حالات آپ پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فرمادیں کہ حق کس کا ہے۔

عبدالرحمن والد عمر لدیہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تنازعہ فیہ جگہ چونکہ جرنیلی سڑک اور طریق عام ہے اور یہ عالم لوگوں کی مشترکہ ہے اسے ہر شخص چند شرائط کے ساتھ استعمال میں لاسکتا ہے۔ اس کے استعمال سے عام لوگوں کو آمد و رفت وغیرہ میں ضرر نہ پہنچے۔ نیز اس کے استعمال سے اس کو کوئی عاقل بالغ نہ روکے۔ اگر اس کے استعمال سے عام لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے یا کوئی حر یا تن اس کو استعمال سے روکتا ہے اور اسے حکومت کی طرف سے اس کے استعمال کی اجازت نہ ملی ہو تو ان صورتوں میں اس کو استعمال نہیں کر سکتا ہے۔ صورتہ مسئلہ انہیں اس تنازعہ فیہ جگہ کو نہ تو مسکنی عبدالرحمن استعمال کر سکتا ہے اور نہ اس کا دوسرا فریق مسکنی بشیر احمد استعمال کر سکتا ہے۔ بدو وجود ایک تو یہ کہ یہ خود آپس میں ایک دوسرے کو مشترک جگہ کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ دوسری یہ کہ حکومت نے دونوں کو اس جگہ کے استعمال سے روک دیا ہے۔ لہذا کسی کو اس کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ کما قال فی الشامیہ ص ۵۹۲ ج ۶ قول صاحب التلخیص المختار ملحقاً ولکل اهل الخصومة منعه ومطالبة بنقضه بعده هذا اذا بنی لنفسه بغیر ذن الامام وان بنی للمسلمین کمسجد ونحوه لا وان کان یضر بالعامۃ لا یجوز احداثه الی ان ذل والقعود فی الطريق لیبیع وشرای یجوز ان لم یضر باحد والا لا علی هذا التفصیل السابق الخ قال الشامی تحتہ (قوله او بنی باذن الامام) ظاہرہ انه الی ان قال قال ابو حنیفہ لکل احد من عرض الناس ان یمنعه من الوضع وان یکلفه الرفع بعد الوضع سواء کان فیہ ضرر او لا ادا وضع بغیر اذن الامام لان التدبیر فیما یکون للعامۃ الی الامام لتسکین الفتنة فالذی وضع بغیر اذنه یفوات علی رای الامام فیہ فلکل واحد ان ینکرہ علیہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
اجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

آموں اور کھجوروں کے کچے پھل فروخت کرنا

غیر مسلم کا مکان جو عارضی طور پر مسلمان کو الٹ ہوا ہے کیا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) آم اور کھجوروں کے باغ کو چھوٹے چھوٹے یعنی کوڑی یا نیم کی نیومی جیسے پھل آنے پر فروخت کرے یا

پھل کے پکنے پر فروخت کرے گر چھوٹے چھوٹے آتے ہی فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ شریعت کی اس سے کوئی صورت جائز ہے اور کون سی صورت ناجائز ہے۔ بیان فرمائیں۔

(۲) ایک شخص کی کاشت شدہ زمین میں جو کہ اس کو عارضی مستقل الاٹ ہے۔ دو تین پودے آموں کے اور چھوٹے کھجوروں کے ہیں۔ چونکہ دو تین پودے کے لیے کوئی دوسرا خریدار نہیں پہنچتا اس لیے وہ شخص اپنے ان پودوں کو چھوٹے چھوٹے پھل آنے کے بعد اپنے مزارع کو فروخت کر دیتا ہے۔ اگر پھل پکنے پر فروخت کیے گئے تو اس کو ندریشہ ہے کہ مزارع دیسے ہی کھا جائیں گے اور ایک پیسہ کے مال میں ایک دھیلا ہی دیں گے۔ کیونکہ پھل کے پکنے میں کافی عرصہ چاہیے۔ اتنے وقت کے لیے جانور طوطے وغیرہ اور خراب کر دیں گے چونکہ دو تین پودوں کی اتنی قیمت نہیں ہے۔ جن کے لیے رکھوالا رکھ جائے تو وہ ان پودوں کو پھل دلوں سے بچائے اور مزارع کو بغیر خریدے کی ضرورت ہے جو ان پودوں کی رکھوالی کرے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ آیا پھل پکنے پر فروخت کرے یا پھل ہی فروخت کرے۔

(۳) چونکہ مہاجرین کو زمین یا باغ مستقل الاٹ منٹ نہیں۔ بلکہ عارضی مستقل الاٹ ہے اور غیر مسلم کا رقبہ اور ملکیت ہے اور مہاجرین کا مستقل مالکانہ قبضہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔

(۴) زید نے اپنے باغچہ کو پھل لگنے سے پہلے ہی فروخت کر دیا تھا اور رقم بھی یکمشت ادا کر دی تھی اور پیسے بھی خرچ کر دیے۔ اب اگر پھل پکنے پر فروخت کرنے کا حکم ہے تو اس کے ازالہ کی کیا صورت ہے۔ کسی طرح سے اس کی بیع درست ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۵) غیر مسلم کی ملکیت رہائش مکان میں جو کہ وہ عارضی الاٹ ہے اور مستقل الاٹ نہیں ہے۔ نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(۶) آج کل امریکن تقسیم ہو رہا ہے اس کا کھانے میں استعمال درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) قول مفتی بہ کے مطابق بعد ظہر ہونے کے پھل کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اگرچہ نہ بھی پکے ہوں اور اس وقت قابل انتفاع نہ ہوں۔ البتہ ظہور سے قبل بیع جائز نہیں ہے۔

(۲) جواب نمبر اسے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

(۳) تفصیل طلب ہے اس تحریر سے جواب کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) جواب نمبر اسے معلوم کیا کہ جائز ہے۔ تو ازالہ کی ضرورت نہیں پڑی۔

(۵) نماز بوجہ عموم بلوئی کے جائز ہے۔

(۶) جب تک کہ کوئی یقینی علم نجس کی ملاوٹ کا نہ ہو استعمال جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالقعدہ

ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت پر بیچنا بلاشبہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید اپنی گندم چھ سیر فی روپیہ کی نرخ ادھار دیتا ہے۔ حالانکہ نرخ تو لو سیر فی روپیہ نقد سے ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ شرع میں کوئی منع نہیں ہے۔ گزارش ہے کہ واقعی زید کا کہنا شریعت کی رو سے صحیح ہے یا نہیں اور نرخ معروف سے بطور ادھار کی صحیح ہے یا نہیں۔ نیز کسی کی کوئی حد ہے یا نہیں اور زید کی امانت میں خلل آتا ہے یا نہیں جبکہ زید امام تسلیم کیا جائے اور مقتدی بھی اسی وجہ سے ناراض ہوں۔

(۲) زید عمرو کو تیس روپے ادھار دیتا ہے بدین شرط کہ عمرو زید کو زمین کاشت پر دے گا۔ پیداوار نصف نصف موافق عرف ہوگا یعنی زید کو عمرو کے حق سے کوئی چیز نہ ملے گی۔ صرف یہ کہ زمین کا قبضہ کاشت زید کے ہاتھ میں ہوگا۔ جب تک عمرو زید کو اپنے روپے ادا نہ کرے اب گزارش ہے کہ یہ معاملہ شرع شریف کی رو سے جائز ہے یا نہ۔ نیز کل فرص جو نفعاً فہو حرام کے تحت میں آتا ہے یا نہ اور زمین کی صورت میں یہ انتفاع بامدین ہے یا نہ۔

السائل مولوی صدیق ذریہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

اجل کی وجہ سے ثمن میں از دیہ دیر بلاشبہ جائز ہے۔ الابری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاحل کذا فی لہدایۃ ص ۷۶ ج ۳۔ یہ درحقیقت اعتیاض من ال رجل نہیں جس کی حرمت مصرح ہے کما فی کتاب الصلح من الہدایۃ ص ۲۵۰ ج ۳ ولو كانت له الف موجدۃ فصالحہ علی خمس مائة حالة لم یجزلان المعجل خیر من الموجل وهو غیر مستحق بالعقد لیکون بازاء ما حطه عنه وذالک اعتیاض عن الاجل وهو حرام اس مسئلہ میں چونکہ مدیوں نے اپنے حق اجل کو ساتھ کر کے اس کے بدلہ میں دائن کے پانچ سو روپے ساقط کرائے ہیں تو یہاں صراحت اجل ہی کے عوض میں روپے ہوئے۔ وہ حرام و در مسئلہ اولی ثمن سب کا سب مبیعہ کے بدلے میں ہے۔ اجل فقط۔ زید دین ثمن ہے۔ وہ بیہا فرق بعض لوگوں کو بوجہ عدم امتیاز فرق مذکورہ صورت مسئلہ

میں حرمت کا شبہ ہوتا ہے اس میں اس کو زائل کر دیا گیا لیکن از دیاعلی الثمن الشل اگر فاحش ہو تو حالت اضطرار میں منہ
بیچ ہے۔ شامی ج ۵ ص ۵۹ مطلب بیع المضطر و شراؤه فاسد ہو ان يضطر الرجل الى طعام
شراب او لباس او غيرها ولا يبيع البائع الا باكثر من ثمنها بكثير وكذلك في الشراء مده الخ
حالت اختیار میں کردہ خلاف مروت ہے۔ وہ حد جس سے آگے ثمن فاحش ہوتا ہے صاحب ہدایہ اور دوسرے فقہ
نے بیان کی ہے۔ فی العروض وہ نیم وفي الحيوانات دویازدہ وفي العقار دہ دور از دہ (ہدایہ کتاب الوکالہ)
یاد رہے کہ ثمن موجد چونکہ عرف میں حال سے زیادہ ہوتا ہے تو اس میں از دیاعلی فاحش اپنے اعتبار سے ہوگا اور ثمن
میں اپنے اعتبار سے۔ ہذا ممکن ہے کہ یک زخ غد میں تو ثمن فاحش ہو اور موجد میں وہ فاحش نہ ہو۔ تو نقد میں زخ
سے کراہت ہوگی اور موجد میں نہ ہوگی۔ (۲) یہ عقد فاسد موجب اثم ہے۔ قرض بھی حرام ہے کل قرض جو نقد
فہو حرام الحدیث کہ اجارہ ارض بھی فاسد ہے۔ وتفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد
فكل ما افسد البيع يفسدها (در مختار ص ۳۶ ج ۶) غرض دونوں عقد حرام ہیں۔ نہی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عن صفقة فی صفقة واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب بیع فاسد پر ۴ سال گزر گئے اور متعاقدین فوت ہو گئے تو ورثا کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا

﴿س﴾

چہ میفرماید علماء کرام اندریں صورت کہ مسماۃ ہندہ تمام جائیداد خود از قسم زمینات و خلیات وغیرہ ہمراہ دختر خود
مسماۃ زینب بیع نمود و ثمن مبیعہ لکھنؤ انس از اس مشتریہ حصول گردانیدہ و مبیعہ بہ تحویل آن نمود دریں اثنا چہل سال
گذشت بآء و مشتریہ ہر دو وفات یافتند حالاً و ارثان ہندہ یعنی عصبہ دعویٰ میکند و اظہار کہ ہندہ مستوقیہ جائیداد خود را
ہمراہ دختر خود زینب بیع نمودہ مگر بیع فاسد و شروط نافعہ لاحقہ از بائعہ و مشتریہ دوران صاحب عقد واقع شدہ است و گواہان
نیز اثبات شروط فاسدہ۔ در صلب العقد میداریم آیا دریں صورت بعد از موت بائعہ و مشتریہ دعوائے و ارثان بائعہ
باثبات شروط فاسدہ قابل قبول اند یا نہ بصورت اول استر و اد مبیعہ عائد گرد دیا قیمت مبیعہ۔

اس مسئلہ دوست محمد پنجابری بواسطہ فی ریاست مکران

﴿ج﴾

اگر چہ در بیع فاسد رد کردنی واجب است و موت بائع و مشتری ہم مانع از رد نیست و رثاء ہر دو ہم او تو اند و رثاء
ایشان را ہم حق استر و اد ثابت است۔ قل صاحب اندر اختیار نے بیع الفاسد و لا یبطل حق الفسخ بموت احدھما فلف

اور ثوابہ یشتی لکن بوجہ انکہ چہل سال گزشتہ و دریں زمانہ اگر بیع واقعی فاسد بودے خود یکی از متعقدین ان رافع سر
دے یا وارثان بعد از موت ایشان اعتراض کردے بعد از زمانہ طویل این چنین دعاوی قابل سماع نیست لہذا دعوائی
فاسد بیع بسبب وجود شرط فاسد پس از چندین مدت ہرگز قابل قبول نیست قال العلامة الشامی می کتاب
الدعوی ج ۵ ص ۲۲۲ نفلان عن المبسوط اذا ترک الدعوی ثلاثین سنة ولم یکن مانع من
الدعوی ثم ادعی لا تسمع دعواه لان ترک الدعوی مع الممكن یدل علی عدم الحق طاهر الخ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لب سڑک زمین پر قبضہ کر کے مکان تعمیر کرنا

جس سے لوگوں کے روشن دان اور کھڑکیاں بند ہوتی ہوں جائز نہیں ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ جو شخص کوئی راستہ کی جائیداد خرید کر یا جبراً وہاں مکان بناتا ہے اور مسائیوں کے دروازے و
کھڑکیاں و روشندان بند کرتا ہے اور عام راستہ تنگ کر دیتا ہے یا ختم کر دیتا ہے اس کے یہ علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ
دروازوں کے نشانات باقاعدہ موجود ہیں۔ مگر غریب لوگ خاموش ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ قبضہ کرنے والا زبردست ہے۔
نوٹ: درود یوار بند کرنے والی عورت مسلمات روشن آرا۔

﴿ج﴾

کسی کی مکانہ زمین پر قبضہ کرنا یا دروازے اور کھڑکیاں بند کرنا شرعاً حرام ہے اور سخت گناہ ہے۔ لہذا جس شخص
نے ناجائز قبضہ کیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ قبضہ چھوڑ دے اور زمین ملک کو واپس کر دے۔ اگر وہ شخص خود ناجائز قبضہ
نہیں چھوڑتا تو حصول حق کے لیے عدالت سے رجوع کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

گندم یا کپاس کو بونے سے پہلے فروخت کرنا

اگر ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھ جاتی ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ
(۱) ایک جنس ابھی تک بوئی ہے یا بوئی ہی نہیں مثلاً کپاس یا گندم اس کی بیج کرنی جائز ہے یا نہیں۔ یعنی اب

کپاس ہوئی ہے اور اس کو بیس روپیہ کے نرخ سے لینا یا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) جنس فی الحال آٹھ روپیہ فی من فروخت ہوئی ہے اور اس جنس کو تین چار ماہ کے ادھار پر دس یا بارہ روپیہ پر دینا جائز ہے یا نا جائز مشامندم آٹھ روپیہ من فی الحال فروخت ہوتی ہے پود تک ادھار بارہ روپیہ فی من دینا کیسا ہے اور جو شخص ایسے معاملات میں ضامن ہو کر جنس لے یا دے اس کو کس الفاظ سے پکارا جائے اور جو شخص پیش امام ہو اس کے پیچھے نماز کا کیا حال ہے۔

(۳) مرد کے لیے چاندی، سونے کا زیور لباس پہننا کیسا ہے یعنی لباس میں بن مع زنجیر کے پہننا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کتنا وزن جائز ہے۔ بیوا تو جردا

سائل عبدالعزیز

﴿ج﴾

(۱) اگر بیع سلم کر لیا تو جائز ہے۔ جس کے مختصر شروط یہ ہیں کہ بیع کرتے وقت فروخت شدہ چیز کی جنس، نوع، اوصاف و وزن یا کیل معلوم کرائے جائیں۔ نیز تاریخ متعین کر دی جائے کہ فلاں تاریخ کو مثلاً جنوری کی پہلی کو اور نمٹن کی مقدار معلوم اور متعین کر کے اسی مجلس عقد میں ادا کر دیا جائے۔ اگر رقم متعین کر کے اسی مجلس بیع میں ادا نہ کی اور وہاں سے چلے گئے تو بھی سلم صحیح نہ ہوگا۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ چیز وقت بیع سے لے کر میعاد گزرنے تک ہر وقت بازار میں ملتی رہے۔ علیٰ ہذا اقیاس اس کی بہت سی شرائط ہیں جس کو بھی نے کے بعد بیع صحیح ہے اور اگر شروط پوری نہ ہیں تو بیع صحیح نہیں۔ علماء سے اس کی شروط کی تحقیق کر کے خوب علم میں لائے جائیں۔

(۲) یہ جائز ہے ادھار سے چیز کی قیمت بڑھتی ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ ان الثمن یزد لا یجل ابل نقد سودے سے تو ادھار کا مہنگا ہونا جائز ہے لیکن عرف میں ادھار سودا ایک خاص مقدار پر مروج ہوا اور وہ شخص کسی شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر زیادہ شرح پر دیتا ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ جب عقد جائز ہو تو اس میں ضامن بننا بھی جائز ہے اور امامت بھی صحیح ہے۔

(۳) بن سونے چاندی کے جائز ہیں زنجیر نہیں۔ ولا باس باراد الذهب والفضة (در مختار)

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بازار کے نرخ سے بہت زیادہ مہنگا بیچنا مکروہ تحریمی ہے

بیع سلم میں جب جنس، صنف، وصف وغیرہ معلوم ہوں تو جائز ہے

﴿س﴾

مکرم محترم جناب مفتی صاحب السلام علیہم گزارش ہے کہ چند مسکے در پیش آ گئے ہیں۔

(۱) دکان کے لیے کوئی چیز ایک روپیہ بازار سے لائے یا بیس روپیہ یا پانچ روپیہ یا سو روپیہ میں چیز بازار سے

خریدی ہے۔ تو اس کا نفع لینا ایک روپیہ سیر پر یا دو روپیہ لے سکتا ہے یا تین چار یا پانچ روپیہ لے سکتا ہے۔ ایک روپیہ سیر کے سات آٹھ روپیہ لے سکتا ہے یعنی فروخت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اتنا نفع لینا جائز ہے یا نہیں۔

ایک شخص سودہ کرتا ہے کہ مجھے پانچ سو یا ایک ہزار روپیہ دے دو تو میں تمہیں آنے والی فصل بارہ یا بیس روپیہ من تجھ کو دے دوں گا خواہ تجارت کرتا ہے یا اپنی ضرورت کے لیے بیاد شدہ کی کرنے کے لیے اس کا بھڑا ملے کرتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جردا

سائل شیخ نور محمد سدھو پور ضلع، ہور
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

﴿ج﴾

(۱) نہیں فاحش یعنی بازار کے نرخ سے بہت گراں فروخت کرنا جائز تو ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے۔ خلاف مروت ہے اس سے احتراز چاہیے۔

(۲) یہ بیع سلم سے جو جائز ہے لیکن اس میں بہت شروط ہیں جنس معلوم، نوع معلوم، صفت معلوم، قدر معلوم، اجل معلوم، ثمن معلوم، مکان ایفہ، معلوم اس کی تفصیل مقدی کسی عالم سے حاصل کریں۔ اس تحریر میں آپ کو اس کے شروط کا پورا علم نہیں ہو سکتا ہے۔

درج ذیل صورت میں بیع نافذ ہے اور بائع کو بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے عمرو کو کچھ اراضی فروخت کی اور عمرو نے یعنی مشتری نے کچھ رقم بھی ادا کر دی اور باقی رقم پر اتفاق ہوا کہ جب مرضی ہو دے دینا۔ اب بائع یعنی زید اس اراضی کی بٹائی کرتا رہا۔ عمرو یعنی مشتری کی رضامندی کے ساتھ اور بٹائی کا حصہ بھی دیتا رہا۔ اب بائع منکر ہو گیا ہے کہ مجھے بٹائی کا حصہ واپس کرو۔ کیا اس صورت میں بائع کو بٹائی کا حصہ واپس ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ بیع قائم ہو گئی کہ نہیں۔

مولوی ظلیل احمد

﴿ج﴾

بیع شرعاً نافذ ہے اور زید کو بٹائی کے حصہ کے مطالبہ کا حق شرعاً حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ خفر۔ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ صفر ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۹ صفر ۱۳۹۳ھ

آزاد عورت کی بیع ناجائز اور اس کے عوض رقم حاصل کرنا حرام ہے

فروخت شدہ لڑکی کی شادی میں شرکت کرنے والوں کا حکم

لڑکی کو خریدنے والے کی دعوت ولیمہ میں شرکت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ (۱) ایک شخص اپنی لڑکی کو اس کی شادی کرنے کے لیے فروخت کر دیتا ہے۔ تو ایسے والد کے متعلق دینی احکام یعنی قرآن مجید کے مطابق آپ کا کیا خیال ہے۔

(۲) اس فروخت شدہ لڑکی کی شادی میں شمولیت کرنے والے اشخاص کو س گھر کا کھانا یا پانی پینا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جو شخص لڑکی کو خرید کر اپنے لڑکے سے شادی کرتا ہے اس کے گھر کا ولیمہ کھانا جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا نجم الحسن ملتان

﴿ج﴾

(۱) عورت کی بیع ناجائز اور اس کے عوض میں رقم حاصل کرنا حرام ہے۔ قال فی الشامیة ۵۰۵ ج ۴

و شرط المعقود عليه ستة كونه موجوداً مالا متقوماً مملوكاً في نفسه وكون المالك لسانع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم فلم يعقد بيع المعدوم وماله خطر لعدم كالحمل واللسن في الصرع والشرقل طهوره وهذا العدا فاداهو حارية ولا بيع الحر والمدير وام الولد والمكاتب ومعتق المعص وقل النسي صلى الله عليه وسلم قال الله تعالى ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بي ثم غدر ورجل باع حراً فاكل ثمنه ورجل اساحراً حيراً فاستوفى منه ولم يعط احمر رواه البخاري مشکوٰۃ ص ۲۵۸۔

پس صورت مسئلہ میں یہ شخص سخت گناہگار اور فاسق ہے اور اس رقم کا رد علی المالك واجب ہے۔

(۲) اگر اس حرام رقم سے کھانا تیار کیا گیا ہے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

(۳) جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

قربانی کے لیے خریدی گئی گا۔ اگر بائع کے ہاں مرگئی تو نقصان کس کا ہوگا

﴿س﴾

قربانی کے لیے گائے خریدی لیکن مشتری کو قبضہ دینے سے پہلے گائے بائع کے ہاں مرگئی تو اس کا تاوان کس کے ہے۔ مالک قیمت کا مطالبہ کرتا ہے۔

محمد مرد ضلع جھنگ

﴿ج﴾

واضح رہے کہ خرید لینے کے بعد اگر جمع چیز قبضہ میں لانے سے پیشتر بائع کے ہاں ہلاک ہوئی تو اس کا تاوان بذمہ بائع ہوتا ہے۔ پس اگر اس شخص نے رقم کا کچھ حصہ وصول کر لیا ہے اور مشتری کو قبضہ دینے سے پہلے گائے بائع کے ہاں ہلاک ہوئی تو بائع پر لازم ہے کہ وہ وصول کردہ رقم مشتری کو واپس کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

ماں اپنے بیٹوں کی موجودگی میں اپنی زمین فروخت کر سکتی ہے جبکہ بیٹے ناراض ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ زید، عمرو، بکر کی والدہ جس کی عمر تقریباً ۸۵/۸۰ سال ہے دماغی توازن بھی برقرار نہیں ہے اور وہ اپنے ایک داماد پر اپنی بیٹی کے مشورہ سے اپنی غیر منقولہ جائیداد کو فروخت کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ ان کے بیٹے زید، عمرو، بکر وغیرہ جائیداد فروخت کرنے پر سخت ناراض ہیں۔ تو کیا ان کی والدہ عمر کی اس حد میں بیٹوں کی اجازت کے بغیر اپنی جائیداد اپنے داماد پر فروخت کر سکتی ہے یا نہ؟ نیز والدہ جو جائیداد کو فروخت کرنا چاہتی ہے وہ باضابطہ تقسیم شدہ بھی نہیں ہے۔ تو کیا کسی صورت میں وہ غیر منقسم شدہ جائیداد کو فروخت کر سکتی ہے یا نہیں؟ بغیر اجازت بیٹوں کے آخری عمر میں۔ بیوا تو جروا

گل امیر خان ولد عبد اللہ خان کچا کھوہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بیوی (زمین) میراث سے ملک میں آئی ہے جس میں انفساخ کا احتمال ہی نہیں اس کی بیع بغیر وافر از جائز ہے۔ کما فی الہدایۃ ص ۷۷ ج ۳ بجوز بیع العقار قبل القبض مجلہ میں ہے۔ بیع

حصۃ شائعہ معلومۃ کالثالث والصف والعشر من عقار مملوک قبل الافراز صحیح (مادہ ۲۱۴)

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ عورت کا دماغی توازن جنون کی حد تک خراب نہیں یعنی اتنی بوڑھی نہیں کہ ان کے تصرفات اعتبار نہ کیا جائے۔ پس ایسی صورت میں بیع جائز ہے۔ البتہ اگر یہ بیع ایسے شخص کے قبض میں ہے کہ نہ باع اس سے بدون نالش کے لے سکتا ہے اور نہ مشتری بدون نالش کے لے سکتا ہے۔ تو بوجہ غیر مقدمہ التسلیم ہونے کے بیع جائز ہوگی۔ علی الاختلاف بین کو نہ فاسداً او باطلاً کما فی الدرالمختار و ردالمحتار (کلامی امداد الفتاویٰ ص ۳۴ ح ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عنہ

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

شیعہ کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کے اعتقادات سے نفرت ہونی چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں صورت مسئلہ میں کہ ایک کنواں جو کہ متعلقہ شیعہ کے خرید کیا گیا جس میں بہت شرکاء شریک ہیں تو ایک شریک نے اپنا حصہ شیعہ سے تبادلہ کر لیا۔ تبادلہ بھی اس طرح ہوا کہ شیعہ سے ناقص اور دینی زمین لی گئی جو کہ بالکل خالی میدان قابل کاشت نہیں ہے۔ اہل سنت کے فرد نے آباد و معمور زمین دی ہے جس میں آموں کے درخت بھی ہیں تو اہل سنت والجماعت کے فرد نے جو زمین دی ہے اس کو کچھ فائدہ الہ زمین سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس سے دور ہے جو زمین اہل سنت والجماعت نے شیعہ سے لی ہے۔ وہ بالکل قریب ہے۔ آباد زمین سے زمین تبادلہ کرنے سے اہل سنت والجماعت کے فرد سے بایکٹ شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہ اور جو کوئی اس سے تعلق رکھے اس سے بھی بایکٹ ہونا چاہیے یا نہ۔ نیز ایک اہل سنت والجماعت کا فرد تبادلہ کرنے والا اہل شیعہ سے بالکل دلی محبت اور نفقت قلبی نہیں رکھتا بلکہ اس کو فسق اور بدعتی جانتا ہے۔ بیوا تو جروا

غلام سرور پانڈہ موضع رکن ہٹی چاہ پانڈہ یوالہ تحصیل دڈا کھانہ شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

بیع و شراء شیعہ کے ساتھ جائز ہے۔ ایسے بھی دیگر معاملات ان سے کرنا صحیح ہیں۔ البتہ ان کے اعتقادات اور بدعات سے نفرت کرنی چاہیے۔ البتہ اگر شیعہ ایسے عقائد رکھتا ہو جس سے کفر و ارتداد لازم آتا ہو تو اس سے بیع و شراء کرنا جائز نہیں لیکن علی العموم فرقہ شیعہ پر حکم ارتداد نہیں لگایا جاسکتا البتہ فاسق و مبتدع ضرور ہیں۔ لہذا شخص مذکور اس خرید و فروخت و تبادلہ اراضی کی وجہ سے بایکٹ کرنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

اگر بیع کو اشارہ سے متعین کیا جائے تو بیع جائز ہے

جو مال ٹرک بھر کر بیچا جاتا ہو وہ ٹرک لوڈ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے

جو مال گانٹھوں کے ذریعہ فروخت ہوتا ہو اس کی طرف اشارہ کرنا کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) اس علاقہ کا رواج یہ ہے کہ جنگل کی لکڑی اونٹ پر لڈ کر لائی جاتی ہے اور اس لکڑی کے لحاظ سے اس کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ مثلاً کسی اونٹ کے ۵ روپے کسی کے دو روپے دیے جاتے ہیں۔ اس طرح اس کو نہ کیلی کہا جاتا ہے نہ موزونی نہ اس کے وزن کرنے کا کوئی طریقہ مروج ہے بلکہ اونٹ کے رو سے یہی سودا لگایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ ایک ٹرک کی صورت ہوتی ہے یا نہ۔

(۲) اس طرح جنگل کی مزری (ٹھہ) جس سے چٹائیاں بنائی جاتی ہیں۔ کاٹ کر باندھ کر دیتے ہیں۔ چونکہ جنگل میں کوئی موجود نہیں کہ ہر جگہ اس مزری کا وزن کیا جاسکے۔ اس وجہ سے زید کا یہ حساب لگایا جاتا ہے کہ ۸۰۰ روپے میں سالم ٹرک دے دیا جاتا ہے اور اس میں یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ ٹرک کو کس طرح لوڈ کرنا ہے۔ ہڈی کے برابر یا ہڈی کے کچھ اوپر دو ٹنگ رکھنے کی اجازت ہوگی یعنی اس مزری کا پیمانہ ٹرک کو مقرر کیا جاتا ہے۔ مگر اس میں یہ یقین نہیں ہوتا کہ کون سی ہڈی کا ٹرک ہو۔ اب مزری کے اوپر فرق ہے۔ کوئی سڑک ۶۰۰ روپے اور کوئی ۸۰۰ روپے تک ہوتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اس طرح مزری یا لکڑی کا فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ کئی لوگ اس کو جائز کہتے ہیں اور کوئی ناجائز۔ یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ مزری کے لحاظ سے ٹرک کا وزن ۲۰ یا ۹۰ یا ۶۰ من ہوتا ہے۔ اب اس صورت میں جو افراد عدم جواز کا فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا جاتا ہے اس فیصلہ کو مکمل با وضاحت تحریر فرمادیں۔

(۳) اسی طرح اس ٹرک کے وزن کے یا اس کے لحاظ سے کہ مزری کا سودا بھی لگایا جاتا ہے مثلاً ٹرک ۱۰ گانٹھیں اٹھاتا ہے یا ۱۲۰ اس لحاظ سے کہ گانٹھوں کا اندازہ کر کے دینے اور لینے والے رضامندی سے سودا لگا لیتے ہیں۔ کیا یہ بھی جائز ہے یا نہ؟ بیوا تو جروا

ذکاء اللہ معلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

(۱) صحت بیع کے لیے بیع کا معلوم ہونا شرط ہے۔ خواہ بیان تقدیر سے ہو یا اشارہ سے۔ صورت مسئلہ میں چونکہ تعین اشارہ سے ہوتی ہے اس لیے یہ بیع جائز ہے۔

(۲) ٹرک بھرنے سے پہلے تو یہ سودا جائز نہیں۔ البتہ ٹرک بھرنے کے بعد یوں بیچ کر تاکہ اس ٹرک میں جتنی مٹری ہے وہ مثال کے طور پر آٹھ سو روپیہ میں فروخت کرتا ہوں۔ خریدنے والا خرید لے تو یہ جائز ہے۔ اس لیے کہ اس طرح اشارہ سے مال بیچ کی تعمین ہو جاتی ہے۔ بہر حال ٹرک بھرنے سے قبل ناجائز اور ٹرک بھرنے کے بعد جس کی بیچ جائز ہے۔

(۳) جو گائیں سامنے موجود ہوں اس کی طرف اشارہ کر کے بیچ کرنا جائز ہے۔ حاصل تو ان ضروری نہیں لیکن جتنی چیز کی بیچ جاتی ہے اس کا سامنے موجود ہونا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ

جانور کی آدمی رقم ادا کر کے آدھا حصہ پر پالنے کے لیے دوسرے کو دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مشرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے عمر کو ایک سارہ بچھڑا دیا۔ جس کی قیمت اس وقت مبلغ دس روپے تھی۔ عمر نصف قیمت ادا کرتا ہے۔ پھر عمر اسے پالتا رہا جب بچھڑا جوان ہو گیا تو ایک سال اس نے اس سے کام لیا۔ بل کنویں وغیرہ پر چلایا۔ اس کے بعد شراکت ختم کرتے ہیں۔ قیمت کر کے نصف ایک سے دیتا ہے بچھڑا دوسرا لے لیتا ہے۔ حق و تربیت زید عمر کو نہیں دیتا نیز کبھی یوں ہوتا ہے کہ بغیر قیمت کے حق تربیت پر دیا جاتا ہے اور باقی کارروائی حسب مذکور کی جاتی ہے۔

نوٹ اس تربیت کے عوض ایک سال کام ٹھہرایا جاتا ہے اور اگر مادہ ہو تو ایک سال وہ دھ پیا جاتا ہے۔
احقر رشید محمد شاہ آبادی

﴿ج﴾

مشی میں یہ مسئلہ لکھ کر اس کا حکم لکھا ہے کہ۔ یہ صورت میں جانور مالک کے لیے رہتا ہے اور پرورش کنندہ کو اجرت اس کی محنت کی اور خرچ گھاس وغیرہ کا دینا چاہیے۔ پس صورت مسنونہ میں مادہ گاؤ زید کی ملک ہے در جو کچھ شرط مابین زید و عمر کے قراری ہے وہ اطل و نفوس ہے۔ عمر کو اجرت مثل اور خرچ گھاس وغیرہ کا ملنا چاہیے۔ اب جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ وہ گاؤ زید دیوے اور عمر و جس قدر پر راضی اور خوش ہو جائے اس کو دے دیا جائے مگر اس سے معاملہ کو کالعدم کیا جائے کہ وہ معاملہ ناجائز تھا۔ اس کے موافق عمل کرنا جائز نہیں۔ مادہ گاؤ زید کو مل جانی چاہیے و عمر کو حق محنت کچھ دے کر راضی کیا جائے۔

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کچا پھل فروخت کرنے کے بعد جب بائع نے درختوں پر رہنے کی اجازت دے دی تو پھل حلال ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں اپنے آم کے باغ کا پھل جس میں صلاحیت پیدا ہو چکی ہے اور وہ مشتری استعمال کر سکتا ہے بعوض معدود ثمن فروخت کر دیا ہے۔ عرف عام کے تحت بوقت فروخت میں یہ جانتا تھا کہ مشتری جب باغ کا پھل توڑنا چاہے بزور توڑ سکتا ہے اور مشتری بھی عرف عام کے تحت یہ سمجھ رہا تھا کہ باغ کا پھل وہ سب چاہے برداشت کر سکے گا۔ صدیوں سے اس پر عمل در آمد ہو رہا ہے۔ یہ سوال بطور خاصہ کبھی نہیں اٹھا کہ بائع نے مشتری پر دباؤ ڈالا ہو کہ پھل فوراً توڑے تاکہ اس میں سودا کرنے کے بعد کوئی رس شامل نہ ہو۔ پھل اگر بائع درخت پر نہ رہے دے تو سودا نہیں ہوتا۔ کیونکہ پھل اب تک کچی ہے۔ عرف میں بائع کے ذمہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ پھل کے پکنے تک نہیں توڑوا سکتا ہے۔

مولانا نصر اللہ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

﴿ج﴾

پھل نکل آنے کے بعد اگر قابل انتفاع ہو تو بیچ جائز ہے اور بعد صحت بیچ کے بائع نے مشتری کو پھل کے درخت رہنے دینے کی اجازت دے دی۔ صراحتہ پادلالہ تو پھل حلال رہے گا اور یہ صورت جائز ہے۔

وقبل فأنله محمد لا یفسد اذا تساهت الثمرة للتعارف فكان شرطاً یقتضیه العقد و به یفتی
فإنه لانه لو شرها مطلقاً وتركها باذن البائع طاب له الیاد فالحال المختار ص ۵۵۶ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

الجوب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

گندم چنے اور کپاس وغیرہ پکنے سے ایک ماہ قبل فروخت کرنا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت مسئلہ میں کہ ایک مہینہ فصل آنے سے پہلے سودا کرنا جائز نہیں۔ مثلاً گندم چنے کپاس وغیرہ اجناس کا زرخ فی من مقرر کر کے فصل آنے سے ایک ماہ پہلے رقم دے دی اور گندم چنے پر جنس لے لی۔ بیوا تو جروا

دین محمد دکاندار روڈ سلطان تحصیل شوروٹ ضلع جھنگ

﴿ج﴾

مذکورہ بیع کو بیع مسلم کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے قولہ تعالیٰ ادا تدا بینتم بینہ الی احل مسمی فاکتوہ وقولہ علیہ السلام من اسلم مکم فلیسلم فی کیل معلوم و وزن معلوم الی احل معلوم اور وزنی دیکسی اشیاء میں اور کپڑوں وغیرہ میں چند شرط کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) بیع کی ہوئی چیز کی جنس معلوم ہو کہ گندم ہے یا جو یا کپاس کپڑا وغیرہ کی بیع کر رہا ہوں۔

(۲) حقت بھی معلوم ہو کہ گندم فدنی قسم کی اچھی یا ردی کپڑا فداں قسم کا موٹا یا نرم اچھا یا ردی تاکہ پھر بھٹکر نہ

نوبت نہ آئے۔

(۳) اور مقدار بھی معلوم کہ اتنے من چھین یا اتنے ٹو پہ گندم یا اتنے زکیرا۔

(۴) مدت بھی معلوم ہو کہ اتنے عرصہ تک کم از کم ایک مہینہ مدت ہو۔

(۵) رقم یا رقم کی جگہ خریدنے والے جو چیز فی الحال دیتا ہے اس کو بیچنے والے بیع کی مجلس میں قبض کرے۔

(۶) اور جگہ دینے کی بھی معلوم ہو۔ یعنی ان باتوں کا طے کرنا بیع کے وقت ضروری ہے جو کہ بائع و مشتری کے

درمیان کسی وقت بھٹکرے کا سبب بنیں۔ ساتھ ساتھ بیچنے والے کے کاشت کیے ہوئے غنہ وغیرہ کی شرط نہ ہو اور بیچ

کے وقت سے لے کر ادا کرنے تک بیع شدہ چیز منڈی یا بازار وغیرہ سے ہتی ہو۔ لہذا اس قسم کی بیع میں ان باتوں کو یاد

رکھتے ہوئے کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد رضا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح محمود رضا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نقد دینے والوں کے لیے ایک اور ادھار والوں کے لیے دوسری قیمت رکھنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک تاجر اپنے مال کو فروخت کرنے میں نرخ مقرر کرتا ہے۔ نقد قیمت ادا کرنے والے کو کم قیمت پر فروخت کرتا ہے اور ادھار والے گا ہک کو زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے۔ یہ خرید و فروخت شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ شرعی مسئلہ کو مع دلیل کے ارقام فرمادیں۔

مولانا محمد حسین قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وقت بیع کے نشن کی تعیین نہیں کی بلکہ مشتری سے تردید کے ساتھ کہا کہ

ن قیمت اگر اسی وقت دو گے تو ایک روپیہ لوں گا ورنہ ڈیڑھ روپیہ لوں گا تو یہ بوجہ جہالت ثمن کے جائز نہیں۔ قال فی الممگیرۃ ص ۱۳۶ ح ۳ رجل باع عینی انه مالم یقصد بکذا وبالنسبة بکذا او الی شہر بکذا الی شہرین بکذا لم یحز کذا فی الحلاصہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس مشتری سے طے کر لیا ہو کہ نقد لیتے ہو یا ادھار۔ اگر اس نے نقد لینے کو کہا تو ایک

ایہ قیمت مقرر کی۔ اگر ادھار لینے کو کہا تو ڈیڑھ روپیہ قیمت مقرر کی یہ جائز ہے۔ دلیل جواز پر صاحب بدایہ کا قول

ہے۔ باب المراءجہ ص ۶ ج ۳ میں ہے۔ الا تری انه یراء فی الثمن لاجل الاجل وقال فی البحر من

ب المراءجہ لان للاجل شہا بالبیع الا تری انه یراء فی الثمن لاجل الاجل "ثم قل بعد

طر" الاجل فی بصره لیس بمال ولا یقابله شیء حقیقة اذا لم یشرط زیادة الثمن بمقابله

شدا ویزاد فی الثمن لاحله اذا ذکر الاجل بمقابله زیادة الثمن قصداً فاعتبر مالا فی المراءجہ

حتراراً عن شہة الخیابة ولم یعتبر مالا فی حق الرجوع عملاً بالحقیقة او البحر الرائق ص

۱۱۵ ج ۶۔ فقط وندقی علی عم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ شوال ۱۳۹۷ھ

جب زمین ایک شخص پر فروخت کر دی تو دوسری جگہ فروخت کرنا گناہ ہے وہ پہلے مالک کی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی اور اس کے بھتیجے دونوں نے مل کر زمین خریدی۔ کچھ عرصہ کے

بعد بھتیجے نے اپنے چچے سے کہا کہ میں اپنا حصہ بیچنا چاہتا ہوں تو چچے نے کہا کہ میں لیتا ہوں چچے نے زمین لے لی اور

زمین کی قیمت بھتیجے کو دے دی۔ اس دوران چچا بیمار ہوا اور فوت ہو گیا زمین کے انتقال کرانے سے قبل پھر بھتیجے نے

اپنے چچے کے لڑکوں کو کہا کہ تمہارے باپ نے مجھ سے زمین خریدی تھی اس کا انتقال مجھ سے کرنا لیکن متونی کے لڑکے

اس منزل کرتے رہے۔ کچھ مدت کے بعد بھتیجے نے بغیر اجازت کے چچے کے لڑکوں کی زمین کو دوسروں کو بیچ دی۔ اب

متونی کے لڑکے کہتے ہیں کہ یا ہمیں اپنی زمین دو یا اس کی قیمت ہمیں دو لیکن وہ انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں پہلی دن

فروخت ہوں۔ بیٹو تو جروا

عبدالرزاق معلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ بیع تام ہوگئی ہے۔ اس آدمی کو اپنے چچے کے لڑکے کی اجازت کے بغیر

یہ زمین فروخت کرنا جائز نہیں اس لیے متوفی کے لڑکوں کا دعویٰ درست ہے۔ پوری قیمت ان کو دے دے ورنہ گرجا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ رجب ۱۳۹۷ھ

اگر باپ نے بیٹوں میں تقسیم کے وقت ایک بیٹے کے ذمہ کچھ رقم مقرر کر دی کہ دوسرے بھائی کو دینی ہے کیا وہ موجودہ قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد موسیٰ نے اپنی جائیداد اپنی زندگی میں اپنے پسران زید و عمرو کے درمیان تقسیم کر کے قبضہ و مالک قرار دے دیا۔ اس کی کمی بیشی کے معاملہ میں مکان کی زیادتی کی رقم نقد متعین کر کے زید کے ذمہ واجب الادا قرار دے دی کہ وہ زیادہ حصہ کی نقد رقم اپنے بھائی عمرو کو باخذ رسید نقد ادا کرے گا۔ چونکہ عمرو کے ذمہ کچھ نقد رقم زر روئے وصیت خالد موسیٰ کے ذمہ واجب الادا تھی اس لیے زید مذکور نے عمرو مذکور کو نقد رقم مذکورہ ادا نہیں کی لیکن عمرو رقم مذکورہ کو جواز روئے وصیت اس کے ذمہ واجب الادا ہے غیر واجب الادا اگر دانتے ہوئے مکان کی زیادتی مذکور کی نقد قیمت بقیا جو خالد موسیٰ نے اپنی زندگی میں مقرر کر دی تھی سے انحراف کرتے ہوئے مکان کی زیادتی مذکورہ کی موجود وقت کی قیمت کا مطالبہ کرتا ہے۔ قانون شریعت کی رو سے واضح فرمایا جائے کہ عمرو مکان کی زیادتی کی رقم موجودہ وقت کے مطابق مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں۔ جبکہ زیادتی مذکور کی نقد رقم خالد موسیٰ نے اپنی زندگی میں تحریری طور پر مقرر کر کے ہر دو پسران کے دستخط لے لیے تھے۔

قاضی عبدالسلام ولد قاضی غلام قادر پاک گیٹ ملتان

﴿ج﴾

بر تقدیر صدق سوال عمرو کو موجودہ حالت کے مطابق سابقہ طے شدہ پر اضافہ قیمت کرنے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے والد نے دونوں میں بات طے کر کے دونوں کے دستخط کرا لیے۔ لہذا وہی قیمت زید پر واجب رہی۔ اس پر اضافہ کرنا درست نہیں۔ کما فی الفقہ

محمد عظام سرورہ درری خادم لائق مدرسہ انوار العلوم ملتان
یکم ستمبر ۱۹۷۱ء
الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب مفتی احمد غنی عزمدر مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
۱۳ رجب ۱۳۹۱ھ

زید جب اپنی رضامندی سے سابقہ مقررہ رقم دے دینے کو تیار ہے تو عمرو بھی سابقہ مقررہ کی ہوئی رقم لینے کا ہندار ہے لیکن زیادتی کا مطالبہ کرنا یا موجودہ وقت کے حساب سے نرخ لگانے کا مطالبہ شرعاً باطل و ربے اصل ہے۔
حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ رجب ۱۳۹۱ھ

اگر متنازعہ فیہ زمین میں درخت ہوں تو زمین جس کے قبضے میں آئے گی درخت اسی کے ہوں گے ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخصوں کے مابین کیلہ کے بارے میں تنازع چل رہا ہے۔ ایک کا حصہ جو کہ مہاجر ہے چھ کنال گیر رہ مرلہ ہے اور مقامی شخص کا حصہ ایک کنال نومرلہ ہے۔ تو گویا کہ مہاجر زائد حصہ کا مالک ہے۔ مقامی کم حصہ کا مالک ہے۔ جانب شمال میں مقامی شخص کا کچھ اور رقبہ بھی ہے۔ ہندو اجانب جنوب میں مہاجر کا رقبہ ہے۔ پرانے بندوبست میں دونوں حصص کا نشان خد ہر دیکھ یا گیا تھا اور نئے بندوبست میں نشان مذہبی کر کے رخ قطوں تک کا قبضہ دیکھ یا گیا ہے۔ مقامی شخص جو ۴ حصہ کا مالک ہے اپنا حق تصور کر کے قبضہ ہے۔ اس کیلہ میں دو عدد درخت آم گئے ہوئے ہیں جو کہ زائد حصہ والا یعنی مہاجر کی زمین میں نصب شدہ ہیں۔ حالانکہ قدیم بندوبست و نئے بندوبست کے مطابق آم کے درخت چند کرم دور ہیں۔ قبضہ کے نشان بھی چند کرم دور ہیں۔ درخت آم مہاجر و مقامی کسی کے کاشت نہیں ہیں۔ اب جبری طور پر دست تطاول سے مقامی شخص توڑ لیتا ہے۔ حالانکہ آم کے درخت مہاجر کی طرف ہیں۔ درخت آم کا مالک کون ہو سکتا ہے۔ زائد زمین میں جس پر مقامی نے ناجائز قبضہ بھی رکھا ہے۔ یعنی ایک کنال نومرلہ کے علاوہ جس پر قبضہ کر رکھا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ شرعی فیصلہ صادر فرمادیں تاکہ نزاع ختم ہو۔

ہر ایک کا قبضہ کافی عرصہ سے ہے۔ البتہ مہاجر کا قبضہ بیس برس ہے۔ قبل ازیں ہندو تھے قلعہ بندی کو بھی تقریباً چالیس سال گزر چکے ہیں۔ مہاجر کا حصہ اپنے کنویں کے بالکل قریب ہے۔ متنازعہ فیہ قطعہ مقامی کے کنویں سے کافی دور ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر آم کے درخت کے کاشت کرنے والا نامعلوم ہے تو فیصلہ یہ ہوگا کہ جس کی زمین ہے اس درخت کا بھی شرعاً مالک ہوگا۔ اگر زمین بلا نزاع مہاجر کی ہے تو اس کی زمین کے درخت کا بھی وہی مالک ہوگا اور اگر زمین میں نزاع ہے تو اس کا تصفیہ کیا جائے جس کی زمین میں آجائے وہی درخت کا مالک ہوگا۔ واللہ اعلم
محمد عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

ایک بھائی کی زمین دوسرے نے بغیر اس کی اجازت کے فروخت کی ہو
کیا ۱۶ سال بعد اس کا دعویٰ چل سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ پانچ بھائیوں کی مشترکہ غیر منقول ملکیت ہو۔ ان میں سے دو بڑے بھائیوں نے تمام پانچوں بھائیوں کا حصہ جبراً فروخت کر لیا ہو۔ پندرہ سولہ سال کے بعد مشتری اور بائع دونوں وفات پا گئے ہیں۔ پانچ بھائیوں میں صرف ایک بھائی زندہ رہ گیا ہے جو فروخت کرنے والوں میں شریک نہ تھا اور مشتری کی اول زندہ ہو تو ایک آدمی کا دعویٰ ۱۵ یا ۱۶ سال گزرنے کے بعد مشتری کی اولاد کے خلاف شریعت کی رو سے چل سکتا ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر اقلی ان سے پوچھے بغیر اس نے فروخت کر دیا ہے تو یہ بیع صحیح نہیں ہے اور وہ اب بھی اپنے حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس کا دعویٰ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

بیع نہ ہونے کی صورت میں بیعانہ کی رقم واپس کرنا واجب اور مسجد و مدرسہ میں خرچہ ناگناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ جب رقم طے ہو جاتی ہے تو وہ شخص کچھ رقم بطور بیعانہ دے دیتا ہے اور زبانی بات چیت کے علاوہ تحریر بھی ہو جاتی ہے کہ بقایا رقم فلاں تاریخ کو دے کر زمین کی رجسٹری کرا لوں گا۔ اس کے علاوہ وعدہ کو دیکھنے میں بھی کافی نقصان ہوا۔ کسی غیر جانبدار نے اسے بہکایا کہ یہ زمین تمہیں نہیں دیں گے۔ وہ آدمی جس نے رقم اکر سودا اپنے نام کرنا تھا تاریخ مقررہ پر بغیر بات کیے بغیر اطلاع یا اس سے بقایا رقم اکٹھی نہیں ہو سکی اس نے فوراً پولیس میں پرچہ دے دیا کہ فلاں بندے نے میرے ساتھ چار سو بیس کی ہے۔ پولیس سے استدعا کرنے لگا کہ مجھے میری رقم دلوائی جائے۔ حالانکہ وہ خود اپنے عہد و پیمان پر قائم نہیں رہا اور اس نے بہت دھوکہ دیا کہ بجائے رقم اکر سودا اپنے نام کرنا بلکہ جس کے ساتھ وعدہ خلافی ہوئی تھی پولیس میں بھی وہی پکڑ لیا گیا۔ چار پانچ روز بعد وضاحت ہو گئی اب یہ کہتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہا۔ آیا کہ شرعیانہ رقم مجھے

دے دینی چاہیے یا نہیں یا میں اس رقم کو خود کھا سکتا ہوں یا کسی کی مدد کر سکتا ہوں یا یہ رقم کسی مسجد یا دینی مدرسہ یا کسی کام پر لگا سکتا ہوں یا نہیں۔ بیوا تو جروا

حافظ نور حسین چوک چوکی خانوالہ روڈ ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر۔ زمرہ ہے کہ جو رقم بطور بیعانہ لے گئی ہے وہ مشتری کو واپس کرے۔ اس رقم سے مشتری کی اجازت اور رضامندی کے بغیر کسی دوسرے آدمی کی امداد کرنا یا مسجد و مدرسہ یا کسی اور کام میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

جب مشتری کے نام خریدی گئی زمین سے کچھ زیادہ رجسٹر ہو

اور بائع اس کی قیمت لینے پر راضی تھا تو ورنہ زمین واپس نہیں لے سکتے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ کسی زید یعنی مشتری نے کسی عمرو یعنی بائع سے دو کنال چند مرلے زمین خریدی بیس دو سو روپے۔ اس کے بعد مشتری نے خریدی ہوئی زمین پر اور مٹی ڈلوادی اور مکان تیار کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن زمین کا انتقال سرکاری طور پر نہ ہوا تھا۔ کچھ مدت کے بعد زمین کا انتقال سرکاری ہو گیا لیکن اس وقت عام قیمت زمین کی دو سو روپے بیگہ کے حساب سے تھی۔

تخصیص اراضی صاحب نے جب زمین دیکھی تو کہا کہ زمین اتنی قیمت کی متحمل نہیں ہے۔ اس وقت اس زمین کے قریب کی زمین ایک سو روپے بیگہ بک چکی تھی تو اس تخصیص اراضی صاحب نے مشتری کی زمین جو کہ دو کنال چند مرلے تھی اس نے دو بیگہ مشتری کے نام انتقال کر دی۔ اس وقت مشتری اور بائع دونوں موجود تھے۔ اس کے بعد مشتری نے بائع سے کہا کہ جو زائد زمین مجھے مل گئی ہے اس کی قیمت مجھ سے لے لیا جو زمین میں نے آپ سے خریدی ہے اور جو خرچہ کیا ہے وہ مجھے دے دو اور اپنی زمین واپس لے لو۔ تو بائع نے کہا کہ میں اپنی زائد زمین لوں گا قیمت نہیں لیتا۔ تو بعد مدت کے بعد بائع رضامند ہو گیا زائد زمین کی قیمت لینے پر اور کچھ رقم مشتری سے لے بھی آیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد بائع نے کہا کہ جو رقم لے آیا ہوں وہ بھی واپس کرنا اور زائد زمین بھی واپس لوں گا تو یہ جھڑا مشتری اور بائع کی لڑائی میں رہا۔ حتیٰ کہ دونوں فوت ہو گئے۔ اب ان دونوں کے ورثاء میں وہی جھڑا ہے تو آیا شرعیاً مشتری کے ورثاء زائد زمین کو واپس کریں یا جو اس وقت زمین کی قیمت تھی وہ دیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ بائع جب زائد زمین کی قیمت لینے پر رضامند ہو گیا اور کچھ رقم اس سلسلہ میں وہ وصول بھی کر چکا ہے تو وہ زائد زمین بیع ہو گئی لہذا بائع کے درمیان صرف وہی قیمت لینے کے حقدار ہیں جو اس وقت زمین کی بنتی تھی۔ زمین واپس لینے کے حقدار نہیں ہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لتائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم شعبان ۱۳۹۸ھ

جانور کسی کو پرورش پر دینے کے لیے ضروری ہے کہ پرورش کنندہ کو جانور میں شریک کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان مسئلہ کہ جانور پالنے کے لیے نصف پر دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔
انصاف حزن سنور عبد الوہاب و نادر خان اردو بازار چوک

﴿ج﴾

پرورش پر جانور دینے کی جائز صورت یہ ہے کہ جانور کا ایک حصہ مثلاً ربع اس پرورش کرنے والے پر فروخت کر دے۔ جانور مشترک ہو جائے گا۔ پالنے والا تبرعاً اس کی پرورش کر رہا ہے۔ فروخت کرنے کے بعد قیمت جس تناسب سے رضا مندی سے تقسیم کریں یعنی اگر نصف نصف تقسیم کرے تو یہ جائز ہے مروجہ صورت درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

فروخت شدہ زمین کے درختوں کے متعلق فیصلہ

﴿س﴾

بیان حافظ منظور احمد صاحب سرگانہ

یہ تمام رقبہ حاجی دوست محمد صاحب کا اور محمد اسم صاحب سرگانہ مرحوم کا اشتغال سے قبل میرا تھا۔ اشتغال کے عملہ نے جبراً ہم سے یہ رقبہ حاجی دوست محمد اور محمد اسم کو دے دیا۔ حالانکہ میں کہتا رہا کہ یہ رقبہ میرے رقبہ کا ملحق ہے لیکن اشتغال کے عملہ نے میری کوئی نہ سنی اور یہ رقبہ حاجی صاحب اور محمد اسم کو دے دیا۔ پھر گیارہ سال بعد محمد اسم نے یہ رقبہ میری زوجہ کو دے دیا جو کہ ان کی حقیقی بہن ہے۔ بعد میں محمد اسم کو جب ہمارا جھگڑا معلوم ہوا تو اس نے یہ کہا کہ تم دونوں یہ کہہ کر خانقاہ شریف میں بھیج دو تو میں نے تو ان کا کہنا مان لیا اور اب بھی مانتا ہوں لیکن حاجی صاحب نے کہا کہ پیکائش

کر لو جس کی زمین ہوگی کیکر اس کا چنانچہ میں اور منظور حسین سرگانہ اور سکندر حیات سرگانہ پیکائش کے لیے گئے تو پیکائش میں ان کی پیکائش کے مطابق کیکر سے دو فٹ آگے حاجی صاحب کی زمین نکلی۔ میں نے انکار کر دیا کہ یہ کیکر سابقہ استعمال سے قبل میں میرا تھا لیکن میں نے نہیں کاٹا کہ یہ زمین محمد اسم کو ملی تھی۔ اس کے گھر میری ہمیشہ تھی تو میں نے ہمیشہ اور بھانجوں کی وجہ سے نہیں کاٹا۔ پھر محمد اسم نے پانچ سال قبل یہ زمین میری زوجہ کو دے دی۔ تو یہ کیکر اشتغال سے قبل بھی میرا تھا اب بھی میری زوجہ کی زمین میں ہے۔ لہذا یہ کیکر میرا ہے۔ فقط منظور احمد

بیان الحاج دوست محمد صاحب سرگانہ سکندر باگڑ سرگانہ

تقریباً سولہ سال ہو گئے ہیں۔ اشتغال میں جو ۱۹۶۲ء تک تھا مجھے رقبہ ملا تھا جس کے ساتھ ملحقہ رقبہ محمد اسم سرگانہ مرحوم کا تھا۔ جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ اشتغال کے اختتام کے گیارہ سال بعد محمد اسم مرحوم نے یہ رقبہ اپنی ہمیشہ کو دے دیا جو زوجہ حافظ منظور احمد سرگانہ کا ہے۔ جب اشتغال ہوا تھا تو یہ کیکری معمولی تھی اور سولہ سال بعد کیکر کا دوسرا جز بھی بہت بڑا کیکر ہو گیا ہے۔ اب منظور احمد سرگانہ کہتا ہے کہ یہ میرا کیکر ہے۔ تو میں نے کہا کہ زمین کی پیکائش کر لو پیکائش میں بھی کیکر سے دو فٹ آگے میری زمین ہے۔ اشتغال میں جو دفعات متفقہ طور پر منظور ہوئے تھے۔ اس میں دفعہ ۲۳ ہے کہ درختاں معمولی تابع اراضی رہیں گے۔ البتہ قیمتی درختاں و ثمر دار درختاں کا معاوضہ مشورہ ممبران مشورتی کمیٹی مقرر ہو کر مین دین ہوگا۔ چنانچہ ہم تمام نے اپنے اپنے بڑے درخت کاٹ لیے تھے۔ یہ کیکری معمولی ہونے کی وجہ سے نہیں کاٹی گئی۔ یہ تابع اراضی رہی۔ لہذا یہ میرا کیکر ہے کیکر بھی مجھے ملے اور دو فٹ زمین بھی جو میری ہے وہ بھی مجھے ملے۔ شرعاً فیصلہ کیا جائے۔ فقط دوست محمد سرگانہ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت بیانات جب دونوں نے اس جبری اشتغال کو تسلیم کر لیا ہے اور زمین کا یہ حصہ جس پر کیکر ہے دوست محمد سرگانہ کو دیا گیا ہے چنانچہ پیکائش سے بھی یہی ثابت ہے تو یہ درخت زمین کے تابع ہو کر دوست محمد کی ملکیت ہے اور منظور احمد کا دعویٰ باطل ہے۔ خصوصاً جبکہ اشتغال کے متفقہ دفعہ ۲۳ میں اس کی تصریح بھی ہے۔ قال فی الہدایۃ ص ۳۰ ج ۳ ومن باع ارضاً دخل ما فیہا من النخل والشجر وان لم یسمہ لانه متصل به للقوار فاشبه البناء۔

حررہ محمد انور شاہ غفرہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۹۸ھ

اگر لوگوں کے مکانات منہدم کر کے زرعی اراضی میں شامل کر لیا گیا ہے
تو اس سے ان کی ملکیت ختم نہیں ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ۱۸۷۸ء سے پہلے ایک بستی آباد ہے وہاں مکانات وغیرہ تعمیر ہیں۔ زرعی اراضی سے الگ نمبر دیا گیا تھا۔ بعد میں ساتھ وہ زرعی اراضی کے مکانات نے تقریباً ایک ساں بعد زرعی اراضی میں شامل کر لیا۔ اصل باشندگان کی اعمیٰ کی وجہ سے یہ کام ہوا۔ اگر باشندگان آبادی گورنمنٹ کی طرف رجوع کریں تو سابقہ اندراج درست ہو سکتا ہے۔ تو اس اراضی کا جو کہ قدیم بستی چلی آ رہی ہے۔ از روئے شریعت اس اراضی کے مالک کون ہیں۔

محمد حسین موتی جامع مسجد چو بارہ رو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

جتنے حصہ پر ان لوگوں نے مکانات تعمیر کیے ہیں وہی حصہ ان آباد کنندگان کی ملکیت ہے۔ زرعی اراضی کے مالکان کا اس تعمیر شدہ حصہ کو اپنے حصہ میں شامل کرنے سے ان کی ملکیت ختم نہیں ہوئی۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب ایک شخص پر مکان فروخت کر کے بیعہ لے لیا تو بیع تام ہے
کرایہ دار سے خالی کرا کے مشتری کو قبضہ دیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ احمد بطور وکیل و محق راہی زوجہ کا شہر کا مکان جس میں اسلام چھ سات ساں سے بطور کرایہ دار بیٹھا ہوا ہے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ سب سے پہلے احمد نے اسلام کو وکالت و اصالا کہہ کر کہلایا کہ مکان ہذا آٹھ ہزار روپے میں خریدے اور یہ رقم دوسرے خریدار بھی بخوشی دینا چاہتے ہیں۔ مگر اسلام باوجود کہنے اور کہلنے کے مکان خریدنے سے انکاری رہا اور پندرہ دن تک مکان فارغ کرنے کا وعدہ کیا۔ اب احمد نے اکرم کے ہاتھ بعد اطلاع اسلام اور اس کے دوست کے آٹھ ہزار روپے میں مکان کا سودا بنایا اور پانچ صد روپے بیعہ لے کر بوقت دلوانے قبضہ مکان بقایا رقم وصول پانے اور بیع نامہ لکھ دینے کا اقرار پختہ کیا۔

پندرہ دن کے بعد مزید مہلت طلب کی۔ اب اسلام قابض کرایہ دار مکان نے کہا کہ میں قبضہ مکان قطعاً نہیں

چھوڑتا۔ احمد قبضہ مکان حاصل کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کر۔ یا مکان ہذا آٹھ ہزار روپے میں اسلام قابض و متصرف مکان کے ہاتھ فروخت کر کے رقم وصول کرے۔

جس مجبوری کے پیش نظر احمد مکان فروخت کرنا چاہتا تھا بغیر اس کے در کوئی چارہ کار نہ سمجھ کہ مکان قابض کرایہ دار کے ہاتھ فروخت کر دے۔ جب اکرم (خریدار مکان) نے سنا تو اس نے کہا کہ اس مکان کا دس ہزار تک کا خریدار ہوں۔ بشرطیکہ قبضہ دوا یا جائے اور یہ دس ہزار روپے اسلام قابض کے فلاں وکیل کے پاس بطور امانت رکھتا ہوں جس پر ہر دو فریقین کا کلی اعتقاد ہے۔ اس پر احمد نے اسلام سے تقاضا کیا کہ یا تو وہ مکان کا قبضہ چھوڑ دے یا پھر مکان کے دس ہزار روپے ادا کرے۔ اسلام اور اس کے وکیل جو کہ اہل علم ہے نے کہا کہ آٹھ ہزار روپے سے زائد رقم احمد فروخت کنندہ کا وصول کرنا حرام اور ناجائز ہے۔

تو کیا اس صورت میں مکان کا بیع اکرم کے نام تام ہو چکا ہے۔ آٹھ ہزار روپے پر یا احمد کے لیے مزید رقم یعنی دس ہزار روپے اس سے لینا جائز ہے یا نہ یا بجائے اکرم کے اسلام سے دس ہزار روپے لے کر مکان فروخت کرنا جائز ہے یا نہ اور اکرم کے ساتھ بیع تام ہونے کی صورت میں اسلام پر مکان کا خالی کرنا ضروری ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں برتھدیر صحت واقعہ یہ بیع اکرم کے حق میں تام ہو گئی ہے لہذا احمد پر لازم ہے کہ اسلام سے یہ مکان خالی کر کر مشتری اکرم کے قبضہ میں دے دے اور قیمت مکان کی وہی آٹھ ہزار روپیہ ہے دو ہزار روپیہ زائد اگر اکرم اپنی خوشی سے احمد کو دینا چاہے تو اور بات ہے۔ ورنہ اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا کپاس کی بیج پھول ظاہر ہونے سے قبل جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید و عمرو کپاس کی بیج کرتے ہیں۔ قبل از ایک ماہ کپاس کا پھل ظاہر ہونے سے۔ اور زید مشتری اور عمرو بائع ہے زید عمرو کو رقم بھی دے دیتا ہے کیا بیع شرعاً درست ہے یا نہیں۔ دوسرا مسئلہ گندم میں بیج کرتے ہیں۔ زید و عمرو کو قیل از گندم فصل پکنے سے رقم دینا ہے کیا یہ بیع شرعاً درست ہے یا نہیں اور کتب حنفیہ سے جواب تسلی بخش فرمادیں۔

﴿ج﴾

اگر بطور بیع سلم کے کر لیا جائے تو یہ سودا درست ہے۔ سلم میں بیع مطلق کپاس یا گندم ہوگی کسی خاص قسم کی تخصیص

نہ ہوگی۔ اس میں بھی لے لینے کے وقت مقدار میں معلوم و متعین ہوگی۔ نیز بیع کی جنس اس کی نوع اس کی صفت اس کا وزن یا کیل نیز تاریخ وصول بیع سب کو متعین کرنا ہوگا۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وقت عقد سے لے کر تاریخ وصول تک بازار میں ملتی ہو خواہ فصل کا وقت نہ بھی آیا ہو۔ واللہ اعلم

حمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
محرم الحرام ۱۳۷۴ھ

والدہ کو شرعاً یہ حق نہیں کہ مشترکہ زمین سے کسی ایک بیٹے کو محروم کر دے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بی واد کے تین بھائی تھے۔ والد فوت ہو گیا تینوں بھائیوں نے کسی اہم ضرورت کے تحت اپنی اراضی فروخت کر دی۔ اس کے بعد ماں سے شفعہ کرایا گیا۔ جس میں کچھ سرمایہ باپ کا تھا اور کچھ تینوں بھائیوں کا۔ آخر کار عدالت عالیہ نے ماں کے حق میں فیصلہ سنایا اور زمین ماں کے نام ہو گئی۔ اب شریعت کے مطابق تینوں بھائیوں میں سے ماں کسی ایک کو اس اراضی سے محروم کر سکتی ہے یا نہیں۔ زمین کے خریداروں کو صلح صفائی کے ساتھ رقم ادا کر دی گئی۔

سرمایہ جو خرچ ہوا وہ ماں تینوں لڑکوں اور ان کے واد کا کلی وراثت تھا۔ خریدتے وقت ماں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ تینوں کو برابر حصہ بانٹ دے گی۔ صرف قانونی طور پر اس وقت ماں کے نام اراضی کرائی گئی تھی۔

والد کی وفات کے بعد بیوہ کو اپنا حصہ مل چکا تھا اور صرف وہ حصہ لڑکوں نے فروخت کیا جو ان کا اپنا تھا۔
اللہ بخش خان ریاض آباد تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بشرط صحت سواں یعنی اگر والدہ اور تینوں بھائیوں نے مشترکہ طور پر اس زمین کو خرید لیا تھا لیکن قانونی کارروائی کے لیے کاغذات میں زمین وادہ کے نام درج کران تو ایسی صورت میں یہ زمین والدہ و تینوں بھائیوں کی مشترکہ ملکیت ہوگی اور والدہ کو شرعاً یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ کسی ایک بیٹے کو محروم کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زمین کو فروخت کرنے کے بعد بائع کا دوسری جگہ اجارہ پر دینا ناجائز ہے مشتری ہی کو منتقل کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسکی حافظ خان محمد صاحب سکندر موضع دایہ جو کھانے جو زمین کا رقبہ چار ٹولہ واد میں واقع ہے بعض ہزار روپیہ قیمت فی گنہ کے حساب سے تقریباً سو پانچ گنہ زمین اپنے حقیقی بھائی مسکی ملک محمد

موسیٰ صاحب کے ساتھ زبانی معاہدہ کر کے بائع کر دی اور مبلغ دو ہزار پچاس روپے رقم وصول کر لیا اور زمین کا قبضہ اپنے حقیقی بھائی ملک محمد موسیٰ صاحب کو دے دیا اور مسکی محمد موسیٰ صاحب نے اس زمین پر قبضہ کر کے دو سال اس کی آمدنی بیع باغ کھ تار ہا اور زمین کا سرکاری معاملہ بھی ادا کرتا رہا اور آج تک مذکورہ زمین مشتری کے قبضہ میں ہے اور مشتری کہتا رہا کہ بقایا مبلغ مجھ سے بائع وصول کرے لیکن وہ انکار کر کے وہی زمین کسی دوسرے شخص کو پانچ سال تک مست جری کر دی۔ مستاجر اس زمین کی آمدنی محض ہر سال مشتری سے انگریزی قانون کے لحاظ سے وصول کرتا رہتا ہے اور بائع نے آج تک مشتری کو نہ زمین کا انتقال کر دیا اور نہ رقم واپس کی لیکن کسی کے کہنے پر شریعت مطہرہ کے صحیح فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو چکا ہے اور کہتا ہے کہ اگر شریعت کی رو سے تو زمین کا حقدار ہے تو مجھے زمین کے انتقال کر دینے سے کوئی انکار نہیں۔ کیا مشتری شریعت مطہرہ کی رو سے زمین کا حقدار ہے یا رقم کا۔ جینو اتوجروا

المستفتی محمد نعیم

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں شرعاً بیع تام ہے۔ مشتری کے ذمہ بقیہ رقم ادا کرنا ضروری ہے۔ باقی استجارہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس کو فی الفور ختم کر دیا جائے اور زمین بالکل مشتری کے حوالہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ صفر ۱۳۹۱ھ

مسجد کی توسیع کے لیے بہہ شدہ رقبہ جب مسجد والوں نے قبضہ نہ کیا تو اب فروخت جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عالم دین سمجھتے ہوئے چند افراد نے سفید اراضی کا ٹکڑا جو کہ ان لوگوں کا مشترکہ حصہ تھا اور ایک مسجد کے ساتھ ملحق تھا بغرض آبادی اور خدمت مسجد کے لیے بہہ کر دیا اور ساتھ ہی سرکاری طور پر رجسٹری یا انتقال بھی کروا دیا لیکن قبضہ نہ دیا۔ بقضائے الہی زید فوت ہو گیا اس کے بعد مرحوم کے لڑکے نے اراضی مذکورہ پر کوئی قبضہ نہ کیا اور نہ ہی مسجد کی آبادی اور خدمت کی کوئی صورت بن سکی۔ اس کے بعد زید کی لڑکی نے اس رقبہ کو فروخت کرنا چاہا۔ تو مسجد والوں نے اس کے خاوند کے ساتھ بیع کی بابت گفتگو کی۔ معاملہ اس صورت میں طے پایا کہ اتنی رقم لے لو اور ہمیں قبضہ کروادو۔ جب رقبہ دینے والوں کو پتہ چلا کہ یہ لوگ رقبہ کی قیمت وصول کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اس کی زبردست مخالفت کی کہ ہم نے یہ رقبہ فروخت کرنے کے لیے نہیں دیا تھا بلکہ مسجد کی آبادی مقصود تھی۔ اس صورت میں زید کے داماد جن کو اس بابت رقم مطلوبہ بھی دے دی گئی تھی۔ مسجد والوں نے رقم واپس لے لی تو یازمین کا رقبہ قبضہ نہ تو زید مرحوم کر سکا اور نہ اس کے لڑکے نے کیا اور نہ ہی اس کی لڑکی قبضہ کر سکی۔ اب ایک عرصہ

تقریباً پچاس سال سے زمین کا یہ رقبہ جو کہ بالکل مسجد کے ساتھ ملحق ہے اور پہلے دن سے غیر آباد اور گندگی وغیرہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ نمازیوں کو از حد تک ایف ہے اور جبکہ ہبہ کرنے والے اس بات پر رضا مند ہیں کہ یہ رقبہ مسجد کے لیے ملایا جائے۔ عند الشرح مسجد کے ساتھ ملانے میں کیا جواز ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

ہبہ بدون قبض صحیح نہیں ہوتا۔ لہذا شرعاً زید بوجہ نہ قبضہ کرنے کے مالک اس قطعہ کا نہ بنا اور نہ اس کے وارث مالک بن سکے۔ زمین حسب سابق اپنے مالکوں کی ہے۔ وہ مسجد میں شامل کرنا چاہیں تو ان کو اختیار ہے۔ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عقد سلم اور وزن، قیمت وغیرہ سے متعلق متعدد سوال و جواب

﴿س﴾

چند صورتیں بیع و شراء کی ذیل میں درج کی جاتی ہیں از روئے شرع شریف ان کے بارے میں رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور اور عند اناس مشکور ہوں۔

(۱) زید بکر کو گندم دیتا ہے۔ اس شرط پر کہ جب چاہوں گا تو نرخ رکھوں گا۔ رقم بالکل نہیں لیتا۔ اگر لیتا ہے تو کچھ کیا یہ صورت فریقین کے لیے از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں۔ گویا کسی ایک کے لیے۔

(۲) مندرجہ بالا شق میں گندم بینے والا کہتا ہے کہ اگر ہم نرخ میں متفق نہ ہوئے تو گندم آپ کو دے دوں گا۔ کیا یہ صحیح ہے۔

(۳) زید بکر سے اس شرط پر کچھ رقم بیٹتا ہے کہ فصل کے موقع پر آپ کو گندم دے دوں گا لیکن اس گندم کا نرخ موجود نرخ سے زیادہ مقرر کیا جاتا ہے۔ چونکہ زید کو رقم کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے وہ قبل از وقت سودا کر رہا ہے۔ کیا یہ صورت شرعاً درست ہے۔

(۴) زید بکر کو اس شرط پر گندم دیتا ہے کہ رقم میں آپ سے ایک ماہ یا کچھ عرصہ (مقررہ) کے بعد موجودہ نرخ سے کچھ زیادہ لوں گا یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(۵) زید سے بکر گندم فروخت کرتا ہے اور نرخ پچاس روپے فی من مانگتا ہے جبکہ دوسرے تاجر حضرات اڑتالیس روپے فی من خرید کر رہے ہیں اور گورنمنٹ اکاؤنٹ روپے فی من خرید کر رہی ہے۔ تو زید کہتا ہے کہ نرخ اپنی مرضی کے مطابق مانگتے ہو اور وزن کرتے وقت چھ میگوئیاں بھی کرتے ہو یعنی زیادہ تول رہے ہو وغیرہ۔ تو بکر کہتا ہے کہ نرخ میری مرضی کا دیں اور وزن اپنی مرضی کا کریں۔ دریں صورت اگر وہ زیادہ وزن کرے بلکہ کافی زیادہ وزن

کرے جو کہ بے ایمانی کی صورت اختیار کی جائے۔ تو شاید زید کو کچھ بچے ورنہ بیع دیگر اخراجات (باردان، مزدوری، وزن کرائی، ٹرک، لوڈنگ، منٹانہ) گورنمنٹ کی خرید سے بھی اس کا خرچ بڑھتا ہے۔ مقررہ بجائے نفع کے نقصان کا ہر ہے تو اس صورت میں زید کیا کرے۔

(۶) زید اگر بازار کے مطابق گندم خریدتا ہے تو بعد اخراجات گورنمنٹ کی خرید سے اس کی خرید بڑھ جاتی ہے تو بھی بجائے نفع کے خسارہ آتا ہے۔ الا یہ کہ وزن میں بے ایمانی کرے اور اپنے نکلے پورے کرے اگر ایسا نہ کرے تو بیٹنا لوٹ دوسرے تاجروں سے معاملہ کریں گے۔ جو زیادہ نرخ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں اس کا کام نہیں چھے گا۔ اس سلسلے میں زید کس طرح تجارت کرے کہ بے ایمانی نہ ہو اور تجارت بھی فائدہ مند رہے۔

(۷) زید نے تجارتی معاملہ میں چونکہ ملازمین رکھے ہوئے ہیں اجناس کا وزن ملازمین کرتے ہیں جب اجناس وزن پر آتی ہے تو دوبارہ وزن کیا جاتا ہے۔ دوبارہ تولنے سے وزن کم یا زیادہ ہو جاتا ہے تو کمی کی صورت میں کمی کا حساب بائع سے لینا اور زیادتی کی صورت میں زیادتی کا حساب دینا چاہیے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

(۱) یہ عقد بیع سلم ہے۔ اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ نرخ متعین اور کل رقم بوقت عقد ادا کی جائے۔ کما فی العالمگیریہ ص ۱۷۸ ج ۳ و الرابع بیان قدر رأس المال وان كان مشاراً الیہ السادس ان يكون مقبوضاً فی مجلس السلم اور اس صورت مسئلہ میں جبکہ یہ دونوں شرطیں مفقود ہیں یہ بیع جائز نہیں۔
(۲) اس کے کہنے سے بھی جائز نہیں ہوتی۔

(۳) اگر تاریخ مقرر ہے اور کل رقم پر قبضہ کیا جائے اور نرخ وغیرہ متعین ہو تو موجودہ نرخ سے زیادہ سودا ملے ہو کیا ہو تب بھی شرعاً جائز ہے۔

(۴) رقم پر بوقت عقد قبضہ ضروری ہے ورنہ یہ موجب فساد عقد ہے۔

(۵) وزن میں زیادتی کرنا خیانت ہے۔ جو وزن ملے ہو گیا ہو اس کے مطابق وصول کیا کرے ورنہ گنہگار ہوگا۔

(۶) وزن میں زیادتی کرنے کی شرعاً اجازت نہیں دیتی۔ اگر بے ایمانی کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

(۷) کمی کی صورت میں بائع کا کل سے رجوع کرنا درست ہے اس طرح زیادتی کی صورت میں بائع کو زیادتی کا حساب دینا پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد سیقی مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خریدار کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

ادھار کی صورت میں بہت زیادہ قیمت لینا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

بخدمت جناب مولانا مفتی محمود صاحب دام اقبالہ جناب عالی! السلام وعلیکم کے بعد عرض ہے کہ علماء دین کو فرماتے ہیں کہ آج کا نرخ بیس روپے غنہ گندم کا ہے۔ بیج کے لیے سرمایہ دار لوگ ۲۴ یا ۲۵ یا ۳۰ روپے فی من ۱۱ ہاڑ تک دیتے رہتے ہیں۔ آیا سود میں شامل ہے یا نہیں۔ اس سے کہ سود کا لینے اور دینے اور گواہ اور لکھنے والا ایک بن ہوتا ہے اور ۲۰ روپے پر کتنا منافع جائز ہے۔ فقط والسلام

شیخہ سعد اللہ قاسم فر

﴿ج﴾

ادھار کی وجہ سے شرعاً نرخ بڑھانا اس صورت میں جبکہ خریدنے والا مجبور ہے اور بائع اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر گراں قیمت پر فروخت کر رہا ہے ناجائز ہے۔ البتہ اگر خریدنے والا مجبور نہیں اور گرانی بھی فاحش نہیں تو جائز ہے۔ دلیل جواز صاحب ہدایہ کا قول باب المربحة ص ۷۶ ح ۳ الا یری انه یراد فی الثمن لاجل الاجل بحر الرائق باب المربحة ص ۱۱۵ ح ۶ لان للاجل شها نال لبيع الا تری انه یزاد فی الثمن لاجل الاجل ثم قال بعد اسطر الاجل فی نفسه لیس بمال ولا یقابله شی من الثمن حقیقة اذا لم یشرط زیادة الثمن بمقابلته قصداً ویزاد فی الثمن لاجله اذا ذکر الاجل بمقابله زیادة الثمن قصداً فاعتبر ما لا فی المربحة احترازاً عن شبهة الخیانة ولم یعتبر ولا فی حق الرجوع عملاً بالحقیقة الخ

لہذا کل دین حو نفعاً فہو ربا کے تحت ہو کر سود اور حرام نہیں ہوگی۔ البتہ اس قسم کی بیع خلاف مروت ضرر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد رضا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود رضا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

آزاد لڑکی کا فروخت کرنا اور لڑکے والوں سے گھی گوشت آٹا وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ:

(۱) ہمارے دیہ میں لڑکیاں فروخت ہوتی ہیں۔ زوج سے لڑکی کا والد روپیہ آٹا گھی اور گوشت لے کر پکاتا ہے تو کیا اس کا کھانا جائز ہے یا نہ۔

(۲) زمین بونے پر دیتے ہیں اس کے عوض میں روپیہ وصول کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہ۔

(۳) ہمارے شہر میں روٹی پکاتے ہیں اور دم کے لیے اجو خیل شیخوں کے لیے خصوصی روٹی پکا کر نہ مزد کرتے ہیں۔ تو کیا شرعاً یہ جائز ہے یا نہ؟

مولوی بہرام الدین ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

(۱) آزاد عورت کی خرید و فروخت شرعاً حرام ہے۔ لڑکی کے والد کے لیے یہ رقم لینا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے گھی آٹا گوشت کھانے کے لیے وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) زمین کاشت پر مزارعت کے طریقہ کے مطابق دینا ہے۔ البتہ اگر مالک زمین پیداوار میں سے بھی حصہ لیتا ہے اور کاشتکار سے رقم بھی لیتا ہے تو مالک کے لیے یہ رقم لینا جائز نہیں ہے۔

(۳) یہ بھی ایک رسم ہے شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ستمبر ۱۳۸۰ھ

کیا ریشم فروخت کرنا جائز ہے

﴿س﴾

ہم منگل ریشمی (خالص ریشم کا عمدہ یعنی بیکہ) کا کام بہت عرصہ سے کرتے ہیں۔ یہ خالص ریشمی مال صوبہ سرحد کے مسلمان مرد استعمال کرتے ہیں۔ آیا اس کا کاروبار کرنا یا اس کی کمائی سے فائدہ اٹھانا از روئے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے حلال ہے یا نہیں۔ اس قسم کا ریشمی عمامہ پہن کر مسلمان مرد نماز بھی ادا کرتے ہیں۔

المفتی عبدالغفور اندرون دہلی گیٹ ملتان

﴿ج﴾

ریشمی کپڑے کا بننا اور فروخت کرنا جائز ہے لیکن جو عمامہ ریشمی فقط مرد ہی کے استعمال کے لیے مخصوص ہوتا ہے تو جب مردوں کے لیے ریشمی عمامہ کا استعمال قطعی حرام ہے اس لیے ایسے عمامہ کا فروخت کرنا ایسے لوگوں پر جو اس کو استعمال کرتے ہیں جائز نہیں۔

ویکرہ ان یبع المکعب المفصض من الرجال اذا علم انه یشتري لیلبس (قاضی خان ص ۲۸۱ ج ۲)۔ واللہ اعلم
محمود رضا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

کسان فصل بونے سے قبل بیع مسلم کے ساتھ فروخت کر سکتا ہے، کسی سے ملکی لے کر گندم کی فصل سے گندم دینا ناجائز ہے، پھینس کا گھی تیار ہونے سے قبل فروخت کرنا، اگر کسان بیع مسلم کی صورت میں دکاندار کو مال دینے میں ناکام ہو جاتا ہے، تو دکاندار سے وصول شدہ رقم واپس لے لیا گیا موجودہ قیمت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ مور کے متعلق کہ

(۱) ایک دکاندار کی کسان سے کپاس یعنی پھیٹی ۱۶ روپے یا ۲۰ روپے من کے حساب سے بھٹوٹے کرتا ہے۔ یعنی کسان دکاندار سے سام رقم لے کر وعدہ کرتا ہے کہ اس سلم رقم کی پھیٹی مندرجہ بالا نرخ کے ساتھ فصل اترنے پر ادا کروں گا۔ اور تو کسان نے فی حال کپاس کاشت بھی نہیں کی اور اگر کی ہے تو فصل اترنے میں دو ماہ یا تین ماہ دیر ہے۔ یہ لین دین شرعاً جائز ہے یا ناجائز کس طریقہ سے جائز ہے۔

(۲) اجناس از قسم نخ و گندم کی کاشت بھی ہو چکی ہے۔ مگر فصل پکنے اور اترنے کو دو تین ماہ دیر ہے۔ اس وقت کسان کو رقم کی سخت ضرورت ہے۔ اگر دکاندار اپنی رقم ۱۰ روپے من کے حساب سے ۲۰۰ روپے کسان کو دے کر ۲۰ من جنس فصل اترنے پر لینے کا وعدہ لے لیتا ہے شرعاً جائز ہے یا ناجائز کس طریقہ سے جائز ہے۔

(۳) ایک شخص کسی دوسرے شخص سے گندم کی فصل اترنے سے پہلے دو من جوار لیتا ہے اور وعدہ کر بیٹھتا ہے کہ گندم کی فصل اترنے پر دو من جوار کے عوض دو من گندم ادا کروں گا۔ جائز ہے یا ناجائز۔ کس طریقہ سے جائز ہے۔

(۴) ایک غریب آدمی کسی دکاندار کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے رقم کی اشد ضرورت ہے میرے پاس میری پھینس کا گھی ہے جو بھٹے میں دو یا تین سیر ہو جاتا ہے۔ مجھے اس وقت ۱۰۰ روپے دے دیجیے میں آپ کو گھی دیتا رہوں گا۔ دکاندار کے ساتھ چار روپے فی سیر کا نرخ مقرر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک میرے ۱۰۰ روپے ادا نہ ہوں گے نرخ ۴ روپے بدستور قائم رہے گا۔ جبکہ رقم لینے کے وقت گھی کا نرخ ۵ روپے فی سیر ہے مندرجہ بالا لین دین شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(۵) ایک زمیندار ایک دکاندار کو ۵۰ من پھیٹی ۲۵ روپے فی من کے حساب سے دینے کا وعدہ کرتا ہے اور ۵۰ من پھیٹی کی رقم سالم ۱۲۵ روپے لے لیتا ہے۔ اس وقت پھیٹی اتر رہی ہے۔ زمیندار ۴۰ من پھیٹی اکٹھی کر کے دکاندار کے حوالے کر دیتا ہے اور ۱۰ من پھیٹی کے اندر ناکام رہ جاتا ہے۔ اس صورت میں بازار کا نرخ ۲۵ روپے سے بڑھ کر ۳۰ روپے ہو جاتا ہے۔ اب دکاندار بقایا ۱۰ من کی رقم واپس لیتا ہے۔ فرمایئے وہ کس نرخ سے ۱۰ من پھیٹی کی رقم زمیندار سے وصول کرے۔

السائل عبد الغفور ذیروی محترم مدرسہ سقا سم العلوم کچہری روڈ ملتان شہر

﴿ج﴾

لین دین مذکور جائز ہے۔ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ یہ کہ (الف) کل رقم جتنی بھی ہو سے سود کرتا ہے اسے بیان کر دیا جائے مثلاً ۲ روپے فی من کے حساب سے ۶ من کل ۱۲ روپے میں نے دینا ہے۔

(ب) یہ کہ کپاس کی نوع کا ذکر کر دیا جائے مثلاً برانی ہے یا نہری ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(ج) یہ کہ عمدہ ہے، درمیانہ ہے یا ردی ہے۔

(د) کہ کپاس کی مقدار بیان کی جائے کہ کتنے من دینی ہے۔

(ر) کپاس ادا کرنے کی جگہ متعین کی جائے کہ فلاں شہر یا فلاں ہستی میں ادا کرنا ہے تاکہ پھر جھگڑا پیدا نہ ہو۔

(ز) یہ کہ کپاس رو کرنے کی مدت کم زکم ایک مہینہ مقرر کی جائے۔ اس سے کم مدت کے بیان کرنے سے سودا

بیچ نہیں ہے کہ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ ہاں اس مدت کو معصوم و متعین کر لینا ضروری ہے۔

(س) یہ کہ کپاس عقد کرنے کے وقت سے لے کر مدت پوری ہونے تک اس ساری مدت سے بازاروں اور ہندیوں سے مفقود نہ ہو۔ وہاں ملتی ہو۔

(ش) یہ کہ وہ رقم ساری کی ساری عقد کرنے کی مجلس میں ادا کی جائے۔ مجلس کے بعد ادا کرنے کی صورت میں یہ صحیح نہیں ہے۔

(۲) یہ بھی جائز ہے۔ مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ۔

(۳) یہ صورت ناجائز ہے اور ربوانیہ ہے ربوا کی دوستوں جنس اور قدر میں سے ایک علت اتفاق فی القدر

وجود ہے۔ لہذا اس کے مابین بیع و تجارت کی ویشی کے ساتھ جائز ہے۔ ادھار سے جائز نہیں۔ کما قال فی

مدائع واما ربا النساء و فروعه والاختلاف فیہ فالاصل فیہ ماروی عن ابراہیم التحمی انہ قال

سلم ما یکال فی مایورن و اسلم ما یورن فی ما یکال ولا تسلم ما یکال فیما یکال ولا ما یوزن

لما یوزن و اذا ختلف الموعان مما یکال او یوزن فلا بأس به اثنان بواحد یبدأ بیداً ولا خیر فیہ

سبئ ولا من شرح هذه الحملة ۱۸۵ الخ مزید تفصیل اس کے متعلق یہ ہے کہ اگر جوار کے متعلق لوگوں کا عرف

صرف پیمانے کا ہے یہ پیمانے اور وزن دونوں سے لینے کا ہے تو گندم کے ساتھ اس جوار کا مندرجہ بالا قسم کا معاملہ

تعلق ربوا ہے اور ناجائز ہے اور اگر جوار کے اندر لوگوں کا عرف صرف وزن ہی کا ہے تو اس صورت میں مندرجہ بالا

مذہب اہم اعظم اور اہل محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ کما تشہد بہ العبارات الفقیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿ج﴾

بائع پر پیشگی یہ ہوا روپیہ مشتری کو دے پس کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر فریقین کی طرف سے سودا ٹوٹ جائے تو ایک فریق نے جو کچھ رقم لی ہوگی اُس کا لوٹانا لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور بکر نے سودا اس طور پر کیا تھا کہ بکر کو ۲ کنال کے عوض زید نے تین ایکڑ ارضی مبلغ ۵۰۰ روپے نقد در ۱۵ ہزار پختہ اینٹ دینا تھی۔

جو ارضی ۲ کنال بکر نے دینا تھی۔ وہ سکنی تھی اس کے ساتھ گلی دینے کا اقرار ہوا تھا۔ زید نے مبلغ ۵۰۰ روپے نقد بکر کو دے دیے۔ ابھی ارضی کا انتقال ایک دوسرے کے نام نہیں ہوا تھا کہ بکر نے زید کو چیلنج دے دیا کہ گلی نہیں ملے گی۔ اس پر زید تمام سودا سے انکاری ہو گیا۔ ویسے بھی زید کو اس سودے میں بڑا خسارہ تھا۔ دوسرا گلی دینے کا انکار اس پر زید سودا کرنے سے قطعی طور انکاری ہو گیا اور بکر نے ادا شدہ رقم مبلغ ۵۰۰ روپے کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ بکر نے رقم بذراپس کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا اب زید سودا سے پھر سکتا ہے یا نہ۔

اگر جبراً پھر جائے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ زید سودا سے جبراً پھر جائے تو بکر مبلغ ۵۰۰ روپے ہضم کر سکتا ہے یا نہیں۔ بکر رقم واپس نہ کرے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ بیوا تو جروا

ایم اعلیٰ خان گورمالی ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب ایک دفعہ ایجاب و قبول کے ساتھ صحیح بیع ہو جائے تو اس صورت میں کسی ایک کو سودا سے پھرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ ہاں اگر بیع میں عیب نکل آئے جس کا علم خریدار کو خریدتے وقت نہیں تھا اور نہ اس سے برائت کا کہا تھا یا خریدار بیع کو دیکھ نہ چکا ہو اور بن دیکھے خرید چکا ہو تو ان دو صورتوں میں خریدار سودا توڑ سکتا ہے۔ مگر عیب کی صورت میں فریق ثانی کی رضامندی سے یا حکم حاکم سے سودا توڑا جائے گا ورنہ نہ دیکھنے کی صورت میں صرف خریدار کے کہنے سے سودا ٹوٹ جائے گا۔ صورت مسئلہ میں اگر ایک دوسرے کی زمین دونوں دیکھ چکے ہوں اور پھر سودا کیا ہو تو ایسی صورت میں کسی ایک کو دوسرے کی رضامندی کے بغیر سودا توڑنے کا اختیار نہیں۔ لہذا اگر دونوں رضامندی کے ساتھ بیع توڑیں تو بکر کے ذمہ لازم ہے کہ زید کو مبلغ ۵۰۰ روپے واپس کر دے۔ اس رقم کو وہ ہضم نہیں کر سکتا ہے اور اگر دونوں فریق رضامندی کے ساتھ سودا نہ توڑیں تو سودا باقی رہے گا اور بکر کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ حسب

(۴) یہ صورت بھی صحیح ہے لیکن سہم کی تمام شرط کا لحاظ یہاں پر بھی رکھنا ضروری ہے۔ ہند میری بھینس کا گھی کی قید لگانا صحیح نہیں ہے۔ صرف اتنا کہہ دینا ضروری ہے کہ بھینس کا گھی دوں گا۔ پھر جس بھینس کا گھی بھی لائے دکاندار کو جب باقی شرائط کے مطابق ہوا اعتراض کا حق نہیں پہنچے گا۔ باقی یہ شرط کہ ہفتہ میں دو تین سیر گھی آ جاتا ہے۔ یہ شرط کافی نہیں ہے بلکہ کم از کم ابتدائی مدت اقساط کے شروع ہونے کی ایک مہینہ ہو اور پھر ہر ایک قسط کی ادائیگی کی مقدار اور ہر قسط کی ادائیگی کی تاریخ متعین کر لینی ضروری ہے۔ مثلاً یہ کہ آج سے ایک مہینہ بعد مثلاً ۱۲ جولائی کو ۲ سیر ۳ کو ۳ سیر وغیرہ وغیرہ ادا کروں گا اور بیع مسلم بالاقساط صحیح ہے۔ کما قال فی الدر المختار ص ۲۱۳ ح ۵ (واجل و اقلہ) فی السلم (شہر) بدیفتی وفی الحاوی لا بأس بالسلم فی نوع واحد ان یکون معلول بعرضہ فی وقت وبعضہ فی وقت آخر۔

(۵) ۱۰ من پھٹی کے ادا کرنے سے ناکامی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی زمین سے کم فصل برآمد ہو جائے۔ دوسری صورت یہ کہ نہ تو اس کے پاس ۱۰ من پھٹی مزید ہے اور نہ بازاروں اور دکانوں میں مزید پھٹی فروخت کے لیے موجود ہے اور یہ ناکامی اس مدت سلم کے پورے ہونے کے بعد ہیں۔ تو پہلی صورت میں تو زمیندار کے ذمہ لازم ہے کہ اس قسم کی پھٹی بازار سے خرید کر کے دکاندار کے حوالہ کر دے صرف اس کے پاس موجود نہ ہو انقطاع شہر نہیں ہوتا اور دوسری صورت میں دکاندار کو اختیار ہے کہ یا تو انتظار کرے کہ وہ جنس بازار میں آجائے اور اس وقت زمیندار سے وصولی کا مطالبہ کرے اور یا اتنی مقدار میں عقد سہم فسخ کر کے اپنی رقم ۲۵ روپے فی من کے حساب سے وصول کرے۔ کما قال فی الدر المختار ص ۲۱۲ ج ۵ ولو انقطع بعد الاستحقاق حیر رب السلم بین انتظار وجودہ والفسخ واخذ رأس مالہ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد الطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

اگر حسب وعدہ مشتری نے بقایہ رقم نہ دی اور

بائع نے زمین دوسری جگہ فروخت کر دی تو مشتری اول کو رقم لوٹانا لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بدائل مبین کہ ایک شخص نے زمین فروخت کی۔ مشتری نے کچھ رقم بطور پیشگی دے کر بقایا ادا کرنے کا وعدہ کیا لیکن مشتری نے عہد کے مطابق رقم ادا نہ کی اور بائع نے وہ زمین دوسرے آدمی کے پاس فروخت کر دی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا بائع پر مشتری اول کو وصول کردہ پیشگی واپس کر دینا ضروری ہے یا نہیں جبکہ دستور واپس نہ کرنا ہے۔

محمد عبد لکرم خلیف ج مع مسجد تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان

وعدہ زید کو ۴ کنال اراضی مذکور مع گلی کے دے اور زید کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ بکر کو تین ایکڑ اراضی مذکورہ اور پندرہ ہزار پختہ اینٹ دے۔ اس سے خلاف ورزی کی صورت میں دوسرا فریق اپنا حق طلب کرنے کے لیے عدالتی چارہ جوگی کرے۔ کما فی الہدایۃ ص ۲۵ ج ۳ واذا حصل الایجاب والقبول لزوم البیع ولاخیار لواحد منهما الا من عیب او عدم رؤیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عنہ مدد عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ثواب ۳۸۷ ھ

جب دو شخصوں نے ایک دوسرے کے ساتھ زمینیں تبدیل کیں

اور قبضہ لیا یا تو بیع تام ہے اگرچہ سرکاری انتقال نہ ہوا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر سے شہر کی زمین سنی مکانوں کے لیے باہر کی مرزومہ زمین سے تبادلہ کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زید نے جو زمین سنی مکانوں کے لیے بکر سے لی وہ ایک کنال انیس مرلے تھی۔ جو بکر کو زمین دی گئی وہ شہر سے باہر تھی اور کم قیمت تھی۔ اس لیے ہزار روپے نقد اس صورت میں ادا کیا کہ پانچ صد روپے نقد اور پندرہ ہزار پختہ اینٹ۔ زمین بائیس کنال۔ یعنی اس طرح سمجھئے کہ زید نے ایک کنال انیس مرلے بکر سے لے لی اور بکر کو بائیس کنال زمین پانچ صد روپے نقد پندرہ ہزار پختہ اینٹ دے دی۔ یہ سودا ہو جانے کے بعد ایک دوسرے کو قبضہ دے دیا گیا اور اپنی اپنی متبادلہ زمینوں پر ہر شخص نے تصرف شروع کر دیا۔ زید نے مکانوں کے لیے جھلہ وغیرہ مارا اور چھ ماہ تک سوائے تعمیر مکان کے اس زمین پر ہر قسم کا تصرف کیا۔ مگر انتقال قانونی یعنی سرکاری نہیں ہوا تھا۔ نقد پانچ صد روپے زید نے بکر کو ادا کیا لیکن پندرہ ہزار اینٹ دینے کا وعدہ کیا یا بنیادوں والی اینٹ اکھڑ لینے کا حق دیا۔ یعنی بکر جس وقت چاہے اکھڑ لے باوجود ان تصرفات اور ادائیگی نقد کے زید نے چھ ماہ بعد تبادلہ اراضی سے انکار کر دیا۔ کیا یہ تبادلہ شرعاً پختہ ہے اور زید کی تمسک صحیح ہے اور زید پر تبادلہ کی ادائیگی شرعاً واجب ہے یا نہ۔

نوٹ: نیز یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ زید زبان سے تو کہتا ہے کہ شریعت کا کہنا بسر و چشم مگر یہ تبادلہ زمین نہیں کروں گا۔ کیا اس کا زبان سے اقرار اور دل سے انکار صاف ظاہر ہے۔ کیا زید پر کوئی شرعی زدا آ سکتی ہے یا نہ۔

یعنی زید کے حسب منشا شریعت کا فیصلہ ہوتا مانتا ہے اور شریعت کا حکم زید کے منشا کے خلاف ہوتا انکاری ہے۔
عبدالملک خطیب جامع مسجد کوٹ سلطان تحصیل ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

جب ایک دفعہ ایجاب و قبول کے ساتھ صحیح معاملہ بیع کا کیا گیا اور اس میں کوئی شرط خیار وغیرہ نہیں رکھی گئی تو بیع لازم ہے اور تبادلہ شرعاً پختہ ہے۔ بغیر رضامندی فریقین کے یہ بیع نہیں ہو سکتا ہے۔ کما قال فی الہدایۃ ص ۲۵ ج ۳ واذا حصل الایجاب والقبول لزوم البیع ولاخیار لواحد منهما الا من عیب او عدم رؤیۃ۔ ہاں اگر بکر زید کے ساتھ اس بیع کا ق۔ (بیع) کر دے اور زید کی اس بیع پر ندامت کی وجہ سے بکر بھی بیع کے قطع پر رضامند ہو جائے تو بکر کو بڑا ثواب مل جائے گا لیکن بکر کو بیع کرنے کے لیے شرعاً مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے من اقال نادما بیعة اقال اللہ عشر اثمہ یوم القیامہ او کما قال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عنہ مدد عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس وقت میری کچی فصل گندم کی خرید لو ہاڑ میں جتنی گندم ہو جائے آپ کی ہوگی کیا یہ جائز ہے

اگر کوئی کہے کہ ”آپ کو گندم کی بیع اس شرط پر دوں گا کہ آپ کی آدھی فصل میری ہوگی“ تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ
(۱) سبز گندم کو پکنے سے تین چار ماہ قبل بیع دینا جائز ہے کہ نہیں۔ ایک شخص کو رقم کی اشد ضرورت ہے۔ جا کر کسی کو کہتا ہے کہ میری سبز گندم ہے۔ لہذا تم یہ گندم مجھ سے لے کر ہاڑ میں جتنا بھی غلہ نکلے وہ تیرا ہے۔ کیا اس طرح کی بیع جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) نیز اگر ایک شخص کے پاس بیج بونے کے لیے دانہ نہیں کسی دوسرے سے گندم قرض لیتا ہے وہ قرض دہندہ یہ شرط لگاتا ہے کہ جب فصل کٹے گی اس زمین کا آدھا غلہ میرا ہوگا اور آدھا تیرا ہوگا اور زمین کا مالک بھی مجبوری کی وجہ سے دانہ لے کر حق ریزی کرتا ہے اور فصل پکنے کے بعد اس زمین سے جتنا بھی دانا ہوتا ہے آدھا زمین والا اور آدھا بیج دینے والا شخص لے جاتا ہے کیا اس طرح جائز ہے کہ نہیں۔

عبداللہ بلوچستانی معلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

(۱) یہ بیع درست ہے لیکن اگر یہ شرط لگائے گا کہ فصل پکنے تک یہ زمین پر بلا عوض رہے گی تو درست نہیں۔

(۲) یہ صورت درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ محرم ۱۳۹۰ ھ

بھی بیع جائز تھی۔ یعنی بوقت قریب پختہ ہونے کے درمیان چالیس روپیہ پیشی دے دی۔ بعد میں پونے تین سو کا پچل توڑیا پھر آموں کو بیماری لگ گئی جس کی وجہ سے مشتری نے کہا کہ میں یہ باغ نہیں لیتا۔ میرے مہلت واپس کریں آیا بموجب شرع محمدی مشتری اپنے مہلت دیے ہوئے کا حقدار ہے یا نہیں۔ ینوا بقل الكتاب و توحروا یوم الحساب

عبدالستار

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شرط صحت سواں بیع جائز اور تام ہے و بیع تام ہونے کے بعد مشتری کے باں اگر کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو اس عیب کی وجہ سے بیع میں کوئی نقص نہیں آتا۔ لہذا صورت مسئولہ میں مشتری اپنے مہلت واپس لینے کا حقدار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

اگر مشترک زمین ایک شخص نے فروخت کر دی تو اس میں دوسروں کی رضامندی ضروری ہے

﴿س﴾

اب، حق تینوں بھائی ہیں اور تینوں کی زمین مشترک ہے۔ بان میں سے کوئی ایک ساری زمین فروخت کر دیتا ہے کیا شرعاً یہ بیع دوسرے دو بھائیوں کے بارے میں نافذ ہوگی۔ حالانکہ بائع کے پاس کوئی حق نامہ یا اجازت نامہ نہیں۔

﴿ج﴾

بقیہ دو بھائیوں کے حصہ کی بیع ان کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر انہوں نے اجازت دی تو بیع تام ہو جائے گی۔ اگر انکار کر دیا تو بیع ختم ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۹۰ھ

شارع عام کو بند کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان مسئلہ کہ ایک راستہ ہے جو کہ تمام ہستی والوں کے لیے شارع عام ہے اور پانی وغیرہ کے نکلنے کا بھی وہی راستہ ہے اور مسجد میں نماز کے لیے جانے کا بھی وہی راستہ ہے اور بچوں کا مدرسہ در مسجد میں جانے کا بھی وہی راستہ ہے یعنی مشترک گزرگاہ ہے تو اب ایک آدمی اس راستہ کو بند کرنا چاہتا ہے اور خواہ مخواہ جھڑکرتا

ہے حالانکہ وہ راستہ اس کی اپنی ملکیت بھی نہیں ہے۔ تو شریعت بیضاء میں اس کا حکم کیا ہے کیونکہ وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے توئی لا کر دکھاؤ پھر میں تسلیم کروں گا تو اس مسئلہ کو دلائل سے مزین فرما کر مشکور فرمائیں۔

محمد بخش ڈیروی

﴿ج﴾

واضح رہے کہ ہم راستہ کی ملکیت نہیں بلکہ حق عام ہے۔ لہذا اگر راہ بیروں کو اسے تنگی ہو اور محلہ کے اکثر لوگ اس کو بند کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے تو شخص مذکور کا اس راستہ کو بند کرنا اور اپنی ملکیت قرار دینا شرعاً جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
اجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الثانیہ ۱۳۸۹ھ

بیع مسلم سود ہے یا جائز تجارت ہے

﴿س﴾

علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ بیع مسلم سود ہے یا پاک تجارت ہے۔

گل شیر مظفر گڑھ کوٹ ادو

﴿ج﴾

فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو مثلاً دو روپیہ دیے اور یوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلا نے مہینے میں قدر تاریخ میں ہم تم کو ان دس روپے کی گندم لیں گے اور نرخ اس وقت طے کر لیا کہ روپیہ کے پندرہ سیر یا روپیہ کے بیس سیر یا مثلاً اتنے روپیہ کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اس بھاؤ گندم دینا پڑے گی چاہے بازار میں گراں بکیں چاہے سست، بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس کو بیع مسلم کہتے ہیں اور یہ شرعاً جائز اور پاک تجارت ہے لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اول شرط یہ ہے کہ گندم وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف اسی طرح بتلا دے کہ بیتے وقت دونوں میں جھڑانہ پڑے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کرے کہ پندرہ روپیہ یا بیس روپیہ من کے حساب سے لیں گے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جتنے روپیہ کا کہنا ہوا اسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپیہ یا بیس روپیہ کے لیں گے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اسی وقت اس جگہ پر رہتے رہتے سب روپیہ دے دیوے۔ اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپیہ دیوے تو سب معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کرنا چاہیے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ اپنے لینے کی مدت سے کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینہ کے بعد فلائی تاریخ کو ہم گندم لیں گے۔ مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنا مقرر کرے جائز ہے لیکن دن، تاریخ، مہینہ سب مقرر کرے تاکہ جھڑانہ پڑے۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کرے

کہ فدائی جگہ وہ گندم دین یعنی اس شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچنے کے لیے کہہ دے۔ یا یوں کہہ دے کہ ہمارے گھر پہنچ دینا غرضیکہ جو منظور ہو صاف بتا دے۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کو اس نے اورے جانے میں کچھ مزدوری نہیں لگی تو بینے کی جگہ بتانا ضروری نہیں۔ جہاں چاہے اس کو دے دے۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ جس وقت مالہ کیا ہے اس وقت سے لے کر لینے اور وصول پانے کے زمانہ تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو۔ اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ نہیں۔ السلم جائز فی المکیلات والموزونات والمعدودات التي لا تتفاوت كالجوز والبيض والمزروعات. ولا يحوز السلم فی الحيوان الخ قال بعد ذلك ولا يصح السلم الا مؤجلا ولا يجوز الا باحل معلوم. قال المحشی ادناه شہر علی الاصح وعليه الفتوى ولا يجوز السلم بمکیال رحل بعينه ولا فی طعام قرية بعينها ولا يصح السلم عند ابی حنیفة رحمه الله الا بسبع شرائط تذكر فی العقد جنس معلوم ونوع معلوم وصفة معلومة ومقدار معلوم واجل معلوم ومعرفة مقدار رأس المال اذا كان مما يتعلق العقد بملی مقداره كالمكيل والموزون والمعدود وتسمية المكان الذي يوفيه اذا كان به حمل ومؤنة (قدوری) ولا يصح السلم حتى يقبض رأس المال قبل ان يفارقه (قدوری ص ۷۶) ومن شرائط السلم ان يكون موحودا من وقت العقد الى وقت محل الاجل بلا انقطاع فی المین والانقطاع ان يوحده فی السوق الذي يباع فيه فی دالك المصر ولا يعتبر الوحد فی السوت (قاضی خان ص ۱۱۷ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

جس نے اپنی زمین سمجھ کر درخت لگائے اور بعد میں معلوم ہوا کہ

زمین کسی اور کی ہے تو درختوں کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک زمین کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوئے اس میں کچھ درخت بوئے۔ بعد تحقیق کے یہ زمین کسی اور کی ثابت ہوئی اب یہ درخت کس کی ملکیت ہوں گے۔

حاجی محمد حنظل مدرسہ ہذا

﴿ج﴾

یہ درخت بونے والے کی ملکیت ہیں۔ اب یا تو صاحب ارض پر برضا فروخت کر دے یا ان کو وہاں سے نکال کر

ہے استعماں میں آئے۔ بہر حال درخت اس کے مملوک ہیں لیکن اس زمین پر اس کے لیے ٹھہرانا بجا نہیں۔ واللہ اعلم

مفتی محمود عفا اللہ عنہ

مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

جب عین کی بیع ایجاب وقبول کے ساتھ مکمل ہو جائے تو بیع لازم ہے اگرچہ مشتری نے قبضہ نہ لیا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کا ایک سو روپیہ نقد عرصہ دراز تقریباً ایک سال سے دینا تھا اور عہدہ گزشتہ ہاڑ کی پندرہ تاریخ کا تھا۔ مگر بکر زید سے اپنا قرضہ کا مطالبہ کرتا رہا اخیر کار جیٹھ کی آخری تاریخوں میں زید نے کہا کہ میرے پاس نقد نہیں ہے۔ کوئی جانور مثلاً بھیڑ بکری لے لو تو بکر نے کہا کہ مجھے ایک بیل کی کسی دوسرے کے لیے ضرورت ہے مجھے دے دو۔ تو زید نے جواب دیا کہ ایک بیل میں فروخت نہیں کرتا جوڑا بیلوں کا لے لو تو بکر نے جواب میں کہا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا۔ اس کے ایک روز بعد بکر نے کہا کہ میں ایک بیل لے سکتا ہوں دوسرا نہیں لے سکتا تو زید نے ایک بیل اپنے ذریعہ سے خالد کو دیا اور بکر کو بلا کر دوسرے بیل کی جو بکر نے لینا تھا تین سو بیس روپے قیمت پر بیچ ہوئی اور رقم نقد ادا کرنے کا وعدہ ہوا مگر دو تین دن کے بعد بکر نے کہا کہ جس کے لیے میں بیل خرید کر رہا تھا وہ نہیں لیتا اب میرا سو روپیہ دے دو اور بیل اپنے پاس رکھو اور زید نے بکر سے بقایا دو سو بیس روپے کا مطالبہ کیا تو بکر نے جواب دیا کہ پچھلے ایک سو روپیہ بھی تیرے پاس اور بیل بھی تیرے پاس اور دو سو بیس روپے بھی تجھے دے دوں تو پہلے مجھے بیل کا قبضہ میرے ہاتھ میں دے۔ تب میں رقم بقایا ادا کروں گا۔ ان کا یہی جھگڑا ہے بکر کہتا ہے کہ جس چیز کا مین موجود ہو اس کا قبضہ شرط ہے۔ ملکیت تب ثابت ہوگی جب قبضہ ہوگا اور قبضہ کے بعد بقایا بھی ادا کروں گا اور زید کہتا ہے کہ میں بیل کا قبضہ نہیں دیتا تا کہ مجھے بقایا ادا نہ کرو گے اور پچھلے سو روپے میں میرا بیل اپنے قبضہ میں رکھ لو گے۔ مختصراً عرض ہے کہ شرعاً زید سچا ہے یا بکر۔ مین کے لیے قبضہ شرط ہے یا نہ جس طرح بکر کہتا ہے نیز زید کہتا ہے کہ بغیر قبضہ کے بیع و شراء کی مجلس ختم ہونے پر ملکیت بکر کی ہے کوئی قبضہ نہیں ان کے جھگڑا کا مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

احمد خان عرف بونا ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر اس بیل کی بیع باقاعدہ ایجاب وقبول کے ساتھ ہوئی تھی تب یہ بیع نافذ ہوگی اور مجرد ایجاب وقبول کے ساتھ ہی بکر مشتری اس بیل کا مالک ہو گیا ہے۔ قبضہ کرنا کوئی شرط نہیں۔ اب اگرچہ وہ شخص جس کے لیے بکر بیل خرید رہا تھا

تیل نہ سے تب بھی بیچ سکتا ہے اور بکر کو لینا پڑے گا۔ بکر کو نزاع مذکور کی صورت میں دو سو بیس روپے بقایا پیسے دینے ہوں گے اور زید کو بعد میں کہا جائے گا کہ تیل حوالہ کر دو۔ کما قال فی الہدایۃ ص ۲۵ ح ۳ و ادا حصل الایحاب والقول لرم البیع ولاخیار لواحد مہما الامن عیب او عدم رؤیۃ وفيہا ایضاً ص ۱۳۳ ج ۳ ومن باع سلعة بضمن قبل للمشتري اذفع الثمن اولا وفيہا ایضاً ص ۹۱ ج ۳ ثم الاجازۃ اجازۃ نقد لا اجازۃ عقد حتی یكون العرض الثمن مملوكا للفضولی وعلیہ مثل المبیع ان كان مثلیا او قیمته ان لم یكن مثلیا لانه شراء من وجه والشراء لا یتوقف علی الاجازۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

اپنی زمین کی گندم یا لوگوں سے خرید کر پھر لوگوں کو نہ بیچنا اور زیادہ نفع کی نیت سے گھر میں رکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید بغرض تجارت نہ ہائے گندم وغیرہ دیگر جنس خرید کر گھر رکھتا ہے تاکہ موقعہ ہو وقتہ فروخت کر کے منافع حاصل کروں۔ کیا یہ احتکار ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

اقول وباللہ اتوفیق۔ آدمیوں کی روزی یا چوروں کی روزی مثلاً گھس وغیرہ کو بند کرنا اور نہ بیچنا یہ احتکار نہیں ہے۔ اگر عوام ہوگے خواہ شہر والے یا قریہ والے لنگی و قحط میں مبتلا ہیں اور اس کا احتکار عوام کو نقصان دے تو یہ فعل اس کا احتکار ہے ورنہ ممنوع ہے۔ اگر کسی آدمی نے اپنی زراعت کا غنہ بند کر دیا ہے یا کسی دوسرے شہر یا قریہ سے اناج خرید کر گھر رکھ دیا ہے ورنہ بوقت ضرورت نفع پر فروخت کرتا ہے۔ یہ احتکار نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالرحمن عفی عنہ

اپنی زمین کی پیداوار کو نہ دینا اور دوسرے دور دراز سے خرید کیے ہوئے غلہ کو نہ دینا احتکار نہیں۔ اسی شہر سے خرید کر کے ضرورت کے وقت بازاری نرخ پر نہ دینا احتکار ہے اور شرعاً ناجائز ہے اور مستحق وعید ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبد الشکور عفی عنہ

﴿ہو المصوب﴾

اپنی زمین کی پیداوار ضرورت کے وقت عوام کو نہ دینا اور دوسرے شہروں سے خریدنا ہو غلہ روک لینا احتکار نہیں

ہے۔

مختصر یہ شخص اس وعید کا مستحق نہیں ہے جو حدیث میں شکر کے لیے مذکور ہے۔ حدیث شریف میں شکر کے لیے عید آئی ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے شہر یا بستی کا غلہ لے اور روک لے اور ضرورت کے وقت عوام کی تکلیف و رگرائی کا سبب بنے لیکن مناسب یہ ہے کہ ضرورت کے وقت اپنے غلے کو اور دوسرے شہر سے خریدے ہوئے غلے کو بھی نہ روکے بعد میں بھی عوام کی ضروریات کے لیے عام کر دے اس میں بڑا ثواب ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

یک سودے میں دوسرے سودے کی شرط لگانا ناجائز ہے، ایک شخص اگر کسی کو رقم قرض دیتا ہے کہ

میں تمہاری فصل سے چوتھا حصہ لیتا رہوں گا یہ سودے، کاشت کار سے رقم لے کر اس کو

زمین بٹائی پر دینا ناجائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل میں کہ

(۱) ایک شخص غنہ گندم یا چھوٹے کے نرخ مقررہ فی پوری ۳۵ روپیہ ہے، وہ لوگوں کو ۶۰ روپیہ مقرر کر کے دیتا ہے

بتا ہے کہ میں ماہ ہاڑ میں لوں گا جو بھاؤ اس وقت ہوگا۔

(۲) یا ۶۰ روپے پوری دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاڑ میں چھوٹے ۳۵ روپیہ فی پوری کے لوں گا۔

(۳) ایک شخص ایک آدمی کو پانچ صد روپیہ دیتا ہے اس شرط پر کہ قطعہ اراضی کاشت خود کریں۔ میں تم سے

بند حصہ لیتا رہوں گا۔ جب تک میرا پانچ صد روپیہ ادا نہ کرے گا۔

(۴) ایک آدمی چار صد روپیہ دیتا ہے۔ اس کی ۸ قطعہ اراضی لے لیتا ہے اور تا ادا چار صد روپیہ تک نصف

غہ بٹائی اراضی والے کو دیتا رہتا ہے۔ برائے مہربانی ان ہر چار صورتوں کا دینے لینے والے کے لیے جو حکم شرعی ہو تحریر

کر اکر اجازت اللہ حاصل کریں تاکہ حلت و حرمت ایسے عمل کا مسندوں کو پتہ ہو جائے۔ ایسا عمل بہت لوگوں نے جاری کر دیا ہے۔

مودی غلام محمد چک نمبر B۳۲ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۲۱) اس طرح کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں ایک سودا کرنے میں دوسرے سودے کی

لنگائی ہے۔ ہاں اس طرح جائز ہے کہ ۶۰ روپے فی پوری کے حساب سے غلہ اس وقت دے دے اور ہاڑ میں ۶۰

روپے فی بوری کے حساب سے نقد لینے کا مستحق بنے اور اگر ہاڑ میں وہ مقرض شخص اس کو اس نقد کے عوض میں کوئی جنس دینا چاہے تو دونوں کی رضا مندی سے جس قیمت پر سودا ہو جائے جائز ہے۔ پہلے سے اس نقد کے عوض میں جنس لینے کا سودا کرنا خواہ اس کی قیمت پہلے سے طے کریں یا اس وقت کے بعد پر چھوڑیں ناجائز ہے۔ لاندہ صفقة فی صفقة وقد نہی عنہ۔

(۳) یہ صریح رہا ہے۔ اپنی اس رقم کے عوض اتنی رقم ہی لے سکتا ہے اس سے زائد کچھ لینا جائز نہیں ہے۔

(۴) اس طرح مزارعت (بائی) پر زمین دینی کہ کا شکار مبلغ پانچ صد روپے، ملک زمین کو بطور قرضہ دے گا اور جب تک وہ قرضہ واپس نہ کرے گا اس وقت تک یہ زمین اس کے پاس بنائی پر رہے گی یہ بھی ناجائز ہے۔ کما قال فی الشامیة ص ۲۴۷ ح ۵ (قوله لانهما احارة) فيكونان معاوضة مال بمال فيفسد ان بالشرط الفاسد ولا يجوز تعليقهما بالشرط كما لو قال زارعتك ارضي او ساقيتك كرمي على ان تقرضني الفا او ان قدم زيد و تمامه في البحر قال الرملي وبه يعلم فساد ما يقع في بلادنا من المزراعة بشرط مؤنة العامل على رب الارض سواء كانت من الدراهم او من الطعام فقط والله تعالى اعلم حرره عبد اللطيف غفر له معين مفتي مدرستہ قاسم العلوم ملتان ۱۳۸۸ھ

اجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرستہ قاسم العلوم ملتان ۱۳۸۸ھ

باغ میں سے دو یا تین پودے مستثنیٰ کر کے فروخت کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی ملکیتی باغچہ نفرک ثمر آم کے درختوں پر آویزاں حالت میں بقیمت مبلغ پانچ صد روپے فروخت کیا ہے۔ مگر بیع کرنے سے پہلے زید نے مشتری سے یہ طے کیا ہے کہ مجھے اپنے باغچے سے پانچ من پختہ یا غیر پختہ آم کھانے کے لیے دینے ہوں گے۔ یعنی پانچ صد روپے بھی دینے ہوں گے اور آم پانچ من الگ دینے ہوں گے۔ نیز یہ بھی معلوم رہے کہ بیع طے ہونے سے پہلے پانچ من آم طے، مابین بائع اور مشتری ہوئے ہیں اور بعد میں قیمت باغچہ پانچ صد روپے طے ہوئی ہے۔ اب اس صورت مندرجہ بالا میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ بائع کے لیے ایسی شرط پر بیع کرنا جائز ہے یا نہیں اور پھر یہ پانچ من آم مشتری سے لینا اور بائع کے لیے کھانا جائز ہے یا نہیں۔ مینواتو جروا

فیض رسول

﴿ج﴾

سب سے اچھی صورت جس میں شبہ نہ ہو آپ کے اس سودا میں یہ ہو سکتی ہے کہ باغچہ میں ایک یا دو پودے آم کے مستثنیٰ کر لیں جن کا پھل پانچ من ہو جائے یا تھوڑا سا کم و بیش بن جائے۔ یہ صورت بلاشبہ جائز ہے۔ آم باغ میں دو تین پودے مستثنیٰ کر کے باقی باغ کو پانچ صد روپے میں فروخت کر دیں۔ فقط واللہ اعلم عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بیع سلم شرط فاسد سے فاسد ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نہایت مفلس آدمی ہے لہذا زید بکر کے پاس سے گندم خرید لے لیتا۔ بکر زید کو ایک من گندم اس شرط پر دیتا ہے کہ اب اس گندم کی قیمت ۱۸ روپیہ ہے لہذا یہ رقم آپ کے ذمہ ہوئی اور باقی میں میں پھر آپ سے نو روپیہ کے حساب سے دو من گندم لوں گا۔ زید بوجہ مجبوری ادا نہ ہونے رقم نقد کے اس رد قبول کر لیتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور سلم بنتی ہے یا نہیں۔ مینواتو جروا حبیب اللہ بمقام نگر سرانے تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بیع فاسد ہے۔ اس میں شرط لگانی جائز نہیں ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ ایک شخص اپنی گندم اٹھارہ روپیہ من کے بے فروخت کرے اس سے آگے مزید اضافہ صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم مفتی مدرستہ قاسم العلوم ملتان شہر

اگر مشتری بقیا رقم کی ادائیگی اور مال لینے کے لیے وقت مقررہ پر نہ پہنچے

تو بائع کے لیے مال دوسری جگہ فروخت کرنا جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ زید نے عمر کو مبلغ چالیس روپیہ دے دیے اور کہا کہ تو مجھے چالیس من کپاس ب ۲۵ روپے فی من دے تو عمر نے کہا کہ چالیس من کپاس بحساب پچیس روپے فی من دے دوں گا مگر آٹھویں کپاس نکوالیں اور بقایا قیمت دے دے۔ مگر زید نوں دن مال نکوانے آیا عمر نے کہا کہ آپ وعدہ پر نہیں آئے میں نے وہ مال چالیس من کپاس بیچ دی ہے۔ تیرا کوئی حق نہیں ہے اب زید کہتا ہے کہ میں نے عمر سے چالیس من

کپاس لینی ہے۔ عمر کہتا ہے کہ مجھے دینی نہیں۔ تو آیا شرعاً عمر سے چالیس من کپاس لینے کا استدلال ہے یا نہیں۔ جینا تو جی۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں عمر کا اس کپاس کو (اگر وہ متعین تھی) فروخت کرنا جائز نہیں تھا۔ لہذا زید کا حق ہے کہ عمر سے کپاس وصول کرے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کئی یا پچھڑی کی دوسری بار حاملہ ہونے تک پرورش کر کے پھر اس کی قیمت لگانا

﴿س﴾

زید نے ایک کئی یا پچھڑی جو کہ سال یا سو سال کی ہے۔ بکر کو اس شرط پر بلا قیمت دی ہے کہ اسے پال جب جو ہو کر حاملہ ہوگی اور وضع حمل کے بعد دودھ وغیرہ بکر پیتا رہے گا اور اس کی خدمت وغیرہ کرتا رہے گا۔ اس کے بعد جب دوسری دفعہ حاملہ ہو وضع حمل کے قریب ہو تو بکر اس کی قیمت ادا کرے گا۔ زید کو اس میں اختیار ہے کہ آدھی قیمت بھینس یا گائے کی ادا کر کے مالک بن جائے یا مقرر شدہ قیمت آدھی لے لے۔ اور بھینس یا گائے کے ساتھ زید کا کوئی حلق نہ ہو اور بھینس وغیرہ کا پہلی دفعہ پچھڑا اس طرح اس کی قیمت کرنے کا اختیار بکر کو ہوگا اور رضامندی زید کو چاہیے کہ مرضی آدھی قیمت رقم لے لے یا آدھی رقم ادا کر کے اس کا مالک بن جائے۔ اسے ہماری زبان میں پال سنبھ کہتے ہیں۔

محمد افضل قریشی مقام مخدوم رشید ڈاک خانہ خاص ضلع ملتان

﴿ج﴾

اس قسم کا معاملہ ترمذی ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ

بیع مسلم میں اگر کچھ گندم رب المسلم کو دے دی اور

کچھ اس کی رضامندی سے فروخت کر دی تو یہ جائز نہیں ہے نہ اقالہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ساتھ ۵۰ من گندم کی بیع سم کی۔ وقت راہونے کے بعد ۵۰ من گندم تو حوالہ کر دی اور بقیہ گندم کے متعلق کہا کہ وہ آپ کی گندم میں نے فروخت کر دی۔ لہذا اس کی موجودہ بزاری رقم کے حساب سے اس کی رقم مجھ سے لے لیں۔ چنانچہ رب المسلم بھی اس پر رضامند ہو گیا تو کیا

یا کرنا درست ہے اور بصورت ناجائز ہونے کے کیا وہ رب المسلم بقیہ ۳۵ من گندم کا مطالبہ کر سکتا ہے یا کیا وہ معاملہ کا اقالہ شمار ہوگا اور صرف اپنی بقیہ رقم رأس المال ہی اس کو ملے گی۔

محمد یحییٰ حسن آگاہی ملتان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئلہ میں صلح مذکور ناجائز ہے اور یہ اقالہ اور نسخ شمار نہ ہوگا۔ رب المسلم بقیہ ۳۵ من گندم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۱۹۶ ج ۳ سنل علی بن احمد عن رب المسلم اذا اشتری المسلم فیہ من المسلم الیہ قبل القبض باکثر من رأس المال او برأس المال حل یکون ذلک اقالہ للسلم فقال لا یصح الشراء ولا یکون اقالہ کذا فی التتار حانیہ باع رب سلم المسلم فیہ من المسلم الیہ باکثر من رأس المال او برأس المال لا یصح ولا یکون اقالہ کذا فی القنیۃ ولیہا ایضاً واذا کان السلم حنطۃ ورأس المال مائۃ درہم فصالحہ علی ان یرد عنہ مائۃ درہم او مائۃ وخمسمین کان باطلا فاما اذا قال صالحک من السلم علی مائۃ من رأس المال کان جائزاً وکذا اذا قال علی خمسمین من رأس المال لان الصلح علی رأس المال لی باب السلم اقالہ وبعد هذا اختلف المشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ فی قولہ صالحک من السلم علی خمسمین درہما من رأس المال انه هل یصیر اقالہ فی جمیع السلم او فی نصف السلم وان ذل صالحک من السلم علی مائۃ درہم من رأس المال لا یجوز یرید بقولہ لا یجوز انه لا یت الزیادۃ وتقع الاقالہ بقدر رأس المال ہکذا ذکر شیخ الاسلام فی شرحہ وایضاً شمس لانمۃ السرخسی فی شرحہ انه تطل الاقالہ فی هذا الوحۃ اصلاً کذا فی الذخیرۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ صفر ۱۳۸۷ھ

اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ شخص بازار سے ۳۵ من گندم خرید کر اس کو گندم سپرد کر دے۔ موجودہ قیمت کی رقم نہ کو نہ دے۔ اس کی گندم ۳۵ من دے دے تو معاملہ درست ہے۔

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی شخص نے زمین فروخت کر دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ

کچھ زمین اس کے بھائی کے نام ہے وہ نہیں دینا چاہتا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں صورت مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے زمین خریدی۔ میں ایکڑ (۲۰ کلا) ایک

کنال خرچ ہذا زید تھا۔ مگر جب لکھ پڑھ چلائی اور رپورٹ پٹواری سے طلب کی تو بکر کے نام صرف چند روکھتہ کنال نکلی۔ کنال کم پانچ ایکڑ رقبہ خاند کے نام نکلا تو دوسری لکھ پڑھ خاند کے نام چلائی دوبارہ بکر کی جانب سے سواپہر ایکڑ کی چلائی یعنی دو مثلیں بننے سے خرچ دو گن ہوا جو کہ زید کی عدم موجودگی میں دوسری مثل بنی۔ بعد میں بکر کے حق بھائی اور بہن نے مخالف درخواستیں گزار کر لکھ پڑھ نام منظور کرا دی کہ زمین ہماری مشترکہ ہے جو کہ بکر کے نام پر تھی۔ خاند کے نام کی مثل اس کے خلاف بکر خود اور اس کا بھائی اور بہن مخالفت کر کے زمین خود لینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ زید سے خاند نے اور خاند نے بکر سے تمام رقم وصول کر لی ہے۔ زید کا مطالبہ ہے کہ دوسری مثل کا خرچ بکر ادا کرے۔ اور ازیں بکر کی مثل چونکہ اس کے حقیقی بھائی کے مخالفت سے نام منظور ہے اس وقت بکر کو بھی اس کی امداد ملتی ہے۔ زمین واپس لینا چاہتا ہے۔ لہذا بکر کے ذمہ دونوں مثلوں کا خرچ شرعاً آتا ہے یا کہ ایک مثل کا آتا ہے۔ جب کہ زید کو معصومہ کہ سب زمین بکر کے نام ہے۔ اس نے خرچ دینا منظور کیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ تقریباً چوتھائی رقبہ خاند کے نام ہے۔ مجبوراً دو مثلیں چلائی پڑیں۔ چونکہ زید نے بکر کو بطور پیشگی پانچ ہزار روپیہ دے دیا تھا۔ خاند والی زمین کنال کم پانچ بکر کی رقم مبلغ چار ہزار روپیہ لے چکا ہے۔ کیا یہ خرچ بکر پر آئے گا یا نہیں۔ پہلے دونوں مثلوں کے خلاف بکر کا حقیقی بہن اور بہن مخالف درخواستیں گزارتے تھے کہ یہ زمین ہماری مشترکہ ہے۔ لہذا بکر کی مثل نام منظور کرا دی۔

اب خاند والی مثل کے خلاف بکر اور اس کا بھائی اور بہن مخالف کوشش کر رہے ہیں کہ زمین ہماری ہے اور بکر جو تمام زمین اس زمین کا لے چکا ہے اب رقم کا بھی انکار اور زمین واپس لینے پر آمادہ ہے۔ کیا دونوں مثلوں کا خرچ یا ایک مثل کا خرچ بکر کے ذمہ لازم آئے گا۔ کیا زید اپنی زمین لینے کی خاطر دعویٰ دائر کر سکتا ہے یا کہ نہیں اور خرچ کلیم بکر ہو گا یا نہیں۔ چونکہ بکر رقم بھی مضمّن کرنا چاہتا ہے اور زمین بھی واپس لینا چاہتا ہے کیا زید خرچ کی وصولی کسی صورت میں کرنے کا مجاز ہے یا نہ۔

السائل مولانا محمود عبد اللہ مور و سندھ ضلع نواب شاہ

﴿ج﴾

زمین مشتری کی ہو چکی ہے۔ مشتری اس کا قطعاً مالک ہے۔ قبضہ بھی بقول مستفتی کے مشتری کو مل چکا ہے۔ اب اگر وہ واپس کرنا چاہے تو جتنی رقم چاہے لے سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر کچہری

۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

جب ایک شخص نے اپنی زمین کسی کو فروخت کر دی تو بیٹے کا اس کو دوسری جگہ بیچنا یا زمین سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مثلاً زید نے عمر سے کچھ رقبہ خرید کیا اور اس رقبہ میں ایک کمرہ بھی بنالیا لیکن جب صحن کی چار دیواری بنانے لگا تو ایک ہمسایہ نے رو کاٹ ڈال دی کہ راستہ ۲ فٹ کا چھوڑا جائے۔ اس پر عمر نے کہا کہ فی الحال آپ چار دیواری نہ ڈالیں۔ جب راستہ کا فیصلہ ہو جائے گا پھر ڈالیں۔ بعد ازاں عمر نے مشتری سے کہا کہ آپ کچھ رقم زائد دے دیں میں آپ کو ملحق رقبہ دیتا ہوں۔ چنانچہ مشتری نے قبول کیا اور زائد رقم دے دی۔ بیع تمامہ بھی لکھ دی گئی لیکن موقعہ پر قبضہ اسی راستہ کے چھڑے کی وجہ سے مؤخر کر دیا کہ جب راستہ کا فیصلہ ہو جائے گا آپ کو قبضہ دے دیا جائے گا۔ چنانچہ تقریباً دو سال تک معاملہ رکا رہا۔ بعد ازاں بائع کے بٹے کے نام سے مشورہ سے وہی رقبہ کسی دوسرے آدمی کو تبادلہ میں دے دیا اور موقعہ پر قبضہ بھی دے دیا۔ اب جبکہ مشتری اول نے مطالبہ کیا کہ یہ رقبہ تو میرا ہے۔ تو بائع کہتا ہے کہ آپ دعویٰ دیوانی کر کے وہ رقبہ چھڑالیں۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ حالانکہ بائع ایک دیندار آدمی بھی ہے اس سے قبل کوئی دھوکہ وغیرہ بھی نہیں کیا۔

کیا اس رقبہ کا زید کو قبضہ دینا عمر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔ اگر اس رقبہ کا قبضہ عمر نہ دے تو کیا عند اللہ ماخوذ ہو گا یا نہ۔ کیا کل قیامت کے دن اللہ کے دربار میں جواب دینا ہو گا یا نہیں۔ اگر یہ شخص آپس کے پرانے اختلافات کو مد نظر رکھتے ہوئے اتفاق نہ کرے تو سبیل بذریعہ عدالت اپنا حق یا کسی اور شکل میں اپنا حق وصول کرے۔ کیا ایسا کرنے والا شخص شریعت محمدیہ میں مجرم ہے یا نہیں۔

محمد نواز بستی بازار لوہاری گیٹ ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال عمر نے اپنی مملوکہ زمین کا جو حصہ زید کو فروخت کر دیا ہے وہ شرعاً زید کی ملکیت ہے۔ عمر پر لازم ہے کہ وہ فروخت شدہ حصہ کا قبضہ زید کو دے دے۔ زید پر فروخت کردہ زمین کا کسی اور جگہ بیع کرنا ناجائز اور حرام ہے اور بیع صحیح نہیں۔ زید کے لیے بذریعہ عدالت اپنا حق وصول کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ صفر ۱۳۹۸ھ

قسطوں پر کوئی چیز بازار کے ریٹ سے مہنگی بیچنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پاکستان میں بعض تجارتی ادارے اور افراد مشین اور بسیں وغیرہ خرید کر کے اس صورت میں فروخت کرتے ہیں کہ ان کی قیمت کی ادائیگی بالاقساط ہوگی۔ اس صورت میں فروخت کنندہ کو بازار کی قیمت سے چند روپے زیادہ مل جاتے ہیں۔ کیا ایسا کاروبار شرعاً درست ہوگا۔

﴿ج﴾

بازاری قیمت سے زیادہ نرخ پر فروخت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ساری قیمت قسط وار ادائیگی اور تمام اقساط معلوم ہو۔ نیز ہر قسم کی مدت معلوم ہونی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۸۷ھ

محض اس وجہ سے کہ جانور کا رنگ ڈھنگ علاقہ کے جانوروں سے نہیں ملتا

جانور کو مشکوک قرار نہیں دیا جاسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مشتری نے بائع سے ایک جانور خریدا مثلاً بیل بعد میں مشہور ہوا عوام الناس کے ذریعہ کہ یہ جانور بائع نے کہیں سے چوری کیا ہے۔ کیونکہ اس جانور کا رنگ ڈھنگ علاقہ سے نہیں ملتا۔ مثلاً خرید و فروخت میدان علاقہ میں ہوئی ہے۔ مذکورہ جانور پہڑی علاقہ کا ہے لیکن وقت بیع بائع نے قسم اٹھائی تھی کہ جانور میرا ذاتی ہے اب درکار یہ ہے کہ بائع کی جانب جانور یقینی ہے۔

آیا اس جانور کو منافع پر یا عید قربانی پر فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

السائل اللہ بخش رحیم مدرسہ

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محض اس بنا پر تو جانور کے مسروقہ ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے منافع حاصل کرنے یا عید قربانی پر فروخت کرنے سے شرعاً روکا جاسکتا ہے۔ جب تک کہ اس کے مسروقہ ہونے کا شرعی ثبوت بہم نہ پہنچ جائے۔ ہاں اگر مشتری کو خود بھی شبہ نہ رہتا ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ اس جانور کے متعلق تحقیق کر لے اور

حسب اطمینان عمل کر لے اور مشکوک ہونے کی حالت میں قربانی میں استعمال نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اشوال ۱۳۸۶ھ

پھلوں کا باغ فروخت کر کے اپنے لیے کچھ مقدار میں پھل مختص کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ اگر باغ میں پھل درختوں پر خام موجود ہیں ان پھلوں کو فروخت کرتے وقت بائع مشتری سے یہ شرط کرے کہ اتنے وزن کے پھل میں اپنے لیے مخصوص کرتا ہوں اور بقیہ پھل بیچتا ہوں اور مشتری یہ شرط منظور کر لے تو شرعاً یہ بیع درست ہے یا نہ۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

میوہ جات کے فروخت کرنے کی چند صورتیں ہیں۔ ابھی ثمرات کا ظہور نہیں ہوا۔ یہ بیع بالاتفاق ناجائز ہے۔ اما قل الظهور فلا یصح اتفاقاً (در مختار ص ۵۵۵ ج ۴)۔ خا بر ہو چکا ہے لیکن کھانے کے قابل نہیں۔ اس میں تفصیل ہے اگر آدمی کے کھانے کا نہیں لیکن مال مویشی کے کھانے کا ہے تو بیع جائز ہے۔ وان کان بحیث یسقع به ولو علناً للدواب فالبیع جائز اور اگر مویشی کے کھانے کا بھی نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ وان کان بمال لا یسقع به فی الاکل ولا فی علف الدواب فیہ خلاف ہیں المشائخ قبل لا یجوز ونسبہ قاضی خان عامۃ مشائخنا والصحیح انہ یجوز لانه مال متصع به فی ثانی الحال ان لم یکن منتفعاً به فی الحال الخ الثانی ص ۵۵۵ ج ۴ لہذا اگر چہ صحیح حکم جواز ہے۔ کہیں اگر اختلاف مشائخ سے بچ کر بیع نہ کرے تو احتیاط اولیٰ ہے۔

بعض ثمرات خارج ہیں بعض نہیں۔ ولو مرز بعضها دون بعض لا یصح فی ظاہر المذہب وصححہ السرحسی وافتی الحلوانی بالحوار در مختار ایضاً۔ شامی نے لکھا ہے قلت لکن لا یخصی نحقق الصرورة فی زماننا لا سیما فی مثل دمشق الشام کثیرۃ الاشجار الخ جس سے معلوم ہوتا ہے اگر ضرورت کے مواقع میں عوام انسان کو جواز کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ اگر چہ احتیاط نہ کرنے میں ہے۔ کچھ وزن اپنے لیے مخصوص کرنا مختلف فیہ ہے۔ شامی نے اس کی تفصیل کی ہے۔ ہذا اس سے بھی اجتناب کیا جائے اولیٰ یہ ہے کہ کچھ

درخت، مک اپنے لیے مخصوص کرے خاص وزن نہیں۔ یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
الحجیب مصیب محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ

حکومت کے لیے کسی کی زمین ناجائز قبضہ کر کے سکیم میں فروخت کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید ایک آدمی ہے۔ کئی سال تک اپنی کمائی سے کچھ رقم پس انداز کر کے کچھ زمین کا ٹکڑا اپنے ور اپنے بچوں کے سر چھپانے کے لیے لیا۔ ابھی تک مکان بنانے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حکومت وقت نے ایک اسکیم کا لوٹی کے تحت جبراً زید کا قطعہ لے لیا اور قیمت خرید کی قیمت سے بھی ادا نہیں کرتی۔ بلکہ بے حد کم کر دیتی ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ اپنی سکیم میں زید کو وہ زمین دیتی ہے بلکہ کم قیمت پر خرید کر کے کئی فی صد زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتی ہے۔ زید کی اس میں نہ رضامندی ہے نہ خواہش وہ اس سلسلہ میں کئی درخواستیں دے چکا ہے۔ یہاں تک کہا کہ وہ اپنی اسکیم کے تحت مجھے دے دیں تاکہ حسب خواہش محلہ اُسے بنائے گا۔ وہ اس پر رضامند نہیں ہے۔ کیا کسی کی زمین پر جبراً قبضہ کرنا اور اس کی قیمت خرید بھی پوری نہ دینا از روئے شرع شریف درست ہے یا نہیں۔

حفظ الرحمن چشتی محلہ حافظ جمال ملتان

﴿ج﴾

ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حکومت پر لازم ہے کہ زید سے اس زمین کو کل قیمت پر خرید کرے۔ زید کو قبضہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ فقہ الدر المختار ص ۵۰۶ ج ۳ فالایجاب ہو ما یذکر اولاً من کلام احد المتفقا دین والقبول ما یذکر ثانیاً من الآخر سواء کان بعت او اشتریت الدال علی التراضی قبل بہ اقتداء بالآیۃ و بیاناً للبیع الشرعی ولذا لم یلزم بیع المکرہ الخ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

کیا ادھار کی وجہ سے دو گنی قیمت وصول کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ادھار کی وجہ سے قیمت زیادہ کرنا جائز ہے یا نہ۔ ایک شخص کپڑا ادھار دیتا ہے اور نفع دو گنا وصول کرتا ہے یہ سود ہے یا نہیں۔

عبدالوہاب دارالصحت مین بازار وہاڑی

﴿ج﴾

ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی کرنا جائز اور معروف ہے۔ کما فی الہدایۃ ص ۷۶ ج ۳ الاثری رحمہ

براد فی الثمن لاجل الاجل۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کر لی جائے کہ قیمت نقد سے گی یا ادھار اور جب معلوم ہو جائے کہ یہ شخص ادھار لے گا تو قیمت یہ نسبت نقد کے زیادہ بڑھا دے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بہت زیادتی کرنا ثمن میں اجل کی وجہ سے خلاف مروت ہے اور مذموم ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

جب ایک شخص نے زمین دوسرے شخص کو فروخت کر دی

تو چاہے وہ آباد کرے یا بنجر چھوڑے لیکن مشتری ہی مالک ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ لال حسین صاحب نے اپنے بھتیجے حق نواز خان سے دو کنال زمین در دو صد روپیہ اور دو کنال در تین صد روپیہ خرید لی اور اس کو ایک ہزار روپیہ ادا کر دیا۔ تین سال تک اس زمین پر حافظ صاحب حق بخش تھے اور کاشت کرتا رہا۔ بعد میں وہ زمین دریا کی خرابی کی وجہ سے بنجر ہو گئی اور حافظ صاحب نے کاشت کرنا چھوڑ دیا۔ اب پھر حافظ صاحب نے اس کو آباد کرنے کا ارادہ کیا تو حق نواز خان نے اُس کو آباد کرنے سے روک دیا۔ تو کیا اس صورت میں حافظ صاحب اس زمین کا مالک ہے اور مطالبہ کر سکتا ہے یا وہ اپنی رقم کا مطالبہ کرے اور زمین کا مالک حق نواز ہے۔

حافظ لال حسین تحصیل یہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ بیع تام ہو گئی ہے۔ حافظ لال صاحب کو اب صرف زمین ملے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

گندم ادھار دے کر اس کے عوض گندم لینا، ایک من گندم ادھار دے کر اس کے عوض

ڈیڑھ من چنے لینا، نیوب ویل اور ٹریکٹر وغیرہ کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے گی، ۱۳/۱۲ سال کا لڑکا

بیوی کو طلاق دے اور امامت کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے ایک من گندم دے دو ایک دوہ کے بعد میں تجھے گندم کی گندم دے دوں گا۔ دگر

مجھے چار من گندم دے دو جب کئے گئے تو میں تجھے چار من گندم ذہیری پر دے دوں گا یا آج مجھے دو من گندم دے دو اور ایک ۱۰ کے بعد میں تجھے ڈیڑھ من چنے دے دوں گا۔ کیا یہ سود تو نہیں ہوگا۔ اگر یہ سود ہے تو اس کا جائز طریقہ کیا ہے۔
(۲) ثوب ویل اور گندم پینے کی مشین اور ٹریکٹر وغیرہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا ہوتی ہے۔

(۳) نابغ بچہ تقریباً ۱۲-۱۳ برس کا جس میں کوئی ملامت بالغ ہونے کی نہ ہو کی وہ اپنی منکوہ کو طلاق دے سکتا ہے یا کہ نہیں۔ اگر مجبوری کی بنا پر دینی ہو تو کس طرح دے سکتا ہے اور نماز میں امامت کر سکتا ہے کہ نہیں۔

ثناء اللہ فیہ والاعمال الخصال شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) قاعدہ یہ ہے کہ جو دو چیزیں متحد القدر و الجنس ہوں ان کے مبادلہ میں دو امر واجب ہیں ایک یہ دونوں وزن یا پیمانے میں برابر ہوں۔ دوسرے یہ کہ دونوں دست بدست ہوں اور جو چیزیں متحد القدر غیر متحد الجنس ہوں یا متحد الجنس غیر متحد القدر ہوں ان دونوں قسموں کا حکم ایک ہے۔ وہ یہ کہ ان میں کی بیشی تو جائز ہے ادھار جائز نہیں اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ بصورت تبادلہ اور بیع کے یہ تینوں صورتیں ناجائز ہیں۔

البتہ اگر ادلا بدلا مقصود نہ ہو بلکہ اپنے پاس گندم موجود نہ ہونے کی وجہ سے گندم ادھار لے کر کام نکال لیا جائے اور جب گندم آجائے تو ادھار ادا کرے۔ تو یہ صورت ادھار کی درست ہے۔ مگر اس کا حکم یہ ہے کہ جیسی چیز ادھار لی ہے ویسی ہی اور اتنی ہی ادا کر دجائے۔

قال فی التنبیر ص ۱۶۱ ج ۵ فی فصل فی القرض وصح فی مثلی لا غیر۔ وفی الشامیہ (قولہ فی المثلی کالمکیل والموزون الخ)
(۲) ان آلات کی قیمت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۳) نابغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی بوجہ تک انتظار کریں۔ نابغ کی امامت بھی درست نہیں۔ فقہ وائداعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الاخری ۱۳۹۷ھ

ملاوٹ نہ کرنے والے سے بایکٹ کرنا بہت بڑا گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر زید خداوند کریم کے خوف سے ڈرتے ہوئے صرائی کا کاروبار (بغیر بانکہ زیورات کی تیرری) کرتا ہے۔ اس کے صرافہ برادری نے اس کے اس امر پر قرآن حکیم پر ہاتھ رکھ کر اس شخص زید کا بایکٹ کیا ہے۔ جس میں اس شخص زید کا بیٹا بکر بھی شامل ہے۔ اس برادری کا کہنا ہے کہ اس شخص زید نے ہمیں لوگوں کی نظر میں گرا دیا ہے لیکن زید کا صرف خدا تعالیٰ پر توکل ہے۔ اب شریعت کی رو سے بکر پر کیا حد عائد ہوتی ہے۔ اپنے ارشادات سے مشرف فرمادیں۔

﴿ج﴾

صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ اسی طرح ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے کہ اگر کسی عیب دار چیز کو بدون عیب ظاہر کیے فروخت کیا تو یہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہتا ہے اور اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے جو جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہ دیکھے گا۔ اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں دھوکہ کی مذمت اور اس پر سخت وعید کا ذکر موجود ہے۔

الحاصل جن لوگوں نے زید کے ساتھ محض اس وجہ سے بایکٹ کیا ہے کہ زید صرائی کے کاروبار میں دھوکہ کیوں نہیں کرتا اور اس میں ملاوٹ کیوں ظاہر کرتا۔ سخت گنہگار ہیں ان سب پر توبہ لازم ہے۔ اگر انہوں نے بایکٹ کرنے پر حلف کیا ہے تو حلف کا ختم کرنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا سب پر واجب ہے۔ زید کے ساتھ اس وجہ سے بایکٹ کرنا یا بول چال بند کرنا جائز نہیں۔ بہت سی حدیثوں میں تین دن سے زیادہ کسی مسلمان بھائی کو چھوڑنے پر سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ طبرانی کی ایک روایت ہے کہ جس نے تین دن سے زیادہ کسی مسلمان بھائی کو چھوڑے رکھا اور اس سے معافی نہیں کی تو وہ آگ میں سے مگر یہ کہ خدا اس پر رحم کرے۔ بہر حال یہ لوگ سخت گنہگار ہیں۔ سب کو بایکٹ ختم کر کے زید کو راضی کرنا لازمی ہے۔ ہر ایہ میں ہے کہ ومن حلف علی معصیۃ مثل ان لا یصلی ولا یکلم اباه او لیقتلن فلانا ینبغی ان یحسث نفسه ویکفر عن یمینہ لقولہ علیہ السلام من حلف علی یمین وراى غیرہا خیراً منها فلیات بالذی ہو خیر ثم لیکفر عن یمینہ ہدایہ ص ۲۶۲ ج ۲ ہدایہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے کسی گنہ گار کے کام کرنے کی قسم اٹھ لی مثلاً یہ کہا کہ نہ نہیں پڑھوں گا یا اپنے باپ سے نہیں بولوں

گایا فدا نے قتل کروں گا تو اس پر واجب ہے کہ قسم کو توڑ دو۔ اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے ناحق قسم اٹھالی پھر اس کو حق بات بھی ظاہر ہوئی تو حق بات پر عمل کرے اور قسم کا کفارہ دے کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

بیع فاسد کی صورت میں مال واپس کیا جائے یا موجودہ قیمت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے کسی اور آدمی سے ۳۰ من کپاس لی تھی اور اس کا کوئی بھاؤ مقرر نہیں کیا۔ کپاس لینے والا آدمی اس سال انتقال کر گیا۔ اب اس کی والدہ وہ قرضہ لینے کے لیے تیار ہے۔ اس وقت کا بھادو ۳۰ روپے فی من تھا لیکن اب ۱۲۰ روپے ہے۔ کیا وہ اب کپاس دے دے یا اس کا پہلے والا بھاؤ ادا کر دے۔ بیوقوف تو جروا

حافظ محمد بخش فاروقی فیروز پور روڈ شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بغیر بھاؤ طے کیے کپاس کی بیع کرنا بیع فاسد ہے۔ جس میں رد واجب ہوتا ہے۔ اب وہ کپاس تو بعینہ موجود نہیں اور کپاس مثلیت میں سے ہے۔ اس لیے تیس من کپاس واپس کرنا لازم ہے یا تیس من کپاس کی موجودہ قیمت کی ادائیگی لازم ہے۔ اگر لینے والا قیمت پر راضی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ محرم ۱۳۹۶ھ

نیز رضا مندی سے وارث جنت معاف کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لنا عب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہندوؤں کا متروکہ مکان جس نے خرید اسی کا ہے ناجائز قابضین کا اس میں مسجد بنانا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ من مسکی سلطان خان ولد نبی بخش نے متروکہ مکان اہل ہنود نمبری ۸/مسم ۳۲۸۵ بیرون بوز گیٹ محلہ فرید آباد ملتان شہر باغوش مسخ -/۵۰۰ روپیہ نیلام عام میں خرید کر قیمت ٹکڑے

سٹیمٹ کو دیکھ کر درجہ کاغذات از قسم PTO اور RTD حاصل کر لیے ہیں۔ ناجائز قابضین مسیان ٹھن، امیر بخش، فتو وغیرہ کی طرف سے اس مکان سے متعلق مقدمہ چل رہا ہے اور اب پاکستان کے سب سے بڑے فسر خان مشرب خان سٹیمٹ کمشنر نے فیصد میرے حق میں کر کے ظفر احمد گیلانی، پی سی سٹیمٹ کمشنر ملتان کے ہاں کیس ریماڈ کر دیا ہے۔ نقل فیصد برائے ملاحظہ ہوا ہے۔ مکان مذکورہ میں میری اجازت کے بغیر مسجد تعمیر کی جا رہی ہے۔ کیا ناجائز قابضین کا یہ فعل از روئے شرع شریف تعمیر جائز ہے یا ناجائز ہے۔ نیز اس مسجد میں نماز پڑھنا اور چندہ برائے تعمیر دینا کیسا ہے۔ رہنمائی فرمائی جائے۔

مستفتی سلطان خان

﴿ج﴾

صحت وقف کے شرائط میں سے واقف کا مالک ہونا بھی ہے اور یہاں معدوم ہے۔ لہذا بشرط صحت سوال اس زمین کا تعمیر مسجد کے لیے وقف کرنا یا اس زمین پر مسجد بنانا جائز نہیں بلکہ کوئی تصرف استعمال بھی بدون مالک کی خوشی کے درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

باغات کو پھل ظاہر ہونے سے قبل فروخت کرنا جائز نہیں ہے

باغات کو مستاجر پر دینا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک شخص تاجر ہے اور تجارت میں باغات پھلوں سے قبل بیچوں کے خریدتا ہے۔ یہ خرید و فروخت کیسی ہے۔ نیز اگر پھول ظاہر ہو جائیں تو ان کی کتنی حد ہے۔ چھوٹے چھوٹے پھلوں سے بیع ہو جائے گی یا نہیں یا بالکل پک جانے کے قریب ہوں۔

(۲) باغات کو مستاجر پر پانچ چھ سال کے لیے لینا اور اس کی حفاظت کے اخراجات تاجر اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ یہ کیسا ہے۔ پھلوں سے قبل والے مسئلے واضح فرمادیں۔

محمد عاشق خان کوٹلہ ملتان شہر

﴿ج﴾

وفی الدر المختار اما قبل الظهور فلا یصح اتفاقاً۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ پھلوں کو ظاہر ہونے سے قبل فروخت کرنا با اتفاق ناجائز ہے اور پھل نکل آنے کے بعد اس کی بیع جائز ہے۔ جبکہ پھل قبل اتفاق ہوں اور اگر پھل تھوڑا تھوڑا آتا ہو تو بعض کے ظاہر ہونے سے بیع درست ہوگی۔ امداد الفتاویٰ ص ۹۹ ج ۱۰ ص ۳۔

(۲) باغات کی مستاجری جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۹۸ھ

کپاس کی کچی فصل فروخت کر کے رقم وصول کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین س مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید نے بکر کو مبلغ پانچ صد روپیہ دیا اور پھٹی لینی کر لی یعنی کپاس آن کل کپاس بالکل کچی ہے۔ جب اترے گی اس وقت کپاس زید بکر سے لے گا اور نرخ آج ہی طے کر دیا کہ مثلاً میں روپیہ فی سن۔ اترنے کو ایک ماہ رہتا ہے اور رقم مذکورہ آج لے لی۔ کیا یہ تجارت جائز ہے کہ نہ۔ آج بکر کو رقم کی ضرورت ہے اس لیے مجبوراً آج نرخ طے کر رہا ہے۔ اگر آج کپاس کی قیمت طے نہیں کرتا تو دھار رقم کوئی نہیں دیتا۔ ایسی بیع شرعاً فاسد ہے یا کہ نہیں۔

المستفتی بندہ غلام سرور امام مسجد سیدانوالہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

یہ بیع سہم ہے۔ اگر بیع معصوم ہو ثمن معلوم ہو وزن صفہ معلوم ہو یعنی اس قسم کی کپاس اتنی اتنے روپے کی فلاں مقام پر دینی ہوگی اور سود اپنختہ ہو جائے ابھی ایجاب قبول ہو جائے تو یہ جائز ہے۔ تمام کتب فقہ میں کتاب اسہم میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ صفر ۱۳۹۸ھ

اگر مالک دکان نے کرایہ دار کو دکان بیچ دی اگر چہ فی الفور رجسٹری نہ ہوئی ہو بیع تام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین مسئلہ کہ زید نے بکر سے دو دکانیں کرایہ پر لی ہوئی ہیں زید بکر کا قریبی رشتہ دار

میں ہے۔ دکانوں کا کرایہ موجودہ شرح کے مطابق باقاعدگی سے ادا کر رہا ہے۔ خانگی جھٹڑا کی بنا پر بکر نے زید کو دکانیں دے کرنے کو کہا جس پر زید نے دیگر وسائل نہ ہونے اور معاشی بد حالی کا شکار ہونے کے اندیشہ کے سبب معذرت چاہی بکر نے قبول نہ کیا۔ لہذا ہر دو فریقین کا تنازعہ بدستور رہا۔ دریں اثنا زید و بکر کے قریبی رشتہ دار کی مداخلت پر صلحت ہونا شروع ہوئی۔ زید و بکر کے رشتہ دار جن کا نام حاجی اللہ دتہ ہے نے بکر کی موجودگی میں زید کو اپنے ہاں سب کیا اور کہا کہ میں آپ کے درمیان مصالحت کرنا چاہتا ہوں۔ بقول بکر نے آپ یعنی زید کے لیے دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ آپ کرایہ میں اضافہ کر دیں اور دو سال کا ایڈوانس کرایہ دے دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ ایک دکان خرید کر لیں اور دوسری دو سال کے اندر خالی کر دیں۔ جس صورت کو آپ چاہیں قبول کر سکتے ہیں جس پر زید نے موخر صورت قبول کر لی اور مکان کی بیع ہونا شروع ہو گئی۔ بکر مالک دکان نے بیس ہزار روپے نقد دین کی قیمت مانگی جس پر زید نے پندرہ ہزار روپے نقد اور پانچ ہزار روپیہ ایک ہزار روپیہ ہمارے قسط کے طور پر ادا کرنے کا کہا جس کو بکر مالک دکان نے قبول کر لیا اور طے پایا کہ فلاں تاریخ کو آپ رقم دے کر دکان کی رجسٹری کرا لیں۔ حاجی اللہ دتہ صاحب نے بیع مزید پختہ کرنے کے لیے دوبارہ بکر سے پوچھا کہ کیا آپ رضامند ہیں۔ تو بکر نے جواب دیا مجھے منظور ہے۔ یہ رقم اکٹھی کر کے مقررہ تاریخ پر زید بکر کے پاس گیا حسب وعدہ رقم سینے اور دکان رجسٹری کرنے کو کہا تو بکر بیع سے منحرف ہو گیا۔ جس پر زید سخت برہم ہوا کہ آپ کی طرف سے بیع طے ہونے کے بعد آپ کے رضامند ہونے کے بعد آپ کو بیع ختم کرنے کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اس پر بکر نے مسجد میں بیٹھ کر کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر آئندہ میں دکانیں فروخت کروں گا تو پہلے آپ کو ترجیح دوں گا۔ بصورت دیگر آپ دکان پر بیٹھے ہیں اور کرایہ ادا کرتے رہیں دکانیں خالی نہیں کراؤں گا۔ جس کو زید نے منظور نہ کیا اور اس بات کو رد کر دیا۔ اب دریافت سب امر یہ ہے کہ بیع طے ہونے کے بعد بکر مالک دکان فروخت کرنے کا پابند ہے یا نہیں۔

رحیم بخش ملتان شہر

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر زبانی طور پر بکر اور زید ایجاب و قبول کے ساتھ قیمت طے کر کے بیع کر چکے ہیں اور رقم کی ادائیگی اور رجسٹری کے لیے دوسری تاریخ مقرر کر دی تو یہ بیع تام ہے اور بکر اس کا پابند ہے اور زید کی ہمتندی کے بغیر بکر اس بیع کے فسخ کرنے کا مجاز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ صفر ۱۳۹۸ھ

ڈائجسٹ ناول وغیرہ جو جاندار کی تصویروں پر مشتمل ہو فروخت کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارا کام کتب کا بیاناں وغیرہ فروخت کرنے کا ہے۔ سکول کی کتب کا بیوں کے علاوہ ناول کہانیاں وغیرہ کی کتابیں بھی بیچتے ہیں جیسے جاسوسی ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، خوشتر ڈائجسٹ، نیٹرنگ ڈائجسٹ وغیرہ مختلف رسالے ناول اور کتابوں کے نام ہیں ان میں عورتوں مردوں کی تصاویر بھی ہوتی ہیں۔ جدید روشنی مضامین بھی ہوتے ہیں۔ یہ کتابیں رسالے ہمارے کاروبار میں مکمل طور پر شامل ہیں۔ مزید اہتمام ہے کہ ان میں عشق معشوقی کی بائبل قصے کہانیاں جو کہ بناوٹی اور جھوٹی ہوتی ہیں۔ ایسی کتابوں اور رسالوں اور چارٹ اشتہاروں کا فروخت کرنا عند الشریعہ کیا ہے۔ اس کی خرید و فروخت سے جو آمدنی ہوگی حلال ہوگی یا نہیں۔ ہم چونکہ جلد ساری کا کام کرتے ہیں بنکوں کے کھاتے فائلیں مختلف اسٹیشنری بھی لاتے ہیں۔ بنکوں کو یہ سامان بھیجنا اور کھاتوں وغیرہ کی جلد بندی کر کے آمدنی حاصل کرنا کیا ہے۔

﴿ج﴾

خلاف شرع مضامین کا پڑھنا تشبیہ کرنا جائز نہیں۔ اس طرح ان کی خرید و فروخت کرنا بھی درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم
حررہ محمد انور شاہ نائب مفتی قاسم انصاری ملتان
۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

مشترکہ زمین سے تقسیم سے قبل اپنا حصہ فروخت کرنا بیع فاسد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسک محمد حیات نے مسات امیر بی بی سے تقسیم سے پہلے حصہ زمین خرید لی اور اب وہ اس حصے کی تقسیم کا مطالبہ کرتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطالبہ درست ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ جب یہ جائیداد وراثت کے مابین تقسیم نہیں ہوئی تو خریدار نے جو قبضہ جس وارث سے خرید کیا ہے وہ بوجہ نہ معلوم ہونے کے متباہین کے مابین منقضی الی انزاع ہے۔ اس لیے شریعہ یہ بیع فاسد ہے۔ جس کا فسخ کرنا لازم ہے۔ کما فی الدر ص ۵۴۴ ج ۴ وفسد بیع عشرة اذرع من مائة ذراع من دار ولفی الرد۔ قلت ووجه کون الموضع مجهولاً انه لم یبین انه من مقدم الدار او من مؤخرها

وحوالہا تفاوت قیمۃ فکان المعقود علیہ مجهولاً حوالۃ مفضیۃ الی النزاع فیفسد کبیع بیت من بیوت الدار کذا فی الکافی۔

لہذا مدعا علیہ محمد حیات کا مطالبہ شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم انصاری ملتان
۲ محرم ۱۳۹۹ھ

نصف نصف پر جانور پرورش کے لیے دینے کی متعدد صورتیں اور ان سے متعلق شرعی ضابطہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں مال مویشی نصف حصہ پر دینے کا رواج ہے۔ جس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) جب گائے بھینس یا بھیڑ کا بچہ دودھ پینے سے فارغ ہوتا ہے تو مالک کسی دوسرے آدمی کو جو قیمت اس شرط پر دے دیتا ہے کہ آپ پرورش کریں۔ میں اس کی آمدنی سے نصف لوں گا اور نصف آپ کی خدمت کے عوض میں دوں گا۔ کیا یہ صورت شرعاً جائز ہے اور یہ اشتراک نسل و نسل جاری رہتا ہے۔

(۲) جب بچہ دودھ پینے سے فارغ ہوتا ہے تو وہ دوسرے آدمی کو پرورش کے لیے اس شرط پر دیا جاتا ہے کہ اس کی موجودہ قیمت کا نصف بھی پرورش کرنے والے کو دے گا۔

(۳) ایک تیار گائے یا بھیڑ دو آدمی نصف نصف حصہ مشترک خرید لیتے ہیں۔ پھر یہ گائے ضرورت مند کے پاس رہتی ہے۔ دودھ خدمت کے عوض استعمال کرتا ہے اور اس کی افزائش نسل سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ دوسرا فریق نصف یا کرتا ہے اور یہ عمل بھی آگے بڑھتا رہتا ہے۔ یعنی جب اس گائے سے دوسری گائے تیار ہو جاتی ہے یا بیل اس وقت بھی وہ تقسیم نہیں کرتے بلکہ اس کو آگے بڑھاتے ہیں اور جب مویشی کافی تعداد میں ہو جاتے ہیں اور رکھنے والا جواب دے دیتا ہے تو پھر تقسیم کرتے ہیں اور تقسیم پرورش کرنے والے کرتا ہے اور دوسرا فریق اپنی مرضی کے مطابق حصہ چن لیتا ہے۔ کیا شرعاً اس میں جواز ہے یا نہیں۔

(۴) بنک میں رکھی ہوئی رقم پر سود لگتا ہے۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ وصول کیا جائے یا نہ اور وصول کرنے پر کسی غریب کو دیا جائے یا جلاد یا جائے۔ بینوا تو جروا

غلام حسین چوکیدار مل سکول کوئٹہ حاجی شاہ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) یہ صورت جائز نہیں ہے۔

(۲) اس بچے کی قیمت لگائی جائے اور نصف قیمت مالک وصول کرے۔ پھر وہ بچہ ان دونوں میں مشترک ہوگا۔ بڑے ہونے کے بعد وہ دونوں اس میں شریک ہوں گے اور اس کی قیمت نصف نصف وصول کریں گے۔

(۳) یہ صورت بھی درست ہے لیکن تقسیم کرتے وقت تیسرا آدمی (مال مویشی کے بارے میں تجربہ کار ہو) ان جانوروں کی تقسیم کرے۔

(۴) وہ رقم کسی غریب و مسکین کو بغیر نیت ثواب کے دے دے اور ضرورت شدیدہ کے بغیر بنک میں رقم نہیں رکھنی چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بائع نے جب مبیعہ کی ایک تہائی قیمت وصول کی تو بیع تام ہے اب مبیعہ کو قبضہ کیے رکھنا گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمرو کے ساتھ بیع کی اور زید نے آٹھ ہزار روپیہ بھی دے دیے۔ اس حالت میں کہ اس چیز کی قیمت پچپن ہزار روپیہ تھی۔ پھر عمر نے اس کو بطور کرائے کے زید کے حوالہ کیا جو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار بھی لیتا رہا۔ ایک سال کے بعد اس نے وہ چیز بھی اپنے قبضے میں لے لی اور رقم بھی واپس نہیں کرتا۔ کیا یہ رقم عمر کے لیے حلال ہے یا نہیں۔ نیز یہ بتائیں کہ یہ بیع جائز ہے اور زید اپنی رقم وصول کر سکتا ہے یا نہیں۔

شیخ خان سکنہ شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

عمر پر لازم ہے کہ زید کو واپس کر دے۔ عمر کے لیے بیع فسخ ہونے کی صورت میں رقم استعمال کرنا حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ صفر ۱۳۹۹ھ

جب دو شخصوں نے آپس میں زمینوں کا تبادلہ کیا

اور کئی سال تک کاشت کرتے رہے لیکن قانونی کارروائی نہیں کرائی تو بیع تام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تین شخصوں نے آپس میں باہمی زمین کا تبادلہ کیا جن کی تفصیل مندرجہ

اہل ہے۔ امام بخش ولد لعل خان نے اپنی زمین اور دو صد روپیہ غلام حیدر خان ولد احمد یار خان کو دی اور غلام حیدر مذکور نے حافظ لال حسین کو اپنی زمین امام بخش مذکور واپس زمین کے معاوضہ میں دے دی اور حافظ لال حسین نے اپنی زمین پر حیدر مذکور کی زمین کے معاوضہ میں جو حافظ مال حسین کو دی گئی امام بخش مذکور کو دے دی اور یہ تینوں فریق پانچ پانچ سہاں س تبادلے کی بنا پر قبضہ ایک دوسرے کو دے کر کاشت کرتے رہے۔ مگر انتقال قانونی نہ ہوسکا۔ تو آپس کے خانگی تازہ کی بنا پر غلام حیدر مذکور نے حافظ لال حسین کو زمین کاشت کرنے سے روک دیا۔ تو کیا شرعاً وہ تبادلہ مذکور سے پھر سکتا ہے یا تبادلہ شرعاً پختہ ہے اور امام بخش و حافظ لال حسین نے غلام حیدر مذکور کو شریعت پر فیصلہ کرنے کی دعوت دی۔ تو مولوی عبدالمالک صاحب نے چند معززین کے سامنے یہ فیصلہ سنایا کہ یہ تبادلہ شرعاً درست ہے اور پختہ ہے۔ کیونکہ تبادلہ اور تملیک شرعاً ہو چکا ہے اور انتقال ایک قانونی چیز ہے وہ ہو یا نہ ہو اس سے تبادلہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

حافظ مال حسین تحصیل ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مستوفیہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ تبادلہ شرعاً درست ہوا ہے۔ اس لیے غلام حیدر مذکور کا حافظ مال حسین کو کاشت کرنے سے روکنا شرعاً جائز نہیں ہے اور مولانا صاحب نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بھی صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

آم جب چٹنی بنانے کے قابل ہوں تو فروخت جائز ہے

اگر پھلوں کا باغ مالک نے فروخت کر دیا تو عشر خریدار کے ذمہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) اگر آم کا پھل اس قدر موٹا ہو جائے کہ طوطا اس کو کھانے لگ جائے اور لوگ اس کی چٹنی بنا کر کھانے لگ جائیں تو کیا شرعی طریقہ سے مالک باغ اس باغ کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) اگر ثمر باغ آم شرعی طریقہ سے فروخت کیا جائے تو عشر خریدار کے ذمہ ہوگا یا مالک کے ذمہ۔

ملک محمد حسین تیسری مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) یہ بیع درست ہے۔

(۲) خریدار کے ذمہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ

سیر۔ کیا شریعت فرماتی ہے بائع اور مشتری کے متعلق۔ ان کی بیع صحیح ہے۔ ورنہ اگر کوئی اس بیع کے علاوہ گوشت خریدے تو کیا جائز ہے۔

﴿ج﴾

یہ بیع فاسد ہے۔ اس کو فسخ کرنا ہر ایک پر واجب ہے۔ بعد فسخ کرنے کے ہر ایک اس کے گوشت و کھال کو خرید سکتا ہے۔ پہلی بیع کو فسخ کر کے بعد فسخ کے وہی شخص بھی دوبارہ بیع کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ

بیٹے کی موجودگی میں جب باپ نے زمین فروخت کی تو بیٹا شفعہ نہیں کر سکتا، اگر والد نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی لڑکے سے کر دیا، اور بعد میں لڑکا بدچلن معصوم ہوا تو گلو خداسی کی کیا صورت ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) عبد الرحمن، عبدالحق دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ عبدالحق نے اپنا کچھ رقبہ زرعی کھاتاہ مشترکہ کھوت مشترکہ اپنے بھائی عبد الرحمن کو فروخت کر دیا ہے۔ بروقت فروختگی بائع عبدالحق کا بیٹا حقیقی بھی حاضر تھا اور فروختگی کا سودا وغیرہ ہر دو باپ بیٹا نے طے کیا اور کلیم رقم وصول پائی۔

اب بائع کا بیٹا شفعہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ کھوت دار اور مالک اراضی بھی نہیں ہے اور مشتری کہ بائع کا حقیقی بھائی اور کھوت دار مشترک کھاتا ہے۔

(۲) مشتری کے خرید کردہ رقبہ کی پیداوار پر جراثیمہ کرنا چاہتا ہے بھائی اور اس کا لڑکا۔ کیا یہ درست ہے۔

(۳) عبد الرحمن اور عبدالحق عقیدہ اہل حدیث کے مسلک پر ہیں۔ عبد الرحمن نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد عبدالحق کے لڑکے سے کم عمری نابالغی میں کر دیا تھا۔ مگر اب جبکہ لڑکا بھی بالغ ہوا ہے تو سخت بدچلن آوارہ اور نشہ کرتا ہے لڑکی بھی باغ ہو چکی ہے جو پندار علم دین سے واقف ہے اس آوارہ بدچلن خوند کو نا منظور کرتی ہے۔ اس لیے لڑکی کی گلو خداسی کا کیا طریقہ شرعی ہو سکتا ہے۔

عبد الرحمن ولد عبدالحق قوم جٹ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ بائع کے بیٹے کے لیے شفعہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۲) چ نکس۔

(۳) نکس ہو گیا ہے طلاق و فسخ کے بغیر عورت کے لیے اس کے نکاح سے آزاد ہونے کی دوسری صورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

آزاد عورت و فروخت کرنا باطل ہے، اگر کسی نے داماد کی دس سالہ خدمت مہر مقرر کر دی تو کیا حکم ہے مگنی سے نکاح منع نہیں ہوتا صرف وعدہ نکاح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) حرہ عورت کی بیع کسی صورت میں شرعاً جائز ہے یا نہ۔ اگر جائز نہیں ہے تو کیا غیب دہی کسی صورت میں اپنی لڑکی کے عوض اپنے داماد سے پیسے لے سکتا ہے یا نہ۔ کیا اگر حق مہر مثلاً ایک ہزار باندھ کر اپنی لڑکی کا مال لے سکتا ہے یا نہ۔ خوشی برضا تو اور بات ہے لیکن بد رضا اپنی لڑکی کے لیے تو کیا جبکہ است و مالک لا بیک حدیث موجود ہے۔ والد منکوحہ گناہ گار ہو گا یا نہ۔

(۲) کیا داماد سے مثلاً دس سال کی مدت مقرر کرنا کہ میں تجھے اپنی لڑکی نکاح میں دے دیتا ہوں مگر بعض دس سال کے جائز ہے کہ نہ۔ اگر مدت مذکورہ مقررہ جائز ہے تو پھر اس مدت کے عوض میں مثلاً فی ماہ پچیس روپے حساب سے پوری رقم لے سکتا ہے یا نہ۔ یعنی جبکہ جائنہن کی رضا موجود ہو۔

(۳) بعض لوگوں میں خصوصاً دامادیوں میں یہ رواج ہے کہ چھوٹی سی لڑکی کی متغنی دے دیتے ہیں یعنی بڑی مجلس میں متغنی ہو جاتی ہے یعنی وعدہ نکاح ہو جاتا ہے پھر جس وقت لڑکی جوان ہو جاتی ہے پھر لڑکی والے سسرال کے گھر میں لڑکی کو لے جاتے ہیں اور وہیں جا کر نکاح لڑکی کا دیتے ہیں۔ اسی رواج کے ماتحت ایک لڑکی کو ماں باپ نے لڑکی کے سسرال کے پاس چھ ماہ تک رہنے دیا ہے اور نکاح اس مدت میں نہیں ہوا لیکن لڑکا اور لڑکی ایک ہی گھر میں رہے ہیں۔ مگر لڑکی کے ساتھ جماعت وغیرہ نہیں ہوئی پھر لڑکے نے ایک دوسری عورت کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور اس لڑکی نے واپس اپنے ماں باپ کے گھر میں آ کر دوسری جگہ نکاح کر لیا ہے کیا یہ نکاح ثانی درست ہے یا کہ پہلی متغنی والا نکاح۔

(۴) کیا یہ جو رواج ہے کہ بڑی مجلس میں لڑکی کو لڑکے کے ساتھ منسوب کر دیتے ہیں۔ لڑکی والا اور لڑکے والا چپ چاپ رہتے ہیں۔ صرف مجلس اسی غرض کے لیے منعقد ہو جاتی ہے تاکہ نسبت کی تشہیر ہو جائے مگر ایجاب قبول نہیں

ہوتا اور بعض آدمی یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی فلاں فداں کو دے چکا ہوں اور لڑکے دل میں تو رضی ہوتے ہیں مگر قبول کا لفظ یعنی قبلت نہیں کہتے تو کیا اگرچہ بھری مجلس میں س طرح منگنی کی جائے نکاح ہو جاتا ہے یا نہ دونوں صورتوں کا واضح جواب دینا اگر یہ کہ میں اپنی لڑکی فداں فداں کے نکاح میں دے دوں گا تو کیا یہ ان اغلاظ سے نکاح ہوا۔

﴿ج﴾

(۱) بیع حرہ باطل ہے اسدم میں اس کی کوئی منجائش نہیں ہے۔ مہر فقط لڑکی کا حق ہے جس کا باپ کو لینا بغیر بیچی کی رغبت و رضا کے جائز نہیں۔ حدیث انت و مالک، بیک مطلق نہیں بلکہ موضع حاجت سے مقید ہے۔ اس لیے کہ بالا جماع باپ کو بیٹے کے مال میں وارث قرار دیا گیا۔ نص قرآن میں ہے ولا یویہ لکل واحد منهما السدس۔ اگر بیٹے کا مال باپ کی ملکیت ہو تو باپ کو بیٹے کے مال میں سدس کا وارث بنانے کے کیا معنی۔ پھر تو ابتداء سے سارا مال اس کا ہوتا ہے تو مقصد حدیث یہ ہے کہ عند الحاجت باپ بیٹے کے مال سے اپنی حاجت کے مطابق مثلاً باپ فقیر ہے بیٹا غنی ہے تو باپ اپنا فقہ اور دے لینے کا حقدار ہے اس میں تمام اولاد مذکورہ و مونت برابر کے شریک ہوں گے۔ باپ سب سے برابر لے گا و مختار ص ۶۲۱ ج ۳ میں ہے وتجب علی مومر ولو صغیر ایسا والفقرة علی الارجح العقدة لاصولہ الفقراء بالسویة الخ لہذا صورت مسئلہ میں بھی اگر واقعی باپ فقیر مستحق ہے اور لڑکی غنیہ ہے تو لڑکی اور نیز دوسری اولاد سے برابر برابر اپنی نفقہ کی مقدار لے سکتا ہے۔

(۲) صورت مذکورہ میں نکاح تو صحیح ہے لیکن دس سال کی خدمت اس نے کر لی تو لڑکی کا والد اس زوج کو اس خدمت کی اجرت زمانہ کے اعتبار سے دے گا جس کو اجر مثل کہتے ہیں اور زوج لڑکی کو مہر مثل ادا کرے گا۔ ولو فعل الزوج ماسمی ینفی ان یجب لہ اجر المثل علی ولیہا کما لو قالوا لیما لو قال لہ اعمل معی فی کرمی لا روحک سنی فعمل ولم نزوجہ لہ اجر المثل شری ص ۱۰۷ ج ۳ ناظر اور منگنی فقط وعدہ نکاح ہے نکاح نہیں۔ قال فی شرح الطحاوی لو قال هل اعطیتہا فقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للسکاح فسکاح (شامی ص ۱۱ ج ۳) نیز شامی میں ہے فان کان الحال یدل علی السکاح من احضار شہود و تسمیة المہر معہلاً و موجلاً ونحو ذلک یصرف الی السکاح وان لم یکن الحال دلیلاً علی السکاح فان نوى السکاح الی ان قال فان قامت القریبة علی عدمہ لا ینعقد ص ۱۰۷ ج ۳۔ عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ جس مقام میں عرف منگنی کا ہو اور اس کو وعدہ نکاح سمجھا جاتا ہو اور ایسے قرائن و علامات موجود نہ ہوں جس سے اس کو ایجاب و قبول برائے نکاح سمجھا جائے تو یہ فقط وعدہ نکاح ہے نکاح نہیں اور جہل یہ عرف نہ ہو بلکہ ابتدائی سے نکاح کا انعقاد ہوتا ہے منگنی کا طریقہ رائج نہ ہو یا کوئی قرینہ ال ہو کہ یہ نکاح ہو رہا ہے مہر کا

ذکر یا دوسرے ایسے علامات ہوں تو نکاح ہوگا۔ اب عورت مذکورہ کا فیصلہ بھی اسی کے ماتحت کر لیا جائے۔ اگر دلالت حال منگنی کے لیے مرجح ہے تو نکاح اول صحیح نہ تھا۔ ثانی نکاح صحیح ہے اور اگر ایسے علامات و قرائن تھے جو نکاح کے لیے مثبت ہوئی تو نکاح ثانی درست نہیں اول صحیح ہے۔ خود سوچ لیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مشتری اگرچہ بروقت خریدی ہوئی لکڑیاں نہ اٹھا سکے لیکن ملکیت اسی کی ہے بائع منع نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین در میں مسئلہ کہ زید نے بکر کے پاس ۹ عدد درخت شیشم بعض مبلغ چونتیس صد ۳۴۰۰ روپیہ فروخت کر دیے اور رقم پیشگی سالم ۳۴۰۰ روپیہ وصول کر لیا اور ایک تحریر ہوائی کہ ایک تو میرے آم کے درخت جن کے ارد گرد شیشم کے درخت تھے ٹوٹے نہ پائیں دوسرے درخت ۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء تک کاٹ کر لے۔ جو تمام درخت شیشم کاٹ کر پاند وغیرہ اونٹوں پر لے گیا اور منڈھ شیشم چھوڑ گیا۔ وہ جا کر سخت بیمار ہو گیا اور بجائے ۱۵ جنوری کے ۱۸ جنوری کو چھ عدد درخت بڑھے سائڈ نیل والے لے کر آیا۔ مگر زید نے لکڑیاں نہ اٹھانے دیں۔ وہ کہتا رہا کہ میں مجبور تھا۔ کیونکہ بیمار ہو گیا تھا۔ دوسرا کوئی جیب کی چیز نہ تھی۔ انسانی مجبوری کی وجہ سے دو یوم میں لیٹ ہو گیا تو مجھے معافی دے۔ مگر زید نے کسی کی منت نہ مانتا رقم ۳۴۰۰ سو بھی اسی کے پاس اور لکڑی بھی کئی کٹائی اس کے پاس فتویٰ دیں کہ لکڑی بکر لے جا سکتا ہے یا نہیں۔ بیٹو تو جروا

﴿ج﴾

لکڑی بکر کی ملکیت ہے اور س کو لے جانے کا حق حاصل ہے۔ زید کو روکنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الاقامہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہندوؤں کی متروکہ زمینیں عشری ہیں یا نہیں یہ فیصلہ الاٹ منٹ کی حیثیت پر مبنی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندوؤں کی زمین جو مہاجر مسلمانوں کو الاٹ ہوتی ہیں ان میں عشر ہے یا نہیں۔ بعض علمائے معتدین نے وجوب عشر کا قول کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ہندوؤں کی زمین پر حکومت پاکستان کا استیلاء ہے لیکن استیلاء کے مستحق ہونے پر مندرجہ ذیل خدشات ہیں اس لیے جناب مدلل فرما کر بحوالہ کتب تحریر فرمائیں کہ اگر استیلاء مستحق ہے تو وہ کیونکر ہو سکتا ہے اور خدشات مذکورہ کا کیا جواب ہے۔ لارڈ لورڈ بین اور مسٹر محمد علی

جناب میں معاہدہ ہو، تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر دو حکومتوں کا متروکہ ملک پر قبضہ منتقلی ہوگا اور معاہدہ چاہیے۔
سلسلہ میں ان کی حیثیت وکیل اور مختار کی ہوگی۔ چنانچہ اب تک ہر دو حکومتیں اس معاہدہ پر عمل پیرا ہیں۔ جن کے شوبہ
حسب ذیل ہیں۔ تارکین کے جائیداد کے تبادلہ اور نظام کے لیے ہر دو حکومتوں نے کنوینشن اور محکمہ بحالیات قرار
کیا۔ ہر دونوں محکمے پاکستان میں ہندوؤں کے وکیل اور ہندوستان میں مسلمانوں کے وکیل ہیں۔ چنانچہ ضرور
پاکستان سے متروکہ جائیداد کی آمدنی کے حسابات ہر دو حکومتوں میں تارکین وطن کے حسابات میں درج ہو رہے ہیں۔
ہر دو حکومتوں نے متروکہ ملک کی قیمتیں لگا کر ریاضیاتی قیمت کا آپس میں ادائیگہ کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔ یہ قیمت
نہر و معاہدہ میں طے ہوا تھا کہ اگر مسلمان ہندوستان یا ہندو پاکستان واپس آئیں تو اپنی اپنی جائیدادوں پر بدستور سابق
قابض ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ واپس ہوئے ہیں ان کو جائیدادیں واپس دی گئیں۔ ہندو مسلمان کو براہ راست
آپس میں تبادلہ کرنے کا اختیار تھا۔ بدستور پاکستان نے تو وہی فرمایا تھا کہ تارکین آپس میں خود جائیدادوں کا
تبادلہ کر لیں لیکن تارکین نے اپنی مشکلات کی وجہ سے عمل نہیں کیا۔ یہ معاہدہ کو حکومت ہند سے کاغذات منسوب کے بعد
سابقہ اراضی کی مقدار اس کی حیثیت پیدا ور کے مطابق بعد تصدیق زمین دی جاتی ہے اور غیر مستحق کو حصہ نہیں
دیتے۔ ان امور سے دو باتیں مستفاد ہوئیں۔ (۱) مسلمانوں کو ہندوؤں کی زمینیں بدلتی جاتی ہیں جس کی صورت بیع و
شرایع کی ہے اور ظاہر ہے کہ ہندوؤں کی بیع خیر ہونے کی صورت میں حشر نہیں ہے۔

(۲) حکومت درمیان میں صرف وکیل ہے اور ہندوؤں کی ملکیت برسرِ راست اس سے منتقل ہو کر مسلمانوں کو
آپنتی ہے۔ درمیان میں حکومت کو ملکیت حاصل نہیں ہوتی۔ پھر استیلاء کی صورت یونکرے گی ورنہ اگر بغرض حکومت
کی ملکیت درمیان میں تسلیم بھی کی جائے تو وہ جو مسلمانوں کی جائیداد کے ہونے کی استیلاء میں ملکیت بدلتی ہوئی
ہے۔ گریہ کیا جائے کہ استیلاء حکومت کے وزارت سے ہے تو یہ بھی جو جو مرقومہ مل تامل ہے۔ امداد اللہ کی جلد
ثانی ۵۲ میں ہے۔ ہندوستان کی زمین بحالت موجودہ خراجی ہے یا عشری۔ جب گورنمنٹ برطانیہ نے بعد مندر سلطنت
کی باگ اپنے قبضہ میں تھی تو اس وقت عدالت نے کہا تھا کہ تمام اراضی ضبط کر لی گئی کسی کا حق نہیں ہے۔

﴿ج﴾

واقعی مستفی نے جو استیلاء کے تحقق پر شبہ ظاہر کر کے عدم تحقق استیلاء پر دلائل دیے ہیں بالکل درست ہیں۔
حکومت پاکستان نے کنوینشن کا محققہ رقم کر کے ملک متروکہ کی حفاظت کا انتظام کر رہا ہے۔ آج تک کاغذات سرکاری
میکر ان کی جائیداد ان ہی کے نام درج ہے اور حکومت علی الاعلان اب تک ان ہی کو ملک سمجھ رہی ہے۔ یہ بات شک و
شبہ سے باہر ہے تو اس صورت میں استیلاء یقیناً یقیناً منتقل نہیں ہے اور ان کے ملک ان ہی کے ملک ہیں۔ اب دیکھنا

یہ ہے کہ الاٹ ہو جانے کے بعد مہاجرین متروکہ ملک کے مالک شرعاً ہو جاتے ہیں یا نہیں۔ تو اس کے متعلق الاٹ
من کی حیثیت پر غور کرنا ہوگا۔ بے گراں ٹرسٹ مستقل ہو اور حکومت متروکہ جائیداد کا مستقل فیصلہ کر دے پھر تو دونوں
حکومتوں کے وکیل عمومی ہونے کی وجہ سے مہاجرین متروکہ ملک باعوض ہو جائے گا اور وہ بمنزہ مشتری کے ہوگا اور
سب فقہ میں مسطور ہے کہ جو مسلمان کافر کی زمین خرید لے اس پر عشر واجب نہیں ہوتا اور اگر الاٹ منٹ عارضی ہو
اس صورت میں تو مہاجرین کا ملک ہونے کی محل تامل ہے۔ اہستہ بوجہ عموم بلوی جواز انتفاع کا حکم تو دیا جاسکتا ہے لیکن
جب عشر تو کسی صورت میں نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ

تراضی طرفین سے فسخ بیع جائز ہے اور مشتری کے لیے رقم پاس رکھنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمیٰ زید نے ایک خربوزوں کی واڑی چودہ صد روپیہ میں بکر کو
دوخت کی ہے اور ۴۰۰ روپیہ بکر نے پیشگی کیا ہے۔ باقی رقم قسط پر ادا کرنے کا وعدہ کیا اور بکر نے پھل بھی کچھ توڑا ہے۔
تورنے کے بعد کچھ پھل گھر لے گیا۔ پچھ چھوڑ گیا۔ اب بکر نے بے دل ہو کر پھل واپس کر دیا اور بیع فسخ کرنا چاہتا ہے
اور یہ کہتا ہے کہ مبلغ ۴۰۰ صد روپیہ میں واپس نہیں کرتا لیکن بیع فسخ کرو۔ یہ جائز ہے یا نہیں، بیع فسخ ہو سکتی ہے یا نہیں۔

یہ زید یعنی بائع مبلغ چار صد روپیہ اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں یا بکر مشتری کو ہی واپس کر دے۔ مینو اتو جروا
صدیقہ کد تھ ہوس خان بیہ ضلع رحیم یار خان

﴿ج﴾

تراضی طرفین بیع کا فسخ کرنا جہنی اقلہ کرنا جائز ہے لیکن زید نے جتنی رقم کر لی ہے۔ سب کا واپس کرنا لازم
ہے۔ چار صد روپیہ زید کے لیے رکھنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کم قیمت غلے کو مہنگے غلے میں ملا کر فروخت کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں چاول کا فصل تین قسم کا ہوتا ہے۔
(۱) کنگنی نمبر (۲) ۶ (۳) اور ان کے نرخوں میں بھی فرق ہے۔ جو ۶ مساوی ہے اس کا نرخ کنگنی اور ۸ نمبر کے

نرخ سے تین چار روپیہ فی من زیادہ ہے۔ یہاں کے یو پارے (تجارت کرنے والے) تینوں اجناس کو اکٹھا کر کے ۶ کے نام پر مل والوں کو فروخت کرتے ہیں۔ کیا کم نرخ والا غلہ زیادہ نرخ والے سے ملے ملا کر اس کو بیچنا جائز ہے یا نہیں۔
حافظ سعید احمد مدرس مدرسہ عربیہ انوار العلوم

﴿ج﴾

اگر خریدار کو پہلے سے یہ بتلایا جائے کہ تینوں قسم کے اجناس ملے ہوئے ہیں پھر جو قیمت ملے ہو جائے جائز ہے لیکن اگر اس کو یہ بتایا دیا جائے کہ نمبر ۶ ہے اور آپ اس میں نمبر ۸ بھی ملا دیں تو یہ دھوکہ ہے اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

جب مالک مکان نے مکان بیچ دیا لیکن خالی نہیں کیا

تو مکان مشتری کا شمار ہوگا بائع کا کرایہ کا مطالبہ کرنا ظلم و تعدی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر سے ایک دلال کی معرفت ایک مکان خرید لیا۔ تقریباً تین چار ماہ قبضہ مکان بکر مالک مکان کے پاس رہا۔ جبکہ اس نے مشتری سے مکان کی کل قیمت کے تہائی حصہ وصول بھی کر لیا اور مکان کا قبضہ مشتری کو نہیں دیا۔ جب مشتری قبضہ کے لیے آیا تو مالک مکان نے کہا کہ وہ جب سے مکان کے فروخت کی بات چیت ہوئی اس دن سے مکان کا کرایہ بھی وصول کرے گا۔ کیونکہ میں نے مکان خالی کر دیا تھا اور دلال کو کرایہ کے بارے میں کہہ دیا تھا۔ دوسری جانب زید کا کہنا ہے کہ دلال نے ہمیں اس بارے میں بالکل کچھ نہیں بتایا تھا اور نہ ہی مکان ہمارے حوالے کیا گیا تھا۔ بلکہ مکان مالک مکان بکر کے پاس رہا۔ اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ آیا مالک مکان کرایہ لینے کا مجاز ہے یا نہ۔ بیوا تو جروا

المستفتی غلام محمد ملتان

﴿ج﴾

جب بکر نے مکان فروخت کر دیا ہے اس وقت سے یہ مکان زید کی ملکیت شمار ہوگا اور بکر کرایہ کا مستحق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

اگر کسی نے کوئی مال بیچ دیا اور مشتری کو قبضہ دینے سے قبل ریٹ بڑھ گیا تو اب کس ریٹ کا اعتبار ہوگا
﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسکمی سرفراز نے اشداد سے ۲ بوری گوارہ کا سودا (بیع) بحساب ۱۵۲/- روپے فی بوری کیا اور مال دینے کے لیے یو پارے سے پلہ دار لے گیا لیکن مال نہیں دیا۔ پندرہ یوم کے بعد جب اسے بلایا گیا تو گوارہ کا بھڑ ۲۳۰/- روپیہ فی بوری ہو گیا تھا۔ اب سرفراز مذکورہ یہ کہتا ہے کہ اگر شرعاً یہ بیع لازم ہے اور مجھے سابقہ نرخ پر دینا لازم آتا ہے تو مجھے شریعت کا فیصلہ منظور ہے۔ لہذا جواب طلب امر یہ ہے کہ بائع مذکور کو گوارہ کا سابقہ نرخ پر دینا لازم ہے یا نہ۔

نوٹ: معلوم ہوتا ہے کہ بائع نرخ بڑھ جانے کی وجہ سے انکاری ہو گیا ہے۔

اہل اسلام نواں کوٹ

﴿ج﴾

اگر بیع کے وقت سرفراز کے پاس گوارہ موجود تھا اور بحساب ۱۵۲/- روپے فی بوری کے دونوں نے ایجاب و قبول کے ساتھ بیع کر لیا ہے تو یہ بیع صحیح ہے اور بوقت بیع طے شدہ نرخ ۱۵۲/- روپے فی بوری کے حساب سے سرفراز کے ذمہ گوارہ دینا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۹۵ھ

کیا حاکم وقت ملکی یا قومی مفاد کے لیے کسی کا ذاتی حق ضبط کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی آدمی کی ذاتی ملکیت بغیر اس کی مرضی کے حاکم وقت یا کوئی اور شخص چھینے یا ضبط کر لے۔ کیا قومی یا ملکی مفاد کے لیے حاکم وقت اپنے کسی شہری کی ذاتی ملکیت ضبط کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ایسا کر سکتا ہے تو اس کے معاوضہ کے بارے میں کیا ہوگا۔

غلام عباس نادر عباس اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

﴿ج﴾

قومی مفادات کے لیے حاکم وقت کسی شخص کی ذاتی ملکیت کو حاصل کرنا درست ہے لیکن اس کی قیمت پوری کی پوری ادا کی جائے۔ حدیث پاک میں ہے لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ مشکوٰۃ ص ۲۵۵۔ تمام

فتنبہ بیع مضطر کو ضرر دیتے ہیں۔ بیع المصطر و شراء فاسد الذر المختار ص ۵۹ ن ۵۔ لہذا اگر حاکم وقت ہوا
میں وضہ داکر کسی شخص کی ذاتی ملکیت کو قوی مفاد کے لیے حاصل کرے۔ تو جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق عفر اللہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

ایک شخص کو سوت کپڑا بنانے کی شرط پر دیا جاتا ہے

لیکن وہ مہنگے داموں بازار میں فروخت کرتا ہے کیا یہ بلیک مارکیٹنگ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو سوت کا کونٹرول ریٹ پر بلیک شرط
ملتا ہے کہ وہ اپنی کھڑیوں پر کپڑے بنے مگر وہ شخص سوت لے کر کپڑا بننے کی بجائے بازار میں مہنگے بھاد پر فروخت کر دیتا
ہے۔ دیکھنے سننے والے کہتے ہیں کہ شخص مذکور کا ایسا کرنا جرم ہے گنہ ہے اور بلیک مارکیٹ ہے مگر وہ شخص مذکور کہتا ہے
کہ میرا ایسا کرنا ٹھیک ہے جائز ہے اور بلیک مارکیٹ نہیں کیونکہ وہ اب خرید کرنے کے بعد میری ملکیت میں ہے جس
بھاد پر چاہوں بیچ سکتا ہوں۔ اب اصل مطلب مسئلہ یہ ہے کہ شخص مذکور کا یہ فعل کیسا ہے جرم ہے یا نہیں۔ بلیک مارکیٹ کی
تعریف کیا ہے کیا بلیک مارکیٹ میں حصہ لینے والے شرعاً مجرم ہیں۔ ملکیت میں آ جانے کے بعد کیا احکام تبدیل ہو
جاتے ہیں۔ جس شرط پر سوت ملتا تھا وہ پوری نہیں کی۔ حکومت کے مقرر کردہ نرخوں سے بڑھ کر چوری چھپے بیچنا جرم ہے یا نہیں
حکومت کی ایسے احکامات میں اطاعت فرض ہے یا نہیں۔ دلائل کتاب و سنت کی روشنی میں جوابات دے کر مشکو فرمائیں۔

﴿ج﴾

جب تک کسی چیز کی قیمت مناسب ہو اور بازار میں عام مل سکتی ہو اس وقت تک حکومت کو اس پر نرخ مقرر کرنا
جائز نہیں۔ لقولہ علیہ السلام ان الله هو المسعر القابض الباسط المارق الحديث رواہ الترمذی و
ابو داود وغیرہا مشکوٰۃ ۲۵۱۔ لیکن قحط ہو اور اشیاء کی قیمتیں حد سے بڑھ گئی ہوں تو حکومت نرخ پر کنٹرول
کر سکتی ہے۔ در مختار ج ۶ ص ۴۰۰ میں ہے۔ الا اذا تعدی الارباب عن القيمة تعدیا فاحشاً فیسعر اهل
الراى وقال مالک علیہ الوالی التسعیر عام العلاء ایسے وقت میں حکومت کی جانب سے نرخ مقرر ہو جاتے
ہیں اس سے زیادتی کرنا صحیح نہیں اور حاکم اس کو مناسب سزا دے سکتا ہے لیکن یہ حکم یہاں پر ہے۔ اگر کسی نے خلاف
ورزی کی تو بھی اس کی بیع مفید ملک ہوگی اور وہ رقم اس کے لیے حلال ہوگی۔ رقم میں کوئی حرمت نہیں۔ البتہ یہ فعل اس کا
قابل مواخذہ ہوگا۔ اس وجہ سے امامت سے علیحدگی کا حکم نہیں دیا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ

قبضہ دینے سے قبل اگر مبیعہ ہلاک ہو جائے تو مشتری رقم واپس لے سکتا ہے

﴿س﴾

مسئلہ سے باقی تھڈی ۶۵ روپیہ مسکی ابراہیم نے دیے۔ یہ قصہ یوں ہے کہ جو کھڈی پر تان مادہ اور جانے کے
کھڈی زید نے کا وعدہ تھا جس وقت تانا آ کر گیا تو اس کو کہہ دیا کہ کھڈی اٹھالے جاؤ کہ تان اتر گیا ہے۔ پاکستان
نے کی بھی خبر زید وہ پھیل گئی تو اسے کھڈی نہ اٹھائی وہ کھڈی اور باقی امام الدین کی کھڈی بن سب وہاں رہ گئی تو یہ شخص
بستان میں آگئے۔ اب مسکی ابراہیم کھڈی کی قیمت واپس لگتا ہے۔ کیا مسکی مذکور کو کھڈی کی قیمت دی جائے یا نہ۔
امام الدین مہاجر

﴿ج﴾

شامی ص ۵۶۰ ج ۲ میں ہے لو هلك المبيع بفعل البائع او بفعل المبيع او بامر معاوی بطل
بيع و يرجع بالشئ لو مقبوضا در مختار ص ۵۶۱ ج ۲ میں ہے ثم التسليم يكون تخلية على وجه يتمكن
من القبض بلا مانع ولا حائل و شرط في الاجناس شرط ثالثاً وهو ان يقول خلعت بينك وبين
مبيع فلو لم يقله او كان بعيداً لم يصر قابضاً والناس عه غافلون الخ معلوم ہوا کہ کھڈی کا قبض نہیں ہوا
ار قبض سے پہلے ہلاک ہونے سے مشتری بائع سے روپیہ واپس لے سکتا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بب مشتری بیمار اونٹ کا علاج کرتا رہا تو رضا بالعیب ہے لہذا بائع سے قیمت کا مطالبہ نہیں کر سکتا

﴿س﴾

زید نے عمرو کے ساتھ اپنے اونٹ کا تبادلہ کیا اور دو صد روپے زائد بھی دیے اور شرط یہ بھی رکھی کہ کیا اونٹ فلاں
جہ کے بغیر باقی وجوہات سے بیمار نہیں ہے اگر ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ اب وہ اونٹ دوسری بیماری سے بیمار ثابت ہوا
ہے۔ یعنی بادل ہو کر خراب کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس عیب کی اگر متبادل کو خبر ہوتی تو دیکھنے تک کاروا دار نہ ہوتا چنانچہ اس بیماری
و معمولی بیماری سمجھ کر یا اتفاقی خبر سمجھ کر ذبح کر کے خود بھی کھایا اور اپنے احباب میں تقسیم بھی کیا اور دوست سمجھ کر متبادل
رید) کے گھر بھی بھیجے۔ مگر زید نے اس گوشت شتر بیمار جنت بادل پن (دیوانگی) کے نہ خود کھایا اور نہ گھر والوں کو
خانے دیا اور نہ کسی اور دوست کو دینا گوارا کیا بلکہ زیر زمین دفن کر دیا اور متبادل (عمرو کے گواہوں سے ثابت ہو چکا
ہے کہ تبادلہ ہر دو شتر سے ایک ہفتہ پہلے کا یہ اونٹ زید والا اسی بیماری سے بیمار تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر کو جو دکھایا گیا تو اس
نے بھی کہہ دیا کہ یہ بادل ہے اس کو گولی سے ہلاک کر دیا جائے۔ مگر متبادل نمبر ۲ عمرو یہ سمجھ کر کہ دوگ کی باتیں پکارتے
تو رخصت اٹھنا نہ لایا اور علاج معالجہ کرتا رہا تا آنکہ اس کو ذبح کیا گیا۔ ذبح اور گوشت کھانے بعد اب عمرو کہتا ہے کہ زید

چونکہ خیابا لعیب کا ذمہ دار تھا اور عیب ثابت ہو گیا ہے تو کیا زید اس کی قیمت کا ذمہ دار ہے کہ نہیں اور کیا اس عمر کو ذبح کرنے کا حق تھا یا کہ نہیں یا زید وہ واپس کرنا چاہیے تھا۔ یہ چیز قابل غور ہے کہ عمر و غلط فہمی کا شکار ہوا ہے۔

نیز زید کہتا ہے کہ اونٹ بعد از تبادلہ بیمار ہوا ہے پہلے نہیں تھا۔ اس کے بینہ لیے جاسکتے ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ بینہ لے لے تو ترجیح عمر کے بینہ کو ہے یا کہ زید کے بینہ کو قبل ازیں عمر نے زید سے حلف بھی لی تھی کہ یہ اونٹ پہلے سے اس بیماری میں مبتلا نہیں تھا بعد میں عمر نے بینہ ثابت کیا کہ یہ پہلے بیمار تھا براہ کرم نہایت غور و خوض سے حل فرمایا جائے۔
حکیم عبدالعزیز قریشی ضلع مظفر گڑھ
۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۷۳ھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں مشتری رجوع بالثمن کا حقدار نہیں نہ کل ثمن کا اور نہ قدر نقصان کا۔ مشتری کا اس پر مدح کرنا رضا بالعیب ہے۔ جس عیب کا علم ہو جائے اور پھر اس کا علاج کیا جائے اس کو رضا بالعیب کہا جاتا ہے۔ واللہ والبرکوب والمداؤة له او به رضا بالعیب الدی یذو به فقط (درمقتر) ملا شامی کہتے ہیں (و المداؤة له او به) ای انہ یشمل ما لو کان المبیع عبداً مثلاً فداؤاھ من عبیہ او کان دواء فداوی به نفسه او غیرہ بعد اطلاعه علی عیب منہ ص ۳۲ ج ۵۔ نیز اطلاع بالعیب کے بعد اس کو ذبح کرنے سے بھی رجوع کا حق نہیں رہتا۔ اخروث وغیرہ اگر بالکل اندر سے خراب نکلیں تو اس کے متعلق شامی لکھتا ہے کہ اگر توڑنے سے قبل علم بالعیب ہو جائے اور اس کے باوجود توڑ لیا تو رجوع بالعیب نہیں کر سکتا اور اگر توڑنے کے بعد عیب کا علم ہوا تو رجوع کر سکتا ہے۔ فلو کسرہ بعد العلم بالعیب لا یرد لانه صار راصياً شامی ص ۲۵ ج ۵ الخ اس لیے ہم بایع بعد ذبح کرنے سے رجوع کا حق شرط ہو جاتا ہے۔ بینہ و حلف تک نوبت ہی نہیں پہنچتی۔ البتہ اگر بائع نے قصداً کتمان عیب کیا ہے تو وہ سخت گنہگار ہے۔ لقوله علیه السلام من غش فليس منا۔ واللہ اعلم

محمد وعفا، اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر مسجد تعمیر کرادی گئی ہے تو اس کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ زمین فارغ کردی جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک قطعہ مستبعد زمین جس کی بابت یہ معلوم نہیں کہ اس کی ملکیت ہے۔ ارشاد فرمادیں اس جگہ پر بغیر اجازت مالک کے مسجد تعمیر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر غلطی سے تعمیر ہو چکی ہے تو اس کے منہدم کرانے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

مولوی نور احمد خطیب قدیمی عید گاہ بکھر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

آج کل تمام زمینیں مخصوص ہو چکی ہیں۔ ان کا کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہوتا ہے۔ اگر عوام کو معلوم نہ ہو تو پناہ یوں کو ضرور علم ہوتا ہے اور ان کے کاغذات میں اندراج مل جاتا ہے۔ مسجد بنانے سے پہلے تحقیق کرنی چاہیے کہ اس کا مالک کون ہے۔ اب جبکہ مسجد بنا چکے ہو اور اس زمین کا کوئی واقعی مالک نکل آیا ہے تو اسے راضی کرو یعنی مفت اگر زمین نہیں دیتا تو قیمت ادا کرو۔ ورنہ اگر مجبور کرے تو مسجد گرا کر زمین فارغ کر دینی ہوگی۔

نیز اگر وہ زمین شہادت میں سے ہے تو اس صاحب شہادت سے اجازت لینی ہوگی اور اگر حکومت کی ہے تو حکومت کے ذمہ دار افسران کی اجازت سے مسجد کو قائم رکھا جائے۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہند
۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ

کچے پھلوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس بارے میں کہ عامۃ الناس میں یہ بات رواج پذیر ہے کہ کچا پھل مثلاً آم، کھجور، انار وغیرہ و دیگر جملہ خام ثمرات کی بیج کس وقت کس حد تک کریں تو جائز ہے۔ کب فساد اور کب باطل ہے۔ بعض اوقات گندے اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے کچی کھجوریں خرید کرتے ہیں وغیرہ اور پھر کاٹ لیتے ہیں۔ ان امور پر شرع شریف سے روشنی ڈال کر ثواب داریں حاصل کریں۔ بیضا تو جروا

مستفتی مولوی اللہ بخش موضع چاہ حاجی والا علی پور

﴿ج﴾

کچے پھلوں کی بیج مثلاً آم، کھجور، انار وغیرہ جملہ خام ثمرات کی جائز ہے۔ نیز جانوروں کے لیے کچی کھجوروں وغیرہ کا خریدنا بھی جائز ہے۔ شامی ص ۵۵۵ ج ۳ پر ہے۔ والصحیح انہ یجوز لانه مال منتفع به فی ثانی الحال ان لم یکن منتفع فی الحال الی ان قال وان کن بحيث ینتفع به ولو علناً للدواب فالبیع جائز باتفاق اهل المذهب اذا باع الثمر بشرط القطع او مطلقاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ ہند

۱۵ صفر ۱۳۸۲ھ

بائع اگر مشتری سے کچھ رقم وصول کر کے اور بقیہ مبیعہ پر قابض ہو کر

خود بیچتا رہے اور نقصان ہو جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کے پاس تیرہ سو پچتر روپے کی سبزی فروخت کی اور مبلغات مذکورہ سے سات سو تھارہ روپے بکر سے وصول کر لیے اور چار سو روپے نقد بکر سے مانگے اس نے کہا کہ دو تیس دن کے بعد ے دوں گا۔ اس پر زید نے سبزی پر قبضہ کر لیا اور خود بیچنی شروع کر دی لیکن اس بیع میں مبلغات مذکورہ یعنی تیرہ سو پچتر روپے میں سے دو سو نوے روپے کم وصول ہوا۔ اس رقم کا زید نے بکر پر دعویٰ کر لیا اور بکر کہتا ہے کہ سات سو اٹھارہ روپے دینے کے بعد جب زید نے قبضہ کیا تھا اس وقت گیارہ سو روپے کا مال موجود تھا۔ تو فرمائیے کہ صورت مذکورہ میں زید دو سو نوے روپے لینے کا حقدار ہے یا نہیں یا بکر کا قوں معتبر ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ زید بائع بکر مشتری کے مابین یہ بیع تام ہو گئی تھی۔ لہذا زید صرف ۱۳۷۵ روپے لینے کا مستحق تھا۔ سبزی کا مالک بکر ہو گیا تھا ورنہ فروخت کرنے کا حق بھی بکر کو تھا لیکن بیحدوں کے بعد جب زید نے مبیعہ پر قبضہ کر کے خود بیچنا شروع کیا تو زید شریعت میں غاصب ہو گیا۔ اب جب کہ اسے اس طرح کرنے سے نقصان ہوا تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے ورنہ اس نقصان کی وجہ سے بکر پر کسی قسم کا دعویٰ کرنے کا مستحق نہیں ہے۔ بہند زید بکر سے ۲۹۰ روپے لینے کا حقدار نہیں۔ اس سوال کے مطابق شرعی حکم یہ ہے۔ باقی شرعی لحاظ سے اگر فریقین فیصلہ کریں تو فریقین حاضر ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد رضا رحمۃ اللہ نائب مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ

تبادلہ اراضی کی صورت میں ایک فریق کا مکر جانا اور زیادہ رقم کا مطالبہ کرنا گناہ ہے

﴿س﴾

مندرجہ ذیل سوال کے متعلق شرعی حکم صادر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دوست محمد وغیرہ کی کچھ اراضی تھل میں تھی اور حاجی صاحب کی کچھ میں۔ انہوں میں قیمت کی تشخیص پر تبادلہ اراضی کا معاہدہ ہوا اور دوست محمد وغیرہ کی اراضی کی قیمت -/۳۲۰۰ روپیہ قرار پائی۔ بالقابل تبادلہ اراضی کا انتقال درج کرانے کی بجائے حاجی صاحب کی خواہش کے

مطابق دوست محمد وغیرہ نے حاجی صاحب کے نام رجسٹری بیع نامہ لکھ دیا اور حاجی صاحب نے رجسٹری پر اصل تشخیص شدہ قیمت -/۳۲۰۰ کی بجائے دس ہزار چڑھایا اور جب دوست محمد وغیرہ کے نام کچھ والا رقبہ منتقل کرانے کا مرحلہ آیا تو حاجی صاحب مختلف حیلوں بہانوں سے ٹال گئے۔ چنانچہ سال بھر تک اس بارے میں کوئی کارروائی نہ ہو سکی۔ آخر کار ایس ہو کر دوست محمد وغیرہ نے اپنی نابالغ اولاد سے شفعد کر دیا۔ اب حاجی صاحب سخت برہم ہیں اور رجسٹری کے بل بوتے پر دس ہزار وصول کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اب جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بیع بیع نہ تھی بلکہ تبادلہ تھا اور یہ ہندویزی کارروائی شخص ناشی تھی۔ دوست محمد وغیرہ نے حاجی صاحب سے ایک پیسہ بھی وصول نہیں کیا۔ بلکہ اصل تشخیص شدہ رقم ۲۲۰۰ روپیہ بھی بنوڑ حاجی صاحب کے ذمہ ہی چلا آتا ہے۔ کیونکہ اس رقم کے عوض کچھ والا رقبہ جو لینا تھا اب فرمایا ہے بروے شریعت دس ہزار یا کم و بیش وصول کرنے میں حاجی صاحب کہاں تک حق بجانب ہیں؟ نیز یہاں اس نکتے کی بھی اہمیت نہ دینی ہے کہ یہ جو بیع شدہ میں فی زمانہ چڑھادے چڑھانے کا دستور ہے بروے شریعت جائز ہے یا ناجائز؟ بعض لوگ عام تجارت کی طرح اسے بھی ایک طرح کا منافع قرار دیتے ہیں اور بعض کے نزدیک حرام ہے۔ صوفی حاجی صاحب بھی اسے منافع ہی جتلاتے ہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں بر تقدیر صحت سوال حاجی صاحب سخت مجرم اور گنہگار ہیں۔ اول تو یہ سودا زمینوں کے تبادلہ کا قرار پایا تھا۔ اس پر قائم نہ رہے اپنے لیے زمین پر قابض ہو کر فریق ثانی کو زمین دینے سے انکاری ہو گئے۔ پھر خریدار پر زائد رقم کے ساتھ منافع کا دعویٰ منطوق ہے۔ کیونکہ اس رقم کو حاکم کے رو برو اصل رقم میں شامل کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے یہ زمین اس رقم کے عوض خریدی کی۔ حالانکہ خرید تم تھی یعنی حاجی صاحب حاکم کے رو برو یہ اقرار کبھی نہیں کریں گے کہ میں نے بیاباں سو میں خرید کی ہے اور اب میں نفع لینا چاہتا ہوں۔ بلکہ جھوٹ بونا پڑے گا۔ فقط واللہ اعلم
عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان شہر
۷ محرم ۱۳۸۲ھ

سرکاری زمین کی مجزا تھ رنی کی اجازت کے بغیر آپس میں بولی لگانا اور قومی خزانہ کو نقصان پہنچانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ مملکت پاکستان کی دستور یہ ہے اس متفقہ فیصلہ کے بعد کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد مملکت پاکستان ایک اسلامی ریاست کہی جائے گی۔ مغربی پاکستان کے اکثر اضلاع میں مملکت پاکستان کی زرعی اراضی پائی جاتی ہیں۔ آباد ضلع مشد غٹھری اور متان

کا بونی امیر میں اس قسم کی راضی کافی تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ پاکستان کے قیام سے لے کر اب تک حکومت اپنی متنبی اراضی کے کچھ حصے ہر سال نیلام عام میں فروخت کرتی ہے اور کچھ رقبے یک سارہ کاشت پر نیلام کرتی ہے۔ حکومت ہند ایک کتا بچہ شائع کرتی ہے جس میں جو رقبہ نیلام بطور فروخت یا نیلام بطور کاشت دینا مطلوب ہو تفصیل شائع کرتی ہے۔ اراضی کا محل وقوع، مربع نمبر، رقبہ ایکڑوں، کنالوں اور مربعوں میں ازاں بعد حکومت بذریعہ اجازت واشتہارات اور بذریعہ عہد فیئذ منادی کرتی ہے کہ مورخہ اتنے بمقام فلاں حساب افسر مجوز فلاں نیلام کریں گے۔ افسر مذکور کے بغیر کوئی بھی دوسرا احکم اس کے نیلام کرنے میں مجاز نہیں ہوتا۔ اب نیلام دو قسم کا ہوتا ہے۔ نیلام خاص۔ اس میں صرف اس چک کے شخص حصہ لے سکتے ہیں جس چک میں یہ رقبہ ہو۔ اور نیلام عام میں مملکت کا ہر باشندہ حصہ لے سکتا ہے۔ جو کتا بچہ گورنمنٹ نے شائع کیا اس میں فی ایکڑ ایک رقم لکھی جاتی ہے کہ کوئی شخص اس سے کم نذر یا بولی دینے کا مجوز نہیں۔ تاریخ مقررہ پر نیلام ہوتی ہے اور سب سے زیادہ دینے والے کے نام اراضی مستقل کر دی جاتی ہے۔ یہ تفصیل قدرے سب سے لکھ دی تاکہ صورت مسئلہ واضح ہو جائے۔ کتا بچہ میں جو رقم لکھی جاتی ہے اس سے ہر ساں کئی گنا پر نیلام ہوتی ہے۔ اب بعض چکوں میں ایک رجن پیدا ہو چکا ہے مشورہ کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کے خزانے کو روپیہ کیوں دیا جائے۔ چک میں بیٹھ کر بولی کر دی جائے اور جو آدمی سب سے زیادہ بولی دے وہی افسر مجوز کی نیلامی کی تاریخ پر یوں تم قیمت پر ایک رقبہ حاصل کرے باقی کوئی آدمی جو یہاں یوں پا چکا ہے وہاں بولی نہ دے۔ مقرر کردہ شخص کے خلاف کوئی دوسرا یوں نہیں دے سکتا۔ کیونکہ چک کے ذی اثر افراد چک میں بولی دے کر رقبہ نیلام کر چکے ہیں۔ چک کے ذی اثر افراد کی خلاؤں و رزمی سے باہمی رہن سہن کی زندگی میں دشواری ہوتی ہے۔ شخص مذکور بولی کی رقم جس پر وہ اراضی حاصل کر چکا ہے خزانہ میں دخل کر کے باقی رقم تعمیر مسجد کے لیے متولیوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ مثلاً گورنمنٹ کے اپنے کتا بچے میں لکھ دیا کہ ایک ہزار فی ایکڑ سے کم ہر کوئی بولی دینے کا مجوز نہیں۔ اب چک میں جب اسی رقبہ کی بولی ہوئی وہ ہزار سے تین ہزار فی ایکڑ تک پہنچی اب بولی ختم ہونے پر شخص مذکور کو کہا کہ تم جاؤ اور ایک ہزار ایک سو کی بولی دے دو۔ تمہاری یہ بولی چونکہ افسر کے سامنے زیادہ ہوگی باقی کوئی آدمی تم سے زیادہ بولی نہیں دے گا قیہاں رقم یہاں ادا کر دو۔ تاریخ نیلام سے قبل ہی بولی ہو جاتی ہے۔ سودا پختہ ہو جاتا ہے اور بقایا رقم وصول کر دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی معتبر قسم کا آدمی آخری بولی پر چک کے چودھریوں سے زمین حاصل کر لیتا ہے اور معاملہ اوپر بٹھرتا ہے۔ رقم تعمیر مسجد سرکاری بولی کی تاریخ گزرنے پر داکر دوں گا تو بھروسہ کر لیا جاتا ہے۔ سرکاری نیلام کے دن وہ چک کے طے شدہ پروگرام کے تحت اراضی حاصل کر لیتا ہے اور پھر چک کے چودھری کو بھی من چلا ہوا جواب دے دیتا ہے۔ کیونکہ یہ آدمی باضابطہ مقروض نہیں ہوتا۔ کوئی قانون ذریعہ وصول کا ہو نہیں سکتا بلکہ قانون کی آنکھ

میں دھول ڈال کر یہ رقم گھڑی جاتی ہے۔ اس صورت میں اسلامی ریاست کا خزانہ بھی خالی رہتا ہے اور بے چاری مسجد کے پاس وارنٹ گرفتاری ہوتے ہی نہیں۔ نہ خدائی ملا نہ وصال صنم۔ مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت مطلوب ہے۔

(۱) آیا اس اسلامی ریاست کے امداد کے بغیر علم و اجازت حکومت یا نمائندہ حکومت کے کسی دیگر فرد یا پارٹی کو نیلام کا اختیار شرعی ہے یا نہیں۔

(۲) آیا اس کارروائی سے خزانہ حکومت کو جو نقصان پہنچا یا وہ خیانت ہے یا نہیں اور اس طریق سے حاصل کردہ مال غصب ہے یا نہیں۔

(۳) اس مال سے مسجد کی تعمیر جائز ہے یا نہیں۔ (بعض چکوں میں تعمیر مسجد لاکھ ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ چکی ہے)

(۴) مسجد کے علاوہ دیگر امور میں اس مال کا خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) بغیر تحقیق شرعی کے اس کو جائز قرار دینے یا ناجائز قرار دینے والے اگر بعد تحقیق شرعی اپنے موقف پر قائم رہیں اور حکم شرعی تسلیم نہ کریں اور اعلان عام کے ذریعہ سے توجہ اور رجوع نہ کریں تو ایسے افراد امامت کے مستحق ہیں یا نہیں۔ جواب جلدی دیں اگر جائز ہے تو لوگوں کو کرنے دیا جائے اگر ناجائز ہے تو کم از کم اہل خوف شریعت مطہرہ کا احترام کرتے ہوئے باز رہیں۔

محمد حمایت اللہ قاسمی بورے والا



اہل چک کا اس طرح سرکاری بولی (نیلامی) سے قبل متفق ہو کر بولی دے دینا اور پھر زائد بولی دے دینے والے کوئی نیلامی کی اجازت دینا اور دوسروں کو منع کرنا اور اس میں اہل اثر رسوخ والوں کا اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرنا اور حکومت کے خزانہ کو نقصان پہنچانا یہ عمل ناجائز ہے۔

اسلامی حکومت اگر نہ بھی ہوتی بھی یہ فعل قبیح و خبیث ہے۔ از قسم سازش اور غدار اور دھوکہ ہے اور اس طرح سے جو پیسہ حاصل ہوتا ہے وہ باطل میں داخل ہے۔ مسجدوں کی تعمیر میں لگانے کے حق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ صفر ۱۳۸۲ھ

کپاس اور گندم کی کچی فصل فروخت کرنا



عرض ہے کہ یہاں پر رواجوں میں سے ایک رواج ہے کہ کپاس کے کھیت کے کھیت ابھی ان میں مشکل سے غنچے نکلے ہی ہوتے ہیں ابھی تک ہتھیاں نکلی نہیں ہوتیں کہ ان کو بیچ دیا جاتا ہے یہ درست بیع ہے یا نہیں۔ نیز گندم کا کچی کھیت

برائے گھاس چارہ دے کر ان کے بدے تمیں یا چالیس من فی ایکڑ دانے گندم فصل بچتے ہوتے ہی لیے جاتے ہیں۔ اس قسم کی بیج بھی عام ہے۔ اس کو بھی مفصل بیان کریں۔

اللہ بخش چاہ حاجی والا کھروالی تحصیل میں ہے

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں مذکورہ بیج کو بیج سم کہتے ہیں۔ یہ مشروب اور جاز ہے۔ ملکیتی و موزونی اشیاء میں نیز ناپ اور اور گنتی والی اشیاء میں مندرجہ ذیل شروط کے ساتھ۔ (۱) بیج شدہ چیز کی کیفیت اور صورت معلوم ہو کہ فلاں قسم کا بیج درمیانی یا ادنیٰ تا کہ بیٹے وقت جھڑے کی نوبت نہ ہو۔ (۲) نرخ بھی اسی وقت طے کر کے (بائع و مشتری) بازار کے نرخ کا اس میں کمی نہ ہو۔ (۳) جتنی رقم کی مینی ہے وہ رقم معلوم ہو (۴) کہ اسی وقت اسی جگہ رستے رستے سب رقم دے دیے۔ اسی مجلس میں نہ دینے سے بیج باطل ہو جاتی ہے (۵) کہ اپنے مینے کی مدت کم از کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینہ کے بعد فدا فی تاریخ کو ہم کپس لیں گے۔ مینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں۔ زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن، تاریخ، مہینہ سب مقرر کر دے (۶) کہ یہ بھی مقرر کرے کہ فدا فی جگہ وہ چیز دینا جتنی اس شرط میں اور جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کا کہہ دے۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو تو لینے کی جگہ میں نا ضروری نہیں۔ (۷) نیز ان شرطوں کے علاوہ سہم کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط بھی ضروری ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لے کر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے۔ نایاب نہ ہو ورنہ بیج باطل ہو جاتی ہے۔ نیز نئی، پرانی اور کسی کھیت کی شرط لگانا بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ بیج سلم کی شرائط ہیں ان کے تحت میں اگر بھٹیوں کا سودا کیا جائے تو یہ عقد صحیح ہوگا۔

بندہ احمد رضا اللہ عز

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

۱۰ محرم ۱۳۸۲ھ

بائع کا مشتری کو ”رقم کا انتظار کرو جس دن رقم آئے گی

زمین آپ کے نام منتقل کر دوں گا“ کہنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صوفی نور محمد میرا رقبہ مشتری کہ چاہے موسیٰ والا موضع، ہڑوہ نشیب میں ہے۔ صوفی نور محمد اپنا رقبہ فروخت کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ فرمایا کہ رقبہ بخر قہیم ہے میں اسے فروخت کرنا چاہتا

ہوں۔ ایک سال کے قریب صوفی صاحب مذکور نے اپنے رقبہ کو فروخت کرنے کے لیے خریداروں کو کہا اس مشتری کہ رقبہ میں میں نے از خود ایک چاہ حد ث کیا ہے جس میں صوفی صاحب نے لاگت نہیں دی اور فرمایا کہ میں چاہ میں شریک نہیں ہوں گا۔ ایک ان صوفی صاحب نے مجھے فرمایا کہ اس رقبہ پر میرا ۸۵۰ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اگر تو مجھے ۸۵۰ روپیہ دے دے تو میرے حصہ کا رقبہ اپنے نام انتقال کرالو۔ میرے پاس اس وقت رقم موجود نہ تھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے باغیچہ فروخت کیا ہو ہے جو ساون کی آخر تک مجھے رقم ملے گی، اگر فرمادیں تو اسی روز مبلغ ۸۵۰ روپے دوں گا۔ چنانچہ صوفی نے فرمایا کہ چھ جس دن آپ کو رقم مل جائے میں رقبہ سام منتقل کر دوں گا اور آپ رقم کا انتظار کریں ورنہ مستقل کیا کہ مبلغ ۸۵۰ میں سام رقبہ صوفی صاحب مجھے دیں گے۔ رقم باغیچہ جب مجھے مل گئی تو میں صوفی صاحب کے پاس آیا کہ رقبہ میرے نام منتقل کر دیں اور رقم لے لیں۔ میں چونکہ گورنمنٹ ملازمت پر تھا اسی لیے میں نے ایک درخواست ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں دے دی کہ مبلغ ۸۵۰ روپے میں چھ بیگھہ رقبہ خرید کر رہا ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے درخواست دینے کے دو تین دن کے بعد مشورہ عام سے دوستوں نے کہا کہ آپ اگر رقبہ اپنے نام کر دو تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔ کیونکہ درخواست برائے اجازت دی گئی ہے۔ اس پر میں صوفی صاحب کے پاس آیا کہ رقبہ کا انتقال درج کرلو تو صوفی صاحب نے فرمایا کہ میرا ارادہ اب سالم رقبہ کا نہیں اور نہ ہی مجھے اب وہ ضرورت ہے کہ سام رقبہ فروخت کر دوں۔ وہ بیگھہ رقبہ کا مجھے تین سو روپے دے دو اور یہ رقبہ اپنے نام کرالو۔ قیام کی بیشی کا حساب نہ کرو۔ میں چونکہ اس وقت مجبور تھا کیونکہ رقبہ انہوں نے منتقل کرنا تھا اس لیے میں خاموش رہا۔ اب صوفی صاحب وہی رقبہ قیام ماندہ چار بیگھہ کے قریب کے یہ تھ سو روپے مانگ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ صوفی صاحب آپ نے تو میرے ساتھ سودا کیا تھا کہ آٹھ سو پچاس میری لاگت ہے۔ وہ مجھے دے دو۔ اس وقت میں تو رقم دیتا تھا مگر صوفی صاحب نے مجھے سالم رقبہ نہ دیا اور نہ ہی سالم رقم وصول کی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئلہ میں مشتری کے لیے کس صورت میں بیج اس میں رہے گی یا عقد جدید کرنا پڑے گا ورنہ بیع کو وعدہ پر پابند رہنا ضروری ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں یہ بیع نہیں ہے بلکہ معاہدہ ہے جیسا کہ خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ رقم کا انتظار کریں جس دن رقم ادا کر دیں گے۔ اس دن رقبہ کا انتقال کر دوں گا اور وعدہ مستقل کر لیا۔ لہذا اب عقد جدید کرنا پڑے گا اور وعدہ کی پابندی ضروری ہے لیکن اگر نرخ میں کمی بیشی ہو گئی تو اس کے مطابق فریقین قیمت کو گھٹنا بڑھا سکتے ہیں۔ فقط و مدد علم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ

مہاجرین کا اپنا کلیم کے حق کو فروخت کرنا

﴿س﴾

مہاجرین کو جو کہ بچہ حکومت کی طرف سے ملا ہوا ہے کہ تم اراضی متروکہ تارکین وطن میں سے اتنی مالیت کی زمین یا مکان حکومت سے لینے کے مستحق ہو جسے کلیم کہتے ہیں اس کا بیچنا اور خریدنا جائز ہے یا نہیں۔ بصورت جو زکیٰ مٹھی پر اس کا فروخت کرنا کیسا ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

عبارت مذکورہ سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض صورتیں امتیاض عن الحق جائز ہیں۔ اس سے قبل بھی اس مسئلہ پر کئی دفعہ غور کر چکا ہوں لیکن مذکورہ صورت جواز میں حق معلوم سے امتیاض کو جائز کہا گیا ہے۔ جیسے کہ ناظر وقف و وظیفہ نظر سے باعوض فارغ ہو یا مثلاً عبد میں حق خدمت سے موسیٰ نہ بالجذمتہ عوض حاصل کرے یا طواع المرعیم من استیمار الی غیر ذلک من الصور سے ظاہر ہے اور یہاں کلیم میں حق تملک مکان سنی یا زمین زرعی یا کل حق الملک فی غیر معلوم ہے۔ اس حق کا متعلق بالکل مجہول ہے بالجہالۃ اغاۃ اور اس کو ان حقوق معلومہ پر قیاس کرنا اور ان سے ادا کرنا بعید معلوم ہوتا ہے اور خود کتابچہ مقنن نہیں ہے اور نہ اس کی بیج جائز ہے۔ مگر قیاس اس لیے نہ بصورت بیع اور نہ بصورت نزول عن الحق جواز کی کوئی وجہ نظر آتی ہے۔ پھر ساتھ ساتھ یہ کہ شامی نے خود بھی آخر میں یہ دیا ہے۔ وبالجملة المسئلة ظنية والطائر المتشابهة للبحث فيها مجال وان كان الاظهر فيها ما قلنا فالاولی ما قال فی البحر من انه ينبغي الابرء العام بعده انتهى الرد المحتار مع الدر المحتار ص ۵۲۰ ج ۴ غرضیکہ خط کشیدہ جملہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حقوق معلومہ سے امتیاض کے جواز کے متعلق بالکل اطمینان نہیں ہے اور کلیم والی صورت میں بوجہ فرق مذکورہ کے تردد اور بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے احتیاط اس میں ہے کہ فتویٰ عدم جواز کا دیا جائے اور اکثر حضرات مفتیین بھی عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ پھر اہل مدارس اسلامیہ اور علماء کرام کو ضرورت محتاط رہنا چاہیے ان کا منصب اس قسم کے مشتبہات میں واقع ہونے سے بالا ہے۔ غرضیکہ فتویٰ اور فتویٰ دونوں لحاظ سے احتراز لازم ہے۔ ومن انقی الشبهات فقد استبرا لدينه الحديث، تذاہم محمود عفا، تذاہم مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہ

۱۰ شعبان ۱۳۸۱ھ

پناری نے اگر غلطی سے کوئی اور زمین مشتری کے نام کر دی تو وہ بدستور اصل مالک کی رہے گی

﴿س﴾

اسلامی حکم نامہ

سہی اللہ بخش دوسرے فرارز وغیرہم سکنہ و عوامہ فریق اول۔ اللہ بخش مانگہ خان نمبر دار موضع قیصری مدع علیہ فریق دوم۔ مدعی مذکور نے ایک کھیت ایک قطعہ اراضی مدع علیہ سے بطور بیع کے لیا تھا۔ جس قطعہ اراضی کو پیش کر کے رقم لی گئی تھی اس کی بجائے پناری کی غلطی سے دوسرے نمبر کا کھیت ان کے نام بیچ ہو گیا تقریباً سات آٹھ سال تک فریق اول اس کھیت کی جو ان کو دکھا کر انتقال ہوا تھا پیداوار کھاتا رہا۔ اس عرصہ مذکور کے بعد کسی دشمن کے اکس نے پر انہوں نے اس نمبر لینے کا مطالبہ کیا جو غلطی سے ان کے نام ہو گیا۔ ان پر دو نمبرات کی زمین کی قیمت میں چونکہ فرق ہے اس لیے اب وہ فریق اول اس غلطی شدہ نمبر جو کہ اچھا ہے لینے کا مدعی ہے اور فریق ثانی ان کے اصل حق کو دینے پر راضی ہیں لیکن غلطی شدہ نمبر دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس غلط فہمی پر موضع کا موضع گواہی دینے کے لیے تیار ہے پہلے تو فریق دس نے بھی تسلیم کیا تھا اور غلطی کو درست کر دینے کا وعدہ کیا لیکن دشمنوں کے اکس نے سے اب وہ اصل چیز کی بجائے بد شدہ چیز (زمین) کو لینے کا خواہش مند ہے۔ اب از روئے شرع شریف بیان فرمادیں کہ فریق اول کو کونسا قطعہ اراضی ملنا چاہیے۔ آپ اس عبارت کے موافق فتویٰ عنایت فرمائیں۔

محمد رب نواز صاحب

۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء

﴿ج﴾

اگر واقعی صورت مسئلہ میں بائع کی فروخت کردہ زمین کی بجائے پناری کی غلطی سے اس کی دوسری زمین مشتری کے نام ہو گئی تو نام ہو جانے سے شرعاً مشتری کا حق نہیں بن جاتا۔ بلکہ جس زمین پر بائع اور مشتری کے درمیان عقد بیع ہوا ہے وہی مشتری کا حق ہے۔ غلطی سے مشتری کے نام شدہ زمین جبکہ اس پر عقد بیع نہیں ہوا مشتری کو شرعاً لینے کا حق حاصل نہیں۔ لہذا بائع و مشتری دونوں کا فرض ہے کہ بائع اپنی فروخت کردہ زمین مشتری کے نام کر دے اور مشتری غلطی سے اس کے نام شدہ زمین بائع کے نام کر دے تاکہ ہر ایک صاحب حق کو اپنا حق پہنچ جائے۔ واللہ اعلم

احمد جان نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اُدھار کی وجہ سے لوگوں سے قیمت زیادہ لینا، گندم نخود وغیرہ میں بیع سلم جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ تاجر لوگ جنسی اناج وغیرہ غریب مسکین لوگوں کو گراں نرخ پر دیتے ہیں۔ مگر سہولت یہ دیتے ہیں کہ دو چار مہینے کے بعد غلہ مبیعہ کی قیمت وصول کریں گے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے سودے میں کیا ربوا نہیں آتا۔ جبکہ نقد و فیہ میں تفاوت واضح پیدا ہو جاتا ہے۔ حسب قواعد فقہیہ نہ سبکی از رو۔ احادیث اس کو ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۲) یہ بھی ہمارے ہاں کے تاجر کر رہے ہیں کہ گندم نخود جس کی برداشت میں ابھی دو چار ماہ باقی ہے خرید کر رہے ہیں پیشگی رقم دے رہے ہیں۔ اگر نہایت سستی ہوئی قیمت گرا کر، غریب و کمزوروں کی ضروریات اور تنگ دستی کی وجہ سے ایسے سودے قبول کر رہے ہیں غلہ کے ایفاء کے لیے ہاڑ کے مہینہ کا تعین تو کر رہے ہیں مگر خاص تاریخ کا تعین نہیں۔ کیا یہ سودا درست ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں یہ شرط بھی ہوتی ہے کہ وقت ایفاء اگر غلہ بائع نہ دے سکا تو مشتری اس وقت کی قیمت وصول کر لے گا۔ مینو تو جروا

﴿ج﴾

(۱) ادھار کی وجہ سے شرعاً نرخ بڑھانا اسی صورت میں جبکہ خریدنے والا مجبور ہے اور بائع اس کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا کر اس قیمت فروخت کر رہا ہے یا نہیں۔ بہت آ کر خریدنے والا مجبور نہیں رہتا۔ اگر بائع اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا رہا ہے تو اس کا سودا حلال نہیں ہے۔ تین مقدار زیادتی و زانیہ دیتے ہیں۔ تو یہ زانیہ زیادتی فاحش نہیں ہے۔ دلیل جواز صاحب ہدایہ کا قول باب المزابحہ ص ۷۶ ج ۳ الا یری انہ یزاد فی الثمن لاجل الثمن ثم قال بعد اسطر الاجل فی نفسه لیس بمال ولا یقابله شی من الثمن حقیقة اذا لم یشرط زیادة الثمن فی مقابلته قصدا ویزاد فی الثمن لاجله اذا ذکر الاجل بمقابله زیادة الثمن قصداً فاعتبر ملا فی المزابحہ احترازا عن شبهة الحبة ولم یعتبروا فی حق الرجوع عملاً بالحقیقة الخ۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

(۲) مذکورہ بیع کو بیع سہم کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ اذا تدانیتہم بدین الی اجل مسمی فاکتبوا الایۃ وقولہ علیہ السلام من اسلم منکم فلیسلم فی کلیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم اور وزنی وکیل اشیاء میں اور کپڑوں وغیرہ میں جائز ہے۔ چند شروط کے ساتھ:

(۱) بیع کی ہوئی چیز کی جنس و نوع معلوم کرنا کہ گندم ہے یا جو کپاس کپڑا وغیرہ کی بیع کر رہا ہوں۔

(۲) صنعت بھی معلوم ہو کہ گندم فدان کی قسم کی چمکی یا بری پٹا افان قسم کا مونا یا نرم چمکی یا بری تاکہ پھر جھڑے کی

ذبت نہ آئے۔

(۳) اور مقدار بھی معلوم ہو کہ اتنے ٹو پے گندم یا اتنے من چینی یا اتنے گز کپڑا۔

(۴) مدت بھی معلوم ہو کہ اتنے عرصہ تک کم از کم ایک مہینہ مہلت ہو۔

(۵) رقم یا رقم کی جگہ خریدنے والا جو چیز دے دیتا ہے اس کو بیچنے والا بیع کی مجلس میں قبض کر لے۔

(۶) درجہ دینے کی بھی معلوم ہو یعنی ان باتوں کا طے کرنا بیع کے وقت ضروری ہے جو کہ بائع و مشتری کے درمیان کسی وقت جھگڑے کا سبب بنے۔

(۷) ساتھ ساتھ بیچنے والے کے کاشت کیے ہوئے غلہ وغیرہ کی شرط نہ ہو۔

(۸) اور بیع کے وقت سے لے کر ادا کرنے تک بیع شدہ چیز منڈی بازار وغیرہ سے ملتی ہو تو اس قسم کی بیع میں ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی جائے اور یہ شرط لگانا جائز نہیں کہ اگر وقت لینا بائع خد نہ دے سکا تو مشتری اس وقت کی قیمت وصول کرے گا۔ بائع کو غلہ کا دینا واجب اور مشتری کو لینا واجب ہے۔ اس شرط پر یہ بیع فاسد ہوگی جس کا ختم کرنا لازم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ رجب ۱۳۸۱ھ

اگر مشتری نے کوئی چیز خرید کر تھوڑی سی رقم بائع کو دی ہو
اور بیع فسخ ہونے کے بعد بائع وہ رقم واپس نہ کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے ایک دکان کا مبلغ تین ہزار روپے نقد پر سودا کیا۔ مبلغ پانچ سو روپے نقد پیشگی وصول کی۔ ہفتہ کے بعد پشیمان ہو کر مشتری نے بیع فسخ کر دی۔ مشتری پیشگی واپس طلب کرتا ہے۔ بائع واپس دینے سے انکاری ہے۔ بائع نے پھر وہ دکان ڈیڑھ ہزار خسارہ پر فروخت کر دی۔ اب یہ رقم پیشگی بائع کے لیے عوض نقصان حلال ہے یا حرام واجب الرد ہے یا نہ۔ مینو تو جروا

حقانی دواخانہ نایک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان حکیم مولوی عبدالحق

﴿ج﴾

مشتری نے جب پشیمان ہو کر بیع فسخ کر دی اور بائع بھی فسخ اور اقلہ پر رضا مند ہو گیا حتیٰ کہ اس نے آگے دوسرے شخص کو مکان مذکور فروخت کر دیا تو وہ پانچ سو روپے جو پیشگی وصول کر چکا ہے وہ بھی مشتری کو واپس کرے گا۔

اگر چہ نہ واپس کرنے کی شرط بھی لگا چکا ہے۔ بشرطیکہ اس ایک ہفتہ کے دوران میں اس دکان کے اندر کوئی عیب پیدا ہوا ہو۔ اگر عیب پیدا ہو گیا ہو تو بقدر عیب کے بائع مشتری سے رقم ے سکتا ہے۔ اگر اس کم قیمت پر اقالہ کر چکے ہوں۔ عیب مثلاً از قسم رنے عمارت وغیرہ کے ویسے دکان کی قیمت کی کمی کو عیب نہیں کہ جاتا۔ قل فی الکسر ص ۲۴۳ ونصیح
مثل الثمن الاول وشرط الاكثر والاقل ملا تعیب و حسن آخر لعلو فلومه الشمس الاول۔ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ رجب ۱۳۸۵ھ

مشترکہ زمین تقسیم کرتے وقت جس کے حصے میں درخت آئیں گے وہ اسی کے ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) دو شخص گئے بھائی اپنے عم سے زمین خرید کرتے ہیں وہ زمین مبیعہ دوسری جگہ واقع ہے۔ مغالطہ کے طور پر ان دونوں نے ۴۰/۱۷ پر قبضہ کر کے چند درختان مشرہ وغیرہ مشرہ نصب کیے ہیں۔ بعد مدت کے معصوم ہوا کہ مبیعہ زمین ۴۰/۱۴ میں واقع ہے۔ ۴۰/۱۷ کا مالک فوت ہو چکا ہے۔ ورثاء ان دو شخصوں سے زمین کا قبضہ کاغذات مال دکھا کر بخوشی رضا واپس لیتے ہیں۔ واپس لیتے ہی ورثاء جس وقت تقسیم کرتے ہیں ناجائز مقبوضہ زمین ان دو شخصوں میں سے ایک شخص مسکی حافظ عبدالسار کو حصہ میں آ جاتی ہے۔ تو یہ عند الشرع دوسرے ورثاء بمع اس شریک کے ان درختوں کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں جو کہ اس نے اور اس کے برادر شریک فی البیع نے نصب کیے تھے۔

(۲) جائے سکونہ چار دیواری کے لیے حضرت میاں تاج محمد اپنے دو بیٹوں حافظ عبدالسار، حافظ عبدالرزاق کو دو کنال زمین بیع فرما دیتے ہیں پھر یہ دونوں برادر برضا مندی آپس میں تقسیم کر کے حد بندی کر دیتے ہیں۔ تو کیا عند الشرع جس کے حصہ میں درخت ہیں وہی مالک ہے۔ یا درختوں میں دونوں برابر ہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

(۱) مشترکہ زمین کی تقسیم کرتے وقت جس شخص کے حصہ میں جو قطعہ زمین آ گیا ہے۔ اس قطعہ زمین پر جو درخت ہوں گے وہ بغیر ذکر کرنے کے اس قطعہ کے مالک کے ہوں گے باقاعدہ تقسیم کرنے کے بعد دوسرے ورثاء کو ان درختوں میں سے حصہ طلب کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔ اگر چہ تقسیم کرتے وقت ان درختوں کے متعلق کچھ بھی تذکرہ نہیں آیا تھا۔ قال فی الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۲۱۵ ح ۵ ویدخل الشجر فی قسمة الاراضی وان لم يدکر والحقوق والمرافق کما تدخل فی بیع الاراضی ولا یدخل الزرع والثمار فی

قسمة الاراضی وان ذکرها الحقوق الخ

(۲) جب تقسیم کرتے وقت درختوں کے متعلق کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور تقسیم کر کے برضا و خوشی حد بندی کر لی ہے تو جس شخص کے قطعہ زمین میں جو درخت ہیں وہ اسی کی مملوک ہیں۔ دوسرے کو ان میں کوئی حق نہیں۔ دلیل اوپر بحوالہ ردی عالمگیریہ گزر گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص نے ۱۰ روپے من کے حساب سے روپے دیے ہوں
لیکن فصل نہ ملنے کی صورت میں کس قسم کی رقم کا حقدار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے موسم فصل سے تین چار ماہ پہلے یہ سودا کیا کہ رقم مجھے ابھی دے دو فصل پر ۱۰ روپے من گندم تم کو دوں گا۔ تاریخ مقرر ہو گئی فصل آنے پر اس نے گندم فروخت کر دی اور اس کو گندم ندی اب وہ شخص کہتا ہے کہ گندم میرے پاس نہیں ہے۔ ۱۳ روپے من کے حساب سے نقد رقم لے لیا یہ رقم لینا درست ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

سوال سے بظاہر یہی معصوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بیع سہم نہیں کیا ہے۔ کیونکہ بیع سہم کی بہت سی شرائط کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا شخص مذکور اپنی ہی رقم لینے کا حقدار ہے کم و بیش کا نہیں اور اگر باقاعدہ اس عقد کے اندر شرائط سہم کے ذکر کر دیے تھے اور بیع سہم ہی کر چکے تھے اور اس کی تمام شرائط از قسم بیان جنس ونوع وصفت وقدر و اجل (جو کم از کم ایک ماہ ہوتا ہے) وقدر راس امال جائے ایفاء اور قبض راس امال قبل از افتراق پائے گئے تھے۔ تب یہ شخص اتنی گندم جتنے کا سودا ہوا تھا کے لینے کا حقدار ہے۔ اگر وہ اپنی گندم فروخت کر چکا ہے تو اتنی گندم اسی قسم کی بازار سے خرید کرے گا اور وہ شخص اتنی گندم کے لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر اقالہ کر کے رقم ہی لینا چاہتا ہے تو جتنی رقم دے چکا ہے اتنی ہی رقم واپس لے سکے گا۔ زائد لینا ریوا اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ رجب الاول ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر باپ نے ایک بیٹے سے بیع مسلم کی اور تبرعا دوسرے بیٹے کو مسلم فیہ دینے کے لیے کہا اور خود فوت ہو گیا تو مال کس کے ذمہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے بیٹے بکر سے بیع مسلم کی۔ بکر نے رقم اپنے والد زید کے حوالہ کر دی اور گندم فسادات کے موقع پر وصول کرنے کا وقت مقرر ہو۔ زید کو اس کا دوسرا بیٹا خالد ہمیشہ ہر سال اس بارہ میں گندم بطور صد رحمی و تبرعا دیا کرتا تھا۔ بکر مشتہر کی اپنے والد زید کو کہتا ہے کہ تیرے اوپر پورا اعتماد نہیں مہربانی کر کے وہ غلہ گندم جو آپ کو میرے پاس دوسرے بھائی خالد سے بطور ہبہ ملا کرتا ہے وہی مجھے دلو اور بھائی کے سامنے حوالہ کر دو۔ چنانچہ زید نے اپنے اس بیٹے خالد کو یہی کہہ دیا اور بکر کے سامنے حوالہ کر دیا۔ خالد نے جواباً کہہ دیا کہ اگر نئے سال کی گندم برداشت ہونے تک آپ بھی اور میں بھی زندہ رہا تو وہ غلہ گندم بکر کو دوں گا ورنہ تو ادائیگی نہ کروں گا۔ بعد زید باوجود اس حوالہ کر دینے کے خالد سے قبل از برداشت غلہ گندم کچھ مقدار وصول کرتا رہا۔ وہ جینٹھ کے آخر میں اس زید کا انتقال ہو گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ خالد اب بکر کو گندم دینے کا ذمہ دار ہے یا کہ یہ گندم اس کے باپ متوفی کے ذمہ قرض ہے اور سب ورثاء ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ جیوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں حوالہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں تعین با شرط ہے اور شرط بھی غیر ملائم للعقد ہے۔ لہذا بکر کی وہ مسلم فیہ گندم اس کے باپ زید کے ذمہ قرض ہے۔ اس کے ترکہ میں سے قبل از قیمت وصول کرنے کا حقدار ہے اور بعد از قیمت ترکہ ورثہ سے بقدر حصص جس میں وہ خود بھی شریک ہے واپس لینے کا حق رکھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالمصطفیٰ غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۵ھ

بیوی کے نام زمین کے کاغذ بنانے سے اکیلی بیوی اس زمین کی مالک نہیں ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ایک ٹکڑا زمین کا خرید کیا۔ رقم اپنی جیب سے ذاتی طور پر ادا کی۔ ٹیکس سے بچنے کے لیے زمین بیوی کے نام راوی اور بٹا ہر کیا کہ یہ زمین میری بیوی نے خریدی ہے۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ بعد میں اپنی بیوی سے اپنے نام منتقل کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد زید نے دوسری شادی کر دی۔ کاروباری مصروفیت

کی وجہ سے زید زمین اپنے نام منتقل نہ کرا سکا اور فوت ہو گیا۔ دوسری بیوی سے اولاد بھی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زمین اس کی پہلی بیوی کے نام ہے اور پہلی بیوی سے بھی اولاد ہے۔ اس کا شرعی مالک کون ہے اور اس کے شرعی ورثاء کون کون ہیں۔ جبکہ قانونی طور پر پہلی بیوی زمین کی مالک ہے۔ اس زمین میں دوسری بیوی اور اس کی اولاد کا شرعی حق رہا ہے یا نہیں۔ جبکہ شرعی طور پر زید زمین کا مالک تھا۔

عبد الغفار زذخیر المدارس ملتان

﴿ج﴾

رکن بیع کا ایجاب و قبول ہے۔ جن میں ایجاب و قبول واقع پران کے ہی درمیان بیع متحقق ہوئی تو جب ایجاب و قبول زید نے کیا تو ملک اس کی یقیناً ثابت ہوئی۔ اب انتقال ملک بغیر کسی عقد صحیح معتبر تام کے نہیں ہوگا تو صرف اس سے کہ کسی مصیحت سے بیوی کے نام درج کرا دیا۔ زید کی ملک زائل اور بیوی کی ملک ثابت نہیں ہوئی۔ تا وقتیکہ کوئی عقد صحیح معتبر مفید انتقال ملک ثابت نہ ہو اور نظیر اس کی بیع تلجیہ ہے کہ دو شخص کسی کی وجہ سے بیع ظاہر کریں اور مقصود بیع نہ ہو وہ بیع مفید ملک نہیں ہوتی۔ جب باوجود ایجاب و قبول کے وجہ عدم ثبوت حکم کے ملک نہیں ہوتی تو جس کے ساتھ ایجاب و قبول تک نہیں ہوا اور نہ اس کے ہاتھ بائع کا بیچنے کا مقصد ہے نہ اس کے لیے مشتری کا خریدنے کا مقصد ہے۔ اس کی ملک کیونکر ہو سکتی ہے۔

فی الدر المختار و بیع التلجیۃ وهو ان يظهر عقد او هما لا یبردا انه لخوف عدو وهو لیس
ببیع الحقیقۃ بل کالہزل الخ ص ۲۷۳ ج ۵

ای اصل صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال یہ مکان زید کی ملکیت ہے اور زوجہ اول کے نام کسی مصیحت کی بنا پر ہائذات میں اندراج سے زید کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔ بس زید کی تمام اولاد چاہے پہلے بیوی سے ہیں یا زوجہ دوم سے شرعی حصص کے مطابق اس مکان کے وارث ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

اگر شوہر نے زمین کی ایک خاص مقدار بیوی کا حق المہر لکھوایا ہو

لیکن انتقال کرانے سے قبل انتقال کر گیا ہو تو وہ ترکہ میں شامل نہ ہوگی

﴿س﴾

ایک شخص مسی محمد حسن ولد حکیم اللہ بخش قوم خواجہ نے مسات غلام جنت دختر حکیم نبی بخش قوم خواجہ سے عقد نکاح

کیا۔ حق المہر ۲۵ روپے نقد و ۲۲ کنس ۷ مرلہ اراضی مقرر ہوئی۔ یہ حق المہر ایک سرکاری کاغذ پر اور رو برو گواہان لکھ گیا۔ محمد حسن نے اس تحریر میں یہ وعدہ کیا کہ کاغذات سرکاری میں انتقال بھی کرا دوں گا۔ محمد حسن فوت ہو گیا انتقال حق المہر نہ ہو سکا غلطی سے سرکاری کاغذات مال میں انتقال وراثت کا غلام جنت کے نام ہو گیا۔ جس کو عرصہ تقریباً ۱۳ سہ ہو گیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ اراضی مسامتہ نام جنت ملوکہ ہوگی یا مال متروکہ متصور ہوگی۔ متوفی کے باقی ورثاء میں بھی تقسیم ہوگی۔

محمد اعظم سکندری موضع شجاعت پور شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

شرعاً یہ راضی مسماۃ غلام جنت کی مملوکہ ہے۔ متوفی کا مال متروکہ نہیں ہے۔ متوفی کے ورثاء کا شرعاً کوئی حق نہیں ہے۔ البتہ انتقال کی تصحیح ضروری ہے۔ کاغذات مہر میں انتقال وراثت بجائے انتقال حق المہر ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں عرصہ تقریباً ۲۳ سہ کا ہو گیا ہے۔ متوفی کے ورثاء کا شرعاً دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے۔ کہ صرح فی کتب الفقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ غلام فرید نائب مفتی جامعہ اسلامیہ بہاولپور

جوزمین مسک محمد حسن مذکور نے اپنی بیوی مذکورہ کو حق المہر میں دے دی۔ یہ زمین بیوی کی ملک میں آگئی ہے۔ اسے ترکہ تصور کرتے ہوئے وارثوں میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

بشرط صحت واقعہ یہ زمین بیوہ مذکورہ کی ہوگی۔ دوسرے وارثوں کو اس زمین میں حصہ نہیں ملے گا لیکن اگر دوسرے ورثاء اس واقعہ کا انکار کریں تو عورت سے شہادت اور بصورت شہادت نہ ہونے کے باقی ورثاء کو حلف دے کر شرعی ثالث یا حاکم فیصلہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لکڑی کو بڑے ناپ کرفروخت کرنا جائز نہیں ہے ناپنے کا آلہ ایسا ہو کہ کمی بیشی نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جنوبی دزیرستان وانا میں کئی سالوں سے عمارتی لکڑی کی پیمائش کے لیے ایک خود ساختہ لکڑی کی اکائی مقرر کی گئی ہے جو کہ فٹ کی جگہ اس کے ذریعے پیمائش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ انچ دنیا میں اور کہیں رائج نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی صحیح ماخذ ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ انچ نہیں ہے جو کہ فٹ کا بار ہوا حصہ ہوتا ہے بلکہ یہ خود ساختہ انچ کی اکائی ہے۔ جس میں حسب ذیل نقائص موجود ہوتے ہیں۔

(۱) جب اوقات جب بائع و مشتری اس انچ پر عقد کر بیٹے ہیں تو پیمائش کرتے وقت مقصود علیہ جو کہ انچ ہے بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ لکڑی محبوس موجود ہوتی ہے اور اگر فٹ کی رائج اوقات اکائی پر اس کی صحیح پیمائش کی جائے تو اس میں کافی لکڑی نکل آتی ہے اور اگر انچ اس وقت اکائی پر بھی اس کی پیمائش کی جائے تو بھی لکڑی موجود ہوتی ہے۔ مگر انہوں نے خود ساختہ انچ سے لکڑی کو ختم کر کے بائع کے ہاتھ خاک پھیرنا۔

(۲) بعض اوقات تو یہ جمعی انچ دو فٹ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً انہوں نے ایک انچ جب فٹ پر پیمائش کی ہے تو دو فٹ لکڑی نکل آتی ہے۔ کبھی یہ بناوٹی انچ دو فٹ کے مساوی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی فٹ سے کم بھی اور اس طرح اس کا معیار مستقل ہرگز نہیں رہتا۔

(۳) اس مصنوعی انچ کے قوانین حساب میں ایک اس قانون کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک لکڑی ہے جس کا طول دس فٹ تین انچ ہے۔ تو چونکہ تین انچ ان کے حساب میں منضبط نہیں ہو سکتے اس لیے یہ مشتری کے ہاتھ مفت اور بلا معاوضہ چلے جاتے ہیں۔ باقی دس فٹوں کی قیمت بائع کو ملے گی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نقصان کی بنا پر یہ مبیعہ جو کہ انچ ہے مٹے خطہ الوجود تو نہ ہوا جس کا عقد باطل ہے۔ نقصان کی بنا پر جب کمی بیشی ہوتی ہے تو کیا یہ عقد فاسد ہے یا نہیں۔ نقصان کی بنا پر کیا اس میں ربا لازم آتا ہے کہ نہیں۔ بینوا تو جروا

حاجی نگر خان دکاندار اندرون کسٹم ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
مولانا نور محمد خطیب جامع مسجد اڈہ مغل خیل

﴿ج﴾

معروض آنکہ سوال کو کہ حق نہ سمجھنے کی وجہ سے جواب لکھنے میں تاخیر واقع ہوئی۔ معاف فرمادیں سوال تو اب بھی سمجھ میں نہیں آیا ہے لیکن بنا برو جوہ محتملہ جواب لکھا جاتا ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ لکڑی کی بیع اگر مجاز فہ کی جائے اس طرح کہ یہ لکڑی مثلاً رالیہ ہو بغیر اعتبار طول و عرض کے ناپنے کے تو یہ بلا شک و شبہ صحیح ہے اور اگر لکڑی مثلاً رالیہ کی بیع پ کے اعتبار سے اس طرح کی جائے کہ اس لکڑی کا ایک گزیافت یا انچ یعنی کسی ایسی طول کی اکائی جس کی مقدار معلوم ہو یا کسی ایک معین لاٹھی یا کسی اور طویل چیز کی اکائی جس کی مقدار طول معلوم نہ ہو لیکن وہ معین اور مشارالیہ ہو کمی بیشی قبول نہ کرتا ہو بعض پانچ روپے کے مثلاً فروخت کرے تو بھی بیع نہ ہو صحیح ہے کیونکہ اس میں کوئی غرر اور دھوکہ وغیرہ نہیں ہے اور نہ افساء الی المنازعہ ہے اور اگر کسی ایسی چیز کی اکائی سے بیع ہو جائے جو کمی بیشی کا احتمال رکھے اور اس کا طول ایک جیسا نہ رہے مثلاً بڑی ٹکی کو معیار مقرر کر دیا جائے جو معمولی کھینچنے سے لمبی ہوتی ہو تو یہ بیع جائز نہیں فاسد ہے۔ کیونکہ اس میں غرر ہے اور مفضی الی المنازعہ ہے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المحتار ص ۵۳۸ ح ۴ (و) من المجازفة البیع (بائنا و ححر لا یعرف قدرہ) قید فیہما وللمشتري الخيار لبها نھر و هذا اذا لم یحتمل الا ناء (القضان والححر (النفث) فان احتملہما لم یجز کیعہ

قدو ما یملأ هذا البیت ولو قدر ما یملأ هذا الطشت جاز سراج امید ہے آپ کے سوال کا جواب اس تفصیل میں آگیا ہوگا۔ ورنہ دوبارہ وضاحت سے لکھیں ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے یہ انجی مروت کبھی ٹٹ کے برابر کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالمطیب فخر معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
اجوب صحیح محمود، عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

جب کسی شخص نے زمین بیچ کر اس کا انتقال کرایا

اور کچھ رقم بھی وصول کی اب بقیہ رقم نہ لینا اور قبضہ نہ دینا ظلم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ ۱۹۶۲ء میں جب میں سرکاری ڈیوٹی پر ملتان تھا میری برادری کے ایک فرد چوہدری جہانگیر علی خان ملتان شہر میں رہائش پذیر تھے۔ وہاں ان کی شہری و کسبی زمین بھی تھی جو میرے علم سے باہر تھی۔ انہوں نے بذات خود اپنے اور میرے دوستوں اور خواتین کے ذریعہ سے اور میری بیوی کو اپنی رہائش کے لیے ان کی جائیداد شہری میں سے ایک پڑے خریدنے کی پر خلوص کوشش کی۔ مگر چونکہ میرے پاس رقم نہ تھی ورنہ میں نے چوہدری صاحب کو صاف طور پر کہا کہ میرے پاس رقم نہیں ہے۔ چوہدری صاحب نے فرمایا آپ پلاٹ خریدنے کا وعدہ کریں میں رقم بعد میں لے لوں گا۔ ہر چند کہ میں نے انکار کیا مگر ایک دن انہوں نے واضح طور پر کہا کہ آپ کی بیوی میری بیٹی ہے اور میری خوش ہش ہے کہ آپ اپنی بیوی کے نام میری شہری جائیداد سے ایک پلاٹ رجسٹری کروالیں ورنہ رقم بعد میں دے دیں۔ ان کے خلوص کو مد نظر رکھ کر ان کی پیشکش قبول کر لی گئی اور انہوں نے اپنی شہری جائیداد دے دی پلاٹ میں سے ایک کنال رقبہ کا پلاٹ رجسٹری کروایا بعد میں پلاٹ انتقال کر دیا گیا اور رجسٹری دے دے کاغذ اور نمبر انتقال میرے پاس چوہدری صاحب نے پہنچ دیا۔ رجسٹری کے وقت پچھرقم میں نے نقد ادا کی۔ مگر چوہدری صاحب کے مبلغ ۱۰۴۰۰۰ روپے ہمارے ذمہ رہ گئے۔ جس کی اجازت ملی کہ میں کسی وقت چوہدری صاحب کو ادا کروں۔ رجسٹری میں کل رقم و صورت پائی درج کی گئی کچھ عرصہ بعد میں ملتان سے اپنی رجسٹری میں جو سیٹ کوٹ تھی چلا گیا اور تقریباً ایک سال بعد ۱۹۶۳ء میں میں لاہور تبدیل ہو گیا۔ ایک دن تو ار کو چوہدری صاحب میرے پاس آئے اور فرمایا کہ فوری آج ہی بقایا رقم ۴۰۰۰ روپے ادا کرو میں نے معذرت کی کہ آج اتوار ہے رقم ادا نہیں ہوسکتی۔ آپ مجھے کم از کم ایک دو دن کی مہلت دے دیں۔ میں آپ کی رقم ادا کر دیتا ہوں۔ مگر وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ ورنہ مہلت دینے پر جبراً آمادہ نہ تھے۔ اس کے بعد میں نے بارہا رقم ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر چوہدری صاحب نہ تو رقم لیتے تھے ورنہ ہی پلاٹ کا قبضہ دینے کو تیار تھے۔ ہمارے پلاٹ کے کچھ حصہ پر ہندوؤں کے وقت کا

تغیر شدہ حصہ تھا۔ اس حصہ کو چوہدری صاحب نے ایک پرائیویٹ سکول کو کرایہ پر دیا تھا۔ آخر ۱۹۷۳ء کو ۱۱ سال بعد چوہدری صاحب انتقال کر گئے۔ اس کے بعد میں نے چوہدری صاحب کے بیٹوں کو رقم دینا چاہی اور پلاٹ کا قبضہ مانگا مگر انہوں نے بھی چوہدری صاحب والا رویہ رکھا نہ رقم لیتے تھے اور نہ پلاٹ کا قبضہ دیتے تھے۔ اب اس پلاٹ کی شرعی حیثیت کیا ہوگی کس کا ہوگا۔

نور حسین چک نمبر 8p ۱۰ تفصیل خانیوں ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ چوہدری جہانگیر علی صاحب نے آپ کی بیوی کے نام شہری جائیداد میں سے ایک کنال رقبہ کا پلاٹ رجسٹری کروایا ہے اور اس کا انتقال بھی کروا لیا ہے اور پچھرقم نقد ادا بھی کی گئی تو یہ بیع قائم ہوگئی ہے۔ چوہدری صاحب اور اس کی فوتیدگی کے بعد اس کے ورثاء صرف رقم لینے کے حقدار ہیں۔ قبضہ فوراً دے دیں اور رقم وصول کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الاجوب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

مہاجرین کے لیے حق ”کلیم“ فروخت کرنے پر بعض علماء کے شبہات

اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی فقہیانہ رائے

﴿س﴾

جواب پر مستفتی کی طرف سے کچھ خدشات و شبہات کا اظہار کیا گیا۔ مستفتی کا خط مندرجہ ذیل ہے۔ یہاں دوبارہ ان کے شبہات کا ازالہ جواب میں کیا گیا ہے۔ (نقل خط قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم مدرسہ نجمہ امدراس مشتمل بہ شبہات) ملتان سے مسئلہ کا جواب بہت دیر سے ملا آپ کی مسدوفیت سے ایسا ہی ہوگا مجھے اس کی عدم جواز پر ابھی تک طمینان نہیں ہوا۔ آپ سے پھر اس مسئلہ پر غور کرنے کی درخواست کروں گا اور امید کرتا ہوں کہ میرے شبہ کو رفع کرنے کی بھی کوشش فرمائیں گے۔ اس وقت تو میں اس پوزیشن میں ہوں کہ جو چہنے والے سے بہت دانا ہوں کہ میرے علم میں اس میں کوئی حرج نہیں البتہ مفتی صاحب قاسم العلوم نے ناجائز کہا ہے۔ کلیم بیچنے والوں کا کہنا ہے کہ مفتی محمد شفیع صاحب سے ہم نے جو زکاۃ فتویٰ حاصل کیا ہوا ہے۔ اگرچہ ان کے اس کہنے پر ہمیں خود بھی طمینان نہیں۔ البتہ علامہ افغانی مدظلہ کو بھی میں نے آپ کو خط ارسال کرنے کا بعد ایسا جواب ارسال کر دیا۔ ان کا جواب آیا ہے میرے استدلال سے کچھ احتیاط فرمایا ہے لیکن حکم جوارہ کی کتب سے آپ کے اس فرق پر کہ یہاں کلیم کے معاملہ میں جہات ہے مجھے مندرجہ ذیل شبہ ہے۔

(۱) آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ متعلق حق میں ہے جسے فیہ الحق سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس پر میری گزارش یہ ہے کہ احتیاض حق سے ہے نہ متعلق حق سے۔

(۲) مافیہ الحق بھی گرچہ بذاتہ مجہول ہے مگر بنوعہ اور بوصفہ معلوم ہے کیونکہ کلیم (کتاب) کے ذریعے ان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اراضی متروکہ میں سے اتنی مالیت کی زمین جو تمہارے نام پر نیلام کی جائے اس کا تم مجانیے کے حقدار ہو۔ جہالت اگر مفضی الی النزاع ہو تو باعث خصل ہوتی ہے۔ اس خاص صورت میں جب احتیاض اس حق ہی سے ہے نہ کہ متعلق حق یعنی زمین سے تو نزاع کا بظاہر کوئی احتمال ہی نہیں۔ اس جہالت سے عقد کی خرابی سمجھ میں نہیں آئی اور حق کے متعلق میں اس چیز پر غور کرنے کی درخواست کروں گا کہ وہ یہی ہے (جو میرے زعم میں بالکل معلوم ہے) کہ اراضی متروکہ میں سے اتنی مالیت کی زمین جس کا نیلام تمہارے نام ختم اس کے مجانبہ عوض لینے کے تم مستحق ہو اور یہ استحقاق نہیں۔ حکومت نے بوجہ محنت مہاجرت وغیرہ دیا ہے اس حق کا مجھوں ہونا احقر کی سمجھ میں نہیں آتا۔ شامی کا مشورہ ابراہام کا اپنے زعم میں یہی سمجھ رہا ہوں کہ معاملہ سے تو اس نے روکا نہیں البتہ ابراہام کا مشورہ دیا ہے تاکہ عند اللہ کوئی مواخذہ باقی نہ رہے تو زیادہ سے زیادہ عوض لینے والے کے لیے احتیاط یہ ہے کہ وہ نہ لے اور اگر ایسا کر لے تو پھر ابراہام عام ہو جائے تو چھاپے۔ اہل مدارس وغیرہ کے لیے بھی احتیاط نہ لینے میں بھی اپنی سمجھ میں نہیں آتا اس لیے کہ جب مدرسہ کا کام مثلاً پچاس روپیہ پر ہو سکتا ہے تو پچاس کی جگہ سو روپیہ کو خرچ کرنے کو کس طرح احتیاط کہا جاسکتا ہے اور پھر قوم کا یہ مزید پچاس روپیہ بھی ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دے دینا جو اسے کہاں خرچ کریں گے بلکہ ظن غائب یہ ہے کہ غیر شرعی طور پر ہی استعمال کریں گے اس لیے بظاہر تو احتیاط نہ دینے ہی میں معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

امید ہے آپ مصروفیات عالیہ کے باوجود جواب سے نوازیں گے۔

ناکارہ عبد الکریم عفا اللہ عنہ

﴿ج﴾

مسئلہ کے متعلق چند باتیں عرض ہیں۔

(۱) میں نے جو لکھا تھا کہ متعلق حق مجہول ہے اس سے مقصد یہی تھا کہ متعلق کی جہالت حق کی جہالت کو مستلزم ہے۔ بالفاظ دیگر جہالت اصل جہالت حق کو مستلزم ہے گویا وجوہ جہالت حق میں سے ایک وجہ معلومیہ اکل بھی ہے جب تک محل معلوم نہ ہو حق کی جہالت دور نہیں ہو سکتی۔ صاحب درمقی نے عدم صحیح بیع حق التسلیل کی دلیل جہالت محل سے دی ہے اور فرمایا ولا یصح بیع حق التسلیل و ہتہ سواء کان علی الارض لجهالة محله وقال الشامی تحنہ (لا یصح بیع حق التسلیل) ای باتفاق المشائخ ص ۸۰ ج ۵

(۲) صرف اس سے محل حق معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کی قیمت ایک ہزار روپے مثلاً پاکستان بھر میں اسی مالیت کی اراضی زرعی و سنی ہزاروں ہو سکتی ہیں۔ لہذا محض معلوم القیمہ ہونے سے محل کی تعیین نہیں ہو سکتی اور جہالت اب بھی فاحشہ ہی ہے۔ نیز کلیم والے کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ منظور شدہ کلیم سے متفرق مکانات یا اراضی مزورہ وصول کر لے۔

ہی ہزار کے کلیم سے صرف دس ہزار کی مالیت کا مکان لینا اس پر لازم نہیں ہے۔ تاکہ اسے معلومیہ محل کی وجہ بنانے کی کوشش کی جائے۔ بلکہ دس ہزار کے کئی مکان کئی ٹکڑے کیف یا تنق وہ لے سکتا ہے دو مکان پانچ پانچ ہزار کے یا پانچ مکان جو دو دو ہزار کے یا اور متعدد صورتوں میں اس میں گنجائش ہے تو کلیم کی قیمت کی تشخیص محل کی معلومیت کی وجہ سے مرز نہیں بن سکتی اور جب تک محل معلوم نہ ہو اس وقت تک حق متعلق بہ کی معلومیہ ممکن نہیں۔ کما فی التسلیل کما مر۔

(۳) جہالت خواہ مفضی ان النزاع نہ بھی ہو جب سبب عقد میں ہو تو عقد صحیح نہیں ہوتا یعنی اگر جہالت احد المبدلین میں ہو تو عقد باطل ہوگا۔ یہاں غس جہالت ہی مبطل عقد ہے اس کے لیے فتح القدیر ص ۴۷ ج ۵ دیکھیں نقض اجمالی اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے خصوصاً یہ عبارت (اجیب بان البیع بالرقم تمكنت الجهالة فی صلب العقد وهو جهالة الثمن بسبب الرقم الخ) اور یہ عبارت (لأنها تضمنت تسليم ان الجهالة وان كانت يدهما اذا لتهما بعد كونها فی صلب العقد وهي ان تكون فی الثمن كالبیع بالرقم وبای ثمن شاء او فی المبيع كبيع عدد من اربعة تمنع جواز البیع الخ نیز فتح القدیر ص ۵۲ ج ۵ میں من اشتری ثوبین علی ان یا احد ایہما شاء بعشرة وهو بالخيار ثلثة ايام فهو جائز وكذا الثلثة فان كانت اربعة اثواب فالبيع فاسد کے تحت بھی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جہالت بیع نے ثوبین و ثلثة اثواب و كذلك فی الاربعة فصاعداً اگرچہ مقتضی عدم صحیح بیع کا ہے لیکن اس کے باوجود ثوبین و ثلثة اثواب میں قیاس کو ترک کر دیا گیا ہے اور اربعہ فصاعداً میں جہالت اگرچہ غیر مفضی الی النزاع ہے لیکن حکم عدم جواز بیع کا ہے۔ تعین من نہ اختیار کی صورت میں نزاع کا سوال پیدا نہیں ہوتا لیکن پھر بھی موجب عدم جواز ہے بوجہ جہالت فی البیع کی گویا جہالت غیر مفضیہ الی النزاع فی البیع کا تقاضا تو مطلقاً عدم جواز ہی کا ہے لیکن اس تقاضا کو دو اور تین میں استحساناً بوجہ تحقیق حاجت کے ساقط کر دیا گیا ہے اور اربعہ فما فوقہا میں جب حاجت (جو استحسانی وجہ ہے) مستحق نہیں۔ تو وہی جہالت غیر مفضیہ الی النزاع پنا عمل کر رہی ہے وہ عدم جواز البیع اس لیے کہ جہالت سبب عقد میں ہے اور یہاں کلیم کے مسئلہ میں بھی جہالت اگرچہ غیر مفضیہ الی النزاع ہے لیکن چونکہ معقود میں ہے اس لیے موجب بطلان عقد ہے۔ نیز اس پر غور کر لیا جائے کہ احتیاض عن الاعیان (بیع) جس کا جواز اور مشروع ہونا قطعی ہے۔ ثابت بالکتب والسنن والاجماع والقیاس ہے جب اس میں جہالت غیر مفضیہ الی النزاع کما فی الاربعة فما فوقہا مانع جواز ہو جاتی ہے۔ کما اذا باع رجل داراً من الدور الاربع مثلاً اور ثوباً من الاثواب الاربع مع تعیین من له الخيار حیث یکون الجهالة غیر مفضیہ الی النزاع تو احتیاض من الحقوق المجہولہ بهذه الجهالة کس طرح جائز ہوگا۔ وجوہ احتیاض من الحقوق کا جواز متکلم فیہ ہے اور غیر قطعی ہے۔ یاد رہے کہ حقوق میں جہالت محل سے آئی ہے اور ہے غیر مفضی الی النزاع۔ غرضیکہ جو جہالت احتیاض العین (بیع) میں موجب فساد و بطلان ہے وہ احتیاض من الحق میں بطریق اولی موجب بطلان ہوگی۔

(۴) میرے خیال میں کلیم والے مہاجر کو بوجہ محنت مہاجرت یہ حق نہیں دیا گیا بلکہ یہ اس کی متروکہ جائیداد کے

کتاب الربوا

ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ پر جو منافع ملتا ہے وہ سود ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے اوپر ایک سال میں مبلغ پانچ ہزار روپیہ انکم ٹیکس ملتا ہے۔ اگر وہ انکم ٹیکس سیونگ سرٹیفکیٹ خریدیتا ہے تو اس پر بجائے پانچ ہزار کے صرف تین ہزار روپیہ انکم ٹیکس آتا ہے۔ یعنی زید کو ہزار روپیہ انکم ٹیکس میں بچت ہے اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ اگر چھ ہزار روپیہ کے خریدے تو دس سال میں یہ رقم مبلغ ۱۰ ہزار روپیہ ہو جائے گی یعنی چھ ہزار پر دس سال میں چھ ہزار روپیہ منافع ملے گا۔ اس طرح زید کو دو ہزار روپیہ اصل میں بچت ہو جائے گی اور مبلغ چھ سو روپیہ سالانہ ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ میں منافع ہوگا۔ لہذا زید روئے شرع تحریر فرما کہ ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ خریدنا کیسا ہے اور یہ کہ ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ کے منافع کہاں پر خرچ کیا جائیں۔

﴿ج﴾

ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ کی صورت میں جو منافع ملتے ہیں وہ شرعاً سود ہے اور اس کا خریدنا اور منافع لینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

جن کارخانوں میں بیرون ملک سے سود پر منگائی گئی مشینیں لگی ہوئی ہیں ان کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص کارخانہ گانا چاہتا ہے اور اس کے لیے باہر سے مشینری لائے تو مروجہ قانون کے تحت وہ مشینری سودی قرضہ پر یہاں آئے گی۔ اگر کوئی شخص سود سے بچنے کی خاطر نقد رقم ادا کرے وہ مشینری اپورٹ کرنا چاہے تو قانون میں اس کی گنجائش نہیں۔

نیز مشینری آنے کے بعد اگر کوئی یہ چاہے کہ فوراً مقررہ میعاد سے کم مدت میں قرضہ سے چھٹکارا حاصل کرے۔ کم سے کم سود دینا پڑے تو یہ بھی ممکن نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کی ادائیگی اتنی ہی قسطوں اور مدت میں ہو جس کا معاہدہ باہر کے ملکوں سے ہوا ہے۔ تاکہ پوری مدت کا پورا سود وہ حاصل کریں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

ضائع ہونے کی وجہ سے اس کی قیمت کی تشخیص کر کے وہ حق ان کو دیا جا رہا ہے اور یہ بالکل وقیعہ ہے۔ چنانچہ غیر صاحب جائیداد کو کلیم نہیں ملتا اور جن کو ملتا ہے ان کو علی حسب المتفاوت فی الاراضی المتروکہ فی الہد متفاوت ہی ملتا ہے۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ محنت و جرت تو سب کی ایک ہے پھر سب کو یکساں کیوں نہ ملے اور غیر صاحب جائیداد کیوں محروم گردانا گیا۔ حکومت بھی سمجھ کر اسے یہ کتابچہ دیتی ہے کہ یہ شخص رقم اس کی متروکہ جائیداد کا عوض ہے۔ حکومت اپنے کو اس شخص کا مدیون سمجھتی ہے اور اس کا دین ہندوؤں کے متروکہ اموال سے ادا کرتی ہے۔

چنانچہ بعض صورتوں میں قییموں اور بیوگان کو جنہیں ضروری اخراجات کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی ہے نقد رقم بھی دے دیتی ہے۔ ملاحظہ ان دعا مہطور پر نہیں اگر یہ حق تملک میں نہ ہوتا تو جن کی زمین نہ ہو اس کو بھی دینا ہوتا اور بھروسہ والوں کو فروخت کی اجازت نہ ہوتی۔ کلیم فروخت کرنے کی کھلی اجازت بھی اس کی دلیل ہے کہ حکومت اپنے مخصوص مقدار رقم کا دین واجب سمجھ رہی ہے اور حکومت نے اسے ہندوؤں کے اموال سے ادا کرنا ہے اس لیے وہ جہاں پاپا ہے فروخت کر دے اور اس کا مشتری آکر متروکہ مال سے وصول کر لے ورنہ حق چھانا کی صورت میں جب حکومت نے سمجھا کہ اسے مکان کی ضرورت نہیں اس لیے کلیم فروخت کر رہا ہے تو وجہ عدم ضرورت کے اس لیے حق کو ساقط کرتی ہے۔ الحاصل واضح ہے کہ حکومت اس شخص کا دین اپنے اوپر زبردستی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عموماً وہ ہندوؤں ہی کے اموال متروکہ سے اس دین کو ادا کرتی ہے اور اس کے بغیر حکومت کے لیے چارہ ہی نہیں جیسے بااوقات ایک مقررہ نقد قرض ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے اور وہ دائن سے کہتا ہے کہ نقد سے تو میں تیرا دین ادا نہیں کر سکتا اور نہ مجھے اس کی طاقت ہے میری ملکیت کے دوسرے مروض سے قیمت لگا کر آپ اپنا دین وصول کر لیں۔ کم و بیش کا بقاعدہ حساب ہوگا دائن بھی مجبور اس پر راضی ہو جاتا ہے وہی صورت یہاں معلوم ہوتی ہے اب میرے خیال میں اس وقت اقرب صورت یہی ہے۔

(لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً) کہ کلیم سے فروخت کو حوالہ دین علی الحکومتہ قرار دیا جائے اور حوالہ بمثل اندین ہی جائز ہوگا۔ کم و بیش سے قطعاً جائز نہ ہوگا ایک ہزار روئے کر دو ہزار کا کلیم حاصل کر کے حکومت پر دو ہزار سے رجوع کرنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ اس کا حیلہ یہ ہو سکتا ہے کہ کلیم والے سے دو ہزار کا کلیم اس طرح حاصل کیا جائے کہ خلاف جنس مثلاً گندم (جس کی قیمت بازار میں ایک ہزار ہو) کلیم والے پر دس گنتے شمن سے یعنی ۱۰ ہزار میں فروخت کر کے اسے دے دیا جائے اب اس گندم کے بدلہ میں کلیم والے کے ذمہ آپ کے دو ہزار روپے بحق شمن واجب ہوئے اور اس نے آپ کو کلیم دے کر حکومت پر دو ہزار کے ساتھ حوالہ کر دیا۔ خلاف جنس میں ربوا کی حرمت سے بچ جائیں گے لیکن یہ حیلہ پھر بھی علماء اور اہل مدارس کے شایان شان نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ
۱۲ رمضان ۱۳۸۱ھ

(۱) ان حالات میں اگر کسی شخص نے کارخانہ قائم کیا تو وہ کارخانہ اور اس کی آمدنی حلال ہے یا حرام اور اس کی آمدنی پر زکوٰۃ اور حج فرض ہے یا نہیں۔

(۲) اگر وہ حرام ہے تو اس کی تطہیر کی کیا شکل ہے۔

(۳) اگر تطہیر کی کوئی شکل نہیں تو شرعاً ایسے کارخانوں کا یہ مصرف ہوگا جن کی مایت اربوں روپے ہو۔

ہوگی۔ بیوا تو جروا

میں حسن مسجد خندانہ احمدیہ

﴿ج﴾

میرے خیال میں یہ صورت جائز ہے۔ اگر بالاقساط رقم (مٹن وسود) ادا کر دی جائے تو وہ جو بھی نام رکھیں سودا ہشتم ہمارے نزدیک یہ سب اس کا مٹن ہے۔ مٹن معصوم، جل معصوم فساد کی کوئی وجہ معصوم نہیں ہوتی۔ نام رکھنے سے اس میں نہیں بنتا۔ البتہ اگر یہ بھی شرط ہو کہ اگر رقم قسط کے مطابق نہ ادا کی تو مٹن میں پچھو ورنہ فساد ہوگا تو یہ شرط فاسد ہے۔ اس سے عقد فاسد ہو جائے گا۔ اور علماء سے بھی استصواب کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۵ ربیع ثانی ۱۳۹۲ھ

پگڑی لینے کی شرعی حیثیت کیا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ٹاؤن کمیٹی کی دکانیں ہیں جو دکاندار کرایہ پر لیا کرتے ہیں۔ زید نے ایک دکان کمیٹی سے کر یہ پر لے رکھی تھی۔ اب زید نے اس دکان میں عمرو کو بیٹھا دیا اور عمرو کمیٹی کو زید کے نام سے کرایہ دیتا ہے۔ اس لیے کمیٹی کے کاغذات میں کرایہ دار زید ہے۔ اب زید عمرو کو کہتا ہے کہ چونکہ میں نے دکان کا قبضہ تجھے دیا ہے اس لیے تو مجھے دس ہزار روپیہ دے دے اس طرح کرایہ کی دکان کا قبضہ دوسرے کو دینے والے لوگ مختلف مقدار کی رقم یہاں کرتے ہیں اور اس رقم کو پگڑی کا نام دیا جاتا ہے۔ لہذا اب وضاحت اور مدلل جواب تحریر فرمادیں کہ یہ پگڑی کی رقم لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ نیز کمیٹی کے کاغذات میں زید کی اجازت کے بغیر دکان عمرو کے نام منتقل بھی ہو سکتی ہے۔

چودھری احمد محمد حسین ایجنٹس غلام مذکی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں پگڑی کی رقم لینا شرعاً جائز نہیں۔ البتہ حیلہ جواز ہے اور وہ یہ کہ اگر اس دکان میں سابقہ کرایہ زید کا کوئی سامان مثلاً کرسیاں، الماریاں غرض ایسا کوئی سامان موجود ہو جو شرعاً مبیعہ بن سکتا ہو موجود ہو تو اس کی قیمت بتدریج پگڑی لگا کر لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ بیع بتراضی طرفین ہو لیکن اگر ایسا کوئی سامان دکان میں موجود نہیں تو صرف قبضہ چھوڑنے پر مثلاً ایک ہزار روپے پگڑی لینا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم الآخر ۱۳۹۱ھ

ڈاکٹری نہ میں رکھی ہوئی رقم پر جو منافع ملتا ہے اس کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

مسئول اینکہ پاستن بننے کے تقریباً ۱۰ سال بعد میں نے کچھ رقم ڈاک خانہ میں جمع کروائی تھی جو آج تک جمع ہے لیکن پہلے تو کوئی زائد پیسے وغیرہ نہیں آگئے۔ میرا مقصد ہے کہ میری اصل رقم موجود تھی اور میں رقم نکلاؤں یا اور جمع کرواؤں یا۔ کوئی زائد رقم نہیں لگائی لیکن اب اس سال ڈاک خانہ والوں نے رقم گارنٹی ہے یعنی میری رقم پر انہوں نے سود لگایا اور میں نے وہ رقم لینے سے انکار کر دیا۔ اب میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ پانچ روپے شریعت اس مسئلہ سے مجھے آگاہ کریں کہ کیا میں اپنی رقم ڈاک خانہ میں ہی رہنے دوں۔

اکبر علی اجم بھکر شریعت میا نوال

﴿ج﴾

زائد رقم سود ہے اور سود لینا حرام ہے۔ اس لیے آپ یہ رقم وصول نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
ڈاک خانہ والوں کو متنبہ کر دیں کہ میری رقم پر لگایا ہوا سود فقراء کو بغیر نیت ثواب کے تقسیم کر دیں اور عیسائیوں یا مرزائیوں کے تبلیغی مشن میں نہ دیں اور نہ ہی خود کھائیں۔

والجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲۳ شوال ۱۳۹۳ھ

اگر آدمی کا جائز کام بغیر رشوت دے نہ ہوتا ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بعض اوقات ایک جائز کام رکھا ہوتا ہے جو کہ محض دنیا داری کا ہے۔ یہ

کام محض حکام ہر کو رشوت نہ دینے کی وجہ سے رکا ہوا ہے کیا دین و دنیا کے ایسے جائز حقوق حاصل کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔

جمال الدین سول ایئر پورٹ ملتان

﴿ج﴾

وصول حق کے لیے جب بدون دے مضرت کا خوف ہو گنجائش ہے لیکن لینے والے کے لیے ہر حال میں حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ

جس نے کسی سے منافع پر نقد رقم لی اور ماہوار مقررہ منافع دیتا رہا تو وہ رقم اصل رقم سے منہا کی جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک صاحب جائیداد مقرض نقصان زدہ نے انتہائی مجبوری کی حالت میں ایک آدمی سے پانچ ہزار روپیہ نقد -/۱۵۰ روپے ماہوار سود منافع طے کر کے لیا۔ ۶/۵ ماہ تک متواتر -/۱۵۰ روپے ماہوار دیتا رہا۔ بعد میں لینے والے کو احساس ہوا کہ یہ سود و منافع مقرر حرام ہے۔ دیگر لوگوں نے بھی سن لیا اور محسوس کیا اس میں ۲۳ افراد دیگر موجود ہیں گواہ ہیں۔ اب سینے والا شخص بھی بدستور مقرض و مجبور ہے۔ پچھتے ۲۳ روپے اُس نے کہا تھا یہ سود ہے میں نہیں دینا چاہتا۔ آپ رقم واپس کر لیں۔ ورنہ آہستہ آہستہ تھوڑی تھوڑی کر کے لیں۔ -/۹۰۰ روپے، -/۱۵۰ روپے ماہوار حساب کے ساتھ اُس کے پاس پہنچ چکا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے سالم ۵۰۰ روپے واپس کیا جائے۔ مقرض دینے والا کہتا ہے کہ ۴۱۰۰ بقیہ قسطوں میں لی جائے۔ اصل رقم دینے والا یہ بھی کہتا ہے کہ اگر سود ہے اور آپ سود سمجھ کر دے رہے ہیں تو میں نہیں لیتا۔ اس کی رہنمائی فرمادیں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ قرض دینے والے کو قرض کے دباؤ یا رعایت سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ کل قرض جو نفعاً فہو رہا۔ پس صورت مسئلہ میں پانچ ہزار روپیہ کے -/۱۵۰ روپیہ ماہوار کے حساب سے جو نام نہاد منافع مقرر کیے ہیں یہ سود ہے۔ اس کا لینا دینا قطعاً حرام ہے۔ اس طریقہ سے جو نو سو روپیہ اس کو حاصل ہوئے ہیں۔ شرعاً وہ قرضہ سے ساقط شمار ہوں گے اور بقیہ ۴۱۰۰ روپیہ لینے کا وہ مستحق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

سود لینے والے کا گناہ کم از کم درجہ میں اپنی ماں کے ساتھ بیت اللہ شریف میں ستر مرتبہ زنا کے برابر ہے۔ لہذا بچنا ضروری ہے۔

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۶ جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

کیا بینک سے ملنے والی رقم ٹیکس میں خرچ کی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ روپیہ جمع کرنے پر بینک جو سود عوام الناس کو دیتا ہے کیا عوام الناس اس سود کی رقم سے حکومت وقت کے عائد کردہ ٹیکس ادا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بعض اصحاب کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ تمام تر ٹیکس غیر اسلامی ہیں۔ چونکہ بینک کا سود بھی غیر اسلامی ہے اس لیے ٹیکس کی ادائیگی سود کی رقم سے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ درانحالیہ اس دور میں کارخانہ حکومت تمام تر ٹیکسوں پر چل رہا ہے۔ اگر عوام الناس اس روش پر چل پڑے تو ملازمین کی تنخواہیں اور ملک گیر منصوبہ بندی و تعمیراتی، ریفائی، فلاحی و تعلیمی وغیرہ حرام مطلق سود کے پیسے سے متصور ہوں۔ حاجی چوہدری غلام السطین ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

بینک میں روپیہ داخل کر کے جو کچھ منہاد منافع رقم متعین سالانہ وہاں سے روپیہ داخل کنندہ کو ملتا ہے وہ شرعاً سود ہے۔ لینا اس کا جائز نہیں ہے۔ اس رقم کو فقراء و مسکین پر بغیر نیت ثواب کے تقسیم کرنا لازم ہے جبکہ بینک جمع کنندہ کو سود والی رقم وصول ہو جائے۔

بینک سے جو رقم سود کی ملتی ہے اگر یہ رقم گورنمنٹ کے خزانہ سے نہیں تو اس سے اٹم ٹیکس ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے روپیہ امالک اور تصدق علی الفقراء میں سے کوئی صورت نہیں پائی گئی اور اگر سود کی رقم گورنمنٹ کی طرف سے ملتی ہے تو روپیہ امالک ہونے کی وجہ سے اٹم ٹیکس وغیرہ ٹیکسوں میں یہ رقم دینا جائز ہوگا۔ احسن الفتاویٰ ص ۲۱ ج ۷ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

بنکوں میں رکھی ہوئی رقم سے حکومت کا زکوٰۃ لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) موجودہ حکومت نے زکوٰۃ کے نام سے ڈھائی فیصد رقم بنکوں میں جمع شدہ رقم سے زبردستی وصول کی۔ اس

شخص کی طرف سے جس کی رقم ہے اس کی طرف سے زکوٰۃ ہوتی ہے یا نہیں۔

(۲) بینکوں سے جو سود ملتا ہے کیا اس کو وصول کیا جائے یا نہیں تو اس سے خرچ کرنے کا کیا حکم ہے۔

(۳) ایک شخص کی تین لاکھ روپے مالیت کی ٹرک، ری ہے۔ جسے وہ چھڑاتا ہے۔ اس پر کاروبار کرتا ہے کھاتا ہے اب سال گزرنے پر زکوٰۃ اس ٹرک کی قیمت کی مالیت پر ہوگی یا اس کی آمدنی کی رقم پر ہوگی۔ بیوا تو جروا

محمد انور ہیڈ ماسٹر مل سکول کوہنگ، بلوچستان

﴿ج﴾

(۱) نہیں اب عنقریب حضرت مفتی صاحب کا فتویٰ شائع ہو جائے گا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) بینکوں سے سود کی رقم نہ لی جائے اور نہ ہی اس کا استعمال جائز ہے۔ بلکہ اگر سود والی رقم وصول کی گئی ہے تو اس رقم کو فقیروں اور مساکین میں بغیر نیت ثواب تقسیم کیا جائے۔

(۳) ٹرک کی مالیت پر زکوٰۃ نہیں بلکہ زکوٰۃ اس کی آمدنی پر آئے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بجلی لگانے والے جو رقم اپنے پاس بطور ضمانت رکھتے ہیں اور سود پر چلاتے ہیں کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان اس مسئلہ میں کہ زید اور عمرو دو بھائی ہیں ان کے گھر میں کچھ عرصہ سے بجلی لگی ہوئی ہے۔ زید اب بھی کھیڑنے پر آمادہ ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص بجلی لگوائے بجلی ۱۰ اے اسے میٹر لگا دیتے ہیں اور اس کے عوض چھ رقم بطور ضمانت رکھ بیٹے ہیں اور اس رقم کو سود پر چلاتے ہیں اور میٹر کا کرایہ، ہوائی وصول کرتے ہیں۔ مالک رقم اگر سود لینے سے انکاری ہو جائے کسی ورنہ میں مشورۃ دینی کو بھیج دیتے ہیں اور یہ بات کسی حد تک بعد تحقیق کرنے کے ثابت بھی ہو چکی ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس صورت میں کہ وہ شخص سود لینے سے رک رہے تو چونکہ سود کے معاملہ میں شرکت لازم آتی ہے ہذا یہ بھی ناجائز ہے اور یہ بات فتویٰ دیوبند ادا لکھنؤ میں مفصلہً مسطور ہے انتہی کلام اور عمرو کہتا ہے کہ بجلی لگوانے سے سودی معاملہ میں کوئی شرکت لازم نہیں آتی۔ اگر ایسا ہوتا تو عامہ عنصر اس سے پرہیز کرتے۔ حالانکہ تمام مدارس اور مساجد میں علماء نے خود لگوائی ہوئی ہے۔ اب زید اور عمرو نے علماء کے فیصلہ پر اپنا فیصلہ موقوف رکھا ہے۔ مکمل جواب دیں تاکہ دونوں کے شکوک زائل ہو جائیں۔

﴿ج﴾

اگرچہ کسی حد تک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو رقم بطور ضمانت رکھتے ہیں اس میں سودی معاملہ کرتے ہیں اور

سود کے لینے سے اگر مالک انکار کرے تو قادیانی کو بھیج دیتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی ضرورت کے ماتحت بجلی لگوائے تو لگانا جائز ہے۔ البتہ اگر کسی سے یہ بات پوری ہو سکتی ہے کہ اس ضرورت کے باوجود بھی نہ لگوائے اور بچ سکتا ہے تو یہ افضل ہے اور تقویٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

بینک میں رکھی ہوئی رقم پر ملنے والے سود کو محتاجوں مساکین وغیرہ پر خرچ کیا جاسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مسلمان اپنے روپوں کے جو کہ بینک میں رکھے ہیں سودی منافع لیکر غریبوں یتیموں محتاجوں طلباء مدارس دیدیہ کو خیرات دے سکتا ہے یا نہیں یا پھر سودی منافع بینک والوں کو چھوڑ دے۔ شرعاً لینے کی کوئی صورت جواز ہے یا نہ۔ بیوا تو جروا

ضیاء الحق حصم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

شرعاً ہر قسم کا سود لینا حرام ہے۔ لقولہ تعالیٰ احل اللہ البیع و حرم الربوا۔ لآیہ لہذا بینک سے سود لینا بھی جائز نہیں۔ سودی منافع مسلمان کا حق نہیں اس لیے بینک میں چھوڑ دے۔ البتہ اگر کسی نے سود وصول کر لیا ہے تو بغیر نیت ثواب کے کسی مسکین غریب کو دے دے۔ دینے وقت ثواب اور خیرات کا ارادہ نہ کرے۔ بلکہ ایک نجس چیز کو اپنے آپ سے بنانے کے طور پر کسی کو دے دے اور آئندہ کے لیے نہ لیا کریں۔ نیز کسی دینی ادارہ یا مسجد میں دینا بھی جائز نہیں اور آئندہ کے لیے اگر رقم بینک میں رکھنا ہی ہے تو کرنٹ کھاتہ میں جمع کر لے جس میں سود نہیں ملتا۔ سیونگ یعنی سودی کھاتہ میں رقم جمع کرنا چونکہ سودی کاروبار کی عانت ہے۔ اس لیے یہ بھی جائز نہیں۔ لقولہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الایہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک شخص نے بینک سے قرضہ لیا پھر اپنی رقم بینک میں رکھ کر ملنے والے سود کو بینک کے سود میں وضع کیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مسلمان مسئلہ کہ زید نے زرعی بینک سے زرعی آلات کے لیے قرض سود پر لیا ہے اور اس کی ادائیگی کی مدت تین سال تک ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ سود سال بساں بڑھے گا۔ اب زید نے ادائیگی کی صورت یہ سوچی ہے کہ ہر ماہ یہ قرضہ جو حاصل ہوا سے بینک میں جمع کراتا جاؤں۔ ادائیگی قرض کے عدادہ جو پیسہ جمع ہوگا اس کا سود اس سود میں وضع کرادوں گا۔ جو بینک کی طرف سے مجھ پر واجب الادا ہے کیا اس کے جواز کی کوئی صورت شرعاً ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

اس ارادے سے بینک میں رقم جمع کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۹۰ھ

حفاظت کی نیت سے سیونگ بینک میں رقم جمع کرنا

﴿س﴾

(۱) بغرض حفاظت روپیہ سیونگ بینک میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) جمع کرانے کی صورت میں جو سود جمع شدہ رقم پر ملے اس کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) اگر سود وصول کر لیا جائے تو اس کا مصرف کیا ہے۔ بینو اتو جروا

ماسٹر جان محمد مدرسہ مل سکول تحصیل کبیر والا ضلع ملتان
۲۵ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

﴿ج﴾

محترم المقام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط اتفاقاً یہاں اس دن پہنچا جبکہ میں چند ایام کے لیے رخصت پر تھا۔ واپسی پر میری ساری ڈاک میرے حوالہ کی گئی۔ آپ کا خط میری ڈاک سے پیچیدہ ایک طالب علم نے برائے حفاظت ہی اپنے پاس رکھا تھا لیکن بھول گیا تھا وکل عشاء کے وقت بہت افسوس کے ساتھ میرے حوالہ کیا۔ آج سویرے ہی اس کا جواب لکھا۔ اس لیے تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

(۱) بینک میں اگر کوئی ایسی صورت بھی ہو سکے کہ اس رقم پر سود نہ لگے تو بل شبہ روپے کی حفاظت کے لیے جائز ہے اور اگر یہ شرط ضروری ہے تو بغیر ضرورت شدیدہ اور خاص مجبوری کے ایسا کرنا جائز نہیں۔

(۲) اگر کسی نے داخل کر ہی دیا تو اس سود کو جو اس پر مل رہا ہے وصول کرے۔ ایسا نہ ہو کہ اس سود کے روپے کو تاج بز مصرف پر صرف کر دیں جس سے لے لینا ہی بہتر ہے۔ بعد لینے کے اس کو فقراء پر صرف کرے لیکن اس میں ثواب کی نیت نہ کرے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی سے سود پر رقم لینا، گز قرض لے کر زیادہ واپس کرنا، گندم قرض لے کر زیادہ واپس کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے عمر سے کسی حاجت کے لیے تین سو روپیہ مثلاً اس شرط پر قرض لیا کہ چھ ماہ کے بعد مثلاً یہ تین سو روپیہ دے کر دوں گا اور دس یا پندرہ روپیہ مثلاً سود بھی دوں گا۔ عمر نے رقم مذکورہ شرط مسطور بالا پر زید کو دی اور عقدان کے درمیان رقع ہو یا دس پچانوہ گندم عمر نے زید سے لیے بریں شرط کہ بوقت وصول اور مدت معین وہی پچانوہ ادا کر دوں گا اور دو پچانوہ معلوم مثلاً زائد بھی دوں گا یا دس سیر گز زید نے عمر سے لیا۔ بایں طور کہ فداں وقت یہ دس سیر گز ادا کر دوں گا اور تین سیر گز مثلاً زائد بھی دوں گا تو عمر نے اشیاء مذکورہ بشرط مذکورہ زید کو دیے اور یہ عقدان کے درمیان مستحکم ہوئے۔ کیا عمر کو یہ سود دینا اور زید کو یہ سود ادا کرنا جائز ہوگا یا نہیں اور سود لینے اور دینے والے کا حکم شرعی کیا ہے اور یہ عقد صحیح ہے یا نہیں۔

(۲) زید نے کسی حاجت کے لیے سرکاری خانہ یا دیگر کسی بینک سے مثلاً ہزار روپے بشرط ادائی سود لیے۔ یہ روپیہ لینا اور سود دینا جائز ہے یا نہ۔ سود لینے اور دینے والے کے متعلق حکم شرعی کیا ہے۔

ملا شیر محمد

﴿ج﴾

(۱) تینوں صورتوں میں یہ عقد سودی اور فاسد اور ناجائز ہے۔ سود حرام ہے اور سود لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ احل اللہ البیع و حرم الربوا۔ وایضاً قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذرُوا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین الآیۃ۔ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وکاتہ وشاہدہ وقل ہم سواء رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۴۲

(۲) سرکاری خزانہ یا بینک سے سود پر قرض لینے کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

بینک اور بعض دیگر اداروں کی ملازمت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی ہے اس کا گزارہ تنگ ہے۔ اسے کوئی دوسری ملازمت یا دھندا نہیں مل رہا ہے۔ مجبور ہو کر بینک کی ملازمت پر تیار ہو گیا ہے۔ برائے کرم اب کوئی ایسی صورت تحریر کریں جس سے بینک کی تنخواہ حلال یا مباح ہو سکے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ میں مجبوروں کے لیے بھی کوئی نہ کوئی گنجائش ہو سکتی ہے۔

معرفت غلام رسول تہا کوڈیلر جیکب آباد

﴿ج﴾

اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں مولانا تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ ص ۳۷۷ ج ۳ پر لکھتے ہیں جن میں آمدنی بالکل حرام نہ ہے۔ جیسے کسی یا سے فروش یا سود خوار وغیرہم ان کی نوکری کرنا جائز ہے اور جو تنخواہ اس میں سے ملتی ہو وہ حلال نہیں اور اسی طرح اپنی چیز اس کے ہاتھ فروخت کر کے اسی مال حرام میں سے قیمت لینا بھی حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تتدلوا الحیث لا یطیب۔ تو اپنی پاکیزہ مزدوری یا پاکیزہ چیز کو اس نیاک مال سے بدلنا جائز نہیں۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل ثمن الکلب ولا حلوا ان الکاهن ولا مہر البغی (سنن ابی داؤد ص ۱۳۶ ح ۲) وقال علیہ السلام ان اللہ حرم الخمر و ثمنہا ص ۱۳۷ وعن ابن عباس رسی اللہ عنہما قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا عند الرکن قال فرفع بصرہ الی السماء فضحک فقال لعن اللہ الیہود ثلثا ان اللہ تعالیٰ حرم الشحوم فباعوها واکلوا اثمانہا وان اللہ تعالیٰ اذا حرم علی قوم اکل شیء حرم علیہ ثمنہ ص ۱۳۷۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا و مؤکلہ ص ۱۲۷ وغیرہ ذلک من الاحادیث والآیات الخ

ان آیات اور احادیث سے بینک کی ملازمت کا عدم جواز معلوم ہوا اور ناجائز اور حرام چیز کے کھانے کی اجازت زیادہ صورت میں ہوتی ہے۔ جو صورت مسوہ میں متفق نہیں۔ باقی اس کے علاوہ جو زکی کوئی صورت نہیں۔ ہذا شخص مذکور کو چاہیے کہ وہ اس ملازمت سے بچے۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی اور سبیل نکالے۔ وند اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الاقامہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

مرتبہ زمین سے فائدہ اٹھاتا رہا اور اب اصل رقم پر سود کا مطالبہ بھی کرتا ہے کیا یہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم مسلمان محبت علی، عبدالشکور، عبدالجید پسران منشی قوم راجپوت ساکن موضع دیہ تون تحصیل ضلع ملتان سے اپنی ملکیتی زرعی رقبہ برائے انتہائی زبانی عرصہ تقریباً بیڑھ سال ہوئے بلکہ رہن بدست نصیر الدین ولد ملک کے پاس با قبضہ ہوئی۔ یہ کہ محبت علی وغیرہ نے حسب ضابطہ زرہن مرتبہ کو ادا کر دیا ہے اور مرتبہ نے راہن سے زبردستی بطور سود یک صد دس روپے چھین لیے اور مزید سود کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس مرتبہ نے عرصہ بیڑھ سال سے اراضی زرعی کی آمدنی بھی برداشت کی ہے۔

اندریں حالات مرتبہ اراضی رہن والی کا قبضہ بغیر سود وصول کئے دینے سے انکاری ہے۔ کیا احکام شرع شریف میں مرتبہ مذکور کو سود ادا کرنا ہوگا۔ مفصل فتویٰ سے مطلع فرمادیں۔

محبت علی و عبدالجید پسران منشی تحصیل ضلع ملتان

﴿ج﴾

سود کی حرمت کتاب اللہ کی صریح آیات کے ساتھ ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں احل اللہ البیع و حرم الربوا کہ بیع حلال اور سود حرام ہے اور حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے اور گواہوں وغیرہم پر لعن وارد ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہم سوا یعنی وہ سب برابر ہیں گناہ میں۔ لہذا اصل سے زائد سود کا مطالبہ کرنا یا لینا شرعاً حرام اور ناجائز ہے اور لینے والا حدیث کی رو سے ملعون ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان یکم شعبان ۱۳۹۱ھ

مضارب بت کے لیے دی گئی رقم اگر سودی کاروبار میں لگائی گئی ہو کیا اس کا نفع جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کسی کو مضارب بت پر رقم دی۔ اس نے بجائے مضارب بت کے رقم سودی کاروبار میں لگا دی اور کچھ عرصہ میں مال کو اصل رقم بمع سودی نفع کے واپس کر دی۔ کیا مالک رقم کو یہ نفع بینا کرے یا نہیں۔

نعت اللہ تعالیٰ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

اصل رقم توینہ جائز ہے لیکن جو نفع سودی کاروبار کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اس کا لینا درست نہیں۔ اگر زائد رقم بتے ہیں تو ان کو بغیر نیت ثواب کے کسی محتاج کو دے دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ صفر ۱۳۹۱ھ

مضارب بت پر دی گئی رقم سے بیع مسلم کی لیکن مال نہ ملنے کی صورت میں دو گنی رقم وصول کی کیا حکم ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے برائے مضارب بت رقم دی لیکن مضارب نے جا کر کپاس بھول کر لی۔ بھول کرنے کی صورت ایسی ہے کہ کپاس ابھی تک کاشت نہیں کی۔ غریب لوگوں کو پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو بائع اس وقت فی من

کپاس کے مثل میں یا تم دبیش دے دیتے ہیں۔ جب وقت آتا ہے تو وہ اگر کپاس دینے پر قادر نہ ہوں تو اس وقت کے کپاس کے من کے حساب سے رقم لیتے ہیں اور اگر اس وقت رقم دینے پر بھی قادر نہ ہو تو پھر اگلے سال دگنا دینا پڑتا ہے۔ الغرض اگر اس قسم کا منافع مضارب کو اگر مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس قسم کے طریقہ سے تجارت کرنا از روئے شریعت کیسا ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ سود بالکل ناجائز ہے۔ سود ہے سخت گناہ ہے۔ صرف اصل رقم واپس لے لے اور جو زائد لیا ہے وہ واپس کر دے۔ سود کھانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اپنی سگی ماں سے بیت اللہ میں ستر مرتبہ زنا کرنا۔ کما فی تفسیر ابن کثیر۔ رب المال کو لازم ہے کہ ایسے مضارب سے الگ ہو جائے اور نفع اس غریب کو واپس کر دے جس سے مضارب نے وصول کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ صفر ۱۳۹۱ھ

جو بینک تین قسم کے کاروبار کرتا ہو کیا اس میں رقم رکھنا اور نفع لینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی کو یونائیٹڈ بینک والوں نے کہا ہے کہ ہمارا بینک تین کاروبار کرتا ہے۔ پہلا سود پر قرضہ دیتا ہے اور منافع کماتا ہے دوسرا کاروبار یہ ہے کہ مال باہر کے ملکوں کو بھیج کر اور باہر سے تجارتی مال اندر ملک میں لا کر تاجروں سے منافع کماتا ہے۔ تیسرا کاروبار نجی اور سرکاری جائیداد اور مالی کی خرید و فروخت میں کمیشن کا نفع وصول کرتا ہے۔ اگر آپ ہمارے کاروبار نمبر ۱ میں روپیہ لگائیں تو ۶ فیصد منافع ملے گا اور اگر کاروبار نمبر ۲ اور نمبر ۳ میں روپیہ لگائیں تو ۱۰ فیصد منافع ملے گا۔ اب ایک شخص نے کاروبار نمبر ۲ میں روپیہ لگا دیا ہے۔ کیا اس کی آمدنی جائز ہے۔ وہ مسجد اور دینی کاموں میں لگا سکتا ہے نہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

کاروبار نمبر ۲ میں جو رقم گائی ہے جس پر پانچ فیصد منافع ملے گا یہ سود ہے اور حرام ہے۔ سود کی رقم مسجد یا دیگر دینی کاموں میں لگانا درست نہیں۔ واضح رہے کہ بینک کے اصول تجارت سے قطع نظر یہ پانچ فیصد منافع لینا بھی سود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بینک سے سود لے کر ثواب کی نیت سے خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بینک کا سود بغیر از نیت ثواب کے غریب کو یا دینی ادارہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔ باقی بینک سے لینا چاہیے کہ نہیں اور اس کا مصرف تحریر فرمادیں۔

ابرار الحق

﴿ج﴾

بینک میں جو سود کی رقم دی جاتی ہے وہ چونکہ حرام ہے اور لینے والے کا حق نہیں۔ اس لیے بینک سے سود کی رقم وصول نہ کرنا چاہیے اور اگر وصول کر لیتے ہیں تو اس کو غرباء میں تقسیم کر دیں لیکن اس میں ثواب کی نیت ہرگز نہ کریں۔ واللہ اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۱ شعبان ۱۳۸۸ھ

بچوں کی تصویریں اور تصویروں والے اخبار گھر میں رکھنا اور بینک سے سود لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) میں نے بچوں سے تصویریں نکلوائی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تصویروں کا اور تصویروں والے اخباروں کا گھر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) نیز میں نے مجبوراً بینک میں روپیہ جمع کر دیا ہے اور اس روپیہ میں سود ملتا ہے۔ وہ سود کا پیسہ کسی غریب کو دینا جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

(۱) شریعت اسلامیہ میں تصویر کھینچنا اور کھینچوانا جدید طریق فوٹو سے ایسا ہی حرام اور ناجائز ہے۔ جیسا کہ دینی تصویر رکھنے۔ فوٹو کے ذریعہ سے تصویر کھینچوانے والا اور کھینچنے والا اس سزا و رو عید کے مستحق ہیں جو احادیث میں مصورین کے لیے وارد ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون مشکوٰۃ ص ۳۸۵۔ وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قدم رسول اللہ من سفر وقد سترت بقرام لی علی سہوة لی فیہ تماثیل للمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہتکہ وقال اشد الناس عذابا یوم القيامة الذین یصاھون

بنخلق الله (بخاری کتاب اللباس) الحاصل ہر قسم کی تصویروں سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے۔

(۲) یہ مال حرام ہے۔ جو لوگ فقر و فاقہ سے بہت پریشان ہوں ایسوں کو وہ مال بہ نیت رفع حاجت دینا چاہیے نہ نیت حصول ثواب۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الاقواء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
آئندہ ضرورت کی وجہ سے بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں روپے جمع کرائیں جس میں کسی قسم کا سود نہیں دیا جاتا۔
اب بھی اگر سود نہیں یا تو بینک والوں کو چھوڑ دیں۔ وصول نہ کریں اور وصول کریں تو جواب بالائے مسئلہ عمل کریں۔
محمود حقاقتہ مفتی مدرسہ ہند
۱۳۸۸ھ ۱۳ رجب

ٹریکٹر اور زرعی آلات سود پر لین ادھار کی صورت میں غبن فاحش سے لین پڑتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً بکر کا ارادہ ہے کہ آج کل جو ٹریکٹر کمپنیوں کی طرف سے ٹریکٹر اور زرعی کاروبار کی مشینیں شرح سود کے طریقہ پر دی جا رہی ہیں ان کا حاصل کرنا درست اور جائز ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ٹریکٹر اور دوسرے زرعی آلات آب پاشی وغیرہ حاصل بھی نہیں ہو سکتے در ساتھ ساتھ اگر کہیں بے انداز دشواریوں کے بعد حاصل ہو جائیں تو پندرہ ہزار کی مشینیں اور انجن کہیں بائیس اور تیس ہزار میں ملتا ہے اور اتنی نقد کی وسعت نہیں بخلاف صورت سود کے یعنی ہر حالت میں حرام کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے۔ وہ خواہ غبن فاحش سے ہو یا سودی قرضہ کی صورت میں اور بغیر اس پالیسی کے استعمال کیے کوئی آدمی بیرونی ملک سے بھی ایسی اشیاء کو نہیں لاسکتا۔ تو بنا بر صورت اضطرار جائز ہے تو کیا یہ بکر کا خیال درست ہے۔ ایسے ٹریکٹر سے زرعی کاروبار کرنا جائز ہے اور اس ٹریکٹر کی پیداوار حاصل تصور ہوگی یا حرام۔

عبد الشکور مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کی مسجد

﴿ج﴾

سود لینا بیع قرآنی حرام ہے۔ قال تعالیٰ واحل الله البيع وحرم الربوا الآیۃ۔ اور حدیث شریف میں ہے لعن الله آكل الربوا و موكله و كاتبه و شاهديه و قال هم سواء او كما قال مشکوٰۃ ص ۲۳۳۔ لہذا ٹریکٹر خریدنے کی پالیسی کا مجھے غصیل عمل نہیں ہے۔ ورنہ اس کا کوئی حل نکھ دیتا بہر حال گنہ سے بچنا ضروری ہے اور گنہ سے بچنے میں مالی اور جانی تکلیفیں تو آتی رہتی ہیں۔ جن کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا مرد مومن کی نشانی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نئے اور پرانے نوٹوں کی خرید و فروخت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک شخص وٹے کا کام کرتا ہے۔ نئے نوٹ کی کاپی ۱۰۰ روپے والی وہ مبلغ ۱۰۲ روپے میں دیتا ہے۔ یعنی ۱۰۰ روپے پر ۲ روپے زائد لیتا ہے۔

(۲) اگر کوئی اس سے بھان ایک سو روپے کا لیتا ہے تو وہ اس پر بھی ۱۰۰ روپے کی بجائے مبلغ ۱۰۲ روپے وصول کرتا ہے۔ اس پر بھی زائد لیتا ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص پھنسا پرانہ یا دھلا ہوا نوٹ لے کر اس کے پاس آتا ہے تو وہ اس سے بھی حسب موقع کاٹ کاٹ لیتا ہے۔ جب کٹا پھنسا نوٹ ہو۔ ویسے ہی ایک نوٹ پر چار آنے یا آٹھ آنے یا اس سے کم و بیش کاٹ لیتا ہے۔ جب اس سے کہا گیا کہ یہ کام تو ناجائز ہے تو اس نے جواب دیا کہ ملتان میں جتنے بھی دارالافتاء ہیں وہ اس معاملے میں بالکل خاموش ہیں۔ کسی مفتی نے بھی اس کام کو ناجائز نہیں کہا ہے۔ برائے مہربانی اس کام کے متعلق شرعی حکم سے مطلع کریں کہ یہ کام جائز ہے یا ناجائز یا ان تینوں میں سے کوئی سا کام جائز بھی ہے یا نہیں۔
محمد اختر صاحب فرس چوک اکبر بازار خانپوال

﴿ج﴾

(۳، ۲، ۱) یہ تینوں صورتیں حرام اور سود ہیں۔ کسی بیشی جائز نہیں اور یہ بہت ہی ظاہر مسئلہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ محرم ۱۳۹۰ھ

بیمہ زندگی قمار اور سود ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زندگی کا بیمہ کرنا ناجائز ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے بیمہ کی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے اور کئی قسط ادا کر چکا ہے۔ بیمہ کے ناجائز ہونے کی صورت میں وہ اپنی رقم و پس لینا چاہتا ہے تو اسے ۸۰ فیصد ملتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے۔ جیسا تو جروا

﴿ج﴾

بیمہ زندگی شرعاً قمار یا سود ہے جو ناجائز ہے۔ رقم کا واپس کرنا ضروری ہے۔ کمپنی بیمہ پر تمام رقم واپس کرنا ضروری اور واجب ہے۔ ۸۰ فیصد کے علاوہ جو رقم کمپنی ادا نہیں کرتی وہ بھی بیمہ کرنے والے کا حق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ

کیا سودی رقم سے مقروض اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید دولت مند آدمی ہے اور اس کا سرمایہ بینک میں جمع ہے اور بینک والے سود لیتے ہیں۔ مالک زید سرمایہ سود وصول نہیں کرتا ہے۔ بکرا ایک غریب آدمی ہے اور مقروضی بے حد ہے اور زید اجازت دیتا ہے کہ جو میرے سرمایہ کا سود بینک والے کھاتے ہیں اس سے تو (بکرا) اپنا قرضہ اتار سکتا ہے۔ آیا اس سود سے بکرا اپنا قرضہ اتار سکتا ہے۔ بیوا تو جروا

سید جمیل الرحمن مدنی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

سود کا وصول کرنا نہ زید کے لیے جائز ہے نہ بکرا اگرچہ زید کی اجازت بھی ہو تو نہ دے۔ زید کہ چاہیے کہ سود کی مد میں رقم جمع نہ کریں۔ بلکہ کرنٹ کھاتہ چھتے حساب میں رقم جمع کرائیں جس میں سود نہیں ملتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ

انعامی بانڈ خریدنے والے کی رقم اگر محفوظ ہو تو کیا پھرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انعامی بانڈ کا انعام جو کہ ہر مہینہ کی پندرہ کو نکالا جاتا ہے شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز۔ جبکہ انعامی بانڈ خریدنے والے کی رقم ہر حالت میں محفوظ رہتی ہے۔ جب جی چاہے وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔

محمد اعظم قیسرانی مسنون آباد
ضلع شیخوپورہ

﴿ج﴾

انعامی یا بونڈ قمار یا سود ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ

اگر کسی شخص پر امانت داری کا بھروسہ نہ ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ
(۱) بینک میں بھروسہ روپیہ رکھنا ناجائز ہے یا نہیں۔
(۲) مدرسوں میں جو زکوٰۃ اور فطرانہ کی رقم آتی ہے اس میں تملیک ضروری ہے یا نہیں اور مہتمم صاحب کی حیثیت مدرسہ میں امین کی ہے یا قاضی کی۔
(۳) مہتمم صاحب مدرسہ کی رقم تاجروں کو بطور قرض دے سکتا ہے یا نہیں یا خود اس رقم سے تجارت کر سکتا ہے یا نہیں۔ جبکہ وہ نفع خود اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کرے یا نفع مقرر کرے یا نہ کرے یا ویسے تجارت کے لیے بطور قرض دے یہ ساری صورتیں جائز ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) اگر کوئی ایسا امین شخص ملتا ہو جس کے پاس رقم کے نسیان کا خطرہ نہ ہو تو پھر بینک میں رقم رکھنا جائز نہیں دراصل کوئی ایسا امین شخص نہیں ہے جس پر پورا پورا بھروسہ کیا جاسکے تو پھر اس صورت کے تحت بینک میں روپیہ رکھنا جائز ہے لیکن اس صورت میں بھی رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کر لیں اس لیے کہ اس میں سود نہیں ملتا۔
(۲) زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ میں تملیک ضروری ہے اور مہتمم کی حیثیت امین کی ہے۔

(۳) مجلس انتظامیہ کے مشورہ اور اجازت سے خود بھی مدرسہ کے فنڈ سے قرض لے سکتا ہے اور دوسروں کو بطور قرض دے سکتا ہے لیکن قرض کی صورت میں نفع مقرر کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی کو مضاربیت وغیرہ کے طور پر دے تو نفع مقرر کرنا جائز ہے لیکن وہ نفع مدرسہ کی ملکیت ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

آج کل کمیٹی ڈالنے کا جو رائج طریقہ ہے ناجائز ہے

﴿س﴾

جناب مکرم و محترم محمد انور شاہ صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ احوال آنکہ جناب کا نوازش نامہ ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ وضاحت طلب امور درج ذیل ہیں۔

(۱) جب کوئی آدمی کمیٹی ختم کرنا چاہے تو اس کو اس کی جمع کرائی ہوئی رقم اس کو اس وقت ملے گی جب قرضہ میں اس کا نام نکلے گا۔ مثلاً ایک آدمی نے ساس کے عرصہ کے لیے کمیٹی میں حصہ رکھا مگر ۶ ماہ کے بعد حالات نے جواب دے دیا تو وہ آدمی جو کمیٹی جمع رکھتا ہے کوئی آدمی پیدا کرے گا یا اپنے پاس سے ۶ ماہ بقیہ کی قسط دیتا رہے گا اور جب اس آدمی کے نام قرضہ نکلے گا اس کو اس کی جمع شدہ رقم دے دی جائے گی۔

(۲) جس کے پاس رقم جمع کر لی جاتی ہے وہ اس کا کلی مختار ہے چاہے اس کو استعمال کرے یا ویسے ہی جمع رکھے۔ یہ آدمی کا متحدہ مندرجہ ضامن ہے۔ نہ وہ کوئی قرض ہوتا ہے ہاں ابستہ امانت ہوتی ہے۔ مگر وہ اسی وقت واپس مل سکتی ہے۔ جب قرضہ نکلے گا اس سے پہلے نہیں۔

(۳) باب ۱۲ قرضہ مذری سے قبل وہ رقم بدک ہو جائے تو وہ آدمی مکمل طور پر ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس میں کسی ممبر کو نقصان نہیں ہوتا۔ وہ سب رقم اس کو قرضہ پر دینی پڑے گی۔ ہاں ابستہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس کا نام قرضہ میں نکلا اس نے کچھ مہلت دے دی تو یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔

حاجی محمد اشرف پورے والا

﴿ج﴾

کمیٹی بصورت مذکورہ ناجائز ہے۔ بدو جب ایک تو یہ کہ اس کے اندر قرض کی تا جیل کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ یعنی کمیٹی کے ارکان میں سے کوئی رکن اپنی جمع کردہ رقم جو کہ قرض ہے۔ مدت معینہ سے قبل وصول کرنا چاہیے تو اس کو حسب اصول کمیٹی مروجہ وہ رقم نہیں دی جایا کرتی۔ حالانکہ شرعاً تا جیل قرض لازم نہیں ہوا کرتی۔ جب بھی قرض واپس کرنا چاہے تو شرعاً وہ واپس لے سکتا ہے۔ اگرچہ اہل مقرر کر بھی چکا ہو تو چونکہ ضوابط کمیٹی مروجہ التزام مالا یلزم شرعاً لازم آ رہا ہے اور اس میں تغیر حکم شرع ہے۔ اس لیے کمیٹی جائز نہ ہوگی۔ کما قال فی تسویر و لزوم تاحیل کل دین الا القرض۔

دوسری یہ کہ کمیٹی مروجہ میں مقرض اس قرض سے نفع مشروط حاصل کرتا ہے اور کل قرض جو نفعاً حرام۔ فقہاء کا ضابطہ ہے کمیٹی مروجہ میں نفع ظاہر ہے کہ مشروط ہے۔ اگرچہ متردد ہے قرضہ نکلنے کی صورت میں نفع یعنی قرضہ اس

کو مل جاتا ہے اور نہ نکلنے کی صورت میں نفع نہیں ملتا ہے۔ بہر حال مشروط ضرور ہے۔ اگرچہ ملنا متردد ہے اور جو نفع قرضہ میں ہو مشروط ہو یا متعارف ہو وہ ناجائز ہوا کرتا ہے۔ لہذا یہ عقد بھی ناجائز شمار ہوگا۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المحتار ص ۱۶۶ ج ۵ ولی الخلاصة القرض بالشرط حرام والشرط لغوبان یقرض علی ان یکتب بہ الی بلد کذا لیو فی دینہ ولی الاشباہ کل قرض جر نفعاً حرام لکثرہ للمرتہن سکنی المرہونۃ باذن الراہن۔ ولی الدر ایضاً مع شرحہ رد المحتار ص ۶۳ ج ۶ وقالوا یجبر اجر المثل علی المقرض لان المستقرض انما اسکہ فی دارہ عوضاً عن منفعة المقرض لا محانا وکذا لو اخذ المقرض من المستقرض حماراً لیستعملہ الی ان یرد علیہ الدراہم اھ۔ وھذہ کثیرۃ الرقوع۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود غفرلہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بینک سے لی ہوئی قرض رقم سے تجارت کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر زید نے حکومت پاکستان کی املاک عدادہ کے کسی اور بینک یا کہ جس بینک میں حکومت پاکستان کا حصہ ہو سے رقم بطور تجارت عرصہ آب سال کے لئے لی ہو اور زید اس رقم سے تجارت کر کے اپنے لیے ذریعہ معاش حاصل کرے۔ کیا یہ رقم لینا اور اس سے تجارت کر کے منافع بینک کو دینا جائز ہے یا ناجائز۔
صوفی نذیر احمد صدر بازار چھاؤنی ملتان

﴿ج﴾

بینک سے سود پر قرض لینا حرام ہے اور حرام مال سے تجارت کرنا حرام ہے اور حرام مال سے حاصل کی ہوئی کمائی بھی حرام ہے۔ کذا فی الشامی باب الغصب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ محرم ۱۴۳۹ھ

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم سود نہیں ہے

محترم المقام جناب محمد ابراہیم صاحب ادا م محمد کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج بخیر

آپ نے پراویڈنٹ فنڈ کے سود کے بارے میں پوچھا ہے جو اب عرض ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ کی صورت میں حکومت

وضع شدہ رقم تنخواہ کے ساتھ اسی قدر یا جس قدر ہو جو ملا کر دیتی ہے شرعاً اس کا لینا جائز ہے۔ شرعاً یہ سود شمار نہیں ہوتا۔ حکومت چاہے اس کا نام جو بھی رکھے اور اس کا استعمال تمام دینی امور میں جائز ہے۔

لاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱ ص ۳۳۱ ج ۱۶ امداد الفتاویٰ ج ۱۲۸۳ھ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد نور شہ غفرلہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

کیا رقم منی آرڈر کرنا، افعی سود میں داخل ہے، بینک میں رقم رکھ کر سود لینے یا نہ لینے میں کچھ فرق ہے انعامی بانڈوں کی خرید و فروخت اور انعام وصول کرنا، رشوت خور شخص کا ہدیہ قبول کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) فتاویٰ رشیدیہ میں یہ لکھا ہے کہ منی آرڈر بھیجنا درست نہیں ہے۔ خواہ اس میں کچھ رقم دی جائے یا نہ دی جائے۔ دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے۔ جو شخص کسی کے پاس روپیہ بھیجنا چاہے پھر اس کے یہاں خرید کر بھیج سکتا ہے اور اس میں جو منگالی جاتی ہیں اس میں حیدر منگاتا ہے۔ اس شے کی اجرت صوں و بیوپاریوں کا میں کیا جائے اور منی آرڈر میں خیال حیلہ کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بینک میں نہیں پہنچتی۔

(۲) بینک میں روپیہ داخل کرنا جیسا کہ بعض علماء کہتے ہیں درست نہیں۔ یہ عدم جواز عام ہے۔ خواہ سود لے یا نہ لے دونوں صورتوں میں نادرست ہے۔ در صورت ثانی عبداللہ صاحب لاہوری وغیرہ علماء رحمہم غفرلہ نے اگرچہ اس کو جائز رکھا ہے مگر واقع میں یہ بھی اعانت علی المعصیت ہونے کی وجہ سے نادرست ہے۔ (از مسائل باب سود)

(۳) انعامی بانڈ خریدنا اور ان پر انعام حاصل کرنا درست ہے یا نادرست۔

(۴) اگر کوئی شخص باوجود اس علم کے کہ وہ رشوت خور ہے کسی کو کچھ ہبہ کرے تو اس سے وہ چیز بطور ہبہ لینا درست ہے یا نہیں۔ جبکہ یہ معلوم کرنا نہ ہو کہ جو وہ ہبہ کر رہا ہے اس کی ذاتی ہے یا رشوت کی چیز ہے۔

آج کل جبکہ ہر خاص و عام منی آرڈر بھیجتا اور بینکوں میں روپیہ رکھتا ہے انعامی بانڈوں کی فروخت عام ہے اور ایسے رشوت خور شخصوں سے ہبہ لیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے مدارس کا حساب بھی بینکوں میں ہے تو علماء و مفتیان کیا فتویٰ دیتے ہیں۔

احمد سعید صاحب مقام احمد پور سیال ضلع جھنگ

﴿ج﴾

(۱) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی امداد الفتاویٰ میں منی آرڈر سے روپیہ بھیجنے کے جواز کے بارے میں لکھتے

ہیں کہ منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے دوسرے اجارہ جو فارم کے لکھنے اور روانہ کرنے پر بنام فیس کے دی جاتی ہے اور یہ دونوں معاملہ جائز ہیں۔ پس دونوں کا مجموعہ بھی جائز ہے اور چونکہ اس میں ابتلائے عام ہے۔ اس لیے یہ تاویل کر کے جواز کا فتویٰ مناسب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۳۵ ج ۳)

(۲) بینک میں سود کے کھاتے میں رقم جمع کرنا واقعی اعانت علی المعصیت ہے اور درست نہیں جیسا کہ یہ نہ۔ پس بقول ترمذی کرنت یعنی حیت حساب میں رقم جمع کرنا جائز ہے جس میں سود نہیں ملتا اور ہمارے مدرسہ اسلامیہ کا حساب اس کرنت کھاتے میں جمع ہوتا ہے جس میں سودی لین دین نہیں ہوتا۔

(۳) انعامی بانڈ خریدنا اور اس پر انعام حاصل کرنا درست نہیں۔

(۴) اگر حرام مال جدا ممتاز نہ ہو یعنی حرام و حلال مخلوط ہو اور حلال مال زیادہ ہو تو اس سے ہبہ ہدیہ یا دعوت قبول کرنا جائز ہے اور اگر حرام مال جدا ممتاز نہ ہو یا دونوں برابر ہیں یا حرام مال جدا ممتاز ہے تو اسے قبول کرنا جائز نہیں۔ قال

فی الہندیۃ اھدی انی رجل شیئ او اضافہ ان کان غالب مالہ من الحلال فلا بأس الا ان یعلم بانہ حرام فان کان الغالب هو الحرام ینبغی ان لا یقبل الہدیۃ ولا یاکل الطعام الا ان ینخبرہ بانہ حلال ورثہ او استقرضہ من رجل کذا فی الینابیع وایضا فیہا آکل الربوا وکاسب الحرام اھدی الیہ او اضافہ و غالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالہ ینخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلالہ ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لا بأس بقبول ہدیۃ والا کل منہ کذا فی الملتقط۔ کتاب الکراہیۃ ص ۳۳۲ ج ۵۔ وفی الاشباہ فی القاعدۃ الثانیۃ من النوع الثانی اذا جتمع عند احد مال حرام وحلال فالعبرة للغالب مالہ یتبین (الاشباہ والنظائر ص ۱۳۷ ج ۱) کذا فی احسن الفتاویٰ ص ۱۰۳ ج ۸۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نور شہ غفرلہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

جی پی فنڈ کے جواز اور اس پر وجوب زکوٰۃ سے متعلق فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ مسائل میں کہ

(۱) ایک صاحب کو ریٹائرمنٹ کے بعد جی پی فنڈ کی رقم ملی ہے جس میں اس کی اپنی جمع کردہ کے علاوہ تقریباً گیارہ سو روپے سود کے ہیں۔ کیا وہ اس زائد رقم کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں۔ اگر اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا

تو اس کے خرچ کرنے کا طریقہ بتا دیا جائے تاکہ وہ بری الذمہ ہو جائے۔

(۲) اسی جی پی فنڈ کی رقم کی زکوٰۃ اس نے پہلے نہیں دی۔ کیونکہ رقم گورنمنٹ کے پاس تھی۔ اب جب رقم وصول کر چکا تو اس کی زکوٰۃ کیسے دے گا۔ اب جب سال گزر جائے یا سالہائے سابقہ کی بھی زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ بنو تو جروا
مہتمم مدرسہ دارالعلوم سرحد پشاور بیرون آسیا گیٹ پشاور شہر

﴿ج﴾

(۱) جی پی فنڈ کی صورت میں جو رقم ملتی ہے یعنی تنخواہ کا کوئی جز، وضع کر دینا اور پھر یکمشت وصول کر لینا اگرچہ اس کے ساتھ سود کے نام سے کچھ رقم ملے یہ سب جائز ہے اور سود نہیں ہے۔ اس لیے کہ تنخواہ کا جو جز وصول نہیں ہوا وہ اس مددزم کی ملک میں داخل نہیں ہوا پس وہ رقم زائد اس کی ملکوتی شے سے مشتق ہونے پر نہیں دی گئی۔ بلکہ تبرع ابتدائی ہے۔ گو گورنمنٹ اس کو اپنی اصطلاح میں سود کہے۔ کذا فی امداد الفتاویٰ ص ۱۲۹ ج ۳ و فتاویٰ دارالعلوم جدید ص ۳۳۱ ج ۷

(۲) اسی جی پی فنڈ کی صورت میں جو رقم ہوتی ہے اس کی زکوٰۃ گزشتہ برسوں کی واجب نہیں ہوتی۔ آئندہ کو بعد وصول کے جب سال بھر نصاب پر گزر جائے گا اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ وعدہ قبض مانتین مع حولان الحول بعدہ ای بعد القبض من دین ضعیف وهو بدل غیر مال کمہر و دینہ و بدل کتابہ۔ الدر المختار مع شرحہ رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۰۶ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

سودی رقم سے خریدے ہوئے جانور کا گوشت خریدنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک آدمی کسی سے سود پر روپیہ لے کر پھر اسی رقم پر بھینس گائے وغیرہ خرید کر ذبح کرنے کے بعد پھر لوگوں پر اسی جانور کا گوشت فروخت کر رہا ہے اور جو لوگ اس آدمی سے گوشت خرید کرتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک یہ ہے کہ ان کو پتہ ہے کہ یہ سود کی رقم پر لیا ہو گوشت ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کو پتہ نہیں کہ یہ سود کی رقم پر یا ہو گوشت ہے اور دونوں صورتوں میں گوشت کو پھر کھاتے ہیں۔ آپ سے ان دونوں صورتوں کا حکم مطلوب ہے۔ آیا دونوں صورتوں میں گوشت کھانا حلال ہے۔ خریدنے والوں کے لئے یا کہ دونوں صورتوں میں حرام ہے یا ایک صورت میں حلال ہے اگر ایک صورت میں حلال ہے تو پھر تعین فرمادیں۔

محمد شعیب برادری کمرہ نمبر ۲ دارالعلوم عید گاہ کبیرہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

حرام مال اگر نقد ہے تو اس میں کرنسی کا توں ہے کہ اگر بوقت اشتہاء اس خاص رقم کی طرف اشارہ کیا ہو اور پھر ادا بھی اس سے کیا ہو تو خرید کردہ شیا حرام ہوں گی۔ اگر بوقت اشتہاء اس حرام رقم کی طرف اشارہ نہ کیا یا اشارہ کیا مگر ثمن اس سے ادا نہیں کیا بلکہ دوسری رقم سے داکیا تو اس حالت میں خریدی ہوئی اشیا میں کوئی کراہت نہیں۔ موجودہ زمانہ میں، مہطور پر اشتہاء مطلقاً ہوتا ہے۔ کسی خاص رقم کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر اشارہ اور رقم کی طرف کیا مگر ادا اس سے کیا تو کرنسی کے نزدیک اس میں بھی کراہت نہیں۔ بعض نے کرنسی کے خلاف بھی تصحیح کی ہے اور ترجیح بھی اسی کی معیوم ہوتی ہے کہ ہر حال میں حرام مال سے حاصل کردہ اشیا حرام ہیں۔ خواہ اشارہ کیا ہو یا نہ اور اسی میں احتیاط بھی ہے۔ وان كانا مما لا يتعين فعلى اربعة اوجه فان اشار اليها ونقدها فكدلك يتصدق وان اشار اليها ونقد غيرها او اشار الى غيرها ونقدها او اطلق ولم يشرو نقدها لا يتصدق في الصور الثلاث عند الكرخي۔ قيل و به يفتي والمحتار انه لا يحل مطلقا كذا في الملتقى ولو بعد الصمان هو الصحيح كما في فتاوى الوازل واختار بعضهم الفتوى على قول الكرخي في زماننا لكثرة الحرام وهذا كله على قولهما وعند أبي يوسف لا يتصدق شيء منه كما لو اختلف الجنس ذكره الزيلعي فليحفظ۔ وفي الشامية تحت (قوله قيل و به يفتي) قاله في الدخيرة وغيرها كما في القهستاني (المراد ان قال) قل مشائخنا لا يطيب قيل ان يصمن وكذا بعد الصمان بكل حال وهو المحتار لا طلاق الجواب في الجامعين والمصارية الخ وايضا في الشامية ولا يخفى انهما (اي قوله الكرخي وحلافه) قولان مصححان وايضا فيها عن الحموي عن صدر الاسلام ان الصحيح لا يحل له الاكل ولا الوطئ لان في السبب نوع خث اه فليتأمل (شامی ص ۱۶۰ ج ۶)

الحاصل یہ جو ہم کے اس گوشت کا استعمال درست نہیں۔ اگر لائے گی میں کھالیا تو گناہگار نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

اگر کوئی شخص لوگوں کو گندم چھو لے وغیرہ منگے دام بیچتا ہے اور کہے کہ دو ماہ بعد رائج بھی دیں گے تو کیا حکم ہے، اس شرط پر قرض دینا کہ واپسی پر تیری زمین کی آمدن کا چوتھا حصہ لیتا رہوں گا کسی کو اس شرط پر قرض دینا کہ واپسی تک زمین کی آمدن کا کچھ حصہ بھی لوں گا اور رقم کی واپسی پر اضافہ بھی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ایک شخص غلام یا چھوٹے لڑخ مقررہ فی بوری ۴۵ روپیہ ہے۔ وہ لوگوں کو ۶۰ روپیہ ستر روپے دیتا ہے کہتا ہے کہ میں ماہ باڑ میں لوں گا جو بھی اسی وقت ہوگا

(۲) یا ۶ روپیہ بوری دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاڑ میں چھوٹے ۳۵ روپیہ فی بوری کے بھاؤ لوں گا۔

(۳) ایک شخص ایک آدمی کو پانچ صد روپیہ دیتا ہے اس شرط پر کہ قطعہ اراضی کاشت خود کریں۔ میں تم سے جبراً حصہ دینا نہیں چاہتا۔ جب تک یہ پانچ صد روپیہ نہ ملے گا۔

(۴) مثلاً ایک آدمی چار صد روپیہ دیتا ہے۔ اس کی ۸ قطعہ اراضی لے لیتا ہے اور مالدانے چار صد روپیہ تک نصف حصہ بیانی اراضی والے کو دیتا رہتا ہے۔ برائے مہربانی ان ہر چار صورتوں کا دینے لینے والے سے لیے جو حکم شرعی ہو تحریر فرما کر اجر عند اللہ حاصل کریں تاکہ حلت و حرمت کا پتہ چل جائے۔ یہ عمل بہت لوگوں نے جاری کر دیا ہے۔

ملاؤیہ علامہ محمد چک۔ D-P/3 تحصیل غوث آباد سرگودھا

《乙》

(۲۱) اس طرح کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں ایک سودا کرنے میں دوسرے سودے کی شرط لگائی ہے۔ ہاں اس طرح جائز ہے کہ ۶۰ روپے فی بوری کے حساب سے غلہ اس وقت دے دے اور ہاڑ میں ۶۰ روپے فی بوری کے حساب سے نقد لینے کا مستحق بنے، اگر ہاڑ میں وہ مقروض شخص اس کو اس نقد کے عوض میں ۶۰ روپے دینا چاہے تو داناں کی رضامندی سے جس قیمت پر اس کا سودا ہو جائے جائز ہے۔ پہلے سے اس نقد کے عوض میں جنس لینے کا سودا کرنا خواہ اس کی قیمت پہلے سے طے کریں یا اس وقت کے بعد پر چھوڑیں ناجائز ہے۔ لایہ صفقة فی صفقة وقد ہی عہ۔

(۳) یہ صریح ربوا ہے۔ اپنی اس رقم کے عوض اتنی رقم ہی لے سکتا ہے اس سے زائد کچھ لینا ناجائز ہے۔

(۴) اس طرح مزارعت (بٹائی) پر زمین دینی کہ کاشتکار مبلغ پانچ صد روپے مالک زمین کو بطور قرضہ دے گا اور جب تک وہ قرضہ واپس نہ کرے گا اس وقت تک یہ زمین اس کے پاس بٹائی پر رہے گی یہ بھی ناجائز ہے۔ کما قال فی الشامیة ص ۲۴۷ ج ۵ (قوله لانهما اجارة) فیکونان معاوضة مال بمال فیفسد ان بالشرط الفاسد ولا یحوز تعلیقهما بالشرط کما لو قال زارعتک ارضی او ساقیتک کرمی علی ان تقرضنی الفا او ان قدم زید و تمامہ فی البحر قال الرملى وبہ یعلم فساد ما یقع فی بلادنا من المزارعة بشرط مؤنة العامل علی رب الارض سواء کانت من الدراهم او من الطعام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرره عبد الطيف غفر له محين مفتي مدرسه قاسم العلوم ملتان
 ابواسمعيلى محمود عذبه عنه مفتي مدرسه قاسم علوم ملتان

دستور ۱۳۸۸ هـ

بیمہ زندگی سے جو منافع حاصل ہوتے ہیں اس کو کسی مسجد یا دینی ادارہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔ حرام مال ثواب کی نیت سے کسی کو دینا سخت گناہ ہے۔ بیمہ زندگی ختم کرنا ضروری ہے اور منافع لینا جائز نہیں۔ اگر منافع وصول کر لیے ہیں تو بیمہ کمپنی کو واپس کر دے۔ اگر بیمہ کمپنی واپس نہ لے اور اس میں واپسی کا کوئی مد نہ ہو تو بغیر نیت ثواب کسی مسکین کو دے دیں لیکن مسجد یا کسی دینی ادارہ میں صرف نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاه غفر له نائب مفتي مدرسه قاسم العلوم ملتان

ایڈیٹر مسٹر محمد عبداللہ شاہ

۸ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

گورنمنٹ کی زمین قسطوں پر خریدنا سود نہیں ہے

﴿س﴾

ایک شخص سرکاری زمین حاصل کرنا چاہتا ہے۔ گورنمنٹ جو زمین دیتی ہے اس کی قیمت اقساط میں وصول کرے گی اور سود بھی لے گی۔ یہ سود گورنمنٹ کی طرف سے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کیا غنطرار اور مجبوراً ایسا سود دینا معاف ہوگا یا حرام۔

دوسری صورت یہ ہے کہ درخواست دینے پر سود کی رقم کو ہر جانہ کے طور پر وصول کر لیا جاتا ہے۔ کیا یہ صورت جائز ہے۔ کیا علماء نے اپنے حق کے لیے رشوت اور اس قسم کے جبری سود کو جائز قرار دیا ہے۔

حافظ محمد شفیع لوہاری گیت ملتان

﴿ج﴾

اگر صورت یہ ہے کہ سود کی رقم پہلے سے طے ہے کہ اتنی ہوگی تو اس رقم کو س زمین کی قیمت میں شمار کر دیا جائے اور اصل رقم مع سودی رقم مجموعہ کو ہی زمین کا بدل قرار دیا جائے یہ شرعاً سود نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے صرف عرف میں سود کے نام سے پکارتے ہیں لیکن اگر سودی رقم کم و بیش ہوتی رہتی ہے تو پھر یہ سودا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

جس کاروبار میں سودی رقم لگائی گئی ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ایک دینی مکتب ہے۔ اس میں ایک مسئلہ پیش ہو کہ ایک شخص کے پاس ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ کی رقم ہے۔ اس میں سے بعض رقم کی مشینری خرید کر لی۔ (وہ مشینری جو دیگر مصنوعات تیار کرے) اور بعض رقم کے ساتھ وہ مشینری نصب کرنے کے لیے بلڈنگ تیار کر لی اور ملکیتی رقم ختم ہو گئی اور اب وہ بینک سے قرض بلکہ سودی رقم لے کر خام مال خرید کر اس سے مصنوعات تیار کر کے فروخت کرتا ہے۔ اس شخص پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔ یہاں سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ بلڈنگ اور مشینری پر جو رقم خرچ ہو چکی ہے۔ اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ سال گزرنے کے بعد خام مال اور تیار شدہ مصنوعات کی قیمت لگا کر اگر نقد رقم بھی ہو تو وہ بھی ملا کر بینک کا قرضہ منہا کر کے جو باقی بچے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیا یہ جواب جناب کی رائے کے مطابق ہے یا نہیں۔

اگر مطابق ہے تو اس پر مہر ثبت فرمادیں اور اگر نہیں تو جو صحیح جواب ہو تحریر فرمادیں۔ مینو اتو جروا

عبد الرحمن مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ ممبئی مدرسہ دارالافتاء ملتان

﴿ج﴾

جو خام مال یا تیار شدہ مصنوعات تجارتی ہوں سال گزرنے کے بعد ان کی قیمت سے بینک کا اصل قرضہ بلا سود منہا کر کے نیز دیگر قرضے اگر اس کے ذمہ واجب، دہوں ان سب کو منہا کر کے جو باقی بچے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی جو جواب آپ کی طرف سے سائل کو دیا گیا ہے وہ درست ہے۔ ویسے تھوڑی سی وضاحت کر دی گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ صفر ۱۳۸۶ھ

سیونگ اکاؤنٹ، زیورات پر قرضہ لینے اور بیمہ زندگی سے متعلق تفصیل

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) آج کل ملک میں بینک کاروبار کرتے ہیں۔ مزید جو لوگ بینک میں اپنی رقم سیونگ اکاؤنٹ میں رکھتے ہیں اس پر بینک متعلقہ لوگوں کو مقررہ شرح میں سود دیتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ آیا اس معاملہ میں مذہب اسلام حائل ہوتا ہے۔

(۲) بعض لوگ اپنی نجی ضروریات کے پیش نظر زیور، اپنی نجی جائیداد یا اور کوئی قیمتی چیز بینک کے پاس رکھ کر قرضہ حاصل کرتا ہے اور اس پر مقررہ شرح پر سود لیتا ہے۔ اس کاروبار کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ آیا ایسا کاروبار جائز ہے یا نہیں۔

(۳) آج کل ملک میں بیمہ کاروبار عام ہو رہا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ متعلقہ شخص متعلقہ کمپنی کو ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ کچھ رقم دیتا رہتا ہے۔ اگر متعلقہ شخص اس مدت کے دوران وفات پا جائے تو مقررہ رقم بلا لحاظ اصل ادائیگی کے اس کے بیوی بچوں کو یا اس کے متعلقہ لواحقین کو مل جاتی ہے۔ اگر وہ شخص زندہ رہا اور مقررہ مدت ختم ہوئی تو مقررہ مدت مع منافع اس کو کمپنی ادا کر دیتی ہے۔ اس کاروبار کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ آیا اس کاروبار میں مذہب اسلام حائل ہوتا ہے یا نہیں۔ مینو اتو جروا

سائل شیخ ذوالفقار علی مہی شیر خان ملتان

﴿ج﴾

(۱) سود بیما شرعاً حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ذلک بانہم قالوا انما البیع

مثل الربوا واحل الله البيع وحرم الربوا یعنی یہ کافر کہتے ہیں کہ سود لینا بھی خرید و فروخت کی طرح ایک نفع ہے۔ ہذا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتے ہیں۔ نفع اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے اور سود کو حرام اور اللہ جل مجدہ ایک اور دوسری آیت میں ارشاد فرماتے ہیں فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله یعنی اگر سودی کاروبار سے باز نہیں آتے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اس لیے تیار ہو جاؤ ایک حدیث شریف میں وارد ہے عن عبد الله بن مسعود قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا و موكله و شاهديه و كتابه رواه ابو داود مشكوة ۲۴۳ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود لینے والے اور سودی کاروبار میں حصہ لینے والے کو لکھنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ اسی طرح سودی کاروبار کے متعلق شریعت میں متعدد وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ الذهب بالذهب والفضة بالفضة والحطبة بالحطبة والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يدا بيد والفضل ربوا او كما قال مشكوة ۲۴۲۔ یعنی سونے کا سونے کے ساتھ، چاندی کا چاندی کے ساتھ، گندم کا گندم کے ساتھ، جو کا جو کے ساتھ، کھجور کا کھجور کے ساتھ، نمک کا نمک کے ساتھ یعنی ان چیزوں کو اپنے ہم جنس کے ساتھ تان کر و جگہ برابر برابر اور دست و دست ہو دینا سونا ہے۔

(۲) سود لینا بھی حرام اور ناجائز ہے۔ لاکل جواب میں گزر گئے۔

(۳) یہ کاروبار شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور بدو وجہ ایک تو سود ہے دوسرے قمار (جوا) یا رشوت ہے۔ سود تو اس لیے کہ جو روپیہ یہ شخص بیمہ کمپنی کے پاس جمع کراتا ہے مقررہ مدت کے ختم ہو جانے کے بعد اس کو اپنا اصل مال مع سود کے ملتا ہے اور قمار یا رشوت اس لیے ہے کہ مقررہ مدت سے پہلے مرجانے کی صورت میں مقررہ رقم اس کے اصل مال سے بہت زیادہ اس کے وارثوں کو مل کرنا ہے اور اس قسم کا عقد جوا ہے یا رشوت ہے۔ سود اور قمار اور رشوت تینوں شریعت میں حرام ہیں۔ لہذا یہ کاروبار ناجائز ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم (امداد ج) ص ۷۰ ج ۲ پر ہے۔ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً دو وجہ سے ناجائز ہے۔ اول تو اس میں قمار ہے دوسرے سود اور امداد الفتاویٰ ص ۱۶۱ ج ۳ پر ہے۔ اس طرح جان بیمہ صورت رشوة ہے۔ لان المال فيه عوض من غير متقوم وهو النفس اور حقیقت سود ہے۔ لعین مامر فی المال فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدعیہ صبیحہ - معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدعیہ صبیحہ - مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

برطانیہ کی یونٹ ۲ پا سہاں ۱۰ روپیہ سے زیادہ پر تاجا جائز ہے

کیا غیر مسلمانوں کے بینک سے سود لینا جائز ہے

﴿ج ۱﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) یہاں انگلینڈ میں پاکستانی گورنمنٹ ایک بوٹ ۱۹ روپے کے حساب سے فروخت کرتی ہے۔ بعض لوگ اپنی ضرورت کی بنا پر یہ ۱۹ روپے کا بوٹ ۲۱ یا ۲۲ روپے میں خرید لیتے ہیں۔ ایسا کرنا حکومت کے قانون میں جرم ہے کیا شریعت میں بوٹ کی یہ بیع و شراء جائز ہے یا نہیں۔

(۲) پاکستانی مسلمان جو برطانیہ میں مقیم ہیں وہ اپنی رقم برطانیہ کے بینک میں جمع کراتے ہیں۔ کیا اس رقم پر اس کافر حکومت سے سود لینا جائز ہے یا نہیں۔ بصورت عدم جواز سودی رقم بنک کو چھوڑ دینا بہتر ہے یا لے کر اپنے ملک میں کسی حاجت مند کی ضرورت میں خرچ کرنا بہتر ہے۔

المستفتی منظور حسن مقیم انگلینڈ

﴿ج ۲﴾

۱۹ روپے کے بوٹ کو کی بیشی کے ساتھ پاکستانی روپے سے خرید کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ بوٹ سونے کا ہوتا ہے اور روپیہ اس کے قسم کی کسی دھات کا ہوتا ہے۔ سونا اس میں بالکل نہیں ہوتا اور امول روپیہ میں اگر تباہی خدائے بنس کے ساتھ ہو تو برابر کی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کی بیش بھی جائز ہے اور اس کی مثال یوں ہوگی کہ اندرون ملک سونے کی قیمت اگر ۲۰ روپے فی تولہ مقرر ہو اور اسے شخص ۱۳۰ روپے فی تولہ خرید لے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

لہذا صورت مسئلہ میں بھی ۱۹ روپے کی قیمت والے بوٹ کا ۲۱ یا ۲۲ روپے میں خریدنا شرعاً جائز ہوگا اور ربوا (جو حرام طبعی ہے) کے اندر داخل شمار نہ ہوگا۔ کما فی الحدیث فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد رواه مسلم فتاویٰ دارالعلوم عزیز الفتاویٰ ص ۶۱۶ پر ہے اور اشرفی کو اگر روپوں سے بدلایا جائے تو کی بیشی کرنا درست ہے۔ قال فی الكنز ص ۲۶۱ فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودة وصياغة والا شرط التقابض۔

سوال میں اجمال ہے۔ ہم جو بانڈ کی حقیقت سمجھتے ہیں اس کی بنیاد پر جواب دے دیا گیا ہے۔ اگر واقعہ کچھ اور ہو تو دوبارہ مطلع کر دیں۔

(۲) اس رقم پر کافر حکومت سے بھی سود لینا جائز ہے۔ سودی کھاتے میں رقم جمع ہی نہ کرائی جائے۔ جیسا کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۸ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

سوال: ان بلا میں نصاریٰ کو اپنے روپیہ دے دینا اور اس پر سود لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: کفار سے بھی سود لینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نیز مفتی عزیز الرحمن صاحب قادی دارالعلوم ص ۲۲۱ ج ۱ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ ہندوستان میں کافروں سے سود لینا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ نے ایک مکتوب میں مکتوبات قاسم العلوم سے اس کی تحقیق فرمائی ہے اور امام صاحب سے جو اس بارہ میں روایت ہے اس کی شرائط کا تحقق اس وقت میں نہیں ہے جیسا کہ یہ بھی اسی مکتوب میں مولانا نے ثابت فرمایا ہے اور ائمہ حنفیہ میں امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم قطعاً ہر جگہ سود لینا ناجائز فرماتے ہیں۔ ایسی حالت میں جانب احتیاط سود کا نہ لینا ہے۔ جس کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور بینک ہائے مروجہ میں روپیہ داخل کرنا اور سود لینا منسب نہیں ہے اسی طرح ڈاک خانہ میں روپیہ داخل کر کے سود لینا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ محسن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر سودی مد میں رقم جمع کر چکا ہے اور بینک والے اس پر سود دیتے ہیں تو سودی رقم فقراء پر بہت دفع مال خبیث تصدق کر لے۔ بینک والوں کے لیے نہ چھوڑے۔ کیونکہ وہ تو اس سودی رقم کو حیسانیت کی تبلیغ پر خرچ کرتے ہیں یا اور کسی خلاف اسلام مصرف پر مصرف کریں گے۔ اگر بینک والے اسے بینک کی ملکیت قرار دیں اور سودی رقم کو کسی مصرف پر مصرف نہ کریں اور ایسا ان کے اصول میں صحیح ہے تو رقم رہنے دی جائے۔ واللہ اعلم

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ رجب ۱۴۲۶ھ

کسی انجمن کا اپنے کارکنوں کی تنخواہوں سے کچھ رقم وضع کرنا

اور اس کے ساتھ پاس سے اضافہ کر کے بڑھاپے میں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک تبلیغی مجلس کے مبلغین کی خواہش ہے کہ تبلیغی مجلس اپنے مبلغین کے ہوا و مشاہرہ میں سے ہر ماہ ایک آنہ فی روپیہ وضع کرے اور ہر ماہ اتنی ہی رقم اپنے پاس سے بطور امداد عطا فرما کر بطور امانت بصورت پراویڈنٹ فنڈ اپنے پاس جمع کرے تاکہ وہ رقم کسی حادثہ یا ضعف و پیری کے

وقت مبلغ کے کام آسکے۔ اس بارے میں جواب طب امریہ ہے کہ آیا جمع رقم کی یہ امدادی صورت جائز استعمال ہیں یا اس سے استفادہ کرنے میں کسی قسم کی شرعی قباحت لازم آتی ہے یا نہ۔

السائل احقر مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان شہر

﴿ج﴾

اگر مجلس فیصلہ کرے تو یہ صورت جائز ہے۔ چونکہ وہ زائد رقم بطور انعام دی جاتی ہے۔ اس لیے اس میں سود کا شبہ نہیں ہے۔ اس زائد رقم کو وضع شدہ رقم کا سود قطعاً قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے کہ وضع شدہ رقم تو اس وقت تک مجلس کی ملک میں رہے گی۔ جب تک کہ مبلغ اسے قبض نہ کرے اور یہاں تو مبلغ نے اسے قبض نہیں کیا تو مبلغ اس کا مالک ہی نہیں بنا اس لیے اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ البتہ اگر مبلغ پوری تنخواہ قبض کر لیتا اور پھر کچھ واپس جماعت کو قرض دیتا تو پھر اس کے زائد کا وصول کرنا ناجائز نہیں ہوتا لیکن بصورت موجودہ ایسا نہیں اس لیے جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

وزنی اور کیلی اشیاء کا تبادلہ ایک جانب سے اضافہ کے ساتھ نسیئہ جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے سردی کے موسم میں بکرا ایک من گندم اور ایک من نخود کا اس شرط پر دیا کہ گرمی کے موسم میں یک من گندم لوں گا۔ آیا یہ تبادلہ اور نسیئہ (ادھار) شرعاً جائز ہے یا نہ۔ اگر نہیں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔ جیسا تو جروا

سائل فتح محمد عفی عنہ

﴿ج﴾

من گندم اور من نخود کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کا وزن معتبر قرار دیا گیا ہے اور وزنی اشیاء کا خواہ وہ ایک جنس سے نہ ہوں تب بھی تبادلہ نسیئہ جائز نہیں۔ وان وجد احدہما ای القدر وحده او الجنس حل الفصل وحرم النساء (در مختار ص ۱۷۲ ج ۵) البتہ اگر گندم نوپہ سے ناپ کر لینے کا طے ہو اور نخود وزن سے ہو تو اس صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے مطابق تو پھر بھی یہ معاہدہ ناجائز ہوگا۔ ان کے نزدیک موجودہ زمانہ میں گندم بھی وزنی ہے۔ وہ وزنی ہونے میں عرف کا اعتبار کرتے ہیں اور وزنی وزنی سے بیع نسیئہ حرام ہے۔ در مختار میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر لکھا ہے۔ ورجعہ الکمال (آگے لکھا ہے) ولی الکافی الفتویٰ علی عیادۃ الناس در مختار ص ۱۷۸ ج ۵ الخ البتہ امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ و امام محمد کے قول کے مطابق چونکہ گندم مخصوصاً کیلی ہے اور

عرف کے بدل جانے کے باوجود وہ کیلی رہتا ہے۔ اس لیے اگر غزو وزن سے دیا اور گندم کیل سے لیا تو بوجھ اختلاف وزنی و کیلی ہونے کے یہ معاملہ نسبتاً بھی جائز ہوگا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے جلد خاص ص ۱۷۳ میں لکھا ہے۔ بخلاف المختلف کبیع مکمل بموزون نسبتاً فهو جائز الحاصل یہ کہ احتیاط اس صورت میں بھی اس معاملہ کے نہ کرنے میں ہے اور گندم کے وزن کی صورت میں (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) تو یقیناً ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صلح عن الموجل علی المعجل کے متعلق جامع الفصولین کی عبارت سے شبہ اور اس کا جواب

﴿س﴾

استبصار

لوقال ابرأتک عن الخمسة عد ان تدفع الخمسة حالة ان کنت العشرة حالة صح الابرء. لانه اداء الخمسة يجب عليه حالا فلا يكون هذا تعليق الابرء بشرط تعجيل الخمسة ولو مؤجلة بطل الابرء اذا لم يعطه البحیمیة جامع الفصولین کذا فی الہامش رد المحتار کتاب الصلح ج ۵ ص ۶۴۰) اس میں خط کشیدہ عبارت داغ ہے کہ صلح عن الموجل علی المعجل جائز ہے۔ حالانکہ یہ تصریحات فقہاء کے خلاف ہے۔ جیسا کہ خود رد المحتار میں ہے۔ جزئیہ مذکورہ سے کچھ جلی تحت (قولہ معاوضۃ) اور شرح الثوری و فتح وغیرہ میں مذکور ہے۔

(۲) نیز شامیہ وغیرہ میں یہ امر بھی ثابت ہے کہ لفظ ابراء کی تقدیم کی صورت میں ابراء مقید نہ ہوگا۔ حالانکہ جزئیہ مذکورہ میں بطل الابرء اذا لم يعطه الخمسة اس صورت میں بھی تقید کا مثبت ہے۔ اس کے متعلق دیکھیں عقلیہ سے یہ درجہ معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت بالابراء ہو یا ہدایت بالادراء بہر حال ابراء مقید ہوگا۔ چنانچہ جزئیہ مذکورہ میں اس کی ضرورت ہے ورنہ تقدیر ص ۴۵ ج ۷ کے آخر میں بھی اس فرق پر بحث ذکر کی ہے۔ بہر کیف اس کے متعلق بحول شامی سے نقل فرمادیں گے (یہ تطیل بھی دال ہے کہ تقدیر لفظ ابراء کی صورت میں بھی تقید بقیدہ مفید ثابت ہو جائے گی۔ استعمال لفظ تعلق بمعنی تقید)۔

مفتی رشید احمد فضل منزل بیرانی روڈ ٹنڈو آدم

﴿ج﴾

تہذیب نمبر (۱) التیاض عن الاجل حرام ہے۔ اس وجہ سے صلح عن الدین الموجل علی البعض المعجل صحیح نہیں۔

(۲) غائباً مدثر می بدائیت بالابراء کی صورت میں تقید کو صحیح سمجھتا ہے۔ وهو الارجح عدی وعدہ کم ورنہ جزئیہ مذکورہ کو اسی اصل پر مبنی کر کے پیش کرتا ہے۔ گویا جامع الفصولین کی عبارت پیش کر کے درمختار کے قول لعدم صحة التقید فی صورة البدایة بالابراء پر رد کرتا ہے۔ (شامیہ میں غالباً یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ بدلیہ بالابراء کی صورت میں تقید کو صحیح نہیں مانتا)۔

(۳) صورت مذکور میں ابراء کے لیے دو تقاریر ہیں۔ ایک اذا اعطاه الخمسة دوسری اذا لم يعطه الخمسة بر تقدیر اول کو فساد بوجہ ما متفق علیہ اور اظہر ہے۔ خواہ تقید صحیح ہو یا نہ۔ اس لیے اس تقدیر پر حکم بطلان ابراء کو بوجہ ظہور کے نظر انداز کر دیا۔

(۴) اذا لم يعطه کی تقدیر پر عدم صحہ تقید کے اصل پر ابراء صحیح ہوگا اور صحہ تقید پر باطل ہوگا۔ بعد اس تمہید کے اب معلوم ہوتا ہے کہ مدثر می کا مطلب عبارت مذکورہ سے یہ ہے کہ اذا لم يعطه کی تقدیر پر حکم بطلان ابراء کا ہوگا۔ کی ہو مقتضی التقید از التقید صحیح ورنہ بصورت عدم صحہ تقید کما ہو مشہور کا مقتضی تو یہ ہوتا کہ صح الابرء گویا منظور نظر لفظ بطل ہے۔ ای بطل الابرء علی هذا التقدير (کما هو مقتضى صحة التقيد) ولم يصح (کما هو ای صحة الابرء مقتضى عدم الصحة) اگر تقدیر اذا اعطاه بھی حکم بطلان ہی کا ہوگا۔ بوجہ نمبر ۱ کے البتہ اگر علامہ شامی اذا لم يعطه کی جگہ ان لم يعطه کہتا تو اذا اعطاه واذا لم يعطه دونوں تقادیر کا حکم معلوم ہوتا لیکن بوجہ ظہور احکام علی تقدیر اذا اعطاه کما مر اس کو بالکل ترک کر دیا اور فقط اذا لم يعطه کے حکم کو بیان کیا۔ اذ هذا التقدير هو محط الفرق بين صحة التقيد و بين عدم الصحة دون تقدير الاخر۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ڈاکخانہ میں رکھی ہوئی رقم کے سود اور زکوٰۃ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ

(۱) ڈاکخانہ یا بینک میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس پر منافع لینا سود میں آتا ہے یا نہیں۔

(۲) ڈاک خانہ یا بینک میں جمع شدہ رقم پر سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا کہ نہیں۔

عبد اللطیف لورالائی

﴿ج﴾

(۱) ڈاکخانہ یا بینک میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس پر منافع لینا سود ہے۔

(۲) ڈاک خانہ یا بینک میں جمع کردہ رقم پر سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ واجب الاداء ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۳ھ

کاروبار کے لیے دی گئی رقم گھریلو ضروریات پر خرچ ہوگئی اب منافع سمیت لوٹانا جائز ہے
کاروبار کے لیے دی گئی رقم جائیداد پر خرچ کی گئی اب اس کا کرایہ آتا ہے تو اصل رقم پراضفہ دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) زید بکر کو رقم دیتا ہے کہ اپنے کام میں لگا کر مجھے جو منافع سمجھے منافع دے دے تمہیں اختیار ہے۔ بکر اس کو اپنے مصرف میں لگاتا ہے۔ مثلاً اپنی گھریلو ضرورت پر خرچ کرتا ہے اور پھر اپنی مختلف آمدنی سے بکر کو اسے کچھ نہ کچھ دیتا ہے اور اس کی اصل رقم واجب الاداء ہے۔ جب زید کو ضرورت ہوگی ادا کر دی جائے گی۔

(۲) یہ کہ زید اپنی رقم کو حفاظت کے طور پر بکر کی ضرورت محسوس کر کے اس کو دیتا ہے تو اپنی ضرورت پوری کر لے اور بکر اس رقم کو اپنی جائیداد پر لگاتا ہے اور اپنی جائیداد کو ہنر و روپیہ کی بنا کر اس کا کرایہ منافع کے طور پر جو پاتا ہے اس آمدنی سے زید کی جو رقم مثلاً دو سو روپیہ ہے اس کو منافع دیتا ہے۔ اس میں شرعاً کوئی ناجائز صورت تو نہیں ہے۔

احمد حسین پلہ چوچک زئی ملتان

﴿ج﴾

بشرعیہ دونوں صورتیں بلاشبہ ناجائز ہیں کیونکہ ان دونوں صورتوں میں جو زید بکر کو روپیہ دیتا ہے وہ بکر پر قرض ہے اور واجب الاداء ہے۔ جو بکر اصل رقم قرض پر زید کو زیادتی اور کچھ منافع دے گا وہ نفع زید کو اس قرض و اصل رقم کی وجہ سے بکر سے ملتا ہے اور قرض پر نفع و زیادتی کو حدیث میں حرام و روایہ فرمایا ہے۔ قولہ علیہ السلام کل قرض حرام بفعاً فهو حرام اور بعض روایات میں حرام کی جگہ ربوا کا لفظ آیا ہے۔ جس کا معنی سود ہے۔ لہذا ان صورتوں میں اصل رقم پر زیادتی و منافع سود ہے اور سود حرام ہونا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ نیز سود کا لینا دینا دونوں حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم
احمد غفر اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

بینک کو دکان کرایہ پر دینا، بینک کے منیجر کا مسجد پر روپے خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے

(۱) بکر اپنی دکان بینک کو کرایہ پر دینا چاہتا ہے اس کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

(۲) بکر بینک کا منیجر ہے۔ وہ اپنی تنخواہ میں سے مسجد میں پیسے دیجے سکتا ہے یا کہ نہیں۔

مولانا بخش رحمت اللہ نواب شاہ (سندھ)

﴿ج﴾

(۱) جائز نہیں۔

(۲) اگر تنخواہ کی رقم سے مسجد میں چندہ دے تو قبول نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بینک ملازم کے گھر سے کھانا کھانا، جب تک متبادل انتظام نہ ہو بینک ملازمت کی گنجائش ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے

(۱) بینک کے ملازموں کی تنخواہ والی رقم سے چائے پائیں یا دعوت کھلائیں یا مسجد و مدارس میں دے دیں تو قبول کی جائے یا نہیں۔

(۲) بینک میں رقم بطور امانت رکھنا جائز ہے یا کہ حرام یا مکروہ۔

(۳) بینک میں ملازمت جائز ہے یا نہیں۔

عبدالحی مدرس مدرسہ عربیہ نعیم القرآن جامع نواب شاہ صوبہ سندھ

﴿ج﴾

(۱) اگر یہ معلوم ہو کہ تنخواہ کی رقم سے چائے یا دعوت تیار کی گئی ہے تو ہرگز قبول نہ کرے۔

(۲) بوقت ضرورت کرنٹ میں جمع کرنا درست ہے۔

(۳) بچنا بہتر ہے۔ اگر دوسری جگہ جائز ملازمت کو شش کے باوجود نہیں ملی اور جب بھی جائز ملازمت دستیاب

ہو تو فوراً بینک کی ملازمت ترک کی جائے گی۔ ایسی صورت میں اگر بینک میں ملازمت اختیار کی گئی ہو تو گنجائش ہے۔

توبہ واستغفار بھی کرتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

جوئے سے کمائی ہوئی رقم بعد از توبہ کار خیر میں خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ

(۱) ایک آدمی نے جوئے کی کمائی سے روپیہ حاصل کیا ہے۔ اب وہ آدمی جو اکیلے سے تائب ہو چکا ہے اور جوئے سے حاصل شدہ رقم کو اپنے مصرف میں نہیں لےنا چاہتا ورنہ ہی اس میں سے کچھ خرچ کیا ہے۔ کیا وہ اس رقم سے مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتا ہے۔

(۲) کیا وہ اس رقم سے کسی دینی درس گاہ پر بطور امداد خرچ کر سکتا ہے۔

(۳) کیا وہ اس رقم کو کسی رفاہی کام میں لگا سکتا ہے۔

(۴) کیا اس رقم کو مندرجہ بالا کسی مد پر خرچ کرنے سے اسے ثواب ملے گا۔ براہ کرم نوازی جواب سے اطلاع بخشیں تاکہ آپ کے فتویٰ کے مطابق اس رقم کو خرچ کیا جائے۔ مینواتو جروا

﴿ج﴾

اس رقم کو مسجد یا دینی اداروں میں خرچ کرنا جائز نہیں بلکہ اس مال حرام کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر وہ ٹوٹ جن سے یہ روپیہ اس شخص کو حاصل ہوا ہے بالعمین و بالتخصیص معلوم ہوں تو اس کو واپس کر دینا چاہیے اور اگر وہ لوگ جن سے یہ مال اس شخص کو حاصل ہوا ہے معلوم نہ ہوں تو جو لوگ فقر و فاقہ سے بہت پریشان ہوں ایسوں کو وہ مال اہل حقوق کی طرف سے بیت رفع حاجت دینا چاہیے نہ بیٹ حصول ثواب۔ اس لیے کہ حرام مال کو بیت ثواب خرچ کرنا عظیم گناہ ہے۔ والحاصل انہ ان علم ارباب الاموال و جب ردہ علیہم والافان علم عین الحرام لا یحل له ویتصدق بہ بنية صاحبه الخ (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

بینک ملازمت سے متعلق ایک مفصل جواب

﴿س﴾

بینک میں ملازمت کرنے کے متعلق خداوند تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے کیونکہ بینک کا دار و مدار خالص سود پر ہوتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مجبوری کی صورت میں ملازمت بینک میں کر لینی

چاہیے مجبوری میں تو حرام کھانا بھی جائز ہے۔ بعض نے یوں فرمایا ہے کہ آپ وہاں جا کر آٹھ دس گھنٹے کام کریں گے۔ اس لیے یہ مزدوری ہے اور نبی علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ کافروں کی مزدوری کی ہے اور صبیہ کرام نے بھی کافروں اور یہودیوں کی مزدوری کی ہے۔ اس لیے آپ کے لیے بینک کی ملازمت بالکل جائز ہے لیکن کیونکہ مجھے قدرتی طور پر بینک کی ملازمت کرنے میں تسکین قلب نہیں ملتی کیونکہ رازق وہی میرا مالک ہے۔ اس لیے برائے مہربانی مفصل فتویٰ ارشاد فرمادیں۔

﴿ج﴾

سود کے متعلق اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں الذین یا کلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی ینخططہ الشیطان من المس وقال ایضا یا ایہا الذین آموا لا تأکلوا الربوا اضعافاً مضعفاً واتقوا اللہ لعلکم تصحون قال ایضاً قالوا اما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا وغیرہا من الآیات (بقہ رکوع ۳۸) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عن حصرت جابر رسی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ اکل الربوا و موکلہ وشاہدہ وکاتبہ وقال ہم سواء رواہ مسلم مشکوٰۃ ۲۴۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے سود کھانے والے کھلانے والے اس کے گواہ اور اس کے لکھنے والے پر عنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ سودی کاروبار میں ہر قسم کی معاونت تعاون علی الاثم والعدوان میں داخل ہے۔ جو نص قرآنی کے ساتھ حرام ہے اور اس کے متعلق کئی احادیث کتب احادیث کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ باقی یہ کہ مجبوری کے وقت میں حرام کھانا بھی جائز ہے تو یہ مجبوری اور ہے اللہ ایسی مجبوری کسی مسلمان پر نہ لائے یہ وہ مجبوری ہے کہ بھوک سے نڈھال ہو کر جان بچانے والی خوراک کی مقدار نہیں ملتی۔ تو صرف ایسی صورت میں مردار حرام کو کھانا جائز ہے۔ وہ بھی اس قدر کہ جان بچ جائے نہ یہ کہ سیر ہو کر کھائے باقی یہ کہ کئی صحابہ اور بزرگوں نے کافروں کی مزدوری کی ہے۔ تو یہ اور چیز ہے۔ کافروں کی مزدوری جو حلال قسم کی ہو وہ جائز ہے اور اگر کافر کے ساتھ مزدور ہو کر وہ اس کے کارخانہ میں شراب بنانے کا کام کرے یا بت تراشی کرے یا کافر کے سینما میں فاحش تصویریں کھینچیں۔ فاحش گانے گائے وغیرہ وغیرہ تو یہ سب معاملات حرام اور ناجائز ہیں۔ تو چونکہ سودی کاروبار میں منشی بننا یا ملازمت کرنا جس سے اس کاروبار میں کسی حصہ کو سرانجام دینا ہے۔ اگرچہ وہ قسم دوات ہی سودی کاروبار کے لکھنے کے لیے پیش کرنے کی ڈیوٹی سرانجام دینا ہے یہ سب حرام ہے۔ اللہ ہم تمام مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ بہشتی زیور میں رقم طراز ہیں۔ سودی لین دین کا بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے سے بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے سودی دست اور پر لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔ اللہ جل جلالہ ہی رازق تمام بندوں کا ہے۔ وہی ذات ہی رزق کا انتظام فرمائیں گے۔ خواہ تنواہ حرام میں پڑ کر اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول کے غضب کو مول لینا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

میعاد سے قبل دی جانے والی رقم سے کوئی کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے خشک بھجور بکر سے دو صد بیس روپے میں خریدی اور میعاد ادا تک مقرر ہوئی مگر بکر نے میعاد سے پہلے رقم کا مطالبہ کیا کیونکہ اس کو اشد ضرورت تھی۔ زید نے کہا مجھے بھجور سے گھانا آیا ہے میں رقم میعاد پر دوں گا۔ چالیس روپیہ کم لے لو اور میں بے داگردوں گا۔ چنانچہ بکر کو چند احباب نے کہا کہ چالیس روپے کم لے لو تو بکر نے تسلیم کیا اور زید نے ایک سو اسی روپے ادا کر دیے۔ اب بکر بقایا چالیس روپے کا مطالبہ کرتا ہے مگر زید کہتا ہے کہ تیرا کوئی حق نہیں کہ تو نے اپنی رضامندی سے تسلیم کیا تھا۔ کیا اب بکر کا مطالبہ شرعاً صحیح ہے یا نہ اور زید کو ادا کرنا ہے یا نہ۔ مفصلاً تحریر فرمادیں۔ بیوا تو جروا

ضلع مظفر گڑھ براستہ کوٹ سلطان بہتیم بکری احمد خان عبدالملک گورمانی

﴿ج﴾

بکر کا مطالبہ شرعاً صحیح ہے اور زید کے ذمہ بقایا چالیس روپے مجموعی دو سو بیس روپے ادا کرنے ضروری ہیں۔ ان کے بین جو صلح ہوئی ہے وہ شرعاً درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اجل کے ساقط کرنے کے مقابلہ میں یعنی وقت مقررہ سے پہلے دینے کے مقابلہ میں بکر نے مبلغ چالیس روپے چھوڑ دیے ہیں۔ یہ اعتیاض عن الاجل ہے اور حرام اور روبا ہے۔ زید کے ذمہ اس صورت میں پوری رقم کا ادا کرنا ضروری ہے۔ کما قال فی الكنز ص ۳۳۷ (کتاب الصلح) وعلى دنائیر مؤجلة او من الف مؤجل او سود علی نصف حال او بیض لا. وفي الهدایة ص ۲۵۰ ج ۳ (کتاب الصلح) ولو كانت له الف مؤجلة فصالحه علی خمس مائه حالة لم یجز لان المعجل خیر من المؤجل وهو غیر مستحق بالعقد فیکون بازاء ما حطه وذا لک اعتیاض عن الاجل وهو حرام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود غفرلہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا اپنی رقم بینک کے ذریعہ گھر بھیجنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حکومت پاکستان کے بینک سودی معاملہ کرتے ہیں۔ تو ایک شخص اپنا سرمایہ بینک کے ذریعہ گھر بھیجنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں۔

بندہ کا برخوردار کسی دوسری حکومت میں مدام ہیں اور وہ اپنا سرمایہ اپنے گھر حکومت پاکستان میں بھیجنا چاہتے ہیں اور رقم بھیجنے کا ۱۰ سرائیہ بغیر اکاؤنٹ بینک کے نہیں ہے اور بینک والے اکاؤنٹ بغیر فیس کے دیتے ہیں اور چونکہ یہ سب بینک سودی معاملہ کرتے ہیں تو کیا ایسی شدید ضرورت کی حالت میں بینک والوں کو فیس دے کر اکاؤنٹ حاصل کرنا جائز نہیں۔

مولوی فضل محمود کہہ پوری پشاور

﴿ج﴾

ضرورت کے وقت میں بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ کھولنے کی اجازت ہے کہ اس کھاتہ میں سود نہیں لگتا۔ اس سے آپ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۹ھ

کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ ”سود لینا اپنی والدہ سے زنا کے مترادف ہے“

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس حدیث شریف کے بارے میں کہ مشکوٰۃ شریف باب الربوا ص ۲۳۶ پر مذکور ہے۔
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ الربوا سبعون جزءا۔ ایسرھا ان ینکح الرجل امہ۔ ایک واعظ صاحب نے معنی کیا ہے کہ سود کھانے والے کو اتنا گناہ ہوتا ہے جس طرح کہ اپنی حقیقی ماہ سے ستر دفعہ زنا کیا ہو کیا یہ معنی صحیح ہے یا غلط۔ بیوا تو جروا

محمد مسعود ڈوگر کوٹلی تحصیل بکھر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

سود لینے کے گناہ کے مترادف ہیں۔ ان میں سے ادنیٰ حصہ اپنی ماں کے ساتھ نکاح یعنی زنا کے برابر ہے۔ یہ اس حدیث شریف کا لفظی مدلول ہے اور اس سے التزام یہ بھی ثابت ہوتا ہے جو کہ واعظ صاحب نے بیان فرمایا ہے یعنی گویا کہ سود کھانا اپنی والدہ کے ساتھ ستر مرتبہ زنا کرنا ہے۔ واللہ اعلم

بندہ عبداللہ غفرلہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا بینک کیشئر کو رشتہ دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسلمان بینک میں بطور کیشئر یعنی خزانچی مہم ہے۔ کیا اس کے عقد میں ایک مسلمان لڑکی جو کہ سودی کاروبار میں ملازمت کو ناپسند کرتی ہو آسکتی ہے۔

﴿ج﴾

بینک کی اس قسم کی ملازمت شرعاً ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے لعن اللہ اکل الربوا و موكله و كاتبه و شاهده و قال هم سواء مشکوٰۃ ص ۲۴۳۔ اس شخص کو یہ مہم ترک کر دینی ضروری ہے۔ لڑکی جو ایسے شخص کے ساتھ رشتہ کرنا ناپسند کرتی ہے یہ ایک قابل قدر جذبہ ہے۔ ابتدا ایسی صورت میں اس لڑکے کو اس ناجائز مہم ترک کر دینے پر آمادہ کیا جائے اور لڑکی کو بصورت عدم ترک ملازمت ہذا اس عقد پر آمادہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ویسے بوجہ مسلمان ہونے کے یہ لڑکی اس کے نکاح میں آسکتی ہے اور اگر یہ لڑکا اس ملازمت کو ترک کر دے یا ترک کر دینے کا وعدہ کرے جس پر لڑکی اور لڑکی والوں کو اعتماد ہو جائے تب نکاح ہذا کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ صفر ۱۳۸۷ھ

سودی رقم کو رفاہ عام کے کام میں صرف کرنا جائز نہیں ہے صرف فقراء کو دی جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تین بھائیوں کے پاس ۲۰۰۰ روپے سود کا موجود ہے۔ پکی سڑک سے جتنے رستے گاؤں کی طرف جاتے ہیں وہ سب کچے اور تکلیف دہ ہیں۔ تو کیا سود کے پیسے سے رفاہ عامہ کے فائدہ کے پیش نظر سڑک بنوانا جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ وہ تین بھائی بھی اس سڑک سے فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری صورت میں اس کا مصرف کیا ہے۔

غلام سرور

﴿ج﴾

یہ رقم رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ نہ کی جائے بلکہ یہ رقم صرف فقراء و مساکین میں بغیر نیت ثواب خرچ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چند ساتھی پر چچی ڈال کر جس کے نام پر چچی نکلے پھر اس سے مٹھائی منگواتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ چند احباب آپس میں بیٹھ کر کچھ رقم قرعہ اندازی مثلاً پانچ روپے دس روپے یا پندرہ روپے مقرر کرتے ہیں اور پر چچی ڈالی جاتی ہے۔ جس کے نام کی پر چچی نکلے اس سے وہ رقم لے کر مٹھائی منگائی جاتی ہے۔ تمام حاضرین مجلس کو تقسیم کی جاتی ہے۔ غرض اس مجلس کی آپس میں دلچسپی اور وقت پاس کرنا ہوتا ہے۔ تو کیا شرعاً یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں۔

خواجہ غلام نحر الدین صاحب سجادہ نشین دربار محمودی ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

اگر طیب خاطر سے ہر ایک اس مقررہ مقدار کی مٹھائی تقسیم کرنے کے لیے تیار ہو اور قرعہ نکلنے کے بعد بھی طیب خاطر سے مٹھائی تقسیم کریں الغرض اول سے آخر تک یہ معاملہ بخوشی کیا جائے کسی قسم کا لزوم اس میں نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ بغیر قرعہ اندازی باری باری سے ایک ایک آدمی اپنی حسب طقت مٹھائی کھلائے۔ اگر کوئی نہ کھلائے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا بینک ملازم پر حج فرض ہو سکتا ہے

﴿س﴾

اُس بینک کی ملازمت جو سود لینے دینے کا کاروبار کرتا ہے شرع کی رو سے کیسی ہے۔ اُس ملازمت سے حاصل کی ہوئی تنخواہ کیسی ہے۔ اُس بینک کی ملازمت جائز ہے یا ناجائز۔ کیا اُس ملازمت سے حاصل شدہ روپیہ خیرات صدقات اور حج پر صرف ہو سکتا ہے۔

عبد السلام نیچر مسلم ہائی سکول ملتان

﴿ج﴾

بصورت مجبوری ایسے بینک کی ملازمت جو سودی کاروبار کرتا ہے جائز ہے لیکن جب بھی کوئی دوسری ملازمت مل جائے یا کسی اور کاروبار وغیرہ سے گزارہ ہونے لگے اگرچہ وہ قوت لایموت ہی کیوں نہ ہو تو فوراً بینک کی ملازمت سے مستعفی ہو جائے اور ملازمت بینک سے حاصل شدہ روپیہ سے صدقات و خیرات کر سکتا ہے۔ مگر نیت تقرب الی اللہ کی نہ کرے بلکہ دفع دہان کا ارادہ رکھے اور جمع کر کے نہ رکھے۔ حج کے وجوب کا اہل ہی نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ

جس شخص کے پاس کچھ رقم بینک کی ہو کچھ ذاتی ہو کیا اس کے ساتھ مشترک کاروبار جائز ہے

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی کچھ رقم بہشتی زیور میں نکاحی ہوئی جا بر صورت کے مطابق جائز نفع حاصل کرنے کے لیے ایک ایسے شخص کے کاروبار میں لگانا ہے جو اپنا کاروبار کچھ اپنی ذاتی رقم سے اور کچھ بینک سے سودی قرضہ لے کر چلا رہا ہو۔ کیا ان دونوں کے لیے ایسے کاروبار میں سے نفع جائز ہو سکتا ہے یا نہ۔ جینواتو جرو السائل محمد فاضل مقام جامع مسجد خانوال غلہ منڈی ضلع ملتان۔

﴿ج﴾

ایسے کاروبار میں سے اس شخص کے لیے نفع لینا جائز ہے۔ کیونکہ اس دوسرے شخص کی کچھ رقم جسے وہ بینک سے سودی قرضہ کے طور پر لے چکا ہے وہ رقم اس کی مموک بن گئی ہے۔ کیونکہ قرضہ میں سود کی شرط لگانے سے جو کہ شرط فاسد ہے قرض باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ رقم قرض سینے والے کی ملک بن جاتی ہے۔ اگرچہ اصل سے شرط زائد رقم اس کو دینی ور بن کو لینی ہرگز جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایسی شرط باطل ہو جاتی ہے۔ قال فی الکفر وما لا یبطل بالشرط الفاسد القرض ارفع۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے سودی کاروبار کرنے والے شخص کو اس حرام کاروبار کرنے سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے معاملہ کا تعلق توڑ دے اور کسی طرح سودی بین دین والے شخص سے تعاون نہ کرے۔ واللہ اعلم

محمود عطاء اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

قرض رقم پر کسی قسم کا منافع لینا سود ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ایک آدمی بکر کو دو ہزار روپے بطور ادھار کے دیے تھے اور کہا تھا کہ چودہ من گندم سا نہ وردس من بھوسہ سالانہ تین سال تک بکر زید کو ادا کرے گا ورنہ ہزار رقم بھی واپس کرے گا۔ تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں اور ایسا کرنے والے کے لیے شریعت میں کیا سزا ہے۔ جینواتو جروا

خطیب غلام محمد قریشی ضلع مظفر گڑھ تحصیل کوٹ ادو

﴿ج﴾

قرض کے بدلے منافع حاصل کرنا سود اور حرام ہے۔ بحديث كل قرض جر منفعة فهو ربأ زید پر لازم ہے کہ یہ گندم اور بھوسہ بکر کو واپس کر دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ سودی کاروبار کرنے والے پر حدیث میں لعنت وارد ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

کسی دارالعلوم کو اگر سودی رقم ارسال کر دی جائے تو کس مصرف میں خرچ کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دارالعلوم سرحد کو ایک صاحب نے سود کی رقم ارسال کی ہے۔ تو کیا یہ رقم دارالعلوم کے بیت الخلاؤں پر لگا سکتے ہیں یا کسی اور غریب کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔
حفظ شمیر بہادر دارالعلوم مدرسہ آسیہ پشاور شہر

﴿ج﴾

سود اور ہر قسم کے مال حرام کا حکم یہ ہے کہ مالک پر رد کیا جائے۔ قال فی الہدایہ ص ۱۲۳ ج ۳ فیکون سبیلہ التصدق فی روایۃ ویرودہ علیہ فی روایۃ لان الخبث لحقہ و هذا اصح۔
اور اگر مالک معلوم نہ ہو سکے تو مالک کی طرف سے فقراء پر تصدق کیا جائے۔ قال فی الہدایہ ص ۳۳۹ ج ۵ والسبیل فی المعاصی ردھا وذلك ههنا برد الماخوذ ان تمكن من رده بان عرف صاحبه وبالتصدق به ان لم يعرفه لیصل الیہ نفع مالہ ان کان لا یصل الیہ عین مالہ۔ مالک معلوم نہ ہونے کی حالت میں امور خیر میں لگانا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ تمسک فقراء لازم ہے۔ صورت مستورہ میں اگر اصلی مالک بھی معلوم نہیں اور بھیجنے والا بھی لینے سے انکاری ہے تو کسی غریب کو دے دیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

کسی کو سودی کاروبار کی ترغیب دینا بھی گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حکومت پاکستان زمینداران اور مزارعان کو قرضہ پر کھاؤ اور گندم کا بیج

تقسیم کر رہی ہے۔ قرضہ پر سود حکومت وصول کرے گی۔ زید ان شراک پر کھدا اور بیچ لے رہا ہے۔ بمرنے زید سے کہا کہ تم زیادہ کھاد وغیرہ لے لو۔ تم کو ۱۱۱۲ روپے کے حساب سے کھادل رہی ہے۔ میں ۱۱۱۲ روپے میں آپ سے خرید لوں گا۔ تو کیا بکر کو سود کا گناہ ہوگا یا نہیں۔

﴿ج﴾

اس صورت میں بکر کو اگر چہ سود لینے دینے کا گناہ نہ ہوگا مگر سودی سودا کرنے کی ترغیب کا گناہ ہوگا جو اس سے کم ہے لیکن اس سے بھی بہر حال مسلمان کو احتراز کر لین ضروری ہے۔ کسی کو سودی کاروبار کرنے پر اکسانا بھی تو گناہ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۸۷ھ

ڈرافٹ، منی آرڈر اور بیمہ زندگی سے متعلق احکام، نقد اور ادھار رقم میں فرق رکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و بریں مسئلہ کہ آج کل جو رقم ارسال کرنے کے مختلف ذرائع رائج ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ

(۱) بینک ڈرافٹ: اس کے ذریعے ہمیں جتنی رقم ارسال کرنی ہے بینک کو دے دیتے ہیں اور ایک رسید لے لیتے ہیں رقم کے ساتھ چند روپے اجرت کے دیتے ہیں۔

(۲) منی آرڈر: اس کے ذریعے کافی بڑی رقم نہیں بھیجی جاسکتی اور خرچ بھی ڈرافٹ کے بنسبت کئی گناہ ہے۔
(۳) بیمہ: اس میں لفافے میں نوٹ رکھ کر رقم کی مناسبت سے ٹکٹ لگا کر بھیج دیتے ہیں۔ اس طریقہ میں پریشانی بہت زیادہ ہے۔ ایک تو یہ کہ رقم زیادہ نہیں بھیج سکتے۔ پھر نقد رقم کا معاملہ ہے۔ درمیان میں کسی قسم کا گڑبڑ ہو جانا معمولی بات ہے۔ مہربانی فرما کر بیمہ کے طریقہ کو چھوڑ کر ڈرافٹ کے بارے میں فرمادیں کہ اس طریقہ کار میں سود بنتا ہے یا نہیں۔ اگر بنتا ہے تو اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔ آیا سود رقم ادھار دے کر اس پر منافع لینے سے بنتا ہے یا رقم بھی دے کر اور اوپر پیسے بھی بطور اجرت دے کر بنتا ہے۔

(۴) ایک دکاندار نقد اور ادھار بیچنے میں فرق رکھتا ہے تو یہ فرق سود ہے یا نہیں۔

عبدالوہاب حاجی عبدالکریم سوت والے ملتان

﴿ج﴾

(۱) ڈرافٹ کے ذریعہ رقم بھیجنے کی گنجائش ہے۔

(۴) کٹر لوگ ادھار سودا لینے کو گراں (مانگا) دیتے ہیں۔ شد نقد دینے والے کو روپیہ کاٹیں سیر غلہ دیتے ہیں اور جو شخص ہفتہ دو ہفتہ کے بعد قیمت دے گا اس کو اٹھارہ سیر دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اول اس کی صفائی کر لی جائے کہ قیمت نقد ملے گی یا ادھار اور اگر ملتوی بیچ (مچل) کر دیا اور بیچ کرنے کے ساتھ یہ کہا کہ تم یہ سود لیے جاتے ہو اگر بھی قیمت دے جاؤ گے تو ایک روپیہ ورنہ سوارو پیہ یہ اہستہ ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

سنہرا زیور بنانے کی اجرت کی رقم سونے سے وضع کر سکتا ہے

﴿س﴾

براہ کرم صورت مندرجہ ذیل کے متعلق شرعی حکم صادر فرما کر منکور ہوں۔

ایک صاحب نے چند سال پیشتر ایک بزرگ سے زیور بنوایا۔ زیور بن گیا۔ کچھ سونا زرگر نے اپنی طرف سے لگایا۔ اس کی قیمت اور اجرت وغیرہ کا سارا حساب کر کے رقم بٹایا و واجب الوصول کا میزان کر دیا گیا۔ ایک دوسرا زیور بنانے کے لیے زیور والوں نے کچھ سونا دیا اور زیور کا مطالبہ کرتے رہے۔ زرگر کا بیان ہے کہ وہ اپنی بٹایا رقم کا مطالبہ کرتا رہا۔ آج دس بارہ سال تک نہ زیور بن سکا اور نہ کوئی باہمی فیصلہ ہو سکا۔ اب فریقین نے مجھے ثالث مان کر معاملہ میرے حوالہ کر دیا ہے۔ براہ کرم یہ فرمادیں کہ شرعاً زیور والوں پر بٹایا روپیہ واجب الاداء ہے یا جیسا کہ زرگر مطالبہ کرتا ہے اس کا جو سونا لگا ہوا ہے وہ وضع کر کے باقی سونا مجھ سے لیا جائے اور میرے روپیہ میں سے اس وقت کی سونے کی قیمت نکال کر بٹایا روپیہ مجھے دلایا جائے۔ خدشہ یہ کہ زرگر اپنی رقم کا حقدار ہے یا اس نے اپنی طرف سے سونا لگایا وہ اپنے سونے کا حقدار ہے اس حویل عرصہ سے زیور والے ضلع جھنگ سے کئی مرتبہ کئی آدمی زرگر صاحب کے پاس آئے اب ان کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ ہمیں زرگر صاحب سے مصارف سفر بھی دلوائے جائیں۔ کیا شرعاً وہ خرچہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔ واضح ہو کہ ان کا آنا جانا اسی زیور بنوانے کے سلسلہ میں تھا۔

میدانوار الحسن شاہ صاحب بخاری قدیر آباد ملتان شہر

﴿ج﴾

وفی الشامیہ ص ۲۱۸ ج ۳ فاذا ظفر بمال مدیونہ لہ الاخذ دیانۃ وبعد سطور والفتویٰ

الیوم جواز الاخذ عبد القدرة من ای مال کان۔

اگر زرگر نے چند سال قبل جو زیور تیار کیا تھا اور اس زیور میں اس نے اپنی طرف سے کچھ سونا لگا دیا تھا اور اس کی مزدوری بھی شخص مذکور کے ذمہ تاحال واجب الاداء ہے۔ تو اب دوسرے زیور کے لیے زرگر کو جو سونا دیا گیا ہے تو زرگر اس سونے سے اپنا سونا منہا کرے۔ اس کے بعد شخص مذکور زرگر کو سابقہ زیور کی مزدوری ادا کرے اور اس کے دیے ہوئے سونا سے اپنا بقیہ سونا وصول کرے۔

زرگر سے مصارف سفر وصول نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

انعامی بانڈ اور بیمہ پالیسی سے متعلق مفصل جواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین انعامی بانڈ اور معمرہ اور بیمہ پالیسی میں جو انعامات ملتے ہیں۔ یہ انعامات لینا جائز ہیں یا نہیں۔ اگر جائز ہیں تو صاف صورت مسئلہ کی بیان فرمادیں۔

محمد شفیع مہدیکانی معلم مدرسہ دار الفیوض ضلع جیکب آباد

﴿ج﴾

(۱) انعامی بانڈ کی صورت میں درحقیقت بہت سے لوگوں سے پروپیگنڈہ کر کے اتنا جمع کرایا جاتا ہے کہ اس روپے کو بینک اپنی مخصوص قسم کی سودی تجارتوں میں لگا کر کافی نفع کماتا ہے اور وہ نفع ان انعامات کے مقابلہ میں کئی گناہ زیادہ ہوتا ہے جو بینک تقسیم کرتا ہے۔ بینک انعامات و لوگوں کے فائدہ کے لیے نہیں بلکہ اپنے نفع اور تجارتی کاروبار کو وسیع تر کرنے کے لیے سب کچھ کرتا ہے۔ اس لیے دو وجہ سے یہ بانڈ خریدنا جائز نہیں۔

(الف) اس سے بینک کے سودی کاروبار کی ترقی و توسیع میں تعاون ہے جو جائز نہیں۔

(ب) انعامی بانڈ کی رقم کا قرض ایک نفع (انعامی بانڈ کا حصول) کی امید پر بینک کو دیا جاتا ہے۔ یہ قرض حسنہ نہیں۔ اپنے نفع کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی کو قرضہ دینا منوع ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کل قرض حرام نفعاً فہو حرام اور ظاہر ہے کہ یہاں مقروض کے ساتھ احسان کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ خود نفع کمانا مقصود ہوتا ہے۔ اس لیے یہ قرض دینا حرام ہوگا۔ واضح رہے کہ انعامی بانڈ خریدنے والا جب کبھی اپنا روپیہ نکالنا چاہے نکلا سکتا ہے۔ اس وجہ سے یہ رقم قرض شمار ہوگی۔

(۲) معمرہ درحقیقت جوا (قمار) ہے جو ناجائز ہے۔

(۳) بیمہ پالیسی زندگی شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ بدو وجہ ایک تو سود ہے۔ دوسری قمار (جوا) یا رشوت ہے۔ سود تو اس لیے کہ جو روپیہ یہ شخص بیمہ کمپنی کے پاس جمع کراتا ہے مقررہ مدت کے ختم ہو جانے کے بعد اس کو اپنا اصل مال مع سود کے ملتا ہے اور قمار یا رشوت اس لیے ہے کہ مقررہ مدت سے پہلے مر جانے کی صورت میں مقررہ رقم اس کے اصل مال سے بہت زیادہ اس کے وارثوں کو مل سکتا ہے اور اس قسم کا عقد جوا ہے یا رشوت ہے۔ سود اور قمار اور رشوت تینوں شریعت میں حرام ہیں۔ لہذا یہ کاروبار بیمہ زندگی وغیرہ ناجائز ہے۔ فتویٰ دارالعلوم امدادیہ ص ۷۷ ج ۲ میں ہے۔ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً و وجہ سے ناجائز ہے۔ اول تو اس میں قمار ہے۔ دوسرے سود اور امداد الفتاویٰ ص ۱۶۱ ج ۳ پر ہے۔ اسی طرح جان بیمہ صورت رشوت ہے۔ لان المال فیہ عوض من غیر مقوم وهو النفس اور حقیقتہً سود ہے۔ لعین ما مر فی المال فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذی القعدہ ۱۳۸۱ھ

کیا غریب اور مجبور شخص کے لیے سود پر رقوم لے کر کاروبار کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع تین اندریں مسئلہ کے زید ایک غریب مسلمان ہے۔ کاروبار تجارت کا شوق ہے مگر بغیر روپیہ مجبور ہے۔ کیا سودی روپیہ لے کر کاروبار کر سکتا ہے۔ مہربانی فرما کر رہبری فرمائیں اور عند اللہ جوار ہوں۔

دبیر عفا اللہ عنہ

﴿ج﴾

سود کا لین دین قطعی حرام ہے۔ قرآن کریم کی آیت سے اس کی حرمت کا ثبوت ہے۔ جس میں کسی شبہ کی منجائش نہیں۔ حصول رزق کے لیے حد ذرا بے بہت ہیں جن کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ ایسی ضرورت سے حرام قطعی جائز نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

کیا سودی رقم سے خریدے گئے باغ کو ٹھیکہ پر لینا اور پھول فروخت کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک باغ ہے ایک شخص کا جس کو ایک سود خور خریدتا ہے۔ قطعی اور وہ سود خور مر جاتا ہے۔ اس کا لڑکا اس باغ کا میوہ وغیرہ ٹھیکہ پر دیتا ہے۔ اس کا میوہ ٹھیکہ پر لینا جائز ہے اور اس کا میوہ دیگر

مسلمانوں کے لیے کھانا جائز ہے یا ناجائز۔ اصل سود خور مرگیا ہے اس کا لڑکا سود خور نہیں ہے اور نہ نقدی وغیرہ باپ چھوڑ گیا ہے۔ صرف باغ چھوڑ گیا ہے۔ بیوا تو جروا

المستفتی کا کارہ عبدالحق سکند چوہاں

﴿ج﴾

واضح رہے کہ سود خوار جتنی رقم سود کی لے چکا ہے وہ اس کے ذمہ سود دینے والوں پر ادا کرنی واجب ہے۔ اگر زندگی میں رد نہیں کر چکا ہے تو اتنی رقم اس کے ترکہ میں سے مستحقین پر ادا کرنی ضروری ہے۔ نیز واضح رہے کہ کوئی شخص اگر غصب یا چوری کے روپیوں سے اگر کوئی چیز خرید لے تو وہ اس خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جاتا ہے۔ صورت مسئلہ میں خریدہ ہوا باغ متوفی کا مملوک شمار ہوگا اور اس کی فوتیدگی کے بعد وارث اس کے مالک نہیں گے۔ اس میں ان کا تصرف از قسم بیع وغیرہ درست ہوگا اور اس باغ کا پھل کھانا بھی درست ہوگا۔ اگر چہ وارثوں کے ذمہ سود کی مقدار کا مال سود دینے والوں پر رد کرنا واجب ہوگا۔ گروہ معلوم ہوں کما قال فی التوہید مع شرحہ الشامی ص ۱۸۹ ج ۶ کما لو تصرف فی المغصوب والودیعة وربح فیہ اذا کان متعیناً بالاشارة او بالشراء بدراهم الودیعة او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او الی غیرھا او اطلق ونقدھا لا وہ یفتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اور اگر وہ لوگ معلوم نہ ہوں جن سے سود لیا گیا ہے تو سود کے برابر رقم فقراء پر صدقہ کر دے۔

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کپڑا ناج وغیرہ سے حاصل شدہ رقم بینک میں رکھنا

کیا زائد کی آمدنی اور سودی رقم میں کچھ فرق ہے

کیا بینک ملازمین، زانیہ، شراب بیچنے اور سٹہ کرنے والوں سے چندہ لینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک شخص بینک سے قرض لے کر تجارت کرتا اور غنہ کپڑا وغیرہ بیچ کر رد پیہ حاصل کرتا ہے اور حاصل شدہ رقم پر بینک کو سود ادا کرتا ہے۔ اس حالت میں سود ادا کرنے والے کی حیثیت سودی (مجرم) کی بنتی ہے یا نہیں۔ جبکہ قرآن

میں آتا ہے کہ سودی کی حالت اللہ اور رسول سے جنگ کی ہے۔ حدیث میں ہے کہ سودی کی حالت اپنی ماں کے ساتھ ستر دفع زنا کی ہے۔

(۲) ایک عورت عام حیثیت میں زنا کرتی ہے اس کی آمدنی کی حیثیت کیسی ہے۔ جو کہ قرآن میں آتا ہے کہ زانیہ کی آمدنی حرام ہے۔ اگر ان دونوں حالتوں میں دونوں کی سود خور اور زانیہ کی آمدنی حرام ہے تو ان کی آمدن کی شرعی حیثیت میں جرم میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔

(۳) اگر کوئی فرق نہیں ہے تو ان دونوں سے مسجد کی تعمیر میں یا دینی مدرسہ کے لیے چندہ لینا جائز ہے یا زکوٰۃ کے فنڈ میں سے دینی مدرسہ کی تعمیری اخراجات کے لیے چندہ لینا جائز ہے یا حرام ہے۔

(۴) اگر دونوں کی حالت یہ ہو کہ ان سے زکوٰۃ چندہ خیرات وغیرہ لے لیا جائے تو جائز ہے۔ تو ان دونوں کو چندہ زکوٰۃ خیرات وغیرہ دینے کا کوئی ثواب اجر ملے گا یا نہیں۔

(۵) اسی طرح شراب، جوا، سٹہ والوں کی آمدن حرام ہو تو ان سے چندہ زکوٰۃ خیرات وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو ان کو چندہ زکوٰۃ وغیرہ دینے کا کوئی ثواب ملے گا یا نہیں۔

(۶) اگر متذکرہ بالا سب سے چندہ زکوٰۃ وغیرہ لینا حرام ہو تو مسجد کی تعمیر یا دینی مدرسہ کے لیے چندہ زکوٰۃ وغیرہ کن حضرات سے لیا جائے۔

سید صاحب علی بیرون پوٹریٹ ملتان

﴿ج﴾

(۱) ایسے شخص سودی مجرم ہے۔ سود لینے اور دینے والا دونوں مجرم ہیں۔ کما فی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکله (مسلم) وقال تعالیٰ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ الآیہ۔

(۲) زانیہ کی آمدن حرام ہے۔ حدیث شریف ہے کہ نہی عن ثمن الکلب وکسب البغی ولعن اکل الربوا الحدیث رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص ۲۳۱) دونوں یعنی سود خور اور زانیہ کی آمدن حرام ہیں۔

(۳) سود لینے والے کی وہ رقم جو وہ سود میں لے چکا ہے اسی طرح زانیہ کی وہ آمدن جو وہ زنا کی اجرت میں لے چکی ہے۔ یہ دونوں قسم کی آمدن حرام ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ جس شخص سے یہ سود لے چکا ہے اور زانیہ جس سے یہ رقم لے چکی ہے۔ اگر وہ اشخاص نہ کو معلوم ہوں اور وہ اشخاص خود موجود ہوں یا ان کے وارث موجود ہوں تب تو اس رقم کا

ادا کرنا خود اس رقم دینے والے کو اور اس کی فوتیدگی کی صورت میں اس کے وارثوں کو واپس کر دینی ضروری اور لازمی ہے۔ کسی دوسرے مصرف میں از قسم تعمیر مسجد و مدرسہ اور صدقہ بر فقراء وغیرہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور اگر سود دینے والے اور زانیہ کو زنا کی اجرت میں رقم دینے والے ان کو معلوم نہ ہوں بالکل لاپتہ ہوں تب ایسی صورت میں اس سودی رقم کو اور اس زنا کی اجرت کا فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ ان کو دیتے وقت دل میں یہی نیت کرے کہ میں یہ رقم اصل کی طرف سے صدقہ کر رہا ہوں وراپنے سے بوجھ بکا کر رہا ہوں۔ خود اپنے لیے اس ماہ حرام میں ثواب کی نیت نہ کرے اور اصل مالکوں کے پتہ ہونے کی صورت میں فقراء کے لیے یہ مال حلال ہو جائے گا اور یہ اصل مالکوں کی طرف سے فقراء پر صدقہ شمار ہوگا۔ مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ محض فقراء و مساکین پر ہی صدقہ کیا جائے۔ کما فی الدر المختار مع شرحہ ہامش رد المحتار ص ۵۵ ج ۶ (۱) لا لاجل المعاصی (الفناء والنوح والملاہی) ولو اخذ بلا شرط یباح۔ (قوله یباح) کذا فی المحيط وفی المنتقی امرأة نائحة اور صاحبة طبل او میرا کتبست مالار دتہ علیہ اربابہ ان علموا والا تصدق بہ وان من غیر شرط فهو لها قال الامام الاستاد لا یطیب والمعروف کالمشروط اه قلت وهذا مما یتمین الاخذ بہ فی زماننا لعلمهم انہم لا یذہبون الا باجر البتہ۔

(۴) اس کی تفصیل جواب نمبر ۳ میں گزر گئی۔

(۵) جو اور سڑکی آمدن حرام ہے اور اس کا حکم سودی رقم کا سا ہے کہ اس کا مالک معلوم ہو تو اس پر رد کیا جائے اور اگر وہ نامعلوم ہو تو فقراء پر ان کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور اپنے لیے ثواب کی نیت نہ رکھے۔ باقی شراب (خمر) کو اگر نقدی کے بدلہ فروخت کر چکا ہے تب یہ نقدی کا حکم بھی سوچیت ہے۔ بشرطیکہ بیچنے والا مسلمان ہو۔ کما فی الہدایۃ ص ۵۳ ج ۳ واما بیع الخمر والخنزیر ان کان قوبل بالبدین کالدراہم والدنانیر فالبیع باطل وان کان قوبل بعین فالبیع فاسد حتی یملک ما یقابله وان کان لا یملک عین الخمر والخنزیر۔

(۶) اس پر حلال طیب مال خرچ کریں اور پاکیزہ اور طیب مال کا چندہ وصول فرمایا کریں حرام مال سے

اجتناب کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

سودی کاروبار کرنے والا شخص فوت ہو گیا اس کے لڑکے اس مال سے حلال تجارت کرنا چاہتے ہیں
سودی کاروبار کرنے والا شخص فوت ہو گیا اس کے بچوں کو سہارا دینے کی غرض سے

اس کی بیوہ سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک شخص تھ جو سودیہ کرتا تھا۔ اب وہ فوت ہو چکا ہے اور کافی سارا مال متاع چھوڑ گیا ہے۔ اس کے تین بالغ بچے اور ایک بیوہ ہے۔ نبیوں نے اعدن کر دیا ہے کہ اب ہم سود نہیں لیں گے اور اس سال کے اندر اندر جو سود کا مال لیا ہے اسے ہم واپس کر دیں گے۔

اب وہ چاہتے ہیں کہ کسی دیندار آدمی کو شریک کر کے کاروبار چلائیں اب وہ کسی دیندار آدمی کی شراکت سے تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان کی اس رقم سے کوئی دوسرا شخص تجارت کر سکتا ہے۔ کیا ان کے ساتھ شراکت جائز ہے۔ کیا کوئی دوسرا آدمی ان کی رقم سے کاروبار چلا سکتا ہے۔ کیا وہ رقم دوسرے شخص کے لیے جائز ہے۔

(۲) وہ بیوہ مال دار ہے۔ اس کے بچے ہیں۔ وہ چاہتی ہے کہ کوئی مخلص اور دیندار آدمی اس سے نکاح کر لے تاکہ ان کی ذہنیت بدل جائے۔ وہ شخص ماں متاع سے کوئی محبت نہیں رکھتا لیکن اسے دوسرے وگ مجبور کرتے ہیں کہ اس بیوہ سے نکاح کرے تاکہ وہ نیکی کے راستہ پر آجائے۔ کیا وہ شخص اس بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

﴿ج﴾

(۱) واضح رہے کہ سود لینا حرام ہے ورجو رقم سودی جائے اس کو واپس کر دینا شرعاً ضروری ہے اور اگر اس بات کا پتہ نہ چل سکے کہ کس شخص سے سود یا تھ تو اس مقدار کی رقم کا اس سود دینے والے کی طرف سے نیت کر کے صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صورت مسنوء میں اس بات کا اندازہ لگایا جائے کہ اس شخص متوفی کے متروکہ میں سے کتنی رقم محض سود کی ہے اور کتنی جائز طریقہ سے حاصل کی گئی ہے۔ جتنی رقم سود کی ہے وہ وارثوں کی ملکیت شمار نہ ہوگی بلکہ جن لوگوں سے یہ رقم لی گئی ہے یہ ان کی ہے اور ان کی بھی عدم موجودگی کی صورت میں ان کے وارثوں کی ہے۔ لہذا ان میں سے جس کا پتہ امرکافی ذریعہ سے چل سکے کہ فساد شخص سے اتنی رقم سود کی لی گئی تھی تو اتنی رقم اس کو دے دی جائے اور جس کا پتہ نہ چل سکے تو اس کی طرف سے فقراء پر صدقہ کیا جائے۔ لہذا یہ مقدار مال کی چونکہ متوفی کی ملکیت نہیں ہے اس لیے یہ مقدار وارثوں کی بھی شمار نہ ہوگی اور اس مال میں شراکت و مضاربیت کرنا درست نہ ہوگا۔ اور بقیہ حلال مال کی مقدار میں

شرکت و مضاربت کرنا درست ہوگا۔

(۲) اگر وہ چاہے تو اس بیوہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ صفر ۱۳۸۷ھ

کیا کرنٹ اکاؤنٹ سے رقم آسانی سے نہیں نکلائی جاسکتی تو دوسرے اکاؤنٹ میں رکھنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اپنا سرمایہ حفاظت کے لیے کسی بینک میں رکھنا جبکہ اس پر سود لیا جائے جائز ہے یا نہیں لیکن بینک اس سرمایہ کو اپنے استعمال میں لاتا ہے، ورسودی کاروبار پر بھی چلتا ہے۔

بینک کا ایک شعبہ سیف اپوزٹ ہے جس میں اپنی رقم جمع کروا کر اس پر سود نہیں لیا جاتا۔ وہ رقم بینک کے پاس محفوظ رہتی ہے۔ بینک اس کو استعمال نہیں کرتا۔ ویسے ہی محفوظ رکتی ہے۔ مگر اس کے نکلوانے میں دقت یہ ہوتی ہے کہ جن اشیاء کے دستخطوں سے وہ نکلائی جاسکتی ہے ان کا موقعہ پر ہونا ضروری ہے ورنہ بعض اوقات دستخط کنندگان بینک وقت حاضر نہیں ہو سکتے۔ کیا اس وقت کے پیش نظر یہی صورت میں بینک کے اندر بغرض حفاظت اپنا سرمایہ رکھنے کی گنجائش ہے یا نہیں۔ جی تو جروا

امیر الدین محترم جامعہ ربانیہ ملتان

﴿ج﴾

بینک میں روپیہ رکھنا جبکہ بینک اس کو سودی کاروبار پر بھی چلائے ناجائز ہے۔ خواہ سود لے یا نہ لے کیونکہ اس میں سودی کاروبار کی اعانت ہوتی ہے۔ وقال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآية۔

جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۰ پر ہے۔ بینک میں روپیہ داخل کرنا جیسا کہ بعض علماء دین کہتے ہیں درست نہیں ہے اور یہ عدم جواز عام ہے خواہ سود لے یا نہ لے دونوں صورتوں میں نادرست ہے۔ در صورت ثانیہ عبد اللہ صاحب ۱ ہوری وغیرہ علماء جم غفیر نے اگرچہ اس کو جائز رکھا ہے مگر واقع میں یہ بھی اعانت علی المعصیۃ ہونے کی وجہ سے نادرست ہے۔ نیز ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں صفحہ ہذا پر ارشاد فرماتے ہیں ”بینک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے۔ خواہ سود لے یا نہ لے۔“ امداد الفتاویٰ لمولانا حکیم الامتہ محمد اشرف علی صاحب علیہ الرحمۃ ص ۱۳۳ ج ۳ پر ہے اور یہ تفصیل اس کے لیے ہے جو روپیہ داخل کر چکا ہے۔ ورنہ اصل میں وہاں داخل کرنا ہی مناسبت ہے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہر حال میں یہ شخص معاصی میں ان کا معین بنتا ہے۔ حسن الفتاویٰ ص ۵۰۵ میں مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی رقمطراز ہیں۔ روپیہ در بہک جمع کردن (اگرچہ بغرض حفاظت باشد و ارادہ گرفتن سود نباشد) بلا ضرورت

شدیدہ روائعت چرا کہ دریں اعانت سود خواران است۔ واعانت علی المعصیۃ حرام است شخصیکہ اعانت سود خوار کند برودر روایت لعنت آمدہ است (مشکوٰۃ شریف)

نیز در کتاب اللہ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نص صریح است اسی طرح مسئلہ فتاویٰ دارالعلوم (امداد المفتین) ص ۱۶۴ ج ۱ پر مذکور ہے۔

اس معنوں دقت کے پیش نظر فتاویٰ تہذیبیہ (کارگاہ میں تعاون) کی اجازت قطعاً نہیں دی جاسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ صفر ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۸۷ھ

بہشتی زیور میں مذکورہ مسئلہ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (ادھار لینے کا بیان) بہشتی زیور ص ۳۳۴ ج ۵۔

(۲) نقد داموں پر ایک روپے کے بیس سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو ادھار لینے کی وجہ سے ایک روپے کے پندرہ سیر گیہوں دیے تو یہ بیع درست ہے مگر اسی وقت یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ ادھار مول لے گی۔

(۳) یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خریدار سے اول پوچھ لیا ہے کہ نقد لوگے یا ادھار اگر کسی نے نقد کہا تو بیس روپے دیے اور اگر ادھار کہا تو پندرہ سیر دیے اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپے کے بیس سیر ہوں گے اور اگر ادھار لوگے تو پندرہ سیر ہوں گے یہ جائز نہیں اور ایک بات یہ ہے کہ کپڑا لانے والے آج کل ایسا کرتے ہیں کہ جو کوئی خریدار مال خریدتا ہے تو مالک کہتا ہے کہ پیسے کب دو گے۔ اگر ادھار لوگے تو دو پیسے فی گز زیادہ ہوگا ورنہ اگر رقم اب دو گے تو دو پیسے فی گز کم دوں گا تو کیا یہ جائز ہے اور کتاب صفائی معونات میں لکھا ہے کہ بیس سیر کے اٹھارہ سیر گیہوں دے دو یہ جائز ہے۔ مگر لینے والا بعد میں جھگڑا نہ کرے کہ کم کیوں دیا اور اگر کریں گے گیہوں ۲۰ سیر ہی دے دیں مگر اس میں دو ڈھائی روپیہ زیادہ کر دیں تو یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

ظفر الدین ولد محمد امیر ایم رشید آباد کالونی خاندوال روڈ ملتان

﴿ج﴾

بہشتی زیور کا مسئلہ صحیح ہے۔ فقہاء احناف کے ہاں جائز ہے۔ لہذا اگر فریقین کے ہاں یہ معلوم تھا کہ یہ معاملہ ادھار کا ہے تو قیمت میں زیادتی کرنا جائز تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بذہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ شوال ۱۳۹۷ھ

کیا درج ذیل صورت میں پلاٹوں کا کاروبار درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہاں پلاٹ فروخت کیے جاتے ہیں۔ قیمت کا چھوٹا حصہ بچے جمع کرنا پڑتا ہے در باقی رقم چھ سہ ماہی قسط وار ادائیگی کرتی ہے۔ پانچ روپیہ فی سینکڑہ گورنمنٹ سود لگاتی ہے۔ ہذا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے کہ میں نے سود سمیت کل اتنی رقم گورنمنٹ خزانہ میں جمع کرنی ہے۔ لینے والا اس ساری رقم کو ادھار تصور کر کے دیتا ہے۔ باوجود اس کے کہ اسے علم ہے کہ گورنمنٹ کے کاغذات میں سود لکھا جا رہا ہے۔ کیا اس صورت میں لینا ناجائز ہے یا کسی بے گھر غریب کے لیے کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔

المستفتی محمد یوسف

﴿ج﴾

آپ کی تاویل بالکل صحیح ہے۔ اس تاویل کے ساتھ ان پلاٹوں کی خرید جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود رضا رحمہ اللہ
۲۱ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ

اگر کسی شخص نے ۲۵ سال پہلے مزدوری کی اجرت روک لی تھی

اب دینا چاہتا ہے تو کس حساب سے دے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تقریباً پچیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے کہ ایک آدمی نے ایک اور آدمی کو اپنے ہاں نوکر رکھا اور مزدوری پیشگی ادا کر دی تھی۔ مزدوری کے دن ختم کرنے کے بعد مالک نے کسی ذرائع سے مزدور کے مبلغ چودہ روپے یہ کہتے ہوئے ضبط کر لیے کہ تم نے مزدوری پوری نہیں کی لیکن ہوتے ہوتے اب یہ بروئے شریعت فیصلہ ہوا کہ مزدور کو ۱۴ روپے واپس ملیں۔ اب مالک تو ۱۴ روپے دینا چاہتا ہے مگر مزدور ۱۴ روپے نہیں چاہتا وہ کہتا ہے کہ میری خواہ مخوہ آج سے ۲۵ سال پہلے رقم ضبط کی گئی یا تو مجھے وہی ۱۴ روپے چاندی دے سہ دیے جائیں یا اس وقت کے گندم کے نرخ سے رقم یا گندم دی جائے۔ لہذا گزارش ہے کہ آپ بروئے شریعت محمدی مسئلہ حل فرمائیں کہ ۱۴ روپے آج کے حساب سے لے یا اس کے وقت کے لحاظ سے لے لے۔

قادر بخش گورمانی ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں ملازم کو ۱۴ روپے آج کل پاکستان میں جو سکے رائج ہیں دیے جائیں گے۔ اس لیے کہ آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے جو سکے رائج تھے وہ بھی اس دھات کا تھا جس دھات کا آج کل پاکستان کا سکہ ہے۔ انگریزوں کے آخری دور میں چاندی کا سکہ ختم ہو چکا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود رضا رحمہ اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

کیا مسجد کے لیے جمع شدہ رقم کو بینک میں رکھنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم نے اپنی مسجد کا روپیہ یونائیٹڈ بینک میں جمع کروایا ہوا تھا۔ اب جبکہ ہم کو پچھ رقم لینے کی ضرورت پڑی تو بینک منیجر صاحب نے کہا کہ آپ کی مسجد کی رقم کا سود مبلغ ۵۸۰/- روپے ہو گیا ہے۔ لہذا اس کو آپ نکلوائیں تو ہم نے وہ نکلوایا تو اب اس سود کی رقم کو کہاں خرچ کریں۔ بیٹو اتو جروا

﴿ج﴾

اس روپیہ کو مساکین و غرباء میں بغیر نیت ثواب کے تقسیم کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

بارشوں میں منہدم شدہ مکانات کی تعمیر نو کے لیے

گورنمنٹ قرضہ بلا سود فراہم کر رہی ہے لیکن کاغذات کا خرچہ لے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حالیہ بارشوں میں جن لوگوں کے مکانات منہدم ہو گئے تھے ان لوگوں کو حکومت پاکستان قرضہ برائے تعمیر مکان یا مرمت مکان کے لیے دے رہی ہے۔ حکومت نے اس کے بارے میں واضح اعلان کیا ہے کہ یہ قرضہ بلا سود دیا جائے گا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ حکومت صرف دو فیصد سروس چارج (خرچہ کاغذات و تنخواہ ملازمین وغیرہ) اس قرضہ پر وصول کر رہی ہے۔ آیا یہ دو فیصد سود کی مد میں تو نہیں آتا۔ یہ قرضہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ تو نہیں ہوں گے۔

محمد مسعود خان لنگاہ مخدوم پور

﴿ج﴾

یہ سود نہیں ہے جبکہ حکومت اس کو خرچہ کاغذات اور ملازمین کا نام دے رہی ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لتابع مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بہنیں خوشی سے اپنا حصہ جائیداد بھائیوں کو دے رہی ہیں تو لڑکوں کے نام رجسٹر کرانا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ میرے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ میں اپنی جدی جائیداد ان کے نام منتقل کرنا چاہتا ہوں۔ میری تینوں لڑکیاں اپنے حصہ کی ملکیت اپنے بھائیوں کو دینا چاہتی ہیں۔ اگر سرکاری کاغذات میں ان کی ملکیت پہلے درج کرائی جائے اور پھر وہ اپنے بھائیوں کو منتقل کر دیں تو اس پر کئی ہزار روپے خرچ آتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لڑکیوں کا حصہ کاغذات میں ان کے نام کرنے سے پہلے اگر وہ بخوشی اپنے حصہ کا مالک اپنے بھائیوں کو بنادیں اور میں ساری جائیداد صرف اپنے لڑکوں کے نام کر دوں تو شرع محمدی مجھے اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

اصالت خان سرگاندہ رستم سرگاندہ ضلع جھنگ

﴿ج﴾

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی کو برابر حصہ دیا جائے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر بہنیں بطیب خاطر تمام زمین بھائیوں کے نام منتقل کرنے پر راضی ہیں تو تمام جائیداد لڑکوں کے نام منتقل کر دینا جائز ہے۔ واضح رہے کہ ہر لڑکے کا حصہ الگ کر کے قبضہ دے دینا لازمی ہے ورنہ ہبہ تام نہ ہوگا۔ اگر بعض ورثاء کو ضرر دینا مقصود ہو تو جائز نہیں۔ بہر حال ورثاء کی رضامندی سے جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ رجب ۱۴۱۷ھ

کیا دلال کی اجرت جائز ہے، خریدار دکاندار سے کہے کہ اپنی رقم سے مال خرید کر مجھے دو اور میں اصل رقم پر آپ کو منافع بھی دوں گا کیا جائز ہے، دکاندار سے مال لیا رقم نہ ہونے کی وجہ سے کسی سے رقم لے کر دکاندار کو دینا پھر شرح منفع سمیت لوٹانا، کسی شخص کے لیے تین کمیشن لینا جائز ہے

﴿س﴾

گزارش بخد مت ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مرحمت فرمادیں۔

(۱) مالک مال دکاندار کو مال برائے فروخت دے کر علی الحساب پچھتر فیصد رقم لے کر چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد دکاندار اپنی ذمہ داری سے بازار کے بھاؤ سے اُدھار یا نقد پر مال فروخت کر دیتا ہے اس کے بعد حسب دستور مارکیٹ مالک مال اور خریدار مال سے آڑھت لیتا ہے کیا دکاندار کے لیے دونوں یا ایک سے یہ کمیشن یعنی مزدوری فروخت مال لینا شرعاً جائز ہے۔

(۲) خریدار کے پاس رقم نہیں ہے۔ خریدار کسی دکاندار کو کہتا ہے کہ تم اپنی رقم سے مال خرید کر کے مجھے دو۔ دکاندار مال خرید کر کے دیتا ہے دراصل رقم کے ساتھ طے شدہ منفع بھی لگا کر اصل اور منفع دونوں وصول کرتا ہے تو کیا یہ جائز ہے۔

(۳) ایک شخص کسی دکاندار سے مال خرید کر اپنے قبضہ میں لیتا ہے لیکن رقم نہ ہونے کی وجہ سے وہ دوسرے شخص کو کہتا ہے کہ رقم مجھے دے دو تا کہ میں مالک مال کو دے دوں دس پندرہ دن کے بعد اصل رقم اور فی سیکڑہ کمیشن جیسے اور وپاری سے لیتے ہو یعنی ایک روپیہ وپاری سے اور ایک روپیہ دو آنہ خریدار سے یہ دونوں کمیشن میں آپ کی دوں گا۔ کیا یہ کمیشن لینا جائز ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ سے آٹھ ہزار روپے لے لو اور دس ہزار روپیہ کا مال میرے نام خرید لو، بازار جب چڑھ جائے گا تو اس مال کو میرے مشورہ سے فروخت کرنا۔ میں تمہیں دو کمیشن دوں گا۔ ایک مال خرید کرنے کا ایک فروخت کرنے کا۔ اب یہ دکاندار دو کمیشن تو اس شخص سے لیتا ہے اور ایک کمیشن خریدار سے بھی لیتا ہے تو دکاندار کے لیے یہ تین کمیشن لینا جائز ہے۔

(۵) دکاندار باہر سے مال منگواتا ہے لیکن رقم اس کے پاس نہیں کہ بلٹی چھڑوائے مال دس ہزار روپیہ کا ہے۔ یہ شخص تین ہزار روپیہ بینک والوں کو دیتا ہے۔ وہ سات ہزار روپیہ اپنی طرف سے ملا کر دس ہزار روپیہ دے کر مال ریلوے سے چھڑوا کر اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں بعد ازاں دکاندار بینک والوں کو تھوڑی تھوڑی رقم دیتا رہتا ہے اور تھوڑا تھوڑا مال کبھی ان سے لے کر فروخت کرتا رہتا ہے تاکہ کل رقم دے دیتا ہے اور کل مال لے لیتا ہے لیکن اصل رقم کے ساتھ بینک والوں کو آٹھ آنہ فی سیکڑہ ماہوار کمیشن بھی دیتا ہے کیونکہ بینک والوں نے رقم بھی دی ہے اور محافظوں کی تنخواہ بھی دی ہے۔ تو کمیشن دے کر بینک کے ساتھ اس طرح کا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہ۔

(۶) آج کل اس طرح سے کاروبار کرنا عام ہو چکا ہے کہ مثلاً ملتان سے کوئی تاجر کراچی کے کسی معروف تاجر کے پاس کچھ رقم ایڈوانس بھیج دیتا ہے۔ مثلاً ہزار روپیہ کا مال منگوانا ہو تو دو صد روپیہ اس کے پاس بھیج دیتا ہے اور مطلوبہ مال کی فہرست اس کو روانہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ تاجر مطلوبہ مال بذریعہ ریلوے بھیج دیتا ہے اور بلٹی بینک میں داخل کرا

دیتا ہے۔ ملتان میں بینک کے پاس جب بٹلی پہنچتی ہے وہ دکاندار کو اطلاع دیتا ہے دکاندار مال کی رقم اور بینک کا کمیشن دے کر بٹلی چھڑوا کر ریلوے سے مال لیتا ہے۔ گویا اس طرح سے کاروبار کرنا جائز ہے۔

(۷) ایک وپاری کہتا ہے میرے لیے مال خرید کر کے اصل رقم اور مزدوری اور کمیشن کا بل بنا کر مال ریلوے میں بک کرانے کے بعد بٹلی بینک میں داخل کر کے وہاں سے رقم لے لینا تو اس طرح مال خرید کر کے دینا اور منفعہ بصورت مذکورہ لینا جائز ہے۔

(۸) صورت مذکورہ بالا میں وپاری کے پاس جب بینک کی طرف سے اطلاع ملتی ہے تو وہ بینک میں جا کر اصل رقم کے ساتھ جو بینک سے ماں بھیجنے والے کو دی ہے بینک کا کمیشن بھی فی سیکڑہ کے حساب سے بینک کو دینا پڑتا ہے۔ تو کیا بینک والوں کو یہ کمیشن دے کر اس طرح کا کاروبار کرنا جائز ہے۔

﴿ج﴾

(۱) جائز ہے۔ آڑھتی بائع اور مشتری دونوں کے لیے کام کر رہا ہے۔ اس لیے دونوں سے اجرت لے سکتا ہے۔
(۲) جائز ہے۔ دکاندار کے لیے اصل اور منافع دونوں اب اصل مال کی رقم بن جائے گی اور وہ گویا سب کو اصل مال کی حیثیت سے وصول کرے گا۔

(۳) یہ جائز نہیں۔ اس صورت میں دوسرے شخص سے نقد رقم وصول کی گئی ہے بطور قرض کے اور نقد رقم قرض لے کر زائد ادا کرنا جس شرح سے بھی ہو سود ہے۔ اس لیے حرام ہے۔

(۴) اگر آٹھ ہزار رقم دے کر آڑھتی کو آٹھ ہزار رقم کے مال خریدنے کا حکم دیتا ہے۔ دس ہزار کا نہیں اور پھر مالک مال کے مشورہ سے اس کے لیے فروخت کرتا ہے تو اس صورت میں تین کمیشن لے سکتا ہے لیکن خریدنے والے کو اس کا اختیار ہوگا کہ وہ صرف ایک کمیشن دے کر مال وہاں سے اٹھالے اور اگر دو ہزار زائد کا مال خرید کر وہ آڑھتی کا مقروض ہو جائے اور اس وجہ سے وہ مجبوراً تینوں کمیشن ادا کرے اور مال اٹھالینے کا اسے اختیار نہ ہو تو کل قرض جو نفعاً فہو حرام کے تحت جائز نہیں۔

(۵) اگر بینک والے اپنی رقم کے عوض کمیشن لیتے ہیں تو خالص سود (ربوا) ہے جو قطعی حرام ہے اور اگر وہ بوجہ حفاظت مال اور کرایہ مکان حفظ کمیشن وصول کرتے ہیں تب بھی جائز نہیں۔ بینک والے درحقیقت مرہن ہیں اور خریدار مرہن ہیں اور مال مرہن کی حفاظت زمانہ مرہن میں خود مرہن کے ذمہ واجب ہے۔ درمختار میں ہے اجرة بیت حفظہ وحافظہ علی المرتہن ص ۴۸ ج ۵۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اگر راہن ابتداء مرہن میں مرہن کے لیے یہ شرط تسلیم کر لے کہ اس مال کی

حفاظت کی اجرت میں خود برداشت کر دوں گا تب بھی رہن پر اجرت حفظ لازم نہیں آتی۔ قل الشمی علی قول المدرا المختار (واعلم انه لا يلزم شی منه لو اشترط علی الراهن) لو شرط الراهن للمرتہن اجرة علی حفظ الراهن لا يستحق شيئاً لان الحفظ واجب علیہ ص ۴۸ ج ۵ الخ ایضاً لہذا حفظ مال اور اجرت مکان کے عوض میں کمیشن خریدار پر لگانا جائز نہیں۔ گویا یہ معاملہ شرعاً صحیح نہیں ہے۔

(۶) غالباً اس صورت میں بینک کمیشن صرف اس وجہ سے وصول کرتا ہے کہ اس نے دکاندار کی طرف سے بھاری رقم ادا کرنی ہے۔ بظہر دوسری کوئی وجہ نہیں۔ لہذا رقم پر کمیشن لانا سود ہے۔ جو ناجائز ہے۔

(۷) آڑھتی کے لیے فی نفسہ جائز ہے۔ وہ اپنی جائز رقم وپاری کے حکم کے مطابق بینک سے وصول کرتا ہے۔ خریدار بعد میں بینک کے ساتھ جو معاملہ کرتا ہے۔ اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ اس کے جواز و عدم جواز سے آڑھتی کا تعلق نہیں ہے۔ البتہ اگر آڑھتی کو معلوم ہے کہ خریدار کا معاملہ بینک سے ناجائز ہے تو وہ اسے سمجھا کر اپنا قرض ادا کرے اور اقرب الی التقویٰ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسا کاروبار نہ کرے جس کا نتیجہ اس کے حق میں گناہ کا ہو۔

(۸) سوال نمبر ۷ کے جواب میں بتلایا گیا ہے کہ خریدار کے لیے بینک والوں کو اصل رقم کے ساتھ کمیشن ادا کرنا جائز نہیں سود ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ صفر ۱۳۸۲ھ

اگر ایک من گندم اُدھار لی مقررہ میعاد پر مشتری کے پاس رقم نہ ہو
اور گندم سستی ہو گئی ہو کیا سوا من لوٹا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کو تین چار من گندم فروخت کی۔ قیمت مقرر ہو گئی محض شمن کی تاخیر کردی کہ تین چار مہینہ کے بعد یہی قیمت متعینہ دیں۔ جب مدت مقررہ آگئی تو بکر نے کہا کہ میرے پاس رقم نہیں لہذا تم اب کی قیمت پر مجھ سے غلہ بیٹا جا۔ نکلے اب غلہ کی قیمت ارزان ہو گئی تھی تو خدا صہ یہ کہ اب خرید کے حق میں غلہ دیے ہوئے غلہ سے زیادہ آئے گا تو کیا زید کے لیے جائز ہے کہ برضاء طرفین کے بکر سے رقم کی بجائے قیمت حال پر غلہ لے یا ناجائز ہے۔ لہذا مسئلہ مذکورہ کی تفصیل فرما کر عند اللہ ماجور ہو۔

﴿ج﴾

یہ عقد جدید ہے جو ہر اضی طرفین جائز ہے لیکن اس میں سودی کاروبار کرنے والوں کے لیے ایک حیلہ کی صورت

نکل سکتی ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ یہ شخص یہ گندم قرض خواہ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دے اور پھر قرض خواہ کو اپنا قرض اس رقم سے ادا کر دے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ صفر ۱۳۸۹ھ

کی زکوٰۃ کی رقم شیعہ کو دی جاسکتی ہے، سودی رقم کو مسجد کے غسل خانوں پر خرچ کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زکوٰۃ کی رقم غریب شیعہ کو دی جاسکتی ہے یا نہ۔

بینک سے حاصل شدہ سود کی رقم کہاں خرچ کریں۔ مسجد کے غسل خانوں کی مرمت پر یا کسی اور رفاہ عامہ میں خرچ کی جاسکتی ہے یا کسی غریب کو دی جاسکتی ہے۔ جیوا تو جروا

عبدالتار برانچ پوسٹ ماسٹر ضلع ملتان

﴿ج﴾

جو شیعہ امور دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو۔ مثلاً تحریف قرآن کا قائل ہو یا صحبت صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو یا کلمہ نشہ رضی اللہ عنہا کا قول کرتا ہو وغیرہ ذلک ایہ شیعہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور جس شیعہ کے عقائد درست ہوں ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ سود کی رقم بائیت ثواب کے فقیر، مسکین کو دے دیں۔ ثواب کی نیت سے نہ دیں۔ مسجد کے غسل خانوں اور دیگر مفاد عامہ کی اشیاء میں صرف نہ کریں۔ کیونکہ یہ چیزیں اللہ کے لیے وقف ہوتی ہیں اور حرام مال کا وقف کرنا جائز نہیں۔ آئندہ سود نہ لیا کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ رجب ۱۳۹۷ھ

بیمہ زندگی ایک خیر خواہانہ فعل اور یتیم بچوں کے لیے سہارا ہے تو پھر ناجائز کیوں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) بیمہ کمپنی کا ایک بھٹ اپنی کمپنی کی تشکیل کے متعلق یوں کہتا ہے کہ اس کو آپ ایک سی انجمن سمجھیں جو اپنے ممبروں سے ماہوار یا سالانہ مقررہ رقومات وصول کر کے جمع شدہ سرمایہ سے کاروبار کرتی ہے اور کاروبار سے جو منافع

حاصل ہوتا ہے وہ ممبر کی مدت بیمہ مکمل ہونے پر اصل جمع شدہ رقم منافع سمیت ادا کر دی جاتی ہے۔

(۲) ممبر کی مدت بیمہ ۵ سال ۱۰ سال ۱۵ سال یا ۲۰ سال ہوتی ہے۔ اگر کوئی ممبر مدت بیمہ ختم ہونے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے تو اس کو جمع شدہ رقم کے علاوہ وہ رقم بھی جو اس نے ابھی ادا کرنا تھی سب ادا کر دی جاتی ہے۔ اس ادائیگی کی تہ میں ممبر کی ہمدردی یا اس کے بچوں کی کفالت یا امداد کا خیال ہوتا ہے۔

پہلی صورت میں منافع طے شدہ نہیں ہوتا مگر مدت بیمہ ختم ہونے پر رقومات منافع کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ معاہدے میں ”نقصان“ کے متعلق کوئی وضاحت نہیں ہے۔ نقصان کے عدم امکان کے متعلق وہ یہ وضاحت کرتے ہیں کہ کمپنی اپنا جمع کردہ سرمایہ متعدد قسم کے کاروباروں میں لگاتی ہے۔ اگر کسی ایک کاروبار میں خسارہ ہو بھی جائے تو دوسرے کاروبار اس کی کمی پورا کرتے ہیں اور مجموعی طور پر کمپنی ہمیشہ منافع میں رہتی ہے۔

دوسری صورت بہت پرکشش ہے ہر شخص کو اپنا اور اپنے بچوں کے مستقبل کا خیال ہوتا ہے۔ بیمہ کمپنی کے کاروبار میں جو وسعت ہو رہی ہے اس کی تہ میں بھی یہی ایک خیال ہے کہ بچوں کو یہ بڑھاپے میں خاصی رقم مل جائے گی۔

آپ سے استدعا ہے کہ مندرجہ بالا صورت حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے شرعی احکام سے آگاہ کریں۔ بچوں کے مستقبل کی خاطر ایسی بیمہ کمپنی کا کیوں ممبر نہ بن جائے۔

ھوالمصوب

بیمہ کمپنی میں اگر اس صورت کے اندر اور ان شرائط کے ساتھ ممبر بن جائے کہ بیمہ کمپنی اس رقم کو کسی جائز تجارتی کاروبار میں لگائے گی اور اس سے جو منافع حاصل ہوگا۔ وہ ممبروں پر حسب معاہدہ تقسیم کیا جائے گا اور جب کوئی ممبر بیمہ کمپنی کی رکنیت سے علیحدہ ہونا چاہیے تو اس کو علیحدہ کر دیا جائے گا اور خسارہ کی صورت میں بالفرض اگر کبھی مجموعی طور پر بھی ان مشترکہ کاروباروں میں اس کو نقصان آجائے تمام ممبر اپنے حصوں کے مطابق خسارہ برداشت کریں گے۔ نیز یہ بھی طے شدہ ہو کہ مبعوث مقررہ سے قبل کسی رکن کی فوتیدگی کی صورت میں فقط اس کی جمع کردہ رقم بمع منافع تجارت ادا کی جائے گی۔ اس سے زائد رقم نہ دی جائے کیونکہ یہ سود اور ربوا ہے۔ جو بیس قرآنی حرام ہے۔ نیز وہ نفع کسی رکن کو دیا جائے۔ وہ پہلے سے طے شدہ نہ ہو بلکہ اس میں سے اس کو اپنا حصہ حسب معاہدہ دیا جائے۔ زیادہ منافع کاروبار میں آئے تو اس کو زیادہ ملے کم آئے تو کم ملے۔ منافع نہ آئے تو کچھ نفع اس کو نہ ملے تب جا کر ان تمام شرائط کی موجودگی میں بیمہ کمپنی کی رکنیت قبول کرنی درست ہے ورنہ ناجائز اور حرام ہے۔ مروجہ بیمہ کمپنیوں میں چونکہ ان تمام شرائط کا اعتبار نہیں ہوا کرتا ہے۔ اس لیے ان کی رکنیت کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ قال تعالیٰ و احل اللہ البيع

و حرم الربوا الا یہ۔ سود خواری کسی بھی پرکشش مصلحت کی خاطر جائز نہیں قرار دی جاسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کچھ لوگوں سے تھوڑی تھوڑی رقم لے کر ان کو مشکل سوال دینا اور حل کرنے والے کو تمام رقم دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ موجودہ وقت میں جو کہ معمر جات رومان رسالہ نقاد وغیرہ میں شائع ہو رہے ہیں اور اکثر لوگ اس کا ردائی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جن کی شرکاء مندرجہ ذیل ہیں۔ بلکہ پرچہ معمر بمع شرائط وغیرہ ارسال خدمت اقدس ہے۔ لہذا اس کے جواز و عدم جواز سے مطلع فرمادیں۔ نیز بحوالہ کتب معتبرہ سے فرمادیں کہ کیا شرع شریف کی رو سے کس حد تک جائز ہے یا ناجائز۔ مفصل مطلع فرمادیں کیونکہ یہاں پر بعض علماء جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

وَعَاوِدُ الْفُكُورِ قَلْعُ سَيْفِ اللَّهِ بُلُوچِستان

﴿ج﴾

معمر میں ہر حساب حل فیس کے نام سے جو روپے داخل کرتا ہے جب وہ کثرت مقدار کو پہنچ جاتا ہے تو حل کرنے والے کو سب جمع شدہ مال میں سے دیا جاتا ہے یہ اتفاقی معاملہ ہے کہ کس کا حل نکل جائے اور یہی بعینہ قمار اور میسر ہے۔ جو بعض قرآن و حدیث حرام ہے۔ انما الخمر والمیسر الا یہ کی تفسیر کا مطالعہ فرمائیں اور عقائد کے بارے میں جو وعید احادیث میں وارد ہوتی ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ شامی رد المحتار ج ۶ ص ۴۰۳ کتاب المحظر والاباحۃ میں تحریر فرماتے ہیں لان القمار من القمار الذی یزاد تارة ینقص اخری وسمی القمار قمارا لان کل واحد من المقامیرین ممن یجوز ان ینتقل مالہ الی صاحبه ویجوز ان ینتقل مال صاحبه وھو حرام بالصانع جوئے کے دو میں جو رقم لگائی جاتی ہے اس کو فیس کا نام دے کر اور دوسرے مقابین کے مال حاصل کرنے کو انعام سے سمجھی کر کے شرعی احکام نہیں بدلتے۔ اما العبرة فی العقود للمعانی فقہاء کا مسلمہ قاعدہ ہے اس لیے یہ معمر جات یقیناً قمار میں داخل ہیں اور اس کا حاصل کردہ انعام حرام ہے۔ ہندوستانی پاریمانٹ میں معمر جات پر پابندی لگانے کے لیے پیچھے دنوں بحث ہوئی اور اس کو جوئے کے قاتلوں کے تحت بند کرنے پر غور شروع ہے لیکن مسلمان کو اس کا شعور نہیں ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۷۵ھ

انعامی بانڈ کو مضاربہ کی طرح اشتراکی کاروبار قرار کیوں نہیں دیا جاسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ گیارہ روپے کے بوٹہ میں یہ دستور ہے کہ پہلی قمر اندازی کے ساتھ ہی

ایک روپیہ کا نقصان ہو جاتا ہے اور بوٹہ دس روپے کا رہ جاتا ہے۔ دوسری طرف بعض خریداروں کو متعدد انعامات مل جاتے ہیں۔

کیا انعامی بانڈ کو مضاربہ کی طرح ایک شراکت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

﴿ج﴾

مضاربہ کی شرعی طریقہ یہ ہے کہ زید نے مثلاً عمر کو کچھ روپے دے دیا کہ تم اس سے تجارت کرو روپیہ ہمارا محنت تمہاری۔ اس میں جو پیچھے منافع ہو اس کو مقررہ حصص کے مطابق باہم تقسیم کر لیں گے۔ اب یہ صورت انعامی بانڈ کی نہیں۔ ایک تو معبدہ تجارت کا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ایک روپیہ کا بل وجہ نقصان ہو جاتا ہے۔ منافع میں تمام شرکاء شریک نہیں ہوتے۔ بہر حال انعامی بانڈ مضاربہ کی شکل نہیں۔ یہ ایک ناجائز کاروبار ہے۔ بہت سے لوگوں سے روپیہ اکٹھا کر کے روپیہ اتنا جمع کر دیا جاتا ہے کہ اس روپے کو بینک یا متعلقہ کمپنی اپنی مخصوص قسم کی سودی تجارتوں میں لگا کر کافی نفع کمالیتے ہیں اور وہ نفع ان انعامات کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جو بینک انعامات کی صورت میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ انعامات اور لوگوں کے فائدے کے لیے نہیں بلکہ اپنے نفع اور تجارتی کاروبار کو وسیع تر کرنے کے لیے سب کچھ کرتا ہے۔ اس لیے ان دو وجہ سے بھی یہ ٹکٹ خریدنا ناجائز نہیں۔

(۱) اس سے بینک کے سودی کاروبار کی ترقی و توسیع میں تعاون ہے جو جائز نہیں۔

(۲) اس انعامی بانڈ کا روپیہ قرض ایک نفع (انعامی بانڈ کا حصول) کی امید پر بینک کو دیا جاتا ہے۔ یہ قرضہ حسنہ نہیں۔ اپنے نفع کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی کو قرض دینا منوع ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کل قرض حرام فہو حرام (او کما قال) در خطا ہر ہے کہ یہاں مقروض کے ساتھ احسان کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ خود نفع کا مقصود ہوتا ہے۔ اس لیے یہ قرض دینا حرام ہوگا۔ نیز اگر وہ قرض میں کمی کر کے دس روپے دینا بھی ربوا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۹۸ھ

کسی فیکٹری میں خاص منافع پر کاروبار کے لیے رقم لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فیکٹری یا انجینی اس صورت میں لیتا ہے کہ مال کی خرید و فروخت کی ذمہ داری فیکٹری خود ہوگی اور رقم بھی فیکٹری خود وصول کرے گی اور انجینی کی کمیشن مال کی فروخت پر فیصد

مقرر کر رہا ہے۔ تیر شد و مال کے جل جانے یا چوری ہو جانے میں ایجنسی حصہ دار ہوگی۔ مثلاً بکر کسی گا بک کے ساتھ ایک روپے میں سودا کر کے ایجنسی کے نام ۱۵۰۰ یا ۱۵۰۶ کا بل کاٹ دیتی ہے۔ ایجنسی اسی گا بک کو ایک روپے کے حساب سے بل کاٹ دیتی ہے۔ کیا اس طرح جائز ہے یا ناجائز۔ ایک شخص کسی فیکٹری میں کچھ رقم س شرط میں گارنٹی ہے کہ جو مال اس کا فروخت ہوگا اس پر فیصد کمیشن لگے گا۔ فروخت کے لیے اس کا ملازم ہوگا رقم کی وصول فیکٹری کے ذمہ ہوگی۔

﴿ج﴾

بظاہر جائز معلوم نہیں ہوتا تفصیلات کا پورا علم نہیں ہے۔ لہذا مستفتی تفصیلات بتائیں تاکہ کوئی صورت جواز معصوم ہو سکے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مضاربت پر دی گئی رقم اگر مالک جلدی واپس لینا چاہے
اور نہ ملنے کی صورت میں بینک سے قرضہ حاصل کرے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید نے اسلم کو دو لاکھ روپے بطور کاروبار دیے تاکہ ایک سال کے بعد جو نفع یا نقصان ہوگا زید کو اس میں سے حصہ دیا جائے گا۔ تقریباً چار ماہ بعد زید کو اپنی رقم کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور وہ اسلم سے رقم کا تقاضا کرتا ہے لیکن کاروباری مجبوری کے تحت اسلم رقم دینے سے قاصر ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر زید اسلم کو مشورہ دیتا ہے کہ فداں بینک مجھے اس صورت پر دو لاکھ دینے پر رضامند ہیں کہ اسلم اپنی فیکٹری بطور رہن بینک کے نام لکھ دے۔ بینک اس رقم (دو لاکھ) پر جو سود وصول کرے گا اس کا ذمہ دار زید ہوگا اور زید ہی سود ادا کرے گا۔ علاوہ ازیں زید کی سابق رقم جو اسلم کے پاس موجود ہے وہ بحال رہے گی اور سال کے بعد کاروبار میں جو نفع یا نقصان ہوگا زید اپنے سابقہ نفع یا نقصان ولی شرط پر قائم رہے گی۔ اب شریعت اسلامیہ میں اسلم اپنی فیکٹری رہن رکھوانے پر سود لینے یا دینے کے گناہ کا مرتکب ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ معاملہ درست نہیں۔ اس لیے کہ رہن رکھنے کے بعد مرہونہ شی سے منافع حاصل کرنا جائز نہیں ہوتا۔ رہن کے عوض میں سودی قرضہ لینا اور سود ادا کرنا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

سونا ادھار پر خریدنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج مثلاً سونے کا حاضر بھاؤ ۶۰۰ روپے فی تولہ ہے۔ ایک سنا رہم سے ۱۰ تولے سونا ملتا ہے۔ ایک ماہ کے ادھار پر ہم اس سے کہتے ہیں کہ میں تو ۶۳۰ روپے فی تولہ دوں گا۔ وہ کہتا ہے کہ دے دو۔ رقم ایک ماہ میں ادا کر دوں گا۔ ہم اس کو سونا دیتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ آج کے بھاؤ سے ہمیں ۱۰ تولے سونے میں ۴۰۰ روپے بچت ہوتی ہے کیا یہ ہمارے لیے جائز ہے یا نہیں۔

محمد یونس جاوید، حاجی عبدالغنی زرگر ضلع ملتان

﴿ج﴾

یہ تو بیع صرف ہے اس میں ادھار جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیع سابق صحیح نہیں ہے۔ قاسد ہے اس میں جو نفع ہوا ہے خیرات کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم
والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

بوقت ضرورت نوٹوں کو خریدنا یا فروخت کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حکومت پہلے نوٹ منسوخ کرتی ہے کہ نوٹ بینک سے تبدیل کروالو۔ کئی لوگ اس میں کاروبار کرتے ہیں۔ بینک سے رقم لے کر دوسروں کو سو روپے کے بدلے ۹۸ روپے بدل کر دیتے ہیں۔ لینے والے بینک کی قہر میں کھڑے ہونے سے بچ جاتا ہے۔ تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ ہذا لین دین جائز ہے یا نہیں۔ نیز آگے پیچھے یعنی بازار میں یہی کاروبار ہوتا ہے۔ کسی کو ضرورت ہوتی ہے کہ نئے نوٹ شادی میں ضرورت ہوتے ہیں۔ سو روپے دے کر ایک روپے والے نوٹ ۹۸ میں لے کر کام چلاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔

ایک اور صورت۔ بے کہ نوٹ بہت پرانا ہو جاتا ہے۔ گل جاتا ہے تو بازار میں پانچ کے بدلے میں چار روپے دس کے بدلے آٹھ نو روپے ملتے ہیں۔ جیسے نوٹ کی حالت ہوتی ہے ویسے اس کی قیمت مٹی ہے۔ اس کے متعلق بھی آگاہ فرمادیں۔ نیز اگر یہ کاروبار ناجائز ہے تو مدرسہ والوں پر لازم ہے کہ اس کو اخبار میں شائع کرائیں تاکہ لوگ اس سے وقف ہو جائیں۔ سند سے بچ جائیں مگر نہ عند اللہ آپ جواب دہ ہوں گے۔ گو خدا کے سامنے یہی کہیں گے کہ ہمیں تو پتہ نہیں تھا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورتوں میں نوٹوں کا یہ کاروبار کی پیشی کے ساتھ شرعاً جائز نہیں۔ کذا فی الحدیث، الفتاویٰ دینیہ، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زمین دار کا تاجروں سے درج شرطوں کے ساتھ رقم لینا صریح سود ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ تاجروں اور اشخاص میں داروں نے لین دین سے ایک زمیندار جس کی زمین تقریباً ۷۰۰ ایکڑ ہے وہ ہر سال فصل کے آنے سے پہلے اپنے ہاں دو ہزار روپیہ قرض حسنہ ہم سے لین رہتا ہے اور جنس اس کی ہمارے پاس آتی ہے اس میں سے ہم قرض کا کٹ کر باقی اس کو دے دیتے ہیں۔ اس سال ساتھ طریقے پر ہم سے روپیہ قرض حسنہ ڈھائی ہزار روپیہ لینے کے لیے آیا۔ میں نے اس سے یہ کہا کہ بھائی ہر سال تم ہم سے رقم بغیر کسی شی کے لیتے رہتے ہو ہم آخر میں جرم کرتے ہو۔ زمیندار ہمدردیاً تو دیکھ کر ہم سے ہر سال لے لیتے ہو اس سال قبضہ کی زمین کی پیداوار میں ہمارا حصہ رکھو اس زمین میں جو غنہ و رستہ بنوا دھو ہمارا اور آدھا تمہارا۔ تب ہم تم کو ڈھائی ہزار روپیہ قرض دیں گے۔ اس نے منظور فرمایا۔ مابین میں یہ طے ہوا کہ ۱۹۵۱ ایکڑ زمین کی آبادی میں جو پیداوار ہوگی اس کا آدھا حصہ کا شکار کا اور آدھا زمیندار کا، زمیندار کے حصے میں سے آدھا ہمارا اور غنہ کا مالہ اور آدھا باندھی نصف ادا کروں گا اگر فصل خراب ہوگی تب بھی مالہ اور آدھا ادا کروں گا اور مبلغ ۲۵۰۰ روپے دو قسطوں میں واپس لوں گا۔ برائے کرم بہت جلد جواب سے عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

۱۔ بہائی انجین

﴿ج﴾

یہ سود قطعاً حرام اور ناجائز ہے یہ سود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود محمدی نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

کیا سونے کی خرید و فروخت موجودہ نوٹوں سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اس سے قبل ایک سوال برائے استفتاء ارسال کیا تھا جس میں موجودہ سونے کے عوض ہمارا سونا چاندی کی خرید و فروخت کے متعلق دریافت کیا تھا۔ اس مسئلہ میں سکھ کی تحقیق یہ کہ اس میں چاندی بالکل نہیں ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے جواب سے مشور فرمادیں۔

۱۔ بہائی انجین

﴿ج﴾

ایسی صورت میں جبکہ موجودہ روپے میں چاندی بالکل نہیں تو اس روپے کے ساتھ سونا چاندی کی خرید و بیع صرف یہ ہوگی اور اس میں تاہن فی الجہت شرط نہ ہوگا۔ دھار کے ساتھ بیع جائز ہوگی اور اسی طرح نوٹوں کے ساتھ بھی بغیر تبدیلیات ہوئے خرید و فروخت جائز ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ غفر اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

سودی کاروبار کرنے والوں کے ساتھ مشترک کاروبار کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص سودی کاروبار کرے اس کے ساتھ حصہ داری یا کاروبار جائز ہے یا کہ ناجائز۔

﴿ج﴾

ہر قسم کا سودی کاروبار اور اس میں شرکت حصہ داری جرم ہے اور سودی کاروبار کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

مدرسہ کی شوروی کا مدرسہ کی رقم بینک میں رکھوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے ہاں ایک دینی مدرسہ قائم ہے اور اس کا فنڈ بجائے اس کے کہ کسی معتبر آدمی کے ہاں رہے جس شوروی کے فیصلہ کے مطابق بینک میں جمع کر یا جاتا ہے اور بوقت ضرورت بینک سے رقم نکالوا کر کام میں لائی جاتی ہے۔ تو کیا اس مدرسہ کی رقم کا سود بینک سے وصول کیا جائے یا نہیں۔ اگر وصول کیا جائے تو وہ کس کام میں لایا جائے یا کہ سرے سے سود لیا ہی نہ جائے بہتر ہے بہر حال بینک کاری اور دینی ادارہ کے بارہ میں تفصیلی شرعی فیصلہ تحریر فرمادیں۔

محمد عبدالعزیز سیدی مدرسہ مدرسہ اشاعت القرآن ضلع ملتان

﴿ج﴾

سودی کھانے میں رقم جمع کرنا کسی ضرورت کی بنا پر بھی جائز نہیں۔ اگر بینک میں جمع کرنے کے بغیر اور کوئی انتظام

نہیں ہو سکتا تو کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کرنے کی گنجائش ہے۔ جس میں سود نہیں دیا جاتا۔ مدرسہ کی رقم سودی کھاتہ (سیونگ) سے نکال کر کرنٹ اکاؤنٹ یعنی چالو حساب میں جمع کر لیں۔ سود وصول نہ کیا جائے اگر کر لیا ہے تو بلا نیت ثواب کسی مسکین کو دے دیں دینی مدرسہ میں خرچ نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۴۵۸ھ

کیا بوقت ضرورت سودی رقم استعمال کر کے پھر لوٹانا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) سودینے والا تو گندہ کار ہوا اور اگر کسی مجبوری کے تحت کوئی شخص رقم لیتا ہے اور سود ادا کرتا ہے تو کیا وہ بھی گنہگار ہوا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ اگر بہت ہی زیادہ سخت ضرورت کے تحت سود (اصل سود) سے لیا جائے اور کام کیا جائے اور جب اپنے پاس پیسے ہوں تو وہ سود واپس کر دیا جائے تو کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔

محمد سلیم بھٹی اندرون لوہاری گیٹ ملتان

﴿ج﴾

(۱) کاروبار کرنا شرعاً حرام ہے اور کسی غرض کے لیے بھی سود لینا جائز نہیں۔ احل اللہ البیع و حرم الربوا الآیہ۔

(۲) یہ صورت مبہم ہے وضاحت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

اگر سودی رقم بینک میں چھوڑنے سے کفر کی تبلیغ پر خرچ ہوتی ہے تو نکالنی چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ گورنمنٹ کے کسی ادارہ میں جمع شدہ رقم پر جو سود ملے تو کیا وہ سودی رقم لے کر کسی مسکین کو دینا جائز ہے یا نہ۔

فرزند علی معرفت شکور اینڈ کمپنی غلہ منڈی سرگودھا

﴿ج﴾

سود لینا کسی طرح جائز نہیں۔ سود ہر صورت میں حرام ہے۔ انگریزوں کے دور میں چونکہ سود کی رقم انگریز عدم

ہولی کی صورت میں عیسائی مشن کے حوالہ کر دیتے تھے اور اس سے کفر کی تبلیغ ہوتی تھی تو حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب قدس سرہ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ کفر کی تبلیغ سے اس رقم کو بچانے کے لیے وصول کر کے فقراء پر تقسیم کر دیا جائے لیکن ثواب کی نیت سے نہیں۔ اب چونکہ وہ ضرورت باقی نہیں رہی اور اب وہ رقم سود کی کفر کی تبلیغ پر صرف نہیں ہو رہی اس لیے اب وصول کرنا حرام ہے۔ اگر کسی صاحب نے مفتی صاحب مرحوم کے اس فتویٰ سے مغالطہ میں آ کر فتویٰ دیا ہوا ہے اپنی رائے کی اصلاح کرنی چاہیے۔ واللہ اعلم

محمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص نے صرف امانت کی نیت سے بینک میں رقم رکھی

لیکن سود مل گیا تو کیا رفاہ عام میں صرف کر سکتا ہے، کیا سینما والوں کو زمین کرایہ پر دینا جائز ہے کرنٹ اکاؤنٹ میں بھی احتمال ہے کہ روپے سودی کاروبار میں لگ جائے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) ایک شخص نے کچھ سرمایہ بینک میں رکھا۔ اس کا ارادہ اس پر سود لینے کا قطعاً نہ تھا۔ بلکہ سرمایہ رکھتے وقت اس نے بینک والوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ سود نہ لے گا۔ کیونکہ شرعاً سود لینا جائز نہیں سمجھتا۔ کچھ مدت کے بعد پتہ چلا کہ بینک کے سود کو اصل رقم کا حصہ بنا تا رہا ہے۔ اب سوال طبع امر یہ ہے کہ وہ سود کی رقم جو بلا ارادہ امانت رکھنے والے کا حصہ بنادی گئی اُسے وصول کرے اور پھر وصول کرنے کے بعد خود خرچ کرے یا کسی مسجد یا دینی مدرسہ میں لگائے یا کسی ایسے تعمیری کام پر جو عامۃ الناس (رفہ عامہ) کے مفاد کے لیے ہو صرف کرے یا کسی غریب کو دے دے یا بینک میں رہنے دے اور پھر ان کے اہل کار ہضم کر جائیں یا یہ سودی کاروبار کرنے والا بینک مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔

(۲) ایسے بینکوں میں جو غیر شرعی بیج پر کار کر رہے ہیں اپنا سرمایہ امانت ہی سہی رکھنا جائز ہے۔ کیا یہ وجہ عدم جواز بن سکتی ہے کہ موجود بینک اس سرمایہ کو سودی کاروبار میں لگائیں گے۔ کیا یہ امر تعاون باثام میں داخل ہو گا یا نہیں یا تحفظ سرمایہ کے لیے اسے اضطراری سود کا نام دیا جائے اور جس طرح حالت اضطرار میں شراب اور خنزیر کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ کیا تحفظ اضطراری کیفیت میں داخل ہے۔

(۳) بینک ایک شخص کی اراضی کے قریب واقع ہے۔ کوئی شخص بینک کچھ اراضی کرایہ پر مانگتا ہے ورنہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس زمین پر قلم (سینما) یا تھیٹر وغیرہ لگائے گا یا بالعموم ایسے لغو محظوب الخ ذوق کھیل

تماشوں کا اخلاق عامہ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ کیا مالک زمین کو دیدہ و دانستہ ایسے غیر شرعی امور میں مستعملہ اراضی کا کرایہ لینا جائز ہے۔ بیوا تو جروا

محمد رفیق رفیق منزل ملتان

﴿ج﴾

(۲۱) سیونگ یعنی سودی کھاتہ میں رقم جمع کرنا حرام ہے اور اعانت علی المعصیت ہے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ سود لینے کا نہیں۔ اگر رقم کی حفاظت کا اور کوئی نقصان نہیں ہو سکتا تو کرنٹ کھاتہ جس پر سود نہیں ملتا جمع کرانا جائز ہے۔ اب کی رقم پر جو سود لگ گیا ہے وہ وصول نہ کریں اگر وصول کر لیا ہے تو بلا نیت ثواب فقراء کو دے دیں۔ دینی ادارہ میں صرف نہ کریں۔

(۳) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ان امور میں جواز کا ہے اور اجرت حلال ہے اور صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مکروہ بن۔ بسب اعانة علی المعصية ولا بأس ببيع العصير ممن يعلم انه يتحدہ حمراً ومن آجر بيتاً ليتخذ فيه بيت نار او كنيسة او بعة او يباع فيه الخمر بالسواد فلا بأس به وهذا عند ابی حنیفة وقال لا ینبغی ان یکره شی من ذالک ہدایہ ص ۷۰ ج ۴۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

مضاربت پر دی گئی رقم اگر کسی اور کاروبار پر لگا دی جائے وہ قرض ہے اس پر منافع جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمر کو کہا کہ تم ہزار روپیہ دے دو اور ہزار روپیہ میں دے دوں گا تو بطور مشرکت کے تجارت کریں ورنہ بھی اس کا دونوں میں گے یا کہہ کہ ہزار روپیہ تم دے دو ورتجارت کا کام میں کروں گا اور میری مقرر کی کہ فداں میری کو حساب کریں گے۔ اصل رقم تم لے لینا اور نصف تقسیم کریں گے لیکن بعد کو یہ ثابت ہوا کہ زید نے اس رقم سے تجارت سرے سے نہیں کی ہے اور اصل رقم کو اپنے کاروبار میں خرچ کر دیا ہے۔ اب میری مقررہ چکی ہے اور زید کہتا ہے کہ اگر تم پچھنے میں چاہو تو میں دینے کو تیار ہوں لیکن جب زید نے سرے سے تجارت نہیں کی اور اصل رقم کو اس نے اپنے کاروبار میں خرچ کر دیا ہے تو اصل رقم کا تو وہ ضامن بنے گا لیکن یہ مروس سے نفع لے سکتا ہے حالانکہ اس نے تجارت نہیں کی یا نفع نہیں لے سکتا ہے ورنہ دونوں صورتوں میں جیسی زید کی رضا مندی

کی صورت میں بھی نفع نہیں لے سکتا اور عدم رضا مندی کی صورت میں بھی یا فقط عدم رضا مندی کی صورت میں نفع نہیں لے سکتا اور رضا کی صورت میں لے سکتا ہے۔ بیوا تو جروا

اللہ ذوالایات مدد صحتی پڑھیں مظهر مراد

﴿ج﴾

عمر نے جب زید کو اس شرط پر رقم دی کہ زید اس سے تجارت کرے گا اور منافع نصف نصف تقسیم کریں گے تو اب جبکہ زید نے اس رقم کو اس معاملہ میں نہیں لگایا بلکہ اپنے ذاتی کاروبار میں خرچ کئے جیسا کہ جائز نہیں اسی بات کو تسلیم کرتے ہیں تو یہ رقم جس وقت سے زید نے اپنے ذاتی کاروبار میں خرچ کی اس وقت سے رقم زید کے ذمہ قرض ہو گئی۔ اب عمر زید سے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے نفع بتراضی ہو یا بدون تراضی لینا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ رجب ۱۳۹۰ھ

مدرسہ کی زمین بینک کو کرایہ پر دینے کے عدم جواز سے متعلق مفصل تحقیق

﴿س﴾

بینک والوں کو کرایہ پر مکان دینے سے متعلق آپ نے بڑی تاکید سے بقول صاحبین کے منع کیا ہے اس بارہ میں کتب فقہ کے مطالعہ سے اندازہ ہو ہے کہ ان مسائل میں مسک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ترجیح دی گئی ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اپنے دستور کے مطابق مسک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جمع دلیل آخر میں بیان کیا علاوہ ازیں بحر الرائق، شامی، قاضی خان، المنی، شرح ایس، کفایہ، نہایہ وغیرہ کتب میں اسی جانب کے دلائل کو واضح کر کے بیان کیا گیا اور بعض کتب مثلاً شرح ایس میں صاحبین رحمہما اللہ کے قول کو ذکر کرتے نہیں کیا۔ علاوہ ازیں شامی کے رسم المستنبی میں صراحۃً موجود زمانے کے مفتی کے لیے صاحبین کے مقابلہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ صاحب کے قول کے مطابق فتویٰ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور دوسری جگہ پر تنویر الابصار مع در المختار ص ۳۶۰ ج ۵ میں ہے۔ ویأخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفہ علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر و الحسن بن زیاد۔ وهو الاصح ولا یخیر الا اذا کان مجتهداً بل المقلد متی خالف معتمد مذہب لان ینفذ حکمہ و ینقص وهو المحتار للفتویٰ اس کے تحت رد المحتار میں ابن عابدین لکھتے ہیں ویأتی قریباً عن الملقط انه ان لم یکن مجتهداً فعليه تقلیدهم واتباع رأيهم فاذا قضی بخلافه لا ینفذ حکمہ ولی۔ فتاویٰ ابن

الشلسی لا یعدل عن قول الامام الا اذا صرح احد من المشائخ بان الفتویٰ علی قول غیرہ ازین قسم حالات میں فقہاء رحمہم اللہ نے کہیں صاحبین کے قول کو ترجیح نہیں دی بلکہ قول امام کو مرجع قرار دیا پھر کس بنا پر قول ابی حنیفہ کے خلاف بیانی سے ذکر شدہ مروج قول پر حکم دیا گیا یہ کہ بینک سودی کاروبار کے ادارے میں اور سود کے بارہ میں وعید وارد ہوئی ہے تو اس کے مقابل شرک سے بدتر کوئی بدی نہیں۔ اس کے باوجود بیت نار، کنیسہ، بیعہ وغیرہ جو کہ شرک یا بت کے اڈے ہیں ان کے واسطے بقول ابی حنیفہ رحمہ اللہ اجارہ جائز ہے۔ علیٰ ہذا فقہاء کبار جو وہم کے شراب فروشی کرنے والے کو دکان اجارہ پر دینا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں درست ہے جس کے پینے والے پر شرعاً حد جاری کی جاتی ہے ان تمام قسموں کے اجارہ میں فحش کی قباحت کو بذریعہ مست جر قرار دیا گیا۔ پیش نظر مسئلہ میں اجارہ بینک میں ان سے مزید کیا قباحت ہے جس کی بنا پر صاحبین کے مسلک کو معمول بہ قرار دے کر فتح معاملہ تک کا حکم صادر فرمایا۔

طالب تحقیق عبدالحق عفی عنہ ازہوا

۲۳ شوال ۱۳۹۴ھ

﴿ج﴾

گرامی نامہ ملا مدرس کی زمین بینک کو کرایہ پر دینا صاحبین کے قول کے مطابق مجید و جودہ منع کیا ہے۔

(۱) زمین وقف ہے دینی تعلیم اور اس کے مصارف کے لیے اسے ریوی اڈہ و فروغ کے لیے استعمال کرنی و قفین کے فشاء کے قطعاً خلاف ہے جس کی واضح دلیل عوام کا احتجاج ہے۔

(۲) کنیسہ بیعہ وغیرہ اجارہ کا معاملہ ذمیوں کے ساتھ ہے اور اسی طرح شراب فروش اور اسلام میں ان چیزوں کو ان کے حق میں حکماً ممنوع قرار نہیں دیا۔ بخلاف یہاں کے کہ یہاں معاملہ مسلمانوں کے درمیان ہے جہاں پر کسی فریق (آجر موجد) کو بھی ربوی معاملہ کرنے یا اس کے فروغ کی اجازت نہیں۔ لہذا اس معاملہ کو کنیسہ وغیرہ پر قیس کرنا درست معلوم نہیں ہوتا اس کی تائید فقہاء کی ان جزئیات سے ہوتی ہے ولو استأجر المسلم من الذمی بیعة لیصلیٰ فیہا لم یجوز (قاضی خان ص ۳۲۴ ج ۲) اذا استأجر رجلاً لیخت له زالغ اداہر سطر ونحو ذلك تطیب له الاحرة الا انہ اثم بهذا الا انہ اعانته السعصیة (فتاویٰ سراجیہ علی ہامش قاضی خان ص ۲۴۱ ج ۴) و جاز حمل خمر ذمی باجرة هذا عند ابی حنیفہ وعندہما لا یجوز ولا یحمل له الاجر واجارة بیت بالسواد لیختذ بیت نار او کنیسہ او بیعة او یباع فیہ الخمر هذا عند ابی حنیفہ الی قوله وانما قال بالسواد لانه لا یجوز فی الامصار اتفاقاً وفی سوادنا لا یمكن سها فی الاصح فان ما قال ابو حنیفہ یختص بسواد الکوفة فان اکثر اهلها ذمی فاما فی سوادنا فاعلام الاسلام فیہ ظاہرة فلا اجازة فیہ لبناء الکائس (شرح وقایہ کتاب الکراہیہ ص ۵۸ ج ۴)

قوله وحمل خمر ذمی الخ قیده بالذمی لان خمر المسلم لا یجوز حملہ لانه لا یصلح

مالکا ولا بانعا ولا عاملاً به واما الذمی فان الخمر علی اعتقادہم لیس بحرام وان کان حراماً عند بعضهم لكنہم یعتقدونہ انه مال لہم فاذا کان الامر كذلك وحملہ مسلم ولا تقوم المعصیة بالحمل بل بالشرب فجاز للمسلم ان یحملہ ویأخذ علیہ اجرا واعلم ان کل ذلک لیس بمحمود ولا نجس وان لم یحرم بذلہ علی مذهب الامام لكن الاحتراز عن مثل ذلک احوط واحسن (عمدة رعیۃ علی شرح لوقیۃ ایضاً) فتاویٰ دارالعلوم اہل اہل حقین مسلمان کا غیر مسلم کی شراب مزدوری پر لے جانا کے جواب میں لکھا ہے:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک ناجائز اس لیے بلا ضرورت شدید اس میں جملانہ ہونا چاہیے (الی قولہ) اگرچہ نفس عقد جائز ہے۔ مگر بوجہ اعانت علی المعصیۃ ایسے معاملات سے احتراز لازم ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۷۷) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں:

سوال: مکان وغیرہ ایسے لوگوں کو کرایہ پر دینا کہ جو شراب اور دیگر محرمات اس میں فروخت کرتے ہوں یا خود افعال خلاف شرع ممنوعات اس میں کریں یا کفار کو وہ بت پرستی کریں منع اور داخل اعانت علی المعصیۃ ہوگا یا نہیں۔

جواب: ایسے لوگوں کو کرایہ پر دینا دکان درست نہیں حسب قول صاحبین کے اور امام صاحب کے قول سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ مکان کو کرایہ پر دینا گنہ نہیں۔ گنہ بفعل اختیار مستاجر کے ہے۔ مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ نہ دیوے کہ اعانت گناہ کی ہے۔ لا تعاونو علی الائم والعدوان (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۴۲)

ایک اور سوال: نشہ فروش کو واسطے فروخت مسکرات کے دکان یا دکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں اور اس میں حنفیہ کا مذہب اصح کیا ہے۔

جواب: اصح اور فتاویٰ اس پر ہے کہ نہ دیوے فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۰۲)

دینی مدارس اسلام کے مرکز ہیں اور مدارس کی زمین بینک کے لیے دینا اور معاملات والوں سے میل جول رکھنا درست نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی اسرائیل معاصی میں واقع ہوئے عاموں نے منع کیا وہ باز نہ آئے پس ان کے پاس بیٹھنے کے ساتھ کھانے پینے لگے پس ان کے دلوں کا ان کے دلوں پر اثر پڑ گیا۔ پس لعنت کی ان پر بزبان داؤد عیسیٰ بن مریم کے یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے راوی کہتے ہیں کہ تکیہ لگانے بیٹھے تھے انھیں فرمایا کبھی تم کو نجات نہ ہوگی جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کرو۔ (رداۃ ترمذی والیوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۳۸)

سودی کاروبار اور بنکاری نظام کی حوصلہ شکنی اس زمانہ میں حتی الوسع فرض و واجب ہے اور اس اجارہ سے اس کی

حوصلہ افزائی اور تائید ہوتی ہے وغیرہ۔

لہذا ان وجوہ کی بنا پر اگر عوام کو دینی ضرور سے بچانے کے لیے صاحبین کے قول کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ضروری ہے خصوصاً جبکہ اندیشہ بھی اسی جانب ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ

حرف بحرف اتفاق ہے۔

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲۲ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ

سودی رقم مدرسہ کے طلباء پر خرچ کرنا بینک میں چھوڑنے سے بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ زید کا تقریباً ایک لاکھ روپیہ امپیریل بینک میں جمع ہے اور اس کا جو سود مرتب ہو گیا ہے اس کو زید مذکورینے سے نکاری ہے اور زید مذکور کے نہ بینک کی وجہ سے مرتب شدہ سود و مرانی مشن پر خرچ ہوتا ہو تو کیا ایسی صورت میں جمع کردہ رقم کسی اسلامی درس گاہ پر خرچ کرنا چاہے تو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔
سائل محمد ضیل الرحمن خان قصبہ چکرالدرس ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں ضرور بینک سے سودی رقم وصول کرے اور اس کو پھر مدرسہ میں طلبہ پر خرچ کر سکتا ہے۔ وہاں بینک میں ہرگز نہ چھوڑے۔ واللہ اعلم

محمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ محرم

اگر کوئی شخص سود لینا نہ چاہتا ہو لیکن بینک دے دے تو کیا پھر بھی گناہ گار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بینک میں رقم رکھنے کے متعلق مالک سود نہیں لیتا لیکن بینک سود ضرور دیتا ہے۔ کیا اس سود کا وبال مالک پر آتا ہے یا بینک پر۔

﴿ج﴾

بینک کے سودی کھاتہ میں بغرض حفاظت رقم جمع کرنا اگرچہ سود لینے کا اردہ نہ ہو یہ بھی گناہ ہے اس لیے کہ اس میں اعانت ہے سود خوروں کی و حدیث میں سود کے معاملات میں اعانت کرنے والوں پر بھی لعنت آئی ہے۔ نیز قرآن

شریف میں وارد ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیہ۔ الحاصل صورت مسئلہ میں مالک بھی گنہگار ہوگا۔ اگر رقم کی حفاظت کی اور کوئی صورت نہ ہو سکے اور بینک میں جمع کرنا ہی ہے تو چلتے حساب یعنی کرنٹ کھاتہ میں جمع کیے جائیں کہ کرنٹ کھاتہ میں سود نہیں لگتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ

بینک سے حاصل شدہ سودی رقم کسی غریب لڑکی کے لیے جہیز تیار کرنا

یا ادارہ کتوں کی اہلاک پر خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ بینک میں روپیہ رکھا ہوا تھا جس پر بینک نے میرے روپیہ پر سود لگا کر میرے کھاتہ میں جمع کر دیا ہے۔ کیا وہ سود والا روپیہ مندرجہ ذیل ضروریات میں سے کسی پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

- (۱) کسی بیوہ عورت کو دیا جائے۔
- (۲) کسی غریب کی لڑکی کے جہیز کے لیے۔
- (۳) کسی رفاہی کام کے لیے مثلاً نکاح کی نالیاں وغیرہ۔
- (۴) سکول کی مرکت یا عمارت
- (۵) آوارہ اور پاؤں لے کتوں کو مارنے کے لیے (کارٹوس خریدنے پر)
- (۶) کسی دوسرے بینک سے قرضہ لیا ہوا اس پر جو سود دینا ہے یہ سود ادھر دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔
- (۷) جس بینک نے سود دیا ہے اسی بینک سے میرے ایک رشتہ دار نے قرضہ لیا ہوا ہے اس کا سود میں ادا کروں۔
- (۸) اگر کسی مد میں بھی خرچ نہیں کر سکتا تو پھر یہ روپیہ جلا دوں۔

محمد منصور ملتان

﴿ج﴾

سود اگر یہ نہیں تو لینا درست نہیں۔ اس لیے کہ سود آپ کا حق بھی نہیں اگر۔ علمی میں وصول کر لیا ہے تو بانییت ثواب کسی مستحق کو دے۔ اس سے سودی قرض ادا کرنا درست نہیں۔ اگر بینک نے آپ سے کوئی سود وصول کرنا ہے پس وہ ادا کریں پھر پنا حق سمجھتے ہوئے اس مقدار کی رقم اسی بینک سے وصول کر سکتے ہیں۔ سودی رقم اوقاف اور دینی امور میں صرف کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
اجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲۲ صفر ۱۳۷۵ھ

ٹریکٹر خریدنے کی مندرجہ ذیل دونوں صورتیں جائز ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حکومت ٹریکٹر فروخت کرنے کے لیے دو صورتیں بناتی ہے رقم پر سود لگا کر بالاقساط کچھ مدت تک ادا کرو یا رقم سود کو یک مشت ادا کر دو۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں صورتیں عدم جواز میں آتی ہیں یا دونوں جواز کے تحت آتی ہیں یا ان میں ایک جائز اور ایک ناجائز ہے۔ نیز کسی تاویل وحیلہ سے شکل جواز برآمد ہوتی ہے۔ تو اس پر مطلع کریں۔

عبداللہ شہباز پور صادق آباد ضلع رحیم یار خان

﴿ج﴾

میرے خیال میں دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر یکمشت رقم (خمن وسود) ادا کر دی جائے تو وہ جو بھی نام رکھیں سموھا ماشنم۔ ہمارے نزدیک سب اس کا خمن ہے اور اگر کچھ یکمشت اور کچھ بالاقساط ادا کی جائے تو بھی یہ سب اس کا خمن ہے۔ بعض نقد اور بعض نسبتہ س میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ خمن معلوم اجل معلوم فساد کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ نام رکھنے سے سود نہیں بنتا۔

ابتداً اگر یہ بھی ساتھ شرط ہو کہ اگر رقم اقساط کے مطابق نہ ادا کی گئی تو خمن میں کچھ اور اضافہ ہوگا تو یہ شرط فاسد ہے۔ اس سے عقد فاسد ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۹۵ھ

نذر اور قسم کا بیان

اگر صحیح یاد نہ ہو کہ صرف زبانی وعدہ کیا یا قسم اٹھائی تھی تو اب کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہماری بڑی ہمشیرہ صاحبہ نے جن کی عمر تقریباً ۶۰ برس ہے تقریباً ۴۰ برس گزرے ایک عہد اپنے دل میں کیا تھا۔ (یہ قسم اٹھائی تھی اچھی طرح یاد نہیں) کہ ہر روز سوا پارہ قرآن پاک کی تلاوت کروں گی۔ تاکہ قرآن پاک پر خوب روانی حاصل ہو جائے۔ آج تک ان کا معمول یہی ہے۔ اگرچہ اب عمر بڑھ جانے کی وجہ سے نہ صرف ان کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ اتنا بڑا وظیفہ روزانہ ضروری سمجھنے کی وجہ سے پوری توجہ قرآن پاک کے مضمون کو دی جانی مشکل ہو جاتی ہے۔ آپ کی رائے اس بارہ میں قابل قدر ہوگی کہ وہ آئندہ کے لیے بہر حال روزانہ تین سو پارہ کا جاری رکھیں یا احتیاط کفارہ وغیرہ (جو آپ بتائیں) داکر کے وظیفہ حسب توفیق کم کر دیں۔

رحیمت بدخشاں ضلع میرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

اگر اس نے حلف نہیں اٹھایا صرف وعدہ ہے تو معذوری کی صورت میں اس کی خلاف ورزی کرنے سے کوئی گناہ یا کفارہ لازم نہیں آتا اور اگر حلف اٹھایا ہے اور وہ اب معذور ہے تو ایک روز تلاوت سوا پارہ کی چھوڑ دے اور اس کے بعد کفارہ ادا کرے۔ کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو صبح شام کھانا کھلا دے یا دس مساکین کو پورے کپڑے بند دے۔ اگر دس مساکین کو بقدر صدقہ فطر مثلاً پونے دو سیر یا دو سیر انگریزی گندم ہر ایک کو صدقہ ردے تو بیس و شام دو وقتہ کھانے کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ محرم ۱۳۹۱ھ

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، قرآن کریم کے علاوہ کسی نبی یا مرشد کی قسم جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے کہ ایک شخص مثلاً زید اپنے بھائیوں کو قسمیں داتا ہے کہ تم زمین کو بیچ دو اور چمنوں نے بڑے بھائی کا کعبہ قرآن شریف کی دروسوں متبادل صلیبی منہ مدیہ وسم کی اور خداوند تعالیٰ کی قسمیں کھائیں کہ ہم یہ کام کریں گے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ قسم ہو گئی یا نہیں۔ اگر ہو گئی ہے تو پورا کرنا ہوگا۔ اگر قسم پوری نہیں کرنی تو اس کا کفارہ کیا ہوگا۔

﴿ج﴾

شرعاً حلف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا اٹھایا جاتا ہے۔ قرآن چونکہ کلام اللہ ہے اور کلام خدا کی صفت ہے اس لیے فقہ نے قرآنی قسم کو ہی جائز قسم قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اٹھانا جائز نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور قرآن کی قسم تو شرعاً درست ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم درست نہیں بلکہ اس قسم کے گناہ سے توبہ لازم ہے۔ اب یہ خدا اور قرآن کی قسم صحیح اور معتبر قسم ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے زمین بیچنے اور اس کام سے بے مدت یعنی کوئی معین و مقرر نہیں کی تو آخر وقت موت تک جب بھی وہ زمین بیچ دیں گے وہ قسم سے بری ہو جائیں گے اور اگر مدۃ العمر انہوں نے زمین نہ بیچی تو آخری وقت بحالت نزع جب یہ متحقق ہو گیا کہ اب وہ زمین بیچنے کی قدرت بالکل سلب کر چکے ہیں اس وقت وہ حائث ہو جائیں گے اور اس کے مرنے کے بعد اگر وصیت کر لی تو اس کے ماں سے عارہ ادا کیا جائے گا اور اگر کوئی مدت مقرر کی ہے کہ مثلاً ایک سال تک فروخت کروں گا تو ایک سال گزرنے کے بعد وہ حائث ہو جائیں گے اور انہیں کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ سال سے قبل نہیں۔ کفارہ اگر غنی ہے تو دس مساکین کو ہر ایک کو بقدر صدقہ فطر صدقہ دے گا یا دس مساکین کو پڑے بندے گا اور اگر غنی نہیں مسکین ہے تو تین روزے رکھے گا یا دس روپے کہ اگر حائث ہونے سے قبل کفارہ ادا کرے گا تو وہ شمار نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ حث سے قبل ادا کرنے کے باوجود اگر بعد میں حائث ہوا تو پھر اس پر کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قسم کے انعقاد کے لیے قرآن کریم کا ہاتھ میں لینا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کہتا ہے کہ بکر نے کوئی کام کیا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ میں نے نہیں کیا۔ زید کہتا ہے کہ قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم اٹھاؤ۔ بکر کہتا ہے کہ میں قسم تو اٹھا تا ہوں لیکن قرآن ہاتھ میں لے کر نہیں اٹھاتا۔

(۱) زید کہتا ہے کہ اگر قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم نہیں اٹھاتا تو میں نہیں مانتا۔ کیا قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم اٹھانا جائز ہے یا کوئی قید ہے تو کس کے ذمے۔

(۲) زید نے بکر سے کسی معاملہ میں قرآن شریف اٹھا کر قسم لے لی لیکن زید بعد میں اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ کیا زید یا بکر کے ذمے کوئی گناہ ہے۔ اگر ہے تو کس کے ذمہ ہے۔ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ بیان کریں۔

حاجی نور محمد آثرن مرجنٹ ملتان

﴿ج﴾

(۱) قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم اٹھانا جائز ہے اور ویسے بھی قسم اٹھانا درست ہے۔ کما قال فی الدر المختار مع شرحہ رد المختار ص ۱۲ ج ۳ (لا) یقسم (بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والنقرآن والکعبۃ) قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف لیکون یمیناً لیکن اسے قرآن اٹھانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) اگر زید بکر کی قسم اور قرآن لینے کا اعتبار نہ کرے بوجہ اس کے کہ بکر کو جھوٹا آدمی سمجھے اور اس پر اعتماد نہ کرے تو اس میں زید کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر اس اعتبار نہ کرنے کا کوئی منشا موجود ہو باقی کفارہ گناہ وغیرہ کے متعلق واقعہ کی تفصیل کے بعد حکم بتایا جاسکے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہو اور مدعی علیہ قسم سے انکار کر دے تو اس پر حق واجب ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص مسلمان زید و عمرو نے مشترکہ زمین خریدی اب مسکی زید کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کچھ رقم بروقت خرید زمین نقد دتی ادھار لی تھی۔ مسکی عمرو نے انکار کر دیا۔ میں نے مسکی زید سے کچھ رقم نقد دتی ادھار نہیں لی تھی۔ زید کے پاس گواہ وغیرہ کوئی نہیں ہے۔ اب زید نے عمرو سے قسم مانگی کہ تیری جگہ فداں آدمی قسم اٹھائے۔ عمرو نے اس قسم سے بھی انکار کر دیا۔ زید نے کہا کہ عمرو رقم مسجد میں رکھ دے میں اٹھاتا ہوں مگر عمرو نے یہ بھی نہ کیا۔ پھر پانچ عیت جمع ہوئی انہوں نے دونوں مسلمان زید و عمرو سے پوچھا کہ ہم دو چٹھیاں لکھتے ہیں ایک پر خارج دوسری پر مؤثری لکھتے ہیں اور قرآن شریف میں رکھتے ہیں جو چٹھی جس کے حق میں نکلی گی وہ فیصلہ ایک کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ دونوں مسلمان زید و عمرو نے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا فیصلہ تسلیم کرنے کے بعد خارج مؤثری دونوں چٹھیاں لکھ کر قرآن شریف میں رکھی گئیں اور پھر انھوں نے زید کے حق میں مؤثری وان چٹھی نکلی اور عمرو مذکور سے رقم وصول کر کے زید کو واپس کی گئی ہے۔ اب عمرو کہتا ہے کہ اس معاملہ میں جو شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرے میں مجھے وہ تسلیم ہوگا۔ لہذا صورت مسئلہ میں فیصلہ شرعی تحریر فرمایا جائے۔ مینو اتوجروا

حافظ دوست محمد بلوچ خطیب جامع مسجد ضلع جھنگ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جبکہ زید کے پاس گواہ نہ تھے تو اس کے لیے شرعاً یہی طریقہ تھا کہ عمرو سے حلف لیا جاتا اور جبکہ عمرو نے حلف (قسم) اٹھانے سے انکار کیا ہے تو اس کے ذمہ قرض واجب ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ محرم ۱۳۸۹ھ

جب کسی گنہ سے بطور توبہ قسم کھائی ہو اور پھر توبہ نہ کرے تو کفارہ واجب ہو جائے گا۔

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بخوشی و حواس مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید پر لکھ دیتا ہے کہ قرآن کی قسم کھ کر یہ عہد کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کے ساتھ برافعل نہیں کروں گا۔ میں زید کے بغیر فلم یا کھڑے نہیں دیکھوں گا۔ میں تا زندگی زید کا کہنا مانوں گا اور ساتھ نہ ڈوں گا اور کسی بڑے کے ساتھ برافعل نہیں کروں گا۔ چند ماہ کے بعد وہ اپنی یہ قسم توڑ دیتا ہے قسم توڑنے پر کفارہ عائد ہوگا یا نہیں اور کفارہ کی تشریح فرمادیں۔
قوی کتب خانہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

زنا، بواطلت وغیرہ اس قسم کے امور سخت گناہ اور موجب عذاب ہیں۔ سچے دل سے توبہ تا عیب ہونا ضروری ہے۔ اگر واقعی اس شخص نے قسم توڑ دی ہے تو قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلا دے یا بر فقیر کو پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اگر وہ غریب ہے اور وہ کھانا نہیں کھلا سکتا نہ قیمت ادا کر سکتا ہے تو گناہ تین روزے رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

اگر غیر اللہ کے نام چھتر اذبح کرنے کی منت مانی تھی

اب اپنی طرف سے قربان کرتا ہے کیا یہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے منت مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو لڑکا عنایت فرمائے گا تو میں

اس کو حضرت جہانیاہ پیر کی ارواح دوں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے لڑکی دی ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ چھتر کی قربانی کروں۔ یہ جائز ہے یا ناجائز۔

محمد بخش حرم گیٹ ملتان

﴿ج﴾

اس چھترے کو اپنی طرف سے قربانی دینے کے لیے ذبح کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

اگر مدعی علیہ مدعی کا حق تسلیم نہ کرے اور گواہ بھی نہ ہو تو یمین مدعا علیہ کو دی جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خالد موسیٰ کی وصیت کی رو سے اس کے پسر عمرو کے ذمہ کچھ نقد رقم بطور قرض واجب الاداء ہے۔ از طرف خالد موسیٰ وصیت نامہ تحریر ہے کہ جو نقد رقم عمرو کے ذمہ واجب الاداء ہے بعد وفات خالد موسیٰ بکھہ برابر سوئم سوئم ہوں گے۔ جبکہ خالد موسیٰ کی زندگی میں ایک پسر بقضاء الہی فوت ہو گیا اور باقی دوسرے ورثاء کو اپنے باپ کے فوت ہونے پر اس وصیت پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ بخوشی منظور کر لیا۔ اب ہر دو پسر زید و عمرو مذکورہ بالا نقد رقم بروئے وصیت نامہ جو عمرو کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ بکھہ برابر برابر میں لیکن عمرو اب اس واجب الاداء نقد رقم کو غیر واجب الاداء گردانتے ہوئے نہ کوئی تحریری ثبوت پیش کرتا ہے اور نہ ہی کوئی گواہ ہے جبکہ وصیت نامہ خالد موسیٰ کی رو سے عمرو کے ذمہ تحریری طور سے نقد رقم مذکورہ واجب الاداء ہے اور اپنے بھائی زید کو حصہ دینے کا پابند ہے یمین حصہ نقد رقم دینے سے انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ رقم اپنے والد کو پس کر دی ہے۔ حالانکہ حقیقی واقعات وصیت نامہ کی رو سے اپنے والد مرحوم مفقور کی نقد رقم مذکورہ بالا سے زید اپنے حقیقی بھائی عمرو سے حصہ لینے کا حقدار بنتا ہے۔

اس معاملہ کے لیے ہر دو فریق کی طرف سے متفقہ ثالث مقرر کیے گئے ہیں جنہوں نے فیصلہ دیا ہے کہ قسم پر معاملہ نقد لین دین کو ختم کیا جائے۔

صورت مذکورہ میں قسم شریعت کی رو سے زید کے ذمہ واجب ہے یا عمرو کے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

وفی العالمگیریہ ص ۳۷ ج ۳ ولو ادعی القرض او ثمن المبیع فقال رسانیہ ام لا یقبل قوله ويعتبر یمن البائع والمقرض انه لم یصل فالحال ان فی کل موضع کان المال امانة فی یدہ فالقول قوله فی الدفع مع الیمین وكذا البینه بیته وان کان المال مضمونا علیه فالبینه بیته علی الایفاء ولا یكون القول قوله مع الیمین كذا فی الفصول العمادیہ۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں زید کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ اگر ہم اپنے دعویٰ پر دو دیندار گواہ پیش کرے تو فقہاء زید سے حلف لی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ رجب ۱۳۹۱ھ

قرآن کریم کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اللہ ڈیوایا ولد سوہارا اور اللہ بخش ان دونوں نے آپس میں دعا خیر کی اور ساتھ ہی قرآن اٹھا دیا اور اللہ بخش نے کہا کہ میری لڑکی بالغ ہو چکی ہے کہ میں شادی کروں گا اور اللہ ڈیوایا کو کہا کہ تم اپنی لڑکی کی قبولت کر دیو۔ پھر اللہ ڈیوایا نے چھ سال تک کوشش کی کہ اللہ بخش کو ہا کہ تم اپنی لڑکی کی شادی کرو ورنہ اللہ بخش نے شادی نہیں کر دی۔ اللہ ڈیوایا کی لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ اللہ ڈیوایا کی لڑکی نے انکار کر دیا کہ میں اس جگہ شادی نہیں کرتی۔ اب اللہ ڈیوایا اپنی لڑکی کی مرضی کے مطابق جس لڑکی کا خیال ہے اس کی شادی کرتا ہے اور اللہ ڈیوایا کہتا ہے کہ اگر شریعت اجازت دے کہ میں دوسری جگہ شادی کروں کیونکہ پہلی جگہ نکاح نہیں ہوا تھا صرف وعدہ وعید اور ساتھ قرآن کیا تھا۔ اب جس طرح شریعت بتلا دے میں اسی طرح کروں اور جو حد شریعت کی ہے میں مانوں گا۔
دریا خان ضلع میانوالی

﴿ج﴾

اگر ان دونوں نے قرآن کی قسم کھا کر لڑکی دینے کا وعدہ کیا ہے تو یہ قسم پوری کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی اور جگہ لڑکیوں کا نکاح کریں گے تو حائث ہو جائیں گے اور کفارہ قسم دینا لازم ہو جائے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ حلف پورا کر کے جہاں وعدہ کیا ہے لڑکی دے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

گزشتہ زمانہ میں اگر گناہ ہو گیا ہو اور حلف بالطلاق اٹھ کر انکار کرے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید شادی شدہ ہے۔ ایک رات فلم دیکھتا ہے صبح عمر زید سے پوچھتا ہے کیا تو نے رات فلم دیکھی تھی زید انکار کرتا ہے۔ عمر نے زید سے کہا کیا قسم کھائے گا؟ زید نے کہا ہاں۔ عمر نے کہا ان الفاظ سے قسم کھانے سے شرعاً طلاق ہو جاتی ہے۔ زید صرف یہ کہتا ہے ہو جائے۔ یعنی لفظ کا اعادہ نہیں کرتا عمر قسم کے الفاظ بیان کرتا ہے واللہ باللہ ثم تائد چنانچہ زید کہتا ہے واللہ باللہ تائد میں نے قسم نہیں دیکھی۔ زید ان الفاظ کے ساتھ طلاق کا بالکل ذکر نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی طلاق کی نیت ہے۔ کیا زید کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی ورنہ یہ الفاظ طلاق کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور زید چونکہ جھوٹا ہے کیونکہ اس نے قسم فی الواقع دیکھی جس کا بعد میں وہ خود اقرار کرتا ہے اس کی کیا سزا ہے۔ یعنی اس کو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا یا نہ۔ بینو تو جروا

السائل عبد الجید ماہڑہ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں زید کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ البتہ جو بات ہو چکی ہے اس پر زید نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی ہے۔ اس پر دو سخت گنہگار ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ شرعاً واجب نہیں بلکہ صرف یہ واجب ہے کہ وہ ندامت کے ساتھ توبہ کرے اور استغفار کرے۔ لحديث النبي صلى الله عليه وسلم عند البخاري ومسلم الكبائر الاشراك بالله (الى قوله) واليمين الغموس مثقولة ص ۱۷۱. وفي الهداية ص ۳۵۸ ج ۱ فالغموس هو الحلف على امور ماض يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين ياثم فيها صاحبها وفي الدر المختار وهي كبيرة مصفاً وفي الهداية ولا كفارة فيها الا التوبة والاستغفار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
ررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ

مدعا علیہ اگر قرض دینے سے انکاری ہے اور قسم نہیں کھاتا تو رقم اس کے ذمہ ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی نقد رقم پانچ ہزار روپیہ کو دفن کر دیا گھر میں۔ تقریباً دو برس کے بعد تحقیق و سنجان کی۔ اسی اثنا میں زید کا چھوٹا بھائی جس کی عمر تقریباً ۱۳ برس کی ہے اس کو کسی طرح

رقم مدفون کا علم ہوا تو اس نے نکال لی۔ بعد ازیں خالد کے لڑکے چار ہیں بکر، محصور، ناصر، رازق یہ اجنبی ہیں۔ زید عمر برادری کے نہیں ہے۔ ان کو علم ہوا ہے کہ عمرو کے پاس رقم ہے۔ دوست نہ تعلق قائم کر کے اکٹھے کھاتے رہے اور کچھ نقد بھی لیتے رہے۔ کچھ مدت کے بعد مدفون رقم کی زید نے سنبھال کی تو رقم نہ ملی۔ آخر مالہ و فریاد ہوئی تو عمرو نے کہا کہ رقم میرے پاس ہے۔ چنانچہ زید سے کہا لاؤ رقم مجھے دو۔ اس نے کہا اچھا کچھ دن کے بعد دوں گا۔ اسی اثنا میں عمر نے بکر وغیرہ سے مطالبہ کیا کہ مجھے بھی دے دو۔ میں واپس کرتا ہوں تو بکر نے کہا کہ چھ ماہ بیتے ہیں آخری دن گزر گئے۔ زید نے عمرو کو تنگ کیا اور عمرو نے بکر کو آخر بکر نے کہا کہ رقم نہیں ہے۔ یہ حالات پوشیدہ ہوتے رہے۔ جب ان کا علم ہوا تو عمرو نے کہا زید کو کہہ میں نے رقم بکر کو اکتیس صد روپیہ دیا ہے۔ ایک ہزار ایک دفعہ اور بارہ سو دوسری دفعہ اور نو صد تیسری دفعہ۔ ساڑھے آٹھ صد محمود کو دی۔ تین صد ایک دفعہ، تین صد دوسری دفعہ اور اڑھائی صد تیسری دفعہ۔ اور ایک صد رازق کو اور ایک صد ناصر کو اور ایک صد ان کی والدہ زینب کو کُل مجموعہ ساڑھے بیالیس صد ہوا اور باقی ساڑھے سات صد روپیہ عمرو اور مذکورہ بالا اشخاص نے عیاشی وغیرہ میں خرچ کر دیے ہیں۔ جب زید نے عمرو کو اور بلال وغیرہ نے مل کر مطالبہ کیا خالد کے لڑکے نے کہا ہمارا پانچ ہزار روپیہ دو تو بکر وغیرہ نے انکار کر دیا کہ ہم نے کچھ نہیں دینا عمرو کا۔ آخر وہ دس ہوس ہو کر چلے گئے۔ پھر صبح سویرے عزیز کے پاس جھڑا گیا تو عزیز نے جابین کو بلایا تو بکر نے عزیز کے پاس بلا انکار کہہ دیا کہ مجھے عمرو نے پانچ صد روپیہ دیا تھا جس سے میں نے ایک دن بعد میں واپس کر دیا اور چار صد دینا ہے۔ باقی رقم کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں اس کے بعد محمود کو بلایا گیا اس نے تین صد کا اقرار کیا کہ ایک صد میں نے بعد میں واپس کر دیا تھا اور دو صد کے کبوتر وغیرہ لے گیا تھا۔ لہذا باقی رقم کا میرے اوپر جھوٹ۔ ناصر اور رازق دونوں نے انکار کر دیا کہ ہم نے لی ہی نہیں ہے اور ان کی والدہ زینب بھی انکار کرتی ہے اب فرمائیں کہ یہ ساری رقم ان کو دینی پڑتی ہے جو عمرو کہتا ہے یا جو بکر وغیرہ اقرار کرتے ہیں۔ وہ دینی ہوگی۔

﴿ج﴾

اگر زید کے چھوٹے بھائی کے پاس اس بات کے گواہ ہوں کہ میں نے فلاں فلاں کو اتنی رقم دی تو فیہا پھر تو گواہ پیش کر کے تو رقم شرعاً ان کے ذمہ ثابت ہو جائے گی اور اگر وہ نہیں تو پھر جنہوں نے قرض لیا ہے تو جس قدر رقم وہ تسلیم کرتے ہیں وہ تو ثابت ہے اور بقیہ میں ان کو قسم دی جائے گی کہ ہمیں اتنی رقم وہ جتنا وہ دعویٰ کرتے ہیں نہیں دے گئے۔ اگر وہ قسم اٹھا لیں پھر وہ بری الذمہ ہو جائیں گے اور اگر انکار کر لیں تو بمقتدار دعویٰ رقم ان کے ذمے واجب ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ محرم ۱۳۸۹ھ

اگر کسی نے قسم کھائی ہو کہ مقتول کے ورثاء کو اپنی زمین نہ دوں گا
لیکن اس کے لڑکوں نے زمین دے دی تو کیا وہ حادث ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین مسئلہ مذکور کے بارے میں کہ

(۱) مثلاً زید کے لڑکوں نے دو اجنبی شخصوں کے ساتھ مل کر قتل کیا۔ مقتول کے ورثاء نے اجنبی مذکور شخصوں سے دو لڑکیاں بعوض قتل نکاح میں لے لیں اور صلح کر لی۔ صلح مذکور سے صرف زید مذکور پہ حلف اٹھا کر علیحدہ ہو گیا کہ میں مقتول کے ورثاء کو رشتہ بعوض قتل دینے کو تیار ہوں۔ مگر اپنی زمین میں سے ہرگز بعوض قتل نہیں دوں گا اور اس حلف کے اٹھانے کے وقت زید مذکور اپنی جائیداد کو اپنے لڑکوں کے نام پر تقسیم کر چکا تھا۔ اب زید کے لڑکوں میں سے کوئی اپنے حصہ کی جائیداد مقتول کے ورثاء کو دے کر صلح کرے تو اس صلح کے اثر سے زید حادث ہوگا کہ نہیں۔ نیز زید اگر حادث ہو تو پھر مقتول کے ورثاء سے اپنا تعلق رکھ سکتا ہے کہ نہیں اور ساتھ یہ بھی واضح ہو کہ زید کے نام والی زمین اور لڑکوں والی زمین مشترک پڑی ہے۔ تقسیم نہیں ہوئی صرف سرکاری کاغذات میں لڑکوں کے نام منتقل شدہ ہے اور زید کے لڑکے زید کی رضا کے بغیر صلح نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت میں لڑکوں کی اپنے حصہ کی زمین دے کر زید کے حلف پر اثر انداز ہوں گے یا نہ نہیں۔

(۲) نیز زید مذکورہ کے داماد نے باس الفاظ حلف اٹھایا کہ اگر اس کے قتل کے عوض زید مذکور اپنی زمین نہ دے تو میں اپنی زمین دے کر اصرار نہ کروں تو زید کی رُئی مجھ پر تین طلاق سے حرام ہوگی۔ اب اگر زید اپنی زمین نہ دے تو اس کے داماد کی قسم کا کیا حل ہے اور اگر دے تو اس کی اپنی قسم کا کیا حل ہے۔ واضح رہے کہ زید کا حلف بھی تین طلاق کے ساتھ تھا۔

رہنواز تحصیل دار ملتان

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں اگر زید بیہ زمین علیحدہ کر کے کسی ایک بیٹے کو قبضہ بھی دلا دے اور وہ بیٹا اس زمین کو قبضہ کرنے کے بعد مقتول کے ورثاء کو دے دے تو زید حادث نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
لبواب صحیح مجموعہ مدینہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکمؤزی تعدہ ۱۳۸۹ھ

تعویذ وغیرہ کے شک کی صورت میں فیصلہ قسم پر ہی ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ برادر مراد خدا و خدا خان و مراد خان بلوچ یہ شخص ان آدمیوں پر یعنی پٹھان خان، رانجھا خان، غلام حسین، رنواز، خدا بخش اور مائی بھراواں اور مائی جنداں وغیرہ پر شک کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری ایک عورت پر دم تعویذ کر کے ماردی ہے۔ بھوپ نے یہ بتایا ہے۔ رانجھا خان وغیرہ نے یہ کہا ہے کہ ہم سے جو شریعت پر پابند ہیں۔ جو فیصد مولوی صاحب کر دیں ہم کو منظور ہے۔ تاکہ شک مٹ جائے۔

مستفتی رانجھا خان

﴿ج﴾

بھوپ کی بات اس بارے میں معتبر نہیں ہے۔ ویسے ثبوت گواہوں ہی سے ہوتا ہے۔ لہذا بھوپ کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ صفائی دینے کے لیے مدعا علیہم قسم اٹھالیں تو کافی ہے اگر انہوں نے یہ کام نہیں کیا ہے۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ محسن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بجوب صحیح محمود حفظہ اللہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

اگر عورت نے مباشرت سے قسم کھائی ہو تو اب کیا کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص اپنی بیوی کو ان شخصوں سے کھلے منہ ہنس کر خندہ پیشانی سے بات کرنے سے منع کرتا ہے جن کی ممانعت شرعاً ہے۔ اس کے جواب میں اس کی عورت اپنے خاوند کو کہتی ہے کہ آئندہ کے لیے میں قسم اٹھاتی ہوں کہ اگر میں تیرے ساتھ صحبت کروں تو ایمان سے خارج ہو جاؤں۔ کیا اگر بفضل خدا اس کی بیوی راہ مستقیم پر آنا چاہے تو اس عورت کے لیے کیا کفارہ ہے۔ کیا عورت اپنے خاوند کے خلاف کسی سے کھلے منہ ہنس کر کلام کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

عورت کا دوسرے اجنبی کے سامنے بے پردہ آنا درست نہیں۔ یہ قسم منعقد ہو چکی۔ صحبت کرے اور کفارہ ادا کرے۔ دس مساکین کو صبح شام کھانا کھلائے۔ واللہ اعلم

محمود حفظہ اللہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کفارات کا مصرف دینی مدارس کے طلباء ہیں یا نہیں
کفارہ میں صرف روٹی کی قیمت دی جائے گی یا سالن کی بھی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) آیا کفارات ظہار و حلف و صیام کا مدارس عربیہ کے ذریعہ بایں طور ادا کرنا جائز ہے یا نہیں کہ مکلف دس یا ساٹھ مساکین کے دو وقتہ کھانے کی قیمت لگا کر رقم کفارہ مدرسہ میں داخل کرادے۔

(۲) بصورت جواز اہل مدرسہ کو مد کی تصریح ضروری ہے یا نہیں۔

(۳) نیز اس صورت میں فقط روٹی کی قیمت لگائی جائے یا ترکاری و سالن کی بھی۔ جبکہ فقہاء نے تصریح کی ہے

کہ گیسوں کی روٹی تو روکھی بھی کافی ہے اور دوسری چیزوں کی روٹی کے ساتھ ترکاری بھی ضروری ہے۔ فقط بیوتا جو را
عبدالستار قلع پور ملتان

﴿ج﴾

(۱) مدرسہ میں اگر طلبہ کے کھلانے میں لگا دیوے تو درست ہے۔ بشرطیکہ کفارہ میں دس طلبہ کو یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ طلبہ کو بہ نیت کفارہ دونوں وقت کھلائے یا بقدر فطرہ ہر ایک کو نصف صاع (پونے دو سیر) گندم یا اس کی قیمت دیوے یا کفارے کے پورے روپے کا کپڑا خرید کر محتاج طلبہ کی ملک کر دے۔ یہ بھی درست ہے لیکن اگر اس مصرف کے بعد مدرسین کی تنخواہ یا قمیہ وغیرہ کاموں میں جس میں تمسک محتاج بن عوض نہیں ہوتی کفارے کی قیمت کو صرف کیا تو کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ اس طرح آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر ان کو مقدار کفارہ دیدے تو درست ہوگا۔

(۲) مد کی تصریح ضروری ہے اس لیے کہ اپنے مصرف کے بغیر خرچ کرنے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔

گیسوں کی روٹی ہو تو روکھی بھی درست ہے اور جو، باجرہ وغیرہ کے ساتھ کچھ سالن دینا بھی ضروری ہے۔ فقط گندم کی روٹی کی قیمت دے دے تو جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ صفر ۱۳۹۰ھ

محض شک کی وجہ سے اگر کوئی قسم اٹھالے تو کیا اس پر کفارہ ہوگا

﴿س﴾

اصل واقعہ یوں ہے کہ ایک عورت کو کچھ تکلیف رہتی تھی اس نے علاج وغیرہ کروایا مگر کوئی فرق نہ ہوا۔ آخر اس نے کسی تعویذ دینے والے سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ تم پر کسی نے کچھ کیا ہوا ہے۔ یعنی جادو وغیرہ یا تعویذ پانی میں گھول کر سر میں ڈالے اور پلائے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے پیشتر مریضہ کو پہلے ہی سے ایک عورت پر کچھ شک تھا اس کے بتانے پر شک اور بھی زیادہ ہو گیا۔ آخر یہ بات کھل گئی اور اس عورت تک بھی پہنچ گئی۔ جس پر شک تھا تو اس عورت نے اس مریضہ کے سامنے قرآن مجید اٹھا لیا اور کہا کہ اگر میں نے تم پر جادو وغیرہ یا تعویذ پلائے ہوں تو مجھے قرآن مجید تباہ کر دے اور یہ کہہ کر اس مریضہ کو بھی قرآن مجید دے دیا کہ اب تم اٹھاؤ تو مریضہ نے بھی قرآن مجید اٹھا لیا۔ اب مریضہ کو صرف شک ہی تھا کوئی ٹھوس ثبوت تو نہیں تھا۔ اس کے پاس صرف تعویذ دینے والے کے کہنے پر اور شک کی صورت میں مریضہ نے قرآن مجید اٹھا لیا ہے کہ تم نے مجھ کو واقعی تعویذ پلائے ہیں۔ اب مریضہ کو دوسروں نے بھی کہا ہے کہ تمہیں نہیں اٹھنا چاہیے تھا۔ اب مریضہ اگر کفارہ ادا کرے تو اس کے لیے کیا کرنا چاہیے۔

نذیر احمد چٹان ہوزری ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جبکہ مریضہ کو اس عورت کے تعویذ پلانے کا یقین نہ تھا صرف شک تھا تو ایسی صورت میں قسم اٹھانا جائز نہ تھا۔ اس عورت نے جو قسم اٹھائی ہے یہ یقین غموس ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا مالی کفارہ نہیں بلکہ مالی کفارہ سے اس کا گناہ زیادہ ہے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ یہ عورت توبہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی کی معافی مانگے اور ندامت کا اظہار کرے۔ قال فی الہدایۃ الیمین علی ثلاثۃ اضرب الیمین الغموس ویمین معقدۃ ویمین لغو والغموس هو الحلف علی امر ماض یتعمد الکذب فیہ فہذہ الیمین یائم فیہا صاحبہا لقولہ علیہ السلام ص ۴۵۸ ج ۲۔ بہر حال خوب تحقیق کی جائے اور تحقیق کے بعد حسب بالا عمل کیا جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۰ نمبر ۳۸۹ ج ۲

کسی ادارہ کے تمام ملازمین نے جب قرآن پر ہاتھ رکھ کر

عہد و فاداری کیا ہو تو پورا نہ کرنے کی صورت میں کفارہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی ادارہ کے تمام ملازمین نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے ایک کمیٹی بنائی اور تمام اراکین نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر ور خدا کے حاضر ناظر کے الفاظ ادا کر کے حلف اٹھایا کہ ہم اس بات کے پابند ہوں گے کہ جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کیے جائیں گے مطالبہ کرنے والے کی حمایت تمام اراکین کریں گے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ چند اراکین کو یہ معلوم نہ تھا کہ ٹیچروں نے آغاز ملازمت کم گریڈ پر شروع کی ہے۔ یہ بات حلف کے وقت بتائی نہیں گئی مطالبات میں سے یہ صرف ایک بات ہے جو معلوم نہ تھی مطالبات پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ انتظامیہ نے کر لیا ہے۔ ایسی صورت جبکہ مطالبات ابھی تسلیم نہیں ہوئے اپنے میز کے ساتھ حلف پر قائم رہنا ہمارے لیے کہاں تک ضروری ہے۔ مطالبات میں سے ایک یہی ہے کہ جن ملازمین نے گریڈ پر چاہے وہ کسی صورت میں ہی کام کرنا تسلیم کر لیا اور اس کے بارے میں جن کو معلوم نہیں تھا اور انتظامیہ تسلیم نہ کرے تو اس مطالبہ کی حمایت کرنا سب پر لازم ہے یا جن کو معلوم تھا ان پر۔

﴿ج﴾

چونکہ مطالبات میں کم گریڈ پر کام کرنے والے ٹیچروں کا مطالبہ بھی شامل تھا اس لیے کسی کو اگر معلوم نہ بھی ہو پھر بھی سب کو اس حلف پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اگر اس حلف پر قائم نہ رہے تو کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی شخص یہ کہے ”فلاں بات پر مجھ سے قسم اٹھواؤ“ کیا قسم ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کہے کہ مجھ سے قرآن مجید اٹھواؤ یعنی قسم لے لو اور دوسرا کہے کہ مجھ سے قسم لے لو تو اس بات سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ بات کہی ہے تو قسم ہو گئی ہے اور قسم پر اعتبار کر کے طلاق دی ہے۔ آیا یہ قسم ہوئی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اس بات سے قسم نہیں ہو جاتی۔ کما هو لفظ ہر محض وعدہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

اگر کسی شخص نے پانچ صد میں سے کچھ روپے مکان کی مرمت اور کچھ مقدمہ پر لگایا ہو اور حلف میں صرف مکان کا ذکر ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کسی کو مکان فروخت کر دیا۔ زید کے لڑکے عمرو نے کسی کے کہنے پر شفعہ کر دیا یہاں تک کہ فیصلہ عدالت میں گیا۔ حاکم نے مشتری کے مطالبہ پر کہا کہ کیا واقعی تمہارا پانچ صد روپیہ مکان پر خرچ آ گیا ہے یا نہیں۔ تو مشتری نے جواباً کہا کہ ہاں میرا ۵ صد روپیہ آ گیا ہے تو حاکم نے کہا طلاق اٹھانی پڑے گی۔ تو اس مشتری نے طلاق اٹھا دی ہے مشتری نے گھر آ کر حساب کیا تو خرچہ پانچ صد سے زائد نہ آتا تھا چھ وکیل سے چھپایا یہ کہ یہ پانچ صد روپیہ خرچہ صرف مکان کا لگایا ہے یہ وکیل وکلاء یہ مقدمہ وغیرہ پر جو خرچ ہوا ہے وہ بھی ساتھ معاملہ ہے تو وکیل نے کہا کہ صرف مکان کا حساب لگایا۔ حالانکہ مکان پر مشتری نے پانچ صد سے کم خرچ کیا اور مشتری کی نیت سب خرچہ مقدمہ وکیل مکان کی تھی اب قابل غور یہ بات ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔ مکمل جواب عنایت فرما میں۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر واقعی مشتری کی نیت قسم اٹھاتے وقت سب خرچہ مقدمہ وکیل و مکان کی تھی اور مجموعہ خرچہ پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہو تو یہ مشتری حانت نہیں ہے اور اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
معامد آپ کے ساتھ ہے اگر واقعی نیت ایسی ہو جیسے سوال میں مذکور ہے تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔

فقط عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب الثانی ۱۳۸۴ھ

مجرم بیٹے کی جگہ جھوٹی قسم کھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ میں کہ ایک عادی شراب غنڈہ طبیعت نو جوان مسی عبد الرحمن نے اپنے سوتیلے اور سگے بہن بھائیوں کے معلم رفیق احمد کو مارا پیٹا۔ ہونٹ پھٹ گیا اور ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور بعد ازاں رفیق احمد کے زیر کفالت بچے شاہد مختار کو دولت کے نشہ میں ایک تیز دھارا لہ سے چھ ضربات پہنچائیں۔ پولیس نے زید دفعہ ۳۲۵ یعنی ناقابل راضی نامہ اور زید دفعہ ۳۲۴ مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ تھانہ چھاؤنی پر نیم پنجائیت

مجرم کے والد نے ہر دو جرائم سے قسم دے کر انکار کرنے پر رعایت مانگی اور اولاد کی قسم کھا کر کہا کہ عبد الرحمن نے نیچے رفیق احمد کو اور نہ ہی اس کے زیر کفالت بچے شاہد پر ہاتھ اٹھایا۔ جواباً راضا کارانہ طور پر مضروب نے بھی ہاتھ اٹھانے کی تھدہن قسم کھا کر ردی۔

(۱) کیا مجرم سے قسم لینی چاہیے تھی یا مضروب سے۔

(۲) اگر شرعاً یہ فعل درست نہیں تو بہتر صورت کیا ہے۔

(۳) کیا جھوٹی قسم کے احساس پر کفارہ ادا کر دیا جائے تو سابقہ صورت بحال ہو جائے گی۔

(۴) کیا کفارہ کے لیے لواحقین و ہمسایوں کو کوئی دخل دینا چاہیے۔

(۵) کفارہ ادا نہ کرنے کی صورت میں شرعاً فیصلہ و اثرات کیا صادر ہوں گے۔

نچر رفیق احمد شادمان کالونی بہاولپور روڈ ملتان چھاؤنی

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی مسی عبد الرحمن نے رفیق احمد کو مارا پیٹا تھا اور اس کے باوجود یعنی عبد الرحمن کے والد یہ جانتے ہوئے کہ اس کے لڑکے نے رفیق احمد کو مارا ہے پھر بھی اس نے قسم کھائی ہے کہ اس کے لڑکے نے نہیں مارا تو یہ یحیٰ بن خموس ہے اور یہ سخت گنہگار بن گیا ہے اور اب کفارہ سے اس کا تدارک ممکن نہیں یعنی کفارہ واجب نہیں۔ اس کی معافی کی یہ صورت ہے کہ یہ شخص سچے دل سے اس گناہ سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ معافی مانگے اور بیٹے کے جرم کا اقرار کر کے مضروب کو راضی کرے۔ قال فی الہدایۃ الیمین الغموس هو حلف علی امر ماض یتعمد الکذب فیہ لہذہ الیمین یائم فیہا صاحبہا۔ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من حلف کاذباً ادخلہ اللہ النار ولا کفارة فیہا الا التوبۃ والاستغفار ہدایہ ص ۴۵۸ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ رجب الاول ۱۳۹۳ھ

اگر ایک ساتھی نے دوسرے کو کہا کہ ہمارے ساتھ رہو

اُس نے ناراضگی کی وجہ سے قسم باطلاق اٹھائی کہ نہیں آؤں گا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ میں کہ زید، عمرو، بکر تین شخص شہر سے باہر قضاے حاجت کے لیے جا رہے تھے راستے میں ایسے ہی گفتگو شروع ہوئی تو زید نے حضرت مفتی محمود صاحب کے بارے میں ناشائستہ الفاظ کہے چونکہ بکر

مفتی محمود صاحب کا معتقد تھا اس لیے ایک دوسرے پر بہت گرم ہوئے۔ بالآخر تینوں قضائے حاجت کے لیے لگ الگ چلے گئے جب فارغ ہو گئے تو بکمرے نے عمرو سے کہا کہ جس دن ہمارے ساتھ زید آتا ہے تو لڑائی ہو جاتی ہے۔ یہ تینوں شخص کافی مدت سے روزانہ صبح کو اکٹھے جایا کرتے تھے۔ اس پر عمرو نے کہا کہ چلو کوئی بات نہیں آ جاؤ لیکن زید نے انکار کیا تین چار مرتبہ عمرو نے زید کو بلا یا مگر اس نے انکار کیا اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے تینوں خاموش ہو گئے اور پھر عمرو نے کہا کہ آ جاؤ اس پر زید نے الفاظ کہے کہ اگر میں تمہارے ساتھ آ جاؤں تو میری بیوی کو تین طلاق اس کے بعد وہ واپس ہو گیا اور ان کے ساتھ اس وقت نہیں چلا۔ اب سوال یہ ہے کہ زید بکمرے اور عمرو کے ساتھ کس وقت جائے تو طلاق واقع ہوگی۔ اگر ایک ایک کے ساتھ الگ الگ گیا تو کیا پھر طلاق ہوئی۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

ہاج

صورت مسئلہ میں یمن فوراً اگر اس وقت ساتھ ہو جاتا تو اس کی منکوحہ مطلقہ ہو جاتی ہے لیکن جب اس وقت ساتھ نہیں گیا تو اب اگر کسی وقت ان کے ساتھ باہر جائے گا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ شرط للحنث فی قوله ان خرجت مثلاً فانت طالق او ان ضربت عبدک فعدی حر لم یرد الخروح والصر ب فعله فوراً لان قصده المبع عن ذلك الفعل عرفاً ومدار الايمان عليه وهذه تسمى یمن الفور الی ان قال .. وكذا فی حلفه ان تغدیت فكذا بعد قول الطالب تعال تغد معی شرط للحنث تعديه معه ذلك الطعام الموعود الیه (الدر المختار مع شرحه رد المختار ص ۶۱ ج ۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم حررہ محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۵ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

جب مدعی کے گواہ جھوٹے ہوں تو مدعا علیہ قسم اٹھا سکتا ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس معاملے میں کہ انھیں ب پر جھوٹا مقدمہ عدالت میں دائر کر دیا ہے اور با اثر افراد کی وجہ سے جھوٹی گواہیاں بھی دلائی ہیں۔ فریق ب یعنی مدعا علیہ بطور صفائی میں عدالت میں قرآن پاک اٹھا سکتا ہے۔ حافظ فاروق احمد گوجر نوالہ

ج

بحکم حدیث "البینة علی المدعی والیمن عی من انکر" گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہیں اور اگر مدعی کے پاس معتمد علیہ گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ کے ذمہ حلف ہے۔

پس صورت مسئلہ میں اگر واقعہ گواہ جھوٹے ہیں تو مدعا علیہ اپنی صفائی پر حلف اٹھانے میں شرعاً گناہگار نہ ہوگا۔

لفظ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

کیا مدعا علیہ کی جگہ کوئی اور قسم اٹھا سکتا ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شرعاً حلف مدعی اور مدعی علیہ کس کے ذمہ ہے۔ کیا مدعا علیہ کی صفائی میں کوئی اجنبی شخص حلف اٹھا سکتا ہے۔ اگر وہ حلف اٹھاتا ہے تو اس کی صورت کیا ہوگی۔ خورشید عباس گروہری

ج

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم البینة علی المدعی والیمن علی من انکر کے مطابق مدعی کے ذمہ وہ درمدعا علیہ کے ذمہ حلف ہے یعنی اگر مدعی نے پس و اوند نہ ہو و مدعا علیہ حلف اٹھانے کا مطالبہ کرے تو مدعا علیہ پر حلف اٹھانا لازم ہو جاتا ہے۔ مدعی کے حلف پر فیصلہ کرنا درست نہیں۔ نیز مدعا علیہ کی جگہ کسی اور شخص سے حلف کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ البتہ مدعا علیہ کا تزکیہ اور صفائی بیان کرنا جبکہ اس کا جرم میں بری ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اگر مدعی کا صدر رہے اور مدعی بیان کرنے والے کی بدولت ایک ب گناہ انسان کی جان و مال بچ سکے تو اس کی صفائی این ذمہ ہے اور اپنے معصومات کی حد تک اس پر حلف نہ کرنا شرعاً مجرم نہ ہوگا لیکن مدعی کو اس قسم کے حلف کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک شخص نے مرغے کو کہا مرا صبح میں تجھے ذبح نہ کروں تو بیوی کو حقائق و مراثی دے دیا حکم ہے؟

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا مرغا تھا جس نے عشاء کے وقت اذان دی اس نے کہا کہ اگر میں نے صبح اٹھ کر تجھے ذبح نہ کیا تو میری بیوی میرے و پر حرام ہے۔ تو اچانک وہ مرغا اذان دے رہا ہے۔ صبح اٹھ کر مرغا مرا ہوا تھا۔ تو کیا اس صورت میں اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی یا نہیں۔ غلام محی الدین

﴿ج﴾

وفی العالمگیریہ ص ۹۴ ح ۲ ولو حلف لیاکلن هذا الطعام (الی) وان وقفه بوقت فقال لیاکلن هذا الطعام اليوم فمات الحالف قبل مضي اليوم لا یحسب بالاجماع وان هلك ذلك الطعام قبل مضي اليوم لا یحسب قبل مضي اليوم بالاجماع حتی لا تلزمه الکفارة۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں شخص مذکور کی عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بند محمد سحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا منت کی رقم شریک بھائی کو دی جاسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ میں جو کمال کروں گا اس میں سے دسواں حصہ اللہ کے واسطے دوں گا کیا وہ اس نذر کو اس بھائی کو بھی دے سکتا ہے جو اس کے ساتھ شریک ہو اور خرچ و خوراک ایک جگہ ہو جدا نہ ہوا ہو یا صرف اس بھائی کو دے سکتا ہے جو اس سے جدا ہو اور الگ رہتا ہو اور اگر جدا نہ ہو اور طالب علم اور مسافر میں رہتا ہو تو اس کو بھی دے سکتا ہے یا نہیں۔ بیوا تو جردا

حسین محمد ابو حد زید مدظلہ

﴿ج﴾

واضح رہے کہ یہ نذر صحیح ہے کیونکہ عبادت مقصودہ من جنبہ واجب کی نذر ہے اور اضافت سبب ملک کی طرف اس میں موجود ہے۔ لہذا یہ نذر واجب الایفاء ہے۔ کما قال فی البدائع ص ۹۰ ح ۵ (ومنها) ان یکون المنذور به اذا کان مالا مملوک الناذر وقت النذر او کان النذر مضافاً الی المملک او الی سبب المملک الخ اور اس نذر کو وہ اپنے ان تمام بھائیوں کو دے سکتا ہے جو فقراء ہوں۔ خواہ اس کے ساتھ شریک ہوں یا اس سے جدا مقیم ہوں یا مسافر۔ کما قال فی البحر ص ۲۳۲ ج ۲ وفيه اشارة الى ان هذا الحكم لا یخص الزکاة بل کل صدقة واجبة لا یحوز دفعها لهم کاحد الزوجین کالکفارات وصدقة الفطر والنذور وقید باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة یحوز الدفع لهم وهو اولی لما فیہ من الصلة مع الصدقة کالاخوة والاخوات والاعمام والعمات والاخوال والخالات الفقراء فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ شوال ۱۳۸۶ھ

اور وہ بھائی اس کو کسی ایسی جگہ صرف نہ کرے جس سے نذر دینے والے کو کسی قسم کا فائدہ پہنچے۔ گویا وہ اسے اپنے انفرادی کام میں لگائے مشترک کام پر نہیں۔ ورنہ صحیح نہ ہوگا۔

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۸۶ھ

کیا منت کی رقم دایہ کی محتاج بیٹی کو دی جاسکتی ہے

﴿س﴾

میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب میری جائیداد سے آمد آئے گی تو اس میں سے کچھ حصہ اللہ کے نام پر دوں گی۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میرے گھر میں دودھ پلانے والی دایہ رہتی ہے۔ اس کی لڑکی کی شادی ہونے والی ہے اور وہ اس کے ساتھ مانگنا چاہتی ہے۔ کیا مجھ پر جائز ہے کہ جو رقم میں نے خدا کے نام پر دینی تھی اس رقم سے اس دائی کی امداد کر سکتی ہوں جبکہ وہ میرے ہی گھر نوکری کر رہی ہے۔

﴿ج﴾

اگر یہ دائی مسکین ہے تو اس کی امداد کر سکتے ہیں لیکن یہ امداد کام کے عوض نہ دیوے اور نہ اس امداد کا اس پر احسان و منت کرے۔ بلکہ لوجبہ اللہ ان کی اعانت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاد وغفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

جس شخص نے چاولوں کی دیگ کی نذر مانی ہو کیا وہ رقم دے سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ہر مہینہ کی گیارہ کو ایک دیگ چاولوں کی پکا کر غرباء میں تقسیم کروں گا لیکن نذر ماننے والا اب کہتا ہے یہ چاول کچے ہیں۔ تو گھر والے اور دوست کھا جاتے ہیں اس وجہ سے کہ اگر میں چاولوں اور مرچ کا حساب کر کے جو رقم نذر دے دوں تو میں تقسیم کروں تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ حدودہ ازین کی نذر ماننا ٹھیک ہے یا کہ نہیں۔

خدا بخش محمد مدظلہ

﴿ج﴾

نذر صحیح ہے اور چاول وغیرہ کی قیمت لگا کر فقیروں کو دینا بھی جائز ہے۔ فی الدر المختار ص ۴۳۶ ح ۳

ومن نذر مطلقاً اور معلقاً بشرط و كان من جنسه واجب ای فرض وهو عبادة مقصودة
خرج به الوضوء وتكفين الميت ووجد الشرط المعلق به لزوم النذر لحديث من نذر وسمى
فعلیه الوفاء بما سمي كصوم وصلاة وصدقة ووقف واعتكاف واعتناق رقبة وحج ولو ما شيا
فانها عبادات مقصودة ومن جنسها واجب لوجوب العتق في الكفارة والمشي للحج على القادر
من اهل مكة والقعدة الاخيرة في الصلوة وهي لبث كالاعتكاف ووقف مسحد للمسلمين
واجب على الامام من بيت المال والافعلي المسلمين انتهى۔ وفي الدر المختار ايضاً ۴۱ ج ۳ نذر
ان يتصدق بعشرة دراهم من الخير فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة كصدقه بشمته انتهى والله اعلم
حرره محمد انور شاه غفر له خادم اقامه مدرست قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد اعظمی رحمہ اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

کیا کسی پیر کے مزار پر منت پوری کرنا جائز ہے

جس منت کے پوری کرنے کو مزار سے مشروط کیا گیا ہو گھر میں ادا ہو سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے بیس سال قبل میں اپنی برادری کے ہمراہ آٹا گھٹا کے سلسلہ میں
جہانیاں پیر گیا تھا۔ یہ منت ہماری برادری کے ایک فرد کی طرف سے تھی۔ وہاں میں نے بھی یہ منت مانی تھی کہ اگر اللہ
تعالیٰ مجھے مکان کا مالک بنا دے تو میں بھی یہاں یعنی پیر جہانیاں پر آ کر اسی طرح آٹا گھٹا دوں گا۔ جہاں تک مجھے یاد
پڑتا ہے میں نے یہ منت اللہ کے نام کی مانی تھی۔ یہ بھی شبہ ہے کہ شاید جہانیاں یہ کہ نام کی منت ہو۔ اب یہ تعالیٰ
کے فضل و کرم سے میں ایک مکان کا مالک بن گیا ہوں۔ لہذا (۱) یا شرعاً یہ منت وہاں جا کر دینا جائز ہے۔ (۲) یا اس
سے انحراف کر دینا جائز ہے یا اس کو اپنے گھر ہی پر ادا کر دینا جائز ہے۔ ان صورتوں میں کون سی صورت شرعاً جائز اور
درست ہے۔

نوٹ: وہاں پر گوشت میں صرف نمک ڈال کر بخنی پکائی جاتی ہے۔

علامہ محمد الدین زرگر ملتان

﴿ج﴾

اگر منت اللہ تعالیٰ کے نام کی اور اس کی رضا و تقرب کے لیے ہو تو صرف اتنا کہا جائے کہ ایصال ثواب کی

بزرگ کی روح کو کیا جائے تو یہ نذر جائز ہے۔ اس میں ضروری ہے کہ جو کچھ کھلائے فقراء مساکین کو کھلائے۔ صاحب
نصاب لوگوں کو اس میں سے چھوٹے حصے اور اس نذر کو جس چیز پر ہے۔ حاکم کو ضروری نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ
نذر اس بزرگ کے نام کی ہو یعنی اس سے اس بزرگ کا تقرب مقصود ہو تو یہ نذر حرام ہے اور یہ کہ اتنا بھی حرام ہے۔
سنن ابی داؤد میں یہ حدیث ہے۔ لا نذر الا فی ما یسفی بوحہ اللہ اور بحر الرائق ص ۲۹۹ ج ۲ میں ہے واما
النذر الذی یذره اکثر العوام الی ان قال فما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت وغیرھا ینقل
الی ضرائح الاولیاء الکرام تقریباً الیہم فحرام باجماع المسلمین۔ مع قوله لانه سر ۲ ل سحت۔
(۱) اگر یہ نذر مزار والے کے نام کی ہے تو پھر اس سے انحراف جائز ہے۔

(۲) اگر یہ نذر اللہ کے نام کی ہو تو گھر میں بھی دے سکتے ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

جس بکرے کو کسی خانقاہ یا مزار کی نذر کی ہو وہ اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے نہیں

اگر نماز میں "اتخذ الی ربہ ما بآ" کے بجائے "اتخذ الی ربہ سیلاً" لکھا گیا تو نماز ہو گئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے ایک بکرا خانقاہ کی منت کا بعض گوشت کے جو کہ پیر کی منت کا بکرا (چھتہ ۱) خانقاہ پر چھوڑ دیا ہے
جس کا اب حکومت کی طرف سے ٹھیکیدار گوشت وصول کرتا ہے۔ لہذا اب قبل دریافت امر یہ ہے کہ یہ بکرا زید مذکور
کے لیے کیسے ہے کیا وہ اس کو اپنے استعمال میں لے سکتا ہے یا نہ کیونکہ اب اختلاف پڑا ہوا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ بکرا حرام
ہے اس کو استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ غیر اللہ کے نام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کوئی حرام نہیں ہے اور اس کو
استعمال میں لانا جائز ہے اس لیے کہ زید نے تو قیمت خرید کیا ہے لہذا برائے مہربانی اس مسئلہ کو مدلل و مفصل تحریر
فرمائیے۔ ینوا بالکتاب توجروا بیوم الحساب۔

(۲) امام فرض نماز میں "اتخذ الی ربہ ما بآ" کی جگہ "اتخذ الی ربہ سیلاً" پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی یا

دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی براہ کرم بحوالہ کتب مستحضر فرمادیں۔

﴿ج﴾

(۱) تقرب الی غیر اللہ کے لیے کسی جاندار کو نذر کرنا اور نذر ماننا بائنا اتفاقاً باجماع حرام ہے اور یہ بھی متفق علیہ

ہے کہ اس فعل سے یہ جانور اپنے مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتا لیکن یہ بات محل غور و تامل ہے کہ اگر مالک خود اس جانور کو بیع کر دے یا ہبہ کر دے اور ذبح کرنے کی اجازت دے دے تو دوسروں کے لیے اس کا کھانا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔ اس خاص جزئیہ کے ماتحت تو فقہاء حنفیہ کی کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری لیکن تعظیم غیر اللہ کے لیے جو نذر یا منت مانی جائے اس کے حرام و ناجائز ہونے کی تصریحات نہایت واضح طور پر کتب فقہ میں موجود ہیں اور جس طرح وہ شیرینی وغیرہ جو کسی غیر اللہ کی نذر مانی جائے حرام و ناجائز ہے اسی طرح یہ جانور بھی حرام ہوتا چاہیے اور اس کا گوشت کھانا یا بیچنا ناجائز ہونا چاہیے۔ البتہ اگر مالک اپنی نیت تعظیم غیر اللہ سے تو بہ کر کے تو یہ حرمت رفع ہو جائے گی اور اس کا کھانا یا بیچنا اس کے لیے بھی جائز ہوگا اور دوسروں کے لیے بھی کھانا جائز ہو جائے گا۔ (تفصیل فتاویٰ دارالعلوم امداد المکتبین دیوبند ص ۷۲ جلد دوم میں ملاحظہ ہو) یہاں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے بکرے کی نیت سے رجوع کر لیا ہے ورنہ وہ کیوں فروخت کرتا اگر رجوع کر لیا ہے تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(۲) نماز جائز ہے معنی میں خطا فاحش نہیں ہے نیز یہ بھی قرآن کا لفظ ہے۔

الجواب صحیح محمود عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

غیر اللہ کی نذر حرام ہے اور اللہ کی نذر کسی کے ایصال ثواب کے لیے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نذر غیر اللہ جائز ہے یا کہ نہ۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نذر کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ نذر بزرگوں کے نام کی ہو یعنی ان سے بزرگوں کا تقرب مقصود ہو تو اس کا کرنا اور کھانا حرام اور سخت گناہ ہے۔ بلکہ تقرب الی غیر اللہ میں خوف کفر ہے۔ کیونکہ یہ نذر غیر اللہ ہے جس کی صریح مخالفت احادیث صریح میں وارد ہے۔ سنن ابی داؤد میں حدیث ہے لا نذر الا فیما انتفی بوجه اللہ در مختار میں ہے۔ واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فهو بالاجماع باطل و حرام مالم یقصد و اصرہا للفقراء الامام وقد ابتلی الناس بذلك ولا سیما فی هذه الاعصار (الی قولہ) لان حرام بل سحت الخ رد المحتار میں ہے قولہ باطل و حرام لوجہ مہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق (الی قولہ) ومنها ان ظن ان المیت یتصرف فی

الامور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلك كفر اللهم الا ان قال يا الله انی نذرت لك ان شفیت مریضی اور ددت غائی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بیاب السیدة الفیسة الی قولہ مما یکون فیہ نفع للفقراء والنذر لله عزوجل وذكر الشیخ انما هو محل لصرف النذر المستحقہ القاطنین الخ ص ۴۳۹ ج ۲ (من البحر ملخصا)

دوسری صورت یہ ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کے نام کی اور اس کی رضا و تقرب کے لیے ہو صرف اتنا کیا جائے کہ ایصال ثواب کسی بزرگ کی روح کو کر دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ کما فی الشامیة قولہ مالم یقصد والخ ای بان تكون صیغة النذر لله تعالیٰ للتقرب الیہ ویكون ذكر الشیخ مراداً به فقراء و کما مر ولا یخفی ان له الصرف الی غیرہم کما مر سابقاً (ایضاً) اه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

کسی بزرگ کے مزار پر ذبح کرنے کی منت ماننا شرک ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع دریں صورت مسئلہ میں کہ

(۱) ایک شخص نذر غیر اللہ کی مانتا ہے فقہان سے بزرگ کی جگہ داستان پر بکرا ذبح کروں گا۔ نذر کے بمسے زیادہ محتج اور غریب ہیں۔ اس کو کہا گیا ہے کہ اگر بزرگ کی جگہ پر جانا ہے تو بکرا کو ذبح کر کے بمسگان کو کھادیا جائے اور بعد بزرگ کی جگہ پر با کسی روک نوک سے جاسکتے ہو کیونکہ بمسگان بھی ایسے مفلس اور نادار ہیں کہ ایک وقت کا کھانا ہوتا ہے اور دوسرے وقت میں بھوک بڑتاں تو بکرا غیر اللہ کی جگہ پر جا کر ذبح کرنا کیسا ہے۔ بمع حوالہ کتب صفحہ اور عورتوں کو بھی ساتھ لے جا کر بکرا ذبح کیا جاتا ہے اور کھایا جاتا ہے کیا یہ حلال ہے یا حرام ہے۔

نوٹ۔ ساتھ یہ عقیدہ بھی ہوتا ہے کہ ہم نے بزرگ کی جگہ بکرا ذبح نہ کیا تو ہمارے بال بچوں کو تکلیف و نقصان پہنچے گا دفع مضرت کے لیے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔

(۲) دو بہنیں باپ اور بیٹے سے نکاح کر سکتی ہیں یا نہ (ایک بہن لڑکے کے باپ سے اور دوسری بہن لڑکے سے

نکاح کرے) کیا یہ جائز ہے یا نہ۔ بیٹو تو جروا

المستفتی سلطان احمد سکندر آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) نذر غیر اللہ حرام ہے جس میں خوف کفر ہے لان النذر عبادة والعبادة لا تكون الا لله لهذا نذر پر تو بہ

لازم ہے اور اس نذر کا ایفاء واجب تو نہیں بلکہ حرام ہے مگر اس کا بوجہ تو یہ کرنے کے اور نذر کو توڑنے کے جیسا چاہے استعمال کرے البتہ غریبوں کو کھانا موجب ثواب ہے۔ عقیدہ بالغلط عقیدہ ہے۔ شرک کے اثرات سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(۲) یہ نکاح جائز ہے کوئی وجہ عدم جواز کی نہیں احل لکم ما وراء ذلك الاية

محمود علیہ رحمۃ اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہ
۲۳ ذی قعدہ

جس شخص نے زمین کی پیداوار سے چالیسواں

حصہ دینے کی نذر مانی ہو تو درست ہے اور عشر الگ دینا ہوگا

﴿س﴾

ہمارے علاقہ میں خصوصاً اور عموماً ہندو پاک میں یہ بدعقیدہ مسلمانوں میں دیکھا گیا ہے کہ چالیسواں حصہ اپنی ملکیت کا یعنی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا دیتے ہیں۔ منت ہے یا ایسے ہی ہے خوش عقیدتی خاطر۔ یہ ایسا اپنے ذمہ سمجھتے ہیں جیسے زکوٰۃ کا فریضہ سونا چاندی کا چالیسواں حصہ مسلمان اسلام میں سمجھتے ہیں۔ شیطان نے اغوی کر کے رب تعالیٰ کی زکوٰۃ کے بحالت پیر صاحب چالیسواں حصہ لوگوں کے قلب میں منور رکھا ہے۔ ان میں پیر کے نام پر پڑھنے کے سوا ایک فریضہ غیر کے واسطے ہو ہو زکوٰۃ پیر کو دینے کا طریقہ نظر آ رہا ہے اب ایک شخص پہ تو اسی جہالت میں پھنسا ہوا تھا۔ اب بالکل مضبوط موحد ہے۔ اس میں شرک اور رسوم جاہلیت نظر نہیں آتی۔ مگر اس شخص نے شاید کسی مصیبت کی وجہ سے اپنی زمین کی پیدائش کا چالیسواں حصہ محض خدا تعالیٰ قدوس کے واسطے نذر کر دیا ہے۔ یہ ان کو لگتا ہے کہ نذر والا ہے کہ چالیسواں کیوں۔ یہ بھی آپ کا مشتبہ شرک جہال مشرکین کے جیسا ہے۔ بد نذر نیز ناجائز ہے۔ بہر حال اس کی وفا تیرے ذمہ نہیں۔ وہ بتائے کہ نذر کرنے کے وقت سے لے کر اب تک میرے خیال میں وہ پرانی رسم جہل جو چالیسواں پیر کا دیتے ہیں نہیں میں نے محض اب اللہ تعالیٰ کے نام پر نذر کی ہے۔ اب یہ شخص پوچھتا ہے کہ اس نذر کی وفادارہ ہے یا نہ اور ہر سال دیتا رہوں کہ یہ فقط اسی سال کا ذمہ میرے اوپر واجب تھی۔ میرے فکر میں یہ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ہمیشہ کے واسطے نذر کی ہے یا فقط ایک سال کی۔ بیٹو! تو جروا

مولوی فقیر محمد مہتمم مدرسہ احیاء العلوم

﴿ج﴾

جب وہ موحد ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں خالصہ اللہ اپنی زمین کی پیدائش کا چالیسواں حصہ نذر کر چکا ہوں تو یہ نذر صحیح شمار ہوگی۔ کیونکہ یہ نذر صدقہ کرنے کی ہے اور صدقہ کرنے کی نذر صحیح ہوا کرتی ہے۔ ہذا اس کے ذمہ واجب ہے کہ وہ

اپنی زمین کی پیدائش کا چالیسواں حصہ موجب نذر صدقہ کرے اور عشر تو اس کے علاوہ اس کے ذمہ واجب الاداء ہوگا۔ باقی اگر وہ ایک سال کی فصل کے متعلق نذر کر چکا ہو تو ایک سال کی فصل کا چالیسواں حصہ ادا کرے اور اگر ساری عمر کے لیے کر چکا ہو تو ساری عمر فصل کا چالیسواں حصہ صدقہ کرے۔ کما فی التوہید ص ۳۵ ج ۳ ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وکان من جنسہ واجب وهو عادة مقصودة ووجد الشرط لزم النذر کصوم وصلاة وصدقة واعتکاف فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۸۷ھ

جس شخص نے مکہ اور مدینہ کے مدارس و فقراء پر خرچ کرنے کی منت مانی

اور وہاں نہ جاسکا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دریں مسئلہ کہ زید نے عہد کیا ہوا ہے کہ ۲ آنہ فی روپیہ اپنے کاروبار اور آمدنی سے فی سبیل اللہ خرچ کیا کروں گا۔ ایک آنہ فی روپیہ پاکستان کے غریبوں اور اداروں پر خرچ کروں گا اور ایک آنہ فی روپیہ مکتہ المکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مدارس عربیہ اور غرباء پر خرچ کیا کروں گا۔ تین چار سال سے عرب نہیں جاسکا اس کے پاس تترینا سولہ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے کہ وہ عرب فنڈ پاکستانی غرباء اور مدارس پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں یا وہاں ہی اس روپیہ کو بھیجا جائے۔

مہر اللہ فیہ سفیر مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر شخص مذکور نے عہد کیا ہے نذر نہیں مانی تب اس پر یہ بھی واجب نہیں کہ وہ رقم ضرور خیرات کرے۔ البتہ ایفاء عہد کی حد تک اسے صرف کرنا چاہیے اور اگر وہ باقاعدہ نذر کر چکا ہے تو بھی ان مخصوص غرباء و فقراء پر صرف آنہ نذر میں ضروری نہیں ہوتا جن کی تفصیل نذر مانتے وقت کی جائے۔ بلکہ ایک خاص مقام کے فقراء کی تخصیص کی صورت میں بھی نذر مانتے والا دوسرے مقام کے فقراء پر خرچ کر سکتا ہے۔ حضرت مولانا اثر ف علی صاحب رحمۃ اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امداد الفتاویٰ ص ۵۶۰ ج ۲ میں تحریر کیا ہے۔ اس نذر سے یہ تخصیص لازم نہیں ہو جاتی۔ دوسرے مقام کے فقراء پر صرف کرنا بھی جائز ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد المحتار ص ۴۱ ج ۳ میں لکھا ہے۔ ولا یحقی ان له الصرف الی غیر لہم انتہی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی منت ماننا
بزرگ کے نام نذر کیا ہوا جانور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے حلال ہو سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں مسئلہ کہ

- (۱) منت، نذر، نیاز سوائے اللہ کے کسی اور کی ماننا جائز ہے یا نہیں۔
- (۲) اگر ایک بکرا منت برائے مراد کسی بزرگ کی خفہ پر جا کر ذبح کرنا اور تکبیر بھی بسم اللہ پڑھنے پر جو منت بزرگ کی مانی گئی ہے کھانا گوشت کا جائز ہے یا نہیں۔

سائل محمد مہرند

﴿ج﴾

(۱) نذر حقیقت میں عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی جائز نہیں۔ اس لیے نذر بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے نام کی جائز نہیں۔ کرنے والے پر تو یہ لازم ہے۔ در مختار میں ہے واعلم ان النذر الذی يقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام الخ کتاب الصوم ص ۴۳۹ ج ۲۔

(۲) جب نذر غیر اللہ بوجہ تقرب الی غیر اللہ حرام ہو گیا تو یہ بھی واضح رہے کہ تقرب بغیر اللہ کی صورت میں اگرچہ ذبح کے وقت تسبیہ اور تکبیر کہی بھی جائے تب بھی ذبح حرام ہوتا ہے۔ ذبح لقدم الامیر ونحوہ لو احد من العظماء یحرم لانه اهل به لغير الله ولو ذکر اسم الله تعالى ولو ذبح للضيف لا یحرم لانه سنة الخلیل الخ (در مختار کتاب الذبائح ص ۳۰۹ ج ۶ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ صفر ۱۳۷۵ھ

کیا مزار کی آمدن کو دینی مدرسہ یا فقراء پر خرچ کیا جاسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جس کے ہر سال میدعتا ہے۔ جس پر لوگ غیر اللہ کے نام کی نذر نیاز دیتے ہیں اور بڑے آکر ذبح کرتے ہیں اور دوسری قسم کے چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل رواج ہے اور اس مزار کا متولی کوئی نہیں اس لیے اس کی آمدنی ڈسٹرکٹ بورڈ ہی وصول

کرتا ہے اور رقم و مہکے کاموں میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ ایک ممبر نے عربی مدرسہ کے لیے بھی اس آمدنی سے کچھ منظور کر لیا ہے۔ کیا اس قسم کی رقم استعمال میں لانا یا وصول کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ کیا کسی حد ف پر اس کو بیجا سکتا ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب جواب فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگرچہ اس قسم کے چڑھاوے اور نذر و نیاز کرنے جائز نہیں ہیں لیکن جب ان لوگوں نے ایسا فعل کیا تو اگرچہ وہ گنہگار ہیں اور ان کا یہ مال خبیث ہے تو اس مال خبیث کو فقراء پر تصدق کر لیا جائے لیکن ثواب کی نیت اس میں نہ ہو مدرسہ عربیہ کے فقراء پر یہ مال نہ ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر مالک کی اجازت ہو جائے خواہ ان کی اجازت صریح ہو یا دلالت تو اس کا صرف کرنا فقراء طلبہ پر بالکل جائز ہوگا۔ زیلعی شرح کنز میں ہے۔ وان کان مرسل فہو مال ایفر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ۔ در المختار پر ہے وکذا فی الابنہ کما ستبہا کی بسطر الشرح جلالی واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر پیر کے نام نذر شدہ مزار پر ذبح ہو اور کوئی مفتی اسے جائز قرار دے دے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ہماری قوم بلوچستان کی یہ مرجعہ رسم ہے کہ جس وقت وبائی مرض پھیل جائے تو سنت بنام فدا پیروں کے اس بکرے یا گائے یا بکرا کو بعد از چند سال یا چند ماہ اس پیر کے درگاہ یا خانہ پر لے کر وہاں بنام خدا ذبح کرتے ہیں کیا یہ مذبوح حرام ہے یا حلال اور قائل بالحرمت پر کفر کا فتویٰ دینا جائز ہے یا نہ اگر فتویٰ دیا جائے تو ایسے مفتی کے متعلق شرعی کیا فیصلہ ہے۔ بحوالہ کتب تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ نذر بغیر اللہ ہے۔ لہذا یہ مذبوح حرام ہوگا۔ شامی ص ۴۳۹ ج ۲ تحت قوله (باطل وحرام) لوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز۔ لانه عبادۃ والعبادۃ لا تكون لمخلوق ومنها ان المنذور میت والمیت لا یملک ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله واعقده دلیک کفر الخ اگرچہ بحالت ذبح نامحذو ذکر کیا جائے۔ شامی ج ۶ ص ۳۰۱ میں ہے۔ وینبغی ان یزد فی الشروط ان لا یقصد معہا تعظیم مخلوق لما سیاتی انه ذبح لقدم امیر ونحوہ بحریم ولو سمي انتہی قائل بالحرمت پر کفر کا فتویٰ دینا ناجائز ہے اگر کسی نے دیا تو ایسے مفتی کو توہم کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص کے پاس تھوڑی زمین اور دینی کتب ہوں کیا وہ کفارہ یحیٰی روزہ سے ادا کر سکتا ہے

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چند کفارات یحیٰی کی ادائیگی کسی شخص کے ذمہ سے اور وہ عموماً کسب جو کہ کفارہ یحیٰی کے لیے منصوص صیہ ہیں اس میں سے کسی ایک پر بھی حاجت نہیں رہتا سوائے اس کے کہ اس کے پاس پچھ زمین ہے جو کہ کاروباری کا ذریعہ ہے اور چھوٹی زمینیں ہیں پھر فن فن کی کئی کئی مثلاً اصول حدیث تفسیر، اصول فقہ، فقہ نحو، منطق کی کئی کئی کتابیں ہیں یا ایک جیسی نہیں۔ ہر نسخہ دوسرے نسخے سے متن، شرح، اختصار اور طوالت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ گویا کہ کسی ایک کتاب کا اس لحاظ سے ایک سے زائد نسخہ نہیں ہے اور وہ شخص ایک طالب علم دین بھی ہے۔ ان کتابوں کی اسے ضرورت بھی رہتی ہے۔ وہ شخص اس زمین اور ان کتب کو تحت الکفاف سمجھتا ہے اور کفارات کو روزوں کے ذریعے ادا کرنا چاہتا ہے اور سوائے اس جائیداد کے اس کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اسے طعام یا کسب پر استطاعت حاصل ہو جائے تو کیا یہ زمین اور یہ کتب واقعی تحت الکفاف ہیں کہ کفارہ دونوں کے ذریعہ ادا کر سکتا ہے یا فوق الکفاف ہیں کہ روزوں کے ذریعے کفارہ ادا کرنا صحیح نہ ہو۔ براہ کرم مدلل بیان فرما میں تاکہ مزید تسلی کا باعث ہو نیز یہ فرمایا کہ کون کون سی چیزیں تحت الکفاف ہوتی ہیں اور کون کون سی فوق الکفاف ہوتی ہیں۔

﴿ج﴾

کفارہ یحیٰی میں عجز کفارہ مالہ سے اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ اس کے پاس ایک دن کے کھانے کا اور لباس پہننے کا اور منزل رستے کا نہ ہو ان امور کے تحقیق کے بعد باقی ضروریات و حاجات کو سبب عجز قرار نہیں دیا جاتا۔ ان کے علاوہ باقی حاجات سے مال کے مشغول ہونے کے باوجود کفارہ بالمال ہی ادا کرنا ہوگا۔ بالصوم کافی نہ ہوگا۔ شامی ص ۲۷ ج ۳ فی الخانیہ لا یجوز الصوم لمن یملک ما ہو منصوص علیہ فی الکفارہ او یملک بذلہ فوق الکفاف والکفاف منزل یسکھ وثوب یلبسہ ویستر عورتہ وقوت یومہ ولولہ عد یحتاج للخدمة لا یجوز له الصوم۔ لہذا کتب مذکورہ تحت الکفاف نہیں ہیں۔ ان کو فروخت کر کے کفارہ ادا کیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۱ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ

جس شخص نے چند غریبوں کو کھانا دینے کی نذر مانی ہو کیا رقم دے سکتا ہے؟

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ میں کہ زید نے نذر مانی تھی کہ اگر لڑکا، چھ ہو گیا تو میں پانچ غریبوں کو کھانا کھاؤں گا لیکن لڑکا جسے ہونے کے بعد اس نے بجائے پانچ غریبوں کے صرف ایک غریب کو پانچ غریبوں کے کھانے کے پیسے دے دے تو نذر پوری ہوئی یا نہیں اور کیا ان پیسوں کو کھانے میں استعمال ہونا ضروری ہے یا دیگر اشیاء میں بھی خرچ کر سکتا ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر ایک غریب کو دے دیا تو تب بھی جائز ہے اگر کھانے کے بجائے پیسے دے تو بھی جائز ہے۔ لیکن پیسے صدقہ فطر کی تعداد سے یک وقت کے تم نہ ہوں درمختار میں ہے ص ۴۱ ج ۳ نذر ان بتصدق عشرة دراهم من الخیر فتصدق بغیرہ حار ان ساوی العشرة الخ قلت وکما لا یتعین عددہ ففی الخانیة ان زوجت بنتی فالف درهم من مالی صدقة لكل مسکین درهم فزوج و دفع الالف الی مسکین حملة حار الخ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ

اگر یہ نذر مانی ہو کہ لڑکا بیماری سے ٹھیک ہو تو اسے عالم دین بناؤں گا تو نذر نہیں ہوئی

﴿س﴾

یہ فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید کا بیٹا بیمار ہو گیا تھا۔ حالت بیماری میں زید نے اپنے بیمار بیٹے بکر کے لیے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بکر کو شفا کاملہ بخشی تو اس سے دنیاوی کام نہیں لوں گا۔ بعد حصول عزم کے لیے پیش کروں گا الا انتھاء بکر کو اللہ تعالیٰ نے شفاء عطاء فرمائی۔

تو پھر بکر کو حصول عزم کے لیے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ دریں اثنا بکر نے قرآن مجید وہاں ختم کیا۔ چھ فرس وغیرہ بھی پڑھی آگے بکر کا دل نہ گھٹنے کی وجہ سے اس کو مدرسہ سے نکال کر دنیاوی کام میں مشغول کر دیا گیا۔ بکر کے استاد سے مشورہ کیا کہ اس کو دنیاوی کام میں لگا میں یہ پڑھ نہیں سکتا۔ واضح رہے کہ زید کے چار لڑکے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے۔ گھر کا کام وغیرہ کرنے والے اور کوئی نہیں تھا۔ بنا بریں بکر کو دنیاوی کام میں اور باقی تین کو دنیاوی کام میں مشغول کر دیا۔ زید نے اپنے بیٹے بکر کو کس لیے تاکہ کام میں آجھو سہارا بنے جواب میں کیا فرماتے ہیں کہ بکر کو دوبارہ دنیاوی کام میں مشغول کرے یا کوئی کفارہ وغیرہ دے۔

عبد، واحد قاسم زیدی

﴿ج﴾

نذر اپنے فعل کی منعقد ہوتی ہے نہ کہ دوسرے کے فعل کی۔ لہذا یہ نذر بھی منعقد نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
 ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

اگرچہ نذر نہیں ہے لیکن ایک قسم کا عہد ہے۔ لہذا جب موقع ملے پھر دینی تعلیم میں لگایا جائے۔

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

جس نے جانور قربان کرنے کی نذر مانی ہو جانور ذبح کرنا ضروری ہے یا قیمت کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے منت مانی کہ اگر اس کے بچے کو صحت ہوگی تو وہ ایک بکر قربانی دے گا۔ کیا زید کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بکر اسی قربانی میں دے یا اس کی قیمت کے برابر روپیہ کسی مستحق کو دے سکتا ہے۔

(۲) زید کے پاس ایک گھڑی ہے سونے کی جو رغبت کے ساتھ بنائی گئی یعنی اس کے پرزوں کا خول سے یہ تاسب ہے کہ مثلاً ایک روپیہ بھروزن ہر آنے سونا بھر ہو کیا اس کا استعمال جائز ہے۔

خادم دہلیگیرلہور میڈیسن کپنی مسلم مسجد چوک انارکلی

﴿ج﴾

(۱) زید کو اختیار ہے کہ بکر ذبح کرے یا اس کی قیمت کے برابر روپیہ کسی مستحق کو دے دے یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی نیت میں یہ ہو کہ صحت ہونے میں بکر اخیرات کروں گا اور اگر یہ نیت کی تھی کہ عید قربانی کے موقع پر ایک بکرے کی قربانی کروں گا تو پھر قربانی کرنا لازم ہے۔ ”قربانی دوں گا“ سے مقصود بظہر کلام میں تصدیق ہے اس لیے نذر ہے۔

(۲) جس گھڑی میں سونا غالب ہو اس کا پہننا اور باندھنا مردوں کے لیے حرام ہے البتہ عورتوں کے لیے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس نے یہ کہا ہو جب یہ دنیا بڑا ہو جائے اللہ کے نام مردوں گا وہ فقراء و مالداروں کو کھلانا جائز ہے کیا طلاق کے خیالات آنے سے طلاق پڑ سکتی ہے، کیا یہ درست ہے کہ حضور وتر کے بعد نفل بیٹھ کر اور فجر کی سنتوں میں قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ پڑھتے تھے

﴿س﴾

(۱) میں زید نے ایک دنبہ کے بچہ کو اس نیت پر پالا کہ جب وہ بڑا ہوگا تو اس کو اللہ کے نام کروں گا۔ جب وہ دنبہ بڑا ہو گیا تو اس طریقہ پر کھلایا گیا کہ اس دعوت میں برادری کے اور شہر کے متمول افراد کو مدعو کیا گیا اور کوئی مستحق جو کہ اس کا مستحق تھا کو مدعو اس طریقہ پر نہیں کیا گیا جس طرح کہ اور باقی افراد کو ہاں البتہ دوران کھانا جو ایک فقیر (یعنی مانگنے والے) آنے ان کو کھانا دے دیا گیا۔ لہذا ہر کرم شرعی حکم سے مطلع فرمادیں کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو یا نہیں اور یہ کہ ایسے کو قبول کرنا چاہیے یا نہیں۔

(۲) زید مسائل طلاق کتاب پڑھ رہا تھا کتاب پڑھتے پڑھتے اس کے ذہن میں ایسے فاسد خیالات نے جنم لیا اور اس کے ذہن میں یہ خیالات گھوم گئے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی طلاق دی واضح رہے کہ ان خیالات کی نوعیت جیسے ایسی تھی جس طرح اکثر نماز کے وقت ذہن میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہذا شرعی حکم سے مطلع فرمادیں کہ آیا اس طرح کے ذہن میں خیالات آنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی۔ نیز زید ان خیالات کے بعد بھی اپنی بیوی سے رجوع کرتا رہا ہے۔ لہذا شرعی حکم سے مطلع فرمادیں۔

(۳) ہمارے مسجد کے پیش امام نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت میں اکثر قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رعت میں قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے اور وتر کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے اور باقی تمام نفل کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ لہذا مطلع فرمائیں کہ یہ طریقہ سنت ہے یا کہ محض ماہ کی ذہنی کاوش۔ ہر تین مسائل سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

﴿ج﴾

(۱) صورتہ مسئلہ میں جبکہ زید نے ان کے کہنے سے (کہ جب یہ دنبہ بڑا ہو جائے تو اللہ کے نام کروں گا) نذر نہیں تو فقیروں کو دینا واجب نہیں۔ البتہ اگر اس نے اللہ کے نام پر خیرات کر دی تو اس خیرات سے متمول لوگوں کو کھانا جائز ہے۔ لہذا جب زید نے برادری اور شہر کے متمول لوگوں کو مدعو کیا اور انہیں اس دنبہ کو کھلایا تو یہ کھانا جائز ہوگا۔

(۲) جب کہ زید زبان سے طلاق کے الفاظ نہ کہے یا طلاق تحریر نہ کرے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لہذا زید کے محض ذہن میں خیالات آنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(۳) پیش امام صاحب نے صحیح فرمایا ہے یہ دونوں طریقے سنت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ ج ۱ ص ۱۳۸۲

جب مدعی کے پاس صحیح گواہ موجود ہیں تو مدعا علیہ کے حلف کا اعتبار نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا شرعی نکاح بچپن میں اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دیا تھا۔ جب لڑکی بالغ ہوئی تو شادی کے لیے کہا گیا۔ تو منکوحہ لڑکی کا مدعی نکاح سے انکاری ہو گیا اور یہ کہن شروع کر دیا کہ میں نے کوئی نکاح نہیں کر کے دیا۔ نکاح واقع تھا اگرچہ اندراج رجسٹر نہیں تھا لیکن شرعاً کر دیا گیا تھا۔ جبکہ نکاح کے گواہان بھی موجود ہیں اور نکاح خواں مولوی صاحب بھی زندہ ہے۔ دوران تازہ عدویہ فیصلہ یہ طے پایا کہ اگر لڑکی کا والد حنفیہ کہہ دے کہ میں نے لڑکی اپنی کا نکاح نہیں کر دیا تھا تو فریق دوسرا جس کے ساتھ نکاح منعقد ہوا تھا وہ چپ کر کے گھر بیٹھ جائے گا۔ تو لڑکی کے والد نے ایک دربار پر جا کر قرآن اٹھا کر کہہ دیا کہ میں نے اپنی لڑکی فلاں نام والی کا نکاح شرعی بچپن میں مذکورہ شخص کے ساتھ نہیں کر دیا تھا۔ میرے فریق مدعی کہتے ہیں اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ آیا نکاح سے باتیں باقی سے یا تمہیں۔ بعد ازاں سے ورنہ بانی یا تحریرین صلوات نہیں دی اور نہ ہی مذکورہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ پہلے نکاح کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ چنانچہ تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر مدعی کے پاس ایسے دو شاہد (گواہ) موجود ہیں جو شرعاً معتبر ہوں اور وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ لڑکی کی صغریٰ میں شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں والد نے لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دیا تھا تو فیصلہ گواہوں پر ہوگا۔ مدعی علیہ لڑکی کے والد کے حلف پر نہ ہوگا۔ لقولہ علیہ السلام الک بینه فقال لا فقال لک بینه سال ورتب الیمین عسی فقد البینۃ الخ ہدایہ ص ۲۰۱ ج ۳۔ پس صورت مسئلہ میں اگر خاندان نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی طلاق نہیں دی تو والد کے انکار کرنے اور حلف اٹھانے سے نکاح صحیح نہیں ہوا۔ صغریٰ کا نکاح بدستور باقی ہے۔

البتہ اگر صغریٰ میں باقاعدہ شرعی نکاح کا ثبوت موجود نہیں تو دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔ معتمد علیہ عالم کو ثالث مقرر کر کے تحقیق کی جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

جس عورت نے شوہر کی موت کے وقت اس سے عقد ثانی نہ کرنے کا عہد کیا ہو

لیکن اب نکاح کرنا چاہتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی آدمی نے قریب موت کی حالت میں اپنی عورت کو کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد عقد نکاح نہ کرنا اور اس کی گود میں قرآن رکھا کہ میرے مرنے کے بعد نکاح نہ کرنا اور اس عورت نے بھی اقرار کر لیا۔ اب وہ عورت عقد نکاح کرنا چاہتی ہے اب نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحم الرحیم۔ اگر قرآن شریف گود میں رکھ کر اقرار کر چکی ہے تو یہ قسم شمار ہوگی۔ اب اگر وہ نکاح کرنا چاہتی ہے تو کر سکتی ہے لیکن قسم کا غبار اس کے ذمہ واجب ہو جائے گا۔ نکاح کرنا چونکہ کار خیر ہے لہذا اس کے لیے قسم توڑ سکتی ہے۔ اگر اس کے حالات اس کو نکاح کرنے پر مجبور کریں۔ کہ قال فی الدر المختار مع شرحہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۳ (لا) یقسم (بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ) قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمنیاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ

جہیز بول لے کر قرآن اٹھانا کناہ کبیرہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام مسیحی ولد عثمان قوم سکھ رہ سکہ لکڑی نے بااہنہ ناحق مسیحی خنی محمد امجد قطب الدین قوم سکھ رہ کے خد ف رنج جیب سکھ رہ کے کیس سے پانچ سو روپیہ کا دائر دعویٰ عرصہ سے کر رکھا ہے۔ بچی بیت کے رو برو غلام مسیحی نے خنی محمد سے قسم مانگی تھی۔ خنی محمد نے بالکل صحیح قسم دے دی تھی۔ سائل کی والدہ بزرگوار بھی ہے۔ صرف چالیس روپے دینے تھے۔ وہ اقبال کر چکا ہے سید فدا حسین ماہ تمبر کو بطور امانت رکھ دیے تھے۔ اب مدعی صفائی تسلیم نہیں کرتا ہے۔ سائل دفعہ سائل کی صفائی ہوئی ہے لیکن مدعی صفائی قبول نہیں کرتا ہے۔ شریعت کے حکم کے مطابق کیا مدعی کو سزا دینی چاہیے۔ ترمیمی صمد فرمایا جائے۔ مدعی علیہ کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ مدعی پہلے بھی کسی کیسوں میں جھوٹے قرآن اٹھا چکا ہے۔

﴿ج﴾

جھوٹ گناہ کبیرہ ہے۔ اگر جھوٹ بول کر قرآن اٹھا چکا ہے تو اس سے توبہ تائب ہو جائے اور صاحب حق کو اس کا حق ادا کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ: بد مطیب خفرتہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

زمین میں کسی کو داخل نہ ہونے سے متعلق یمین کا تعلق
اس زمین سے نہیں ہے جس کا قبضہ پہلے دیا جا چکا ہے

﴿س﴾

(۱) کیا وہ تین ایکڑ جبکہ تمہاری اراضی ہے جو پنواری حلقہ نے غیر کو دے کر اسے قبضہ دیا۔ اس کا تجھے حلف سے پہلے علم تھا۔ جواب ہاں۔

(۲) باقی اراضی جب تم کو مل گئی اس سے بعد حلف کے کوئی قبضہ دیا یا نہ۔ جواب نہیں۔

تستہ: متعلق چند امدادوں۔ ولایت حسین نے حلف اٹھایا کہ میں اپنی سب سے اراضی میں کسی کو داخل نہ ہونے کا حلف کر چکا ہوں۔ مگر قبل حلف کچھ اس اراضی سے پنواری نے غیر کو قبضہ دیا اور بعد حلف کے ولایت کی جو اراضی تھی اس میں کسی کو داخل نہیں ہونے دیا اور نہ کوئی داخل ہوا۔ ولایت اپنے حلف طلاق معلقہ کا حائل ہو گیا یا نہ۔

﴿ج﴾

جو تین مہم الصواب ولایت حسین کا حلف اٹھانا کہ میں اپنی سابقہ مقبوضہ مملوکہ اراضی میں کسی کو داخل نہیں ہونے کا حلف کر چکا ہوں۔ تو صحیح ہے لیکن وہ تین ایکڑ جس پر پہلے سے دوسرے شخص کو قبضہ دیا جا چکا تھا اور وہ اس میں داخل ہو چکا تھا وہ ظاہر ہے کہ اس کا محل یمین نہیں ہے۔ حلف کے وقت جو زمین قبضہ دلانے کی مستحق ہے اور جس کا قبضہ دلانا محل نزاع ہے اس سے حلف کا تعلق ہوگا اور حسب بیان سائل اسے بعد از حلف اس کی زمین کا کوئی بھی حصہ دوسرے کے پاس نہیں گیا۔ بلکہ پیش پر پنواری نے ہی وہ زمین دلائی۔ تو حلف میں ولایت حسین کے حائل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا صورت مسئلہ میں ولایت حسین حائل نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اپنا مال بیوی کو ہبہ کر کے روزوں سے کفارہ ادا کرنا، کسی کو کفارات ادا کرنے کے لیے رقم دے کر وکیل بنانا جائز ہے، کیا مسکین کی تعریف مدرسہ کے طلباء پر صادق آتی ہے

﴿س﴾

(۱) زید کے ذمہ چند کفارات یمین ہیں۔ وہ اپنے کل مال سے بقدر کفارف رکھ کر باقی کل مال جو فوق الکفاف ہے وہ اپنی بیوی کو ہبہ کر دیتا ہے۔ پھر روزوں سے کفارہ ادا کر لیتا ہے۔ بعد میں سو ہو یا سو بیوی کی رضا و نالیتا ہے۔ تو کیا اس طرح کفارات ادا ہو جائیں گے یا نہیں۔

(۲) زید کے ذمہ چند کفارات یمین ہیں اور وہ کسی عالم یا فقیہ کو کچھ رقم دے دیتا ہے کہ اس سے میری طرف سے مسکینوں کو کھانا کفارات کو ادا کر دیں یا یوں بتاتا ہے کہ میں نے آپ کی طرف سے مسکین کو کھانا کفارات کو ادا کر دیا ہے تو کیا اس وکیل سے کفارات ادا ہو جائیں گے۔

(۳) وہ مسکین جن کی فقہاء تعریف کرتے ہیں کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو آیا یہ تعریف آج کل کے عربی مدارس کے طلباء پر صادق آتی ہے۔

﴿ج﴾

(۱) یہ حیلہ ایک دنیاویہ کی خاطر عمل میں لایا جا رہا ہے ہم اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتے۔ کسی مولوی نے محض مال کو بچانے کے لیے ایجاد کر لیا ہے۔

(۲) یہ توکیل بالکل جائز ہے جب بھی وکیل کھلا دے موکل کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

(۳) اس لاشیٰ لہ توفیق کی تعریف ہے۔ اگرچہ بعض محشیوں نے بالعکس لکھا ہے جیسا کہ ہدایہ کے حاشیے پر لکھا ہے۔ بہر حال طالب علم اس کا معصوف ہے۔

عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱

جس شخص نے دو مرتبہ قسم توڑی تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کے سامنے قرآن مجید اٹھا کر عہد کیا کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا۔ مگر زید نے اس قسم کو دو دفعہ توڑ دیا۔ زید کے ذمہ اس کا کوئی کفارہ وغیرہ ہو تو تحریر فرمادیں۔
نوٹ: زید نے دو دفعہ قسم کو توڑا ہے۔ کفارہ ایک دفعہ ادا کرنا پڑے گا یا دو دفعہ۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کفارہ قسم توڑنے کا یہ ہے کہ دس غریب آدمیوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دے۔ اگر اتنا مقدور نہ ہو تو تین روزے لگا کر رکھے۔

قال فی الدرالمختار ص ۱۳۷ ح ۳ قال العینی وعدی ان المصحف یمین۔ فی ردالمحتار وعندی لو حلف بالمصحف او وضع یدہ علیہ وقال وحق هذا فهو یمین ولا سیما فی هذا الزمان الذی کثرت فیہ الایمان الفاجرة وروغة العوام فی الحلف بالمصحف اه۔ وقرہ فی الہر وفي الہدایة ص ۴۶۱ ج ۲ کفارة الیمین عنق رقبة یجزی فیہا ما یجزی فی الظہار وان شاء کما عشرة مساکین کل واحد ثوبا فما زاد وادناه ما یجوز فیہ الصلوة وان شاء اطعم عشرة مساکین کما لا طعام فی کفارة الظہار فان لم یقدر علی احد الاشیاء صام ثلثة ایام متتابعات۔ زید کو کفارہ ایک دفعہ داکرنا پڑے گا۔ کما فی الہدایة ص ۴۸۶ وان حلف یفعلن کذا ففعله مرة واحدة بر فی یمینہ۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الفقہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

”اگر میں تیرے ساتھ کاروبار کروں تو میں اپنے باپ کا نہیں“ کیا ان الفاظ سے قسم ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو دوست مل کر کاروبار کرتے ہیں کسی بات پر ان کا آپس میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک فرد جذبات میں آ کر کہتا ہے کہ اگر اب میں تیرے ساتھ کاروبار کروں تو میں اپنے باپ کا نہیں۔ ان الفاظ کے ادا کرنے سے قسم ہو جاتی ہے یا یہ الفاظ لغو جاتے ہیں۔ بینوا تو جروا

محمد صدیق ملک

﴿ج﴾

یہ الفاظ لغو ہیں اور ان سے یمین یعنی قسم منعقد نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

قرآن کریم پر حلفیہ معاہدہ کرنے والوں کا عدالت میں انکار کرنے سے قسم ٹوٹ گئی یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں دو پارٹیاں ہیں کسی عہدہ کے لیے ایک پارٹی کثرت سے کامیاب ہو گئی (اور بطور معاہدہ کے قرآن مجید کو ضامن لائی)۔

دوسری پارٹی نے عدالت میں سوال اٹھایا کہ اس پارٹی نے قرآن مجید کو ضامن لے کر اور باہمی قسمیں کھا کر اور اس عہدہ کو بلحاظ تقسیم کر کے کثرت رائے حاصل کی ہے۔ لہذا یہ خلاف قانون ہے۔ عدالت کے سامنے برسر اقتدار پارٹی (کامیاب پارٹی) کے تمام ممبران نے بیک آواز حلفیہ بیان یا حلفیہ تحریر دی کہ ہمارا کسی قسم کا کوئی وعدہ یا قسم یا ضمانت قرآن مجید بالکل نہیں ہوئی۔

عدالت نے اس بیان یا تحریر کو معتبر اور صحیح تسلیم کرتے ہوئے مخالف پارٹی کے دعویٰ کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد برسر اقتدار پارٹی میں پھوٹ پڑ گئی۔ اب وہ برسر اقتدار فرد کو کرسی اقتدار چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حسب وعدہ و قسم ضمانت قرآن مجید وغیرہ وغیرہ عہدہ ہمارے لیے چھوڑ دو اور وہ شخص عہدہ چھوڑنے کو قطعاً تیار نہیں ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو معاہدہ عدالت میں حاضر ہونے سے پہلے ہوا تھا کیا عدالت کے روبرو حلفیہ بیان یا حلفیہ تحریر کے بعد (جبکہ عدالت نے اس بیان یا تحریر کو درست تسلیم کرتے ہوئے فریق مخالف کا دعویٰ خارج کر دیا ہو) کیا اس وعدہ کو پورا کرنا زید کے ذمہ شرعاً ضروری ہے یا زید کی پارٹی کا زید کو مجبور کرنا شرعاً اور قانوناً جرم ہے۔ حکم شرعی سے مطلع فرمادیں۔

محمد اسلم غلام منڈی پورے والا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر فی الواقع پہلے ان کا حلفیہ وعدہ آپس میں دوبارہ مدت عہدہ داری ہو چکا ہو تو روبرو عدالت کے انکار کرنے سے وہ سابقہ وعدہ حلفیہ ختم نہیں ہو جاتا ہے۔ وہ حلفیہ وعدہ بدستور باقی رہے گا اور اس کا ایفاء بشرطیکہ اس میں کوئی شرعی قیاحت موجود نہیں ضروری ہوگا اور اگر وعدہ سابقہ کے ایفاء میں کوئی واضح شرعی قیاحت موجود ہے تو ایسی صورت میں حلفیہ وعدہ توڑنے اور حلف توڑنے کا کفارہ ادا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ صفر ۱۳۸۷ھ

کیا حلف بالقرآن یمن ہے یا نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے حلف بدین صورت کی کہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ فلاں شخص سے لڑکی کا نکاح نہ کروں گا۔ اگر کر دیا تو مجھ پر یہ حلف عائد ہوگا۔ یعنی قرآن سے بیزار ہوں گا۔ اب استفسار یہ ہے کہ حلف بالقرآن شرعاً عرفاً حلف ہے یا نہیں اگر حلف ہے تو بصورتِ حث کیا لازم آئے گا۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

اقول وبالله تعالی التوفیق۔ صورتِ مسئلہ میں قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر حلف کرنا کہ فلاں کو لڑکی کا نکاح نہ کر دوں گا۔ یہ بعرف زمانہ حاضرہ حلف ہے۔ اگر نکاح کر دے یا کر دیا ہے تو بصورتِ حث یعنی نکاح کر دینے سے کفارہ یمن لازم آئے گا۔ چنانچہ درمختار کتاب الایمان ص ۱۲ ج ۳ میں ہے۔ (قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً واما الحلف بکلام الله تعالی فیدور مع العرف وقال العینی وعندی ان المصحف یمین سیمای زماننا وعند الثلاثة المصحف والقرآن وکلام الله تعالی یمین. وقال الشامی فی شرح هذا) اما فی زماننا فیمین وبه نأخذ ونأمر ونعتقد وقال ابن مقاتل الرازی انه یمین وبه اخذ جمهور مشائخنا وایضاً فیہ (قوله قال العینی الخ عبارته وعندی لو حلف بالمصحف او وضع یدہ علیہ وقال وحق هذا فهو یمین ولا سیمای فی هذا الزمان الذی کثرت فیہ الایمان الفاجرة ورغبة العوام فی الحلف بالمصحف اه) وهکذا فی البحر الرائق۔ پس تحریر ہذا سے معلوم ہو گیا کہ جبلاء قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرتے ہیں کہ فلاں کام نہ کروں گا اور ارادہ میں حلف ہوتا ہے۔ پس اگر حاث ہو گیا یا ہوگا تو کفارہ یمن لازم آئے گا۔ یعنی دس مسکین کو دو وقت کھانا کھلانا پڑے گا۔ کما لا یخفی علی ماهر هذا الفن الشریف فقط واللہ تعالی اعلم وعلیہ اتم و قوی واحکم

ترجمہ ضعیف نقلاً عنہ
لجواب صحیح عبد العزیز بن علی
الجواب صحیح عبد الکریم عفی عنہ کلچچی
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳۸۵ھ

مدعی سے قسم لے کر جو فیصلہ دواوہ خلاف شرع ہے

﴿س﴾

اب مدعی اور مدعا علیہ ہیں۔ ان کا کیس عدالت میں زیرِ سماعت تھا۔ عدالت عالیہ نے مدعی الف سے قرآن

پاک کا حلف لینے کو کہا چنانچہ مدعی نے قرآن پاک کا ٹھکانا قبول کیا۔ اس کے بعد مدعی مفت اور مدعا علیہ کی رضامندی سے مدعی الف سے قرآن پاک کا حلف لیا اور فیصلہ مدعی کے حق میں ہو گیا۔ اس صورت میں مدعا علیہ اگلی عدالت میں اپیل کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔

بشیر احمد قیصرانی ٹیچر ہائی سکول دیواڈاک خاندیو تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

شرعاً مدعی پر قسم نہیں ہے۔ لہذا یہ فیصلہ شرعاً صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ فقط واللہ اعلم
نائب مفتی بندہ محمد اسحاق غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۴۰۰ھ

گواہوں کے بروقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے
اگر مدعا علیہ نے قسم اٹھائی تو دوبارہ گواہ گواہی دے سکتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں مسئلہ کہ زید نے عمر کو مبلغ صد روپیہ بطور قرض دیا گواہان کے سامنے لیکن اس سے رسید نہ لے سکا۔ چنانچہ بعد زید نے اپنے مقروض سے رقم کا مطالبہ کیا جسے وہ ناتواں رہا اور اس طرح کافی عرصہ گزر گیا۔ مقروض کی طرف سے سرائے انکار بھی نہ تھا اور اقرار بھی نہ تھا قرض نہ لے سکا۔ منہ اترتے ضوں پر مقروض نے انکار کیا اور ہمدردی کے ساتھ مدعی سے کبھی کوئی رقم قرض نہیں لی مدعی کے پاس اس وقت گواہ نہ ہو۔ تھے مقروض کے انکار سے تنگ آ کر کہا کہ اگر تم نے رقم نہیں لی تو قسم اٹھاؤ۔ مقروض نے بلا تامل قسم اٹھا دی۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ مقروض کے قسم اٹھانے کے بعد قرض خواہ پھر اس سے زر وئے شریعت مطالبہ کر سکتا ہے یا اپنے توبہ اپنے عہد پر پیش کر سکتا ہے۔ کیا مقروض کی قسم اٹھانے کے بعد اب قرض خواہ ان سے زر وئے شریعت کسی قسم کا مطالبہ نہ کرے۔ کیا مقروض قسم اٹھانے کے بعد بری اندم ہو گیا یا مدعی کو شواہد پیش کرنے کی زر وئے شریعت اجازت ہو سکتی ہے۔

﴿ج﴾

حلف اٹھانے سے مدعی علیہ اس وقت بری ہوتا ہے جب حلف قاضی یا ثالث (مقرر کردہ) کے سامنے ہو اور وہی مدعی کے مطالبہ پر اسے حلف دے کر اٹھوائے خود مدعی اور مدعی علیہ آپس میں بغیر قاضی یا ثالث کے اگر قسم لے دے کر فیصلہ کریں یہ قسم شرعاً معتبر نہیں۔ مدعی اب بھی دعویٰ کر سکتا ہے اور قاضی یا ثالث کے سامنے گواہوں سے ثابت کر سکتا ہے درمختار کتاب الدعوی ص ۵۳۸ ج ۵ میں ہے اصطلاحاً علی ان یحلف عند غیر قاض ویکون بریناً فهو باطل لان الیمین حق القاصی مع طلب الحکم ولا عرة بالیمین ولا سکول عند غیر القاصی۔
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

صرف قرآن کریم ہاتھ میں لینے سے یمن نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے عدالت میں قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کہا کہ مسامۃ وحید فطرہ کا نکاح مسکمی اللہ بخش سے نہیں ہے۔ اگر نکاح تھا۔ اگر حلف مذکور ایسا نہ کرتا تو میں پنج ہزار روپیہ بے گناہ ڈگری ہو جاتا۔ تو حلف مذکور نے ظلم کے خوف سے ایسا کیا تو آیا حلف گنہگار ہو گیا نہیں۔ جیسا کہ شرح وقایہ و بدایہ میں ہے۔ لا حلف بغير الله كالنسي والقرآن تو کیا ایسے حلف کا کفارہ ادا کرے یا نہ یا فقط توبہ استغفار کرے۔

﴿ج﴾

صرف قرآن مجید کو ہاتھ میں اٹھ کر کوئی کلمہ کہے اس سے حلف نہیں ہوتا۔ البتہ اگر وہ بات غلط ہو تو جھوٹ کا گناہ ہوگا۔ جس سے استغفار کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

قسم اٹھانے کی نیت سے وضو کرنے یا غسل کرنے سے یمن منع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ لڑکے نے رقعہ کسی لڑکی کے نام تحریر کر دیا۔ لڑکی کا والد وہ رقعہ لے کر لڑکے کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ یہ رقعہ تمہارے لڑکے نے تحریر کیا ہے۔ جس پر لڑکے کے والد نے لڑکے سے رقعہ تحریر کرنے کی نسبت تسلی کی۔ لڑکے نے بالکل اپنے والد صاحب کو مطمئن کر دیا کہ یہ رقعہ میں نے تحریر نہیں کیا۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ تم اپنے لڑکے کی صفائی میں قسم دو۔ چنانچہ لڑکے کے والد نے کہا ٹھیک اور وضو کرنا شروع کر دیا کہ میں قسم دوں گا۔ اس پر لڑکی کے والد نے کہا بس اب تم نے وضو کرنا شروع کر دیا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ تم نے کلام پاک کی قسم کھائی۔ بس اب قصہ ختم کرو۔ اس کے ۶ ماہ بعد اب کسی فقیر کی معرفت سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکے کے والد نے اور اس کے بھائی نے جھوٹی قسم کھائی تھی۔ جس کا وہ کفارہ ادا کریں تو اس کا کیا کفارہ ہے۔

ظفر دکاندار ملتان کچہری روز ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ قسم کے لیے وضو شروع کرنے سے یمن یعنی قسم منع نہیں ہوتی۔ لہذا صورت مسئلہ میں یمن منع نہیں ہوئی تو کفارہ کہاں سے۔ زم آئے گا۔ نیز اگر بالفرض قسم کو صحیح بھی سمجھا جائے تو بھی یہ یمن فعل ماضی یعنی

گزشتہ کام کے بارے میں ہے۔ جس میں مذمت کی صورت میں کفارہ لازم نہیں آتا۔ کما فی الہدایۃ ص ۴۵۸ ج ۲ ولا کفارة فیہا الا التوبۃ والاستغفار۔ الحاصل صورت مسئلہ میں کفارہ لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

مدعا علیہ کی قسم اٹھانے کے بعد اگر مدعی عدالت میں گواہ پیش کر دے

تو مجسٹریٹ کا فیصلہ درست ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید اور عمر کا آپس میں چند دنوں سے جھگڑا شروع ہے۔ عمر نے زید کو لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ اگر زید مسجد میں قرآن مجید اٹھ لے تو میں اس کو بری سمجھوں گا۔ پھر زید نے مسجد میں جا کر دوسرے وقت بھی موجود تھے دو دفعہ قرآن مجید سر پر اٹھالیا اور زبانی قسم بھی اٹھالی۔ عمر کو اعتبار آ گیا اس کے چند دن بعد عدالت میں زید کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ اب شرعاً اس کے لیے کیا سزا ہونی چاہیے۔

﴿ج﴾

اگر کسی ثالث کے سامنے مدعی علیہ کو مدعی قسم دلا دے اور وہ اس کے مطالبہ پر قسم اٹھالے تو اس کا دعویٰ خارج ہو جاتا ہے۔ اب اگر مجسٹریٹ کے پاس مدعی نے دوبارہ دعویٰ دائر کر دیا تو اگر اس نے دو گواہ عادل دیندار اپنے دعویٰ پر گزارے۔ تو مجسٹریٹ اس کے حق میں فیصلہ دے سکتا ہے۔ خواہ اس سے پہلے مدعی علیہ قسم بھی اٹھا چکا ہو۔ بصورت عدم جواباں مجسٹریٹ پہلے ثالث کے فیصلہ کی توثیق کر دے اور دوبارہ مدعی علیہ کو قسم نہ دلائے اور دعویٰ خارج کر دے اس کے لیے کوئی سزا مقرر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الثانیہ ۱۳۹۲ھ

کیا وقوعہ کی سچائی کے لیے مظلوم لوگوں کا کوئی رشتہ دار قسم اٹھا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ چند ملزمان نے ایک خطرناک پارٹی بنا کر اپنے حریفوں پر ناروا حملے شروع کر رکھے ہیں۔ جب مظلومین تھنہ جاتے ہیں تو وہاں سے برضا مندی ملزمان یہ طے حکم ہو جاتا ہے کہ مظلومین کے خاندان سے فداں آ دی مسجد میں داخل ہو کر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر یہ تصدیق کر دے کہ یہ وقوعہ سچا

ہے در قسم جبر چھینی گئی ہے ورنہ ملامت بے خط ہوں گے استدعا ہے۔ ایسی صورت میں بروئے شریعت محمدی کتاب و سنت کی روشنی میں درج ذیل سوالات کا جواب عطا فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

(۱) کیا حق کو ثابت کرنے کے لیے ایسی قسم اٹھائی جائے۔

(۲) ایسی قسم میں قسم اٹھانے والا یا قسم اٹھوانے والوں میں سے کون اللہ تعالیٰ کو جوابدہ اور عند اللہ ماخوذ ہوگا جبکہ

دو عہد سچے ہوں۔

(۳) بروئے شریعت محمدی ایسی قسم کا کیا جواز ہے۔

(۴) کیا آفیسر تھانہ متعلقہ جو ایسی قسم کی ترویج کر رہا ہے بھی عند اللہ ماخوذ ہوگا۔

(۵) کیا مسجد میں داخل کر کے قرآن اٹھوانا شرعی قسم ہے۔

(۶) اگر حق کو ثابت کرنے کے لیے ایسی قسم اٹھائی جائے تو شرعاً کوئی جرم ہے۔

(۷) اگر کوئی ایسی قسم اٹھانے والے پر پھبتی ہنسی اور بدنام کرنے کی یا الزام لگانے کی کوشش و پروپیگنڈہ کرے تو

ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے۔ بینو اتوجروا

العارض سائل سومرو حاجی محمد سکندہ گوڑوں تحصیل لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

حق کو ثابت کرنے کے لیے سچی قسم کھانا جائز ہے اور قسم اٹھانے والا اور اٹھوانے والا دونوں جبکہ حق پر ہوں نہ ہی

مجرم اور نہ ہی جوابدہ ہے سچی قسم کھانے والے پر ہنسی کرنا یا مذاق اڑانا گنہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

مفتی محمد عبداللہ حنفی مدظلہ

۲ رمضان ۱۳۹۶ھ

ب: ایک شخص دوسرے کو قسم کے الفاظ کی تلقین کرے لیکن وہ نہ دہرائے تو قسم نہیں ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو نابالغ آدمی آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے کہا تو حرام مزادہ ہے اور

دوسرے نے کہا تو حرام مزادہ ہے۔ اسی طرح رت رتے غصہ کی حالت میں ایک آدمی نے قسم اٹھائی اور قسم سہ طریقہ

سے اٹھائی تجھے کھانا کی قسم اتروح اصالة ووكالة وفضولاً فہی ثلثة تو حرام مزادہ ہے۔ اس طرح س نے قسم

اٹھائی ہے اور وہ اصالة ووكالة وفضولاً ان کے معنی بھی نہیں جانتا۔ فقط الفاظ اس نے یاد کیے ہوئے ہیں اور تھ

بھی غصہ کی حالت میں اس وقت معنی وغیرہ کی طرف خیال بھی نہ تھا اور نیز اس نے یہ سمجھا کہ اس طرح قسم نہیں ہوتی

کیونکہ میں دوسرے پر ڈال رہا ہوں نہ کہ اپنے اوپر کیونکہ تجھے کہا ہے مجھے نہیں کہا۔ اب فرمائیے کہ قسم ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو جاتی ہے تو کوئی ایسی صورت ہے جس سے اس کی شادی کر سکیں اگر نہیں تو یہ بتائیں کہ جنت میں بھی اسی

طرح محروم رہے گا یا نہیں۔ نیز ایک اور مسئلہ میں بھی واقف فرمائیں کہ ایک آدمی کو پندرہ سال ہو چکے ہیں لیکن اس کو

احتمال اور احوال چھ مہینے بعد میں شروع ہوا تو بتائیں کہ وہ بالغ پندرہ سال سے ہو جائے گا یا پندرہ سال چھ ماہ کے بعد

ہوگا۔ ان دونوں مسئلوں سے واقف فرمادیں۔

مقام ٹپپن معلم مدرسہ عربیہ دارالعلوم عید گاہ کبیر والا ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) الفاظ مذکورہ تجھے کھانا کی قسم اتروح اصالة ووكالة وفضولاً فہی ثلثة تو حرام مزادہ ہے سے بظاہر یہی

معلوم ہو رہا ہے کہ ان الفاظ کا کہنے والا خود قسم نہیں اٹھ رہا بلکہ دوسرے سے مقابل کو یہ خاص قسم اٹھوا رہا ہے اور اسے یہ

تمتین کر رہا ہے۔ آپ مجھے حرام مزادہ کہنے میں بعد نے ہو ورنہ اس خاص قسم کی قسم اٹھو تو پہلے شخص نے قسم محض اٹھوائی

سے اٹھائی نہیں اور دوسرے شخص نے یہ الفاظ بولے تک نہیں اور نہ قسم اٹھائی لہذا الفاظ مذکورہ غلط ہیں گئے۔

(۲) پندرہ سال کی عمر ہو جانے کے بعد بالغ شمار ہوگا یا اگرچہ کوئی مدت ظاہر نہ ہوئی ہو۔ ولی الفتویٰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

علامات بلوغت پہلے جواب میں باحوالہ لکھ دیے تھے دونوں جواب صحیح ہیں۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خدا کی قسم فلاں دو شخصوں کے پسندیدہ ایڈر کو ووٹ دوں گا نہ دینے کی صورت میں کفارہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے حلف اٹھائی کہ میں فلاں دو آدمیوں کے پسندیدہ

امیدوار کو ووٹ دوں گا۔ اگر وہ اس دن دونوں آدمیوں کے امیدوار کو ووٹ نہ دے تو کیا یہ حادث ہوگا یا نہیں اور اس پر

کیا کفارہ آئے گا۔

مفتی عبداللطیف

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ سوال عبداللطیف موصوف نے اس حلف سے کہ میں آپ کے پسند کے امیدوار کو ووٹ دوں گا یا

جس طرف مولوی عبدالحق جائیں گے میں بھیجوں گا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ حلف اٹھانا مولوی صاحب وغیرہ کے

تعاون کرنے کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ لہذا عبداللطیف صدارتی امیدوار کو ووٹ دینے میں انکی آدمیوں کے پسند کے تابع ہوں گے اور بصورت خلاف اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر اس کا یہ حلف ان کے تعاون کے ساتھ مشروط تھا تو پھر بصورت عدم تعاون ان کی پسند کے پابند نہیں ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۷ رجب ۱۳۸۴ھ

کسی مجرم کی صفائی کے لیے دوسرے شخص کا حلف اٹھانا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص چوری کرتا ہے اور پانچ دس آدمی کے روبرو قمر کرتا ہے کہ تھوڑی چوری کی ہے اور بہت نہیں کی اور مائوں نے تھانہ کے سپرد کیا تھا مگر تھانیدار صاحب نے چند روز دن تھانہ میں رکھ کر واپس گھر بھیج دیا تھا اور جس وقت گھر پہنچا تو مائوں نے کہا کہ آپ کی اور آدمی صفائی دیوے اب شرع کی رو سے دیکھ کر مسئلہ عنایت فرمائیں کہ اس آدمی کی قسم پر صفائی ہوگی یا نہ۔

اللہ بخش تحصیل میسی ضلع ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں شرعاً ایسے آدمی کی صفائی کوئی دوسرا شخص نہیں دے سکتا وہ خود اپنی صفائی پر قسم کھائے۔ کیونکہ
الینة للمدعی والیمین علی من انکر۔ مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے۔ واللہ اعلم
حکیم محمد درویش تعلیم القرآن میسی

ہوا المصوب

کسی مجرم کی صفائی میں کسی دوسرے شخص کا حلف اٹھانا شرعاً درست نہیں۔ ولا تزد وازرة وذر اخوی لایہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۷ محرم ۱۳۹۰ھ

جھوٹی قسم اٹھانے والے کا ساتھ دینا، تعاون کرنا گناہ کبیرہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر ایک شخص کسی مکان میں بطور چوکیدار بغیر کسی قسم کے کرایہ کے ۱۹۶۵ء سے رہ رہا ہو اور اس کے مکان خالی نہ کرنے پر عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ جانے کی صورت میں مدعیان

کی اس پیشکش کے جواب میں کہ اگر مدعا علیہ اس امر کا قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھا دے کہ وہ متنازعہ مکان میں ۱۹۴۷ء سے رہائش پذیر ہے تو مدعا علیہ کے خلاف مقدمہ مذکورہ خارج کر دیا جائے۔ اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے مدعا علیہ نے مذکورہ حلف اٹھا لیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مدعا علیہ نے جھوٹا حلف دیدہ دانستہ تھا کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔ تو اب اس کے جھوٹا حلف اٹھانے پر جو لوگ بہ حال میں اس کی حمایت پر تل چکے ہوں ان لوگوں کے بارے میں قرآن و سنت کے فیصلہ سے آگاہ فرمادیں۔ بینوا تو جروا

مستری احمد میاں صاحب معرفت محمد عاشق صاحب مدرس گورنمنٹ ہڈل سکول

﴿ج﴾

جھوٹا حلف اٹھانے والا گناہ کبیرہ کا مرکب اور سخت گنہگار ہے اور اس کی حمایت کرنا قرآن مجید کی آیت ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کی صریح خلاف ورزی اور مخالفت ہے۔ لہذا اس شخص کی اس سلسلہ میں امداد کرنا یا حمایت کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ

جس امام نے جھوٹی قسم اٹھائی ہو سچی توبہ کے بعد اس کی امامت درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عالم امام مسجد میں رات کو ایک شخص کے خلاف پروگرام بناتا ہے اور صبح کو جس وقت لوگوں کو اس پروگرام کا علم ہوتا ہے تو مولانا سے دریافت کیا جاتا ہے تو مولانا قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر صاف انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اس شخص سے معاملہ کرتا ہوں جس نے آپ کو اطلاع دی ہے۔ تو چند لوگوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مولانا نے یہ پروگرام ہمارے ساتھ کیا تھا۔ تو اب برائے کرم یہ بتائیں کہ اس امام کے پیچھے نماز ٹھیک ہے یا نہیں اور نیز مسجد کی امامت بھی کرا سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بشرط صحت و فدا اس طرح جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ امام صاحب کو توبہ کرنا چاہیے پھر اس کی امامت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم افتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ذوالحجہ ۱۳۸۷ھ

اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو خدا مجھے کفر پر موت دے کیا ان الفاظ سے قسم ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ زید اور بکر کی کسی بات پر ترش کلامی ہوئی زید نے بکر کو کہا تیرے متعلق چھو کرے بازی کا شبہ ہے۔ اسی پر بکر نے خود قرآن مجید ہاتھ میں لے کر یہی الفاظ کہے میں نے اپنی زندگی میں ایسا فعل نہیں کیا اگر میں نے ایسا فعل کیا ہو تو خدا مجھے کفر پر موت دے۔ ورنہ زید کو خدا کفر پر موت دے۔

اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ ان الفاظ کی ادائیگی سے قسم ہو گئی اور اس قسم کی قسم کا پہلے بھی کہیں ثبوت ملتا ہے یا بدعت ہے۔ اگر بدعت ہے تو اس کے لیے یعنی بکر کے لیے کیا سزا ہے۔ ایسے آدمی کے چھپے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اگر یہ قسم اسی طرح کی ثابت اور صحیح ہے تو زید کے متعلق کیا سزا یا کفارہ ہے جبکہ قسم کو تسلیم کرنے سے بھی اس پر کفر عائد ہوتا ہے اور تسلیم نہ کرے تب بھی کافر ہے۔

سائل غلام قادر محمد قدیر آباد ملتان

﴿ج﴾

فی الهدایۃ ان فعلت کذا فهو یهودی او نصرانی او کافر یکون یمینا۔ لانه لما جعل الشرط علما علی الکفر فقد اعتقده واجب الامتناع وقد امکن القول بوجوبه لغيره بجعله یمینا کما نقول فی تحریم الحلال ولو قال ذلک لشی قد فعله فهو الغموس ولا یکفر اعتبارا بالمستقبل وقیل یکفر لانه تجیز معنی کما اذا قال هو یهودی والصحیح انه لا یکفر فیہما ان کان یعلم انه یمین فان کان عنده انه یکفر بالحلف یکفر فیہما لانه رضی بالکفر حیث اقدم علی الفعل (ہدایہ ص ۳۶۱ ج ۲)۔ وفی الحاشیۃ ولو قال ذلک الخ یعنی لو حلف بهذا اللفظ علی امر ماض فان کان عنده انه صادق فلا شیء علیہ وان کان یعلم انه کاذب فهو المغموس ع) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں یمین (قسم) ہو چکی ہے۔ اب اگر بکر اپنے قول میں سچا ہے تو اس پر یمین کی وجہ سے کوئی کفارہ نہیں ہے اور اگر جھوٹا ہے تو یمین غموس ہے۔ جس میں کفارہ تو واجب نہیں لیکن یہ شخص سخت گنہگار ہوگا۔ لقولہ علیہ السلام من حلف کاذبا ادخلہ اللہ النار (الحديث) ولا کفارة فیہا الا التوبۃ والاستغفار۔ لہذا اس شخص پر توبہ واستغفار لازم ہوگا۔ باقی ان الفاظ سے تو مجھے خدا کفر پر موت دے الخ یہ کفر کا حکم لگایا جاسکتا ہے یا نہیں تو اس میں صاحب ہدایہ کی تحقیق کے مطابق تفصیل ہے۔ اگر ان الفاظ سے اس شخص کا ارادہ صرف یمین (قسم) کو مغلطہ کرنا ہے اور ان الفاظ کو صرف قسم کے ارادہ سے استعمال کیا ہے تو پھر تو کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا لیکن اگر اس شخص نے یہ جانتے

ہوئے کہ اس قسم کے الفاظ کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یہ الفاظ کہے ہوں تو پھر بنا برضا مندی کفر اس پر کفر کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ فان کان عنده انه یکفر بالحلف یکفر فیہا لانه رضی بالکفر حیث اقدم علی الفعل (ہدایہ ص ۳۶۱ ج ۲)

بہر حال کفر کے حکم میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے لیکن یہ الفاظ بہت عین قسم کے ہیں۔ اس شخص کو توبہ واجب ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۱ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر قسم اٹھانا درست ہے

﴿س﴾

زید نے بکر سے کسی معاملہ میں قرآن شریف اٹھوا کر قسم لے لی لیکن زید بعد میں اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ کیا زید یا بکر کے ذمے کوئی گناہ ہے۔ اگر ہے تو کس کے ذمہ ہے۔ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ بیان کریں۔

﴿ج﴾

قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم اٹھانا جائز ہے اور ایسے بھی قسم اٹھانا درست ہے۔ کما قال فی الدر المختار علی هامش رد المختار ص ۱۲ ج ۳ (لا) یقسم (بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ) قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا۔ لیکن اسے قرآن اٹھانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

اگر زید بکر کی قسم اور قرآن لینے کا اعتبار نہ کرے بوجہ اس کے کہ بکر کو جھوٹا آدمی سمجھے اور اس پر اعتماد نہ کرے تو اس میں زید کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر اس پر اعتبار نہ کرنے کا کوئی فتا موجود ہو باقی کفارہ گناہ وغیرہ کے متعلق واقعہ کی تفصیل کے بعد حکم بتایا جاسکے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ صفر ۱۳۸۸ھ

اگر متعدد باتوں سے متعلق قسم کھائی ہو اور ایک کا کفارہ دے دیا تو دوبارہ ضرورت نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو حقیقی بھائیوں اللہ یوایا اور گلو کا کسی رشتہ کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ عرصہ تقریباً تیس سال گزر گئے ہیں اللہ یوایا نے قرآن سر پر رکھا اللہ یوایا خود کہتا ہے کہ مجھ کو قرآن اُس وقت نہیں دیا گیا تھا اللہ یوایا نے کہا کہ گلو کے ساتھ اور اُن کے لڑکے اور پوتوں تک رشتہ نہیں کروں گا اور ان کی خوشی اور غمی میں شریک نہیں ہوں گا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد گلو کا لڑکا فوت ہو گیا اور کسی عالم نے کہا کہ کفارہ دے کر ان کی غمی میں شریک ہو جا تو اب گلو بھی فوت ہو چکا ہے اللہ یوایا گلو کے لڑکے کے ساتھ رشتہ کرنا چاہتا ہے۔ آیا شرعاً یہ رشتہ جائز ہوگا یا نہیں اور پہلا کفارہ کافی ہے یا پھر کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

مولوی محمد حسن مدرسہ نصرت العلوم دیوالہ تحصیل بکری ضلع میانوالی

﴿ج﴾

اللہ یوایا نے اگر گلو کے لڑکے کی تجنیف و تکفین وغیرہ میں شرکت کے بعد کفارہ ادا کر لیا ہے تو اب دوبارہ کفارہ واجب نہیں۔ صورت مسئلہ میں یہ رشتہ کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ

جھوٹی قسم کے ذریعہ غصب کرنا ہرگز جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائل ایک غریب اور عیالدار آدمی ہے۔ مالکان کی حسب رضامندی رقبہ کاشت کرتا اور ادائیگی مطالبہ کر کے حق محصول حوالہ مالکان کر رہا تھا جس کو عرصہ آٹھ سال ہو چکا ہے۔ ایک سال کا عرصہ ہوا کچھ رقبہ مالکان نے بحق سائل جمع کرایا اور باقی رقبہ زرعی املاعات ہو گیا۔ اب ایک اجنبی نے جو شرعی امور سے بالکل بے بہرہ ہے اور اسلام سے بالکل نا آشنا ہے محکمہ مال میں ناجائز درخواست دی ہے کہ وہ اس رقبہ کا ابتدائی مزارع ہے۔ حالانکہ اس کی یہ سراسر دروغ گوئی اور ڈاکہ زنی ہے۔ اس سلسلے میں اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے۔ تو کیا اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق غصب کر لے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

منشی رسول بخش نمبر دار ضلع شاہ پور ڈاک خانہ احسان پور تحصیل ضلع رحیم یار خان

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کا جھوٹی قسم کھا کر کسی کے حق کو غصب کرنا جائز نہیں ہے اور اس سے وہ اس زمین کا

مالک نہیں بنے گا۔ لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اپنا قبضہ اس زمین سے اٹھا دے اور مالک کو وہ زمین حوالہ کر دے اور جھوٹی قسم کھانے کی بنا پر توبہ واستغفار کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

بے گناہ شخص کا مسجد میں کلمہ پڑھ کر اپنی صفائی پیش کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند لوگوں نے ایک اہل علم معزز آدمی پر بدگمانی کا خیال کیا۔ فی الحقیقت وہ اس چیز سے صاف تھا۔ آیا اگر محلہ کے چند آدمیوں کی بدگمانی دور کرنے کے لیے اس نے مسجد میں بیٹھ کر کلمہ پڑھ کر اپنی صفائی پیش کی ہو تو شرعاً اس بات پر کوئی گناہ تو نہیں ہے۔ جبکہ وہ اس فعل بدگمانی سے بے قصور ہو ان کی بدظنی دور کرنے کے لیے اگر ایسا کیا تو شرعاً کوئی ممانعت تو نہیں۔ وضاحت فرمادیں۔

غلام مصطفیٰ رحمانی مقیم ملتان

﴿ج﴾

بے قصور و بے گناہ آدمی اگر اپنے سے بدگمانی دور کرنے کے لیے مسجد میں کلمہ پڑھ کر اپنی صفائی پیش کرے تو شرعاً اس بات پر کوئی جرم و گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب دو آدمیوں نے کسی معاملہ کے متعلق قسم کھائی ہو تو جو خلاف کرے گا کفارہ واجب ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھا اور ہندہ نے بھی۔ دونوں نے قسم کھائی زید نے کہا کہ میں قرآن مجید کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ شادی کروں گا اور ہندہ نے بھی قرآن کی قسم کھائی کہ میں تیرے ساتھ شادی کروں گی۔ اب زید نے کہا اگر تو نے میرے ساتھ شادی نہ کی تو میں تجھے اغوا کر جاؤں گا۔ ہندہ نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تیرے ساتھ ہوں۔ اب اگر وہ اس کے خلاف چلنا چاہیں تو کس طرح کریں۔ اب جو زید اور ہندہ نے قرآن مجید کی قسم کھائی ہے کیا وہ قسم ہوگی یا نہ ہوگی۔ تاکہ ہمارا اشکال ختم ہو جائے۔

قرالہی خان شہر سلطان تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

حلف یعنی قسم درست ہے۔ ایفاء قسم ضروری ہے۔ اگر اس کے خلاف کرے گا تو کفارہ یحییٰ واجب ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ رمضان ۱۳۹۹ھ

نابالغ نے اگر کلمہ کی قسم اٹھائی ہو تو بلوغ کے بعد وہ کام کرنے سے حائث نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ زید نے عمر کو کسی معاملہ پر کلمہ طلاق والی قسم اٹھوائی ہے۔ اس حال میں اس وقت عمر کو جو قسم اٹھانے والا ہے اس کی تعریف کا پتہ بھی نہیں تھا اور عنوان بھی ایسا تھا کہ اس میں لفظ طلاق موجود نہیں تھا مثلاً زید نے عمر کو کہا کہ اگر فلاں معاملہ کو تو نے ظاہر کیا تو تجھے کلمہ کی قسم ہے تو عمر نے اس بات کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں نے فلاں معاملہ کو ظاہر کیا تو مجھے کلمہ کی قسم ہوگئی لیکن لفظ طلاق زبان پر نہ زید نے لایا ہے اور نہ عمر نے لایا ہے۔ نیز عمر کو یہ بھی ڈر تھا کہ اگر میں نے قسم نہ اٹھائی تو مجھے مارے گا اور عمر اس وقت تھا بھی نابالغ۔ کیا طلاق واقع ہو جائے گی یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جبکہ نابالغی میں عمر نے کلمہ کی قسم اٹھائی ہے۔ تو اس کے توڑنے سے اور حث سے عمر کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ نابالغی میں لڑکے کی طلاق تجیز اور معلق دونوں لغو ہیں۔ جس کا شرعاً اعتبار نہیں۔ علاوہ اس کے جبکہ عمر کو اس کی تعریف و معنی بھی معلوم نہیں تھا تو اس وجہ سے بھی عمر کی اس قسم کا اعتبار نہیں ہوگا اور بلاشبہ مذکورہ قسم اٹھانے سے اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی بھی جائز کام کے لیے حلف و فاداری جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر دو مسلمان کسی جائز کام میں تعاون و اتحاد کے لیے ایک دوسرے سے خدا و رسول کے نام پر اور کتاب اللہ پر ہاتھ رکھ کر حلف و فاداری اٹھوانا چاہیں تو جائز ہے کہ نہیں۔ حالانکہ کتب صالحین کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بصورت مذکورہ کے قسم کھانا صحیح نہیں۔

عبدالسلام

﴿ج﴾

کسی بھی جائز کام پر تعاون و اتحاد کی غرض سے خدا کی قسم اور کتاب اللہ کی قسم کے الفاظ سے حلف و فاداری دلوانا جائز ہے لیکن خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم (حلف) نہیں ہوتی۔ جیسے رسول اللہ کی قسم، کعبہ کی قسم اس طرح قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ والیمین باللہ او باسم آخر من اسماء اللہ کما الرحمن الرحیم او بصفة من

صفاته التي يحلف بها عرفا كعزة الله وجلاله وكبريائه (ہدایہ ص ۳۵۹ ج ۲) ولا يحلف ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يميننا الخ وقال العيني وعندي ان المصحف يمين لا سيما في زماننا الخ (در مختار ص ۷۱۲ ج ۳) ومن حلف بغير الله لم يكن حائثا كالنبي والملئكة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافاق مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

کیا یتیم بچے کو دس دن کھانا کھلانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک یتیم بچہ بارہ سال عمر کا ہے اور اس کی خوراک عام بڑے آدمیوں جتنی ہے۔ تو اگر وہ شخص جس پر کفارہ یمین کا ادا کرنا ہے۔ اس بارہ برس کے یتیم بچہ کو پورے دس دن تک کھانا کھلاتا رہے۔ کفارہ یمین کی ادائیگی کی نیت سے تو اس کا کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں جبکہ اس بچہ کی خوراک پاؤ بھریا اس سے زائد ہو۔

المستفتی غلام محمد فیروز پوری محترم مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان شہر

﴿ج﴾

بلاشبہ کفارہ صورت مسئلہ میں ادا ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی قاسم العلوم ملتان

